ستارہ ہند

معروف

اردو انوار سہیلی

نام تاریخی

ضیائے حکمت

مع تصویرات

مطبع گلزار محمدی میرٹھ میں منشی محمد خلیل کے اہتمام
سے چھپی

ہشتم مرتبہ   قیمت فی جلد   ۱۰/

سبب تالیف کتاب

سبب تالیف اِس کتاب لاجواب کا یہ ہے کہ انوار سہیلی مین بعض بحث کے ایسے مضمون اور حکمت
کی وہ باتین کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہین جنسے انسان کی عقل کا بہت تیز اور صاف روشنی پاتا ہے
اور نور حکمت کا اسکے سا دمک دکھلاتا ہے کہ بُرائی کی ظلمت اُسکے جلو سے یک لخت مٹجاتی ہے
مگر جوکہ اب فارسی کا رواج کم ہوجانے سے زبان اُسکی سخت اور عبارت ایسی پیچیدہ خیال کیجاتی ہے
کہ اوسسے ہر ایک کو معنی کا سمجھنا دوبھر پڑگیا اِسی لئے اوسکے درس تدریس کا رواج کم
رہا ہے اسکے سوا بعض اہل زبان نے جو اردو مین اسکا ترجمہ کیا ہے وہ بھی اتفاقات سے
تحت لفظی رکھا ہے جسکے باعث عام کو مطلب کا سمجھنا دشوار ہوگیا ہے قطع نظر اِسکے
ذوق - مومن - غالب - آزردہ جو اُردو کے متاخرین اور مسلّم اوستادون مین سے
گزرے ہین اونکے وقت مین اُردوے معلّائے دہلی نے منجھکر فصاحت مین کمال درجہ کی ترقی
پائی ہے اسواسطے اہل مذاق کے نزدیک میر امّن دہلوی کے چار درویش کی زبان جسکو
لوگ بکثرت صرف زباندانی کے لحاظ سے پڑھتے ہین اکثر جگہہ متروک سمجھی گئی ہے اِس نظر سے ہیچمدان
محمد عمر علیخان تخلص وحشی رئیس ابن نواب محمد اسد علیخان صاحب بہادر مرحوم والئی ریاست
محمد گڈھ باسودہ شاگرد جناب غفران مآب حکیم مومن خان دہلوی نے اردو کی سلیس زبان
اور محاورہ مین اس کتاب کا ترجمہ کیا اور پہلے نام انوار سہیلی کی رعایت سے ستارہ ہند عرفیت کے
لحاظ سے اردو انوار سہیلی اور قاعدہ جمل کے حساب سے ضیاے حکمت رکھا کہ صفائی زبان
کے سبب خاص سے عام اور اہل علم سے اَن پڑھ تک سب اسکے مضامین نصیحت آمیز حکمت خیز کو
سمجھکر فائدہ کامل حاصل کرین اور با محاورہ روزمرہ ہونے کے باعث جو لوگ اُردو زبان سیکھنے
اور امتحان دینے کا شوق رکھتے ہون اپنے دلی مطلب پر آسانی کے ساتھ کامیاب ہون ایک پنتھ
دو کاج کی مثل صادق آئی ہم ثواب و ہم خرما کی اصطلاح مطابقت کہائے تعلیم عام جیسی زبان کی کہ عہد
جناب ملکہ کوئین وکٹوریہ شہنشاہ ہندوستان و انگلستان کی ترقی بڑھے امداد پائے اور
مجھسے گمنام کو نام اسی ذریعہ سے صفحہ روزگار پر یادگار رہجائے رباعی ممکن نہین یہ جو کہ

فانی باقی ٭ پیری نہ لڑکپن نہ جوانی باقی ٭ رہوینگے نہ ہم رئیس باقی ہرگز ٭ رہویگی فقط ایک کہانی باقی

شروع مطلب

نقل ہے کہ مملکت چین مین ایک بادشاہ تھا فرخ فال نام۔ اور اوسکا ایک وزیر تھا خجستہ رائے ایک دن بادشاہ اور وزیر پہاڑون کی طرف شکار کھیلنے گئے جب بادشاہ شکار سے فرصت پائی تو گرمی کی شدت بدرجہ غایت معلوم ہوئی بادشاہ سلامت نے وزیر کی صلاح سے پہاڑ کے کنارے ایک چشمہ پر آرام فرمایا وہان ایک درخت ایسا نظر آیا جسپر محال کا چھتہ لگا ہوا تھا چونکہ شاہ نے ناز و نعمت مین پرورش پانے کے سبب گیہون کا درخت بھی آنکھ کھولکر نہ دیکھا تھا اسلئے دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے وزیر نے دست بستہ عرض کی کہ جہان پناہ یہ جانور ہین نیشدار کم آزار فائدہ پہنچانے والے خلقت کے یعنی شہد انہین سے نکلتا ہے جسکو ایک زمانہ استعمال مین لاتا ہے انکے بادشاہ کا نام یعسوب ہے محال کی تمام مکھیان اسکی فرمانبردار رہتی ہین بہولونکے سوا کبھی گندگی پر نہین بیٹھتین بلکہ یہانتک نفرت ہے اگر دربان بدبو دریافت کرکے بادشاہ کو اطلاع دیتا ہے تو فورًا بادشاہ کے حکم کے بموجب اوسکے دو ٹکڑے کئے جاتے ہین جمشید بادشاہ نے انہین بے زبان جانورون سے طریق تخت نشینی اور چوکی پہرہ کا سیکھا ہے فرخ فال نے اس حال کے دیکھنے اور سننے سے بہت متعجب ہوکر پوچھا کہ یہ جانور باوجود نیش رکھنے کے آپسمین ایذا کیون نہین پہنچاتے اور خلاف اسکے انسان کس لئے درپے آزار اور دکھ دینے ایک دوسرے کے رہتا ہے وزیر نے عرض کی کہ یہ جانور ایک طبیعت پر واقع ہوتے ہین اور آدمیون کی طبیعتین مختلف ہین اسی لئے ہر شخص کا مشرب جدا ہے مذہب علیحدہ ہے بادشاہ نے فرمایا اختلاف طبائع مین یہ مصلحت ہے کہ تنہائی اختیار کرے اور صحبت سے بھاگے جیسے حکیمون نے خلقت سے نفرت کرکے کنج غار اختیار کیا ہے وزیر نے جواب دیا کہ بزرگون نے صحبت کو خلوت پر فضیلت دی ہے جب آدمی کو رفیق شفیق ملجاتا ہے تو خلوت اوسکو پسند نہین ہوتی کیونکہ دنیا عالم اسباب ہے قدرت الہی نے ہر آدمی کو دوسرے کا محتاج رکھا ہے اسواسطے انسان کو مدنی بالطبع کہتے ہین یعنی خالی اجتماع اور تمدن سے مراد مددگار دنیا ہے۔ پس بقائے شخصی اور نوعی بغیر مدد دوسرون کے غیر ممکن ہے۔

مثلاً کپڑا اور کہانا آدمی کو ضروری ہے اور یہ بغیر کہیتی کرنے کے حاصل نہین ہوتا اور کہیتی کے لئے
ہل کا ہونا چاہئے ہل کے واسطے بڑہئی اور لوہار درکار ہے اسیطرح اسباب غیر متناسبہ کو قیاس کرنا چاہئے
کہ اگر ایک آدمی اپنی تمام عمر صرف کرے تب ممکن ہے کہ ایک ہی کام کا انجام دیسکے چہ جائیکہ امور غیر
متناہی پس اسکے لئے اجتماع کا ہونا ضروری ہے اور یہ خلاف خلوت کے ہے بادشاہ نے فرمایا
کہ اے وزیر جو کچھ تو نے بیان کیا حکمت کا خلاصہ ہے لیکن جب آدمی دوسرے کا محتاج ہوا تو باعث
اختلاف مشرب کے باہم نزاع ہوگی اور اسوجہ سے کہ بعض جسم زور مین قوی ہین بعض مال مین زیادہ ہین
تو جو غالب آئین گے اونکو اس امر کا داعیہ ہوگا کہ مغلوبون اور زیردستون کو اپنا خادم بنائین
اور حریص ضعیفون کو اسباب کی طمع ہوگی کہ یہ مال کسی حیلہ و مکر سے اپنے قبضہ مین لائین اور آخر یہ
صورتین فساد اور لڑائی کا سبب ہونگی وزیر نے عرض کی کہ اسکے دفع کرنیکے لئے تدبیر سیاست
مدن مقرر ہوئی ہے تاکہ ایک دوسرے کا حق نہ چہینے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے کیونکہ مدار
تدبیر سیاست کا عدالت کے قاعدہ پر ہے اور اسی کا نام انصاف ہے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کہانسے
اور کس طرح سے معلوم ہوا۔ وزیر نے بیان کیا کہ اسکا مقرر کرنیوالا اللہ کیطرف سے خلق کیجانب شخص
کامل مکمل ہے جسکو حکیم **ناموس اکبر** اور علماء دین رسول و نبی کہتے ہین اور اسکی امر و نواہی سے
دنیا و آخرت کی بہلائیونکا انتظام ہوتا ہے بعد انتقال اس شخص کے ایسے حاکم کا ہونا ضرور ہے کہ جو
امر و نہی پیغمبر کی جس سے شریعت مراد ہے حفاظت کرے **فرخ فال** نے یہ سنکر وزیر سے دریافت
کیا کہ حاکم کو کیا کیا صفتین چاہئین اور ضبط ملک کا کسطرح ہو خجستہ رائے نے جواب دیا کہ قاعدہ مناسب
جانتا ہو عدالت کی باریکیون پر نظر رکہتا ہو۔ ارکان سلطنت کی طبیعتون کی کیفیت سے واقف ہو
کہ کسکو کتنی لیاقت ہے اور کون قابل سرفرازی اور ممتازی کے ہے اسلئے کہ خیرخواہ آدمی بہت
کم ہوتے ہین جو اپنے مالک کے دین و دنیا کی بہلائی چاہین کیونکہ طمع اور حرص ہر شخص کے
دامنگیر ہے اسواسطے وہ اپنی بہلائی دوسرون کی برائی چاہتا ہے اور اپنی منفعت حاصل کرنے کو
سیکڑون طرح کے حیلے اور جال بناتا ہے۔ اگر بادشاہ کے مزاج مین احتیاط نہ ہوگی اور کامل تحقیقات
نہ کریگا تو یقین ہے کہ تہوڑے ہی دنون مین ملک کے اندر خرابیان اور مضرتین پیدا ہو جائینگی
جس بادشاہ نے کسی کو جہوٹ سے جدا کر لیا اور اپنے کاروبار کا مدار عقل اور حکمت پر رکہا ملک اسکا

آباد اور رعیت شاد رہے گی جسطرح رائے دابشلیم ہندی نے حکیم بیدپا کی نصیحتوں کو اپنا دستور العمل بنایا تھا جسکے سبب وہ جیتے جی عادل اور نیک نام مشہور ہوا اور بعد مرنے کے ابتک ذکر خیر اوسکا باقی ہے فرخ فال بولا اے وزیر مدت سے مجھے اس قصہ کے سننے کا شوق ہے اسلئے میری بڑی تمنا ہے کہ تو جلد اسکو بیان کرے جسکے نتائج سے مجکو فائدہ پہنچے اور تو حق نمک سے ادا ہو وے

آغاز داستان

خجستہ رائے نے بیان کیا کہ مملکت ہندوستان میں رائے دابشلیم ایک بڑا بادشاہ تہا با وجود جاہ و جلال کے ہر روز خود بہ نفس نفیس عدالت کے مقدمات کا فیصل کرتا اور ہر معاملہ میں غور اور خوض کے ساتھ حق کو باطل سے جدا کر دیتا اور ہمیشہ فرصت کیوقت حکمت کی باتیں سنکر اوسپر عمل کرتا رہتا ایکدن فضیلت اور بزرگی سخاوت و بخشش کی سنکر خزانہ کا دروازہ غریبا اور محتاج لوگوں پر کہولا اور حقدار و ن امیدوار و ن ارباب احتیاج کو اونکے خواہش کیموافق خیرات دی اوسی رات کو خواب میں دیکہا کہ ایک بزرگ نورانی صورت فرماتے ہیں کہ آج تو نے جو راہ خدا میں خزانہ اپنا خالی کیا تو خداوند تعالی تجسے بہت خوش ہوا صبح ہی مشرق کی طرف جا اوسکے عوض میں وہان تجہکو بیقیاس خزانہ ملیگا جب آنکھ کہلی تو بادشاہ اس خواب سے نہایت بشاش ہوا اور صبح ہی اُسطرف کو چلا تہوڑی دور جاکر دیکہا کہ غار کے دروازے پر ایک بزرگ منتظر ہیں پاس پہنچتے ہی بادشاہ سے کہنے لگے کہ تشریف لائیے اور امانت لیجائیے ہرچند کہ یہ حقیر تحفہ قابل قبول نہیں لیکن مال موروثی ہے منظور فرمائیے بموجب اسکے کہ مصرعہ بے عیب ہے تو غیب سے ہو تیرے حوالے - بادشاہ نے خوشی سے قبول فرمایا اور بموافق نشاندہی اوس بزرگ کے کہدوایا بہت خزانہ پایا اور اوسمیں سے ایک مرصع صندوق برآمد ہوا جب اُسکو کہولا تو ایک پارچہ حریر پر بخط سریانی یہ لکہا ہوا نکلا کہ میں ہوشنگ بادشاہ ہوں مجکو بموجب الہام الہی کے معلوم ہوا تہا کہ یہ خزانہ دابشلیم کو ملیگا اسلئے یہ چودہ وصیتیں لکہکر اسمیں رکہدیں کہ وقت لینے خزانہ کے رائے اسکا مطالعہ کرے اور خوب سمجھ لے کہ روپیہ پیسہ پر فریفتہ ہونا عقلمندوں کا کام نہیں یہ دنیا نہ کسی کی ہوئی ہے نہ ہوگی نہ کسی کے ساتھ رہی نہ رہے گی لہو لعب یہ سب آرائش و زیب و تجمل جیتے جی کے ہیں مگر بعد مرنے خاک اوڑتی ہے ہزاروں میں سے یہی چاہیئے کہ

ان وصایا کو اپنا دستور العمل کرے تاکہ اوسکے قصر دولت کی بنو نہ ہٹے اور سلطنت کی جڑ مضبوط
رہے وہ چودہ وصیتین یہ ہین اوّل جس شخص کو بڑے عہدہ پر مامور کرے اپنا مصاحب بنائے
کسی کی برائی اوسکے حق مین نہ سنے کیونکہ لوگون کا قاعدہ ہے کہ جس کسی کو بادشاہ کا مقرب دیکہتے
ہین حسرت سے خیرخواہی کے پردہ مین اوسکے زوال دولت کی کوشش کرتے ہین تاکہ طبیعت
بادشاہ کی اوس سے پہر جائے اور وہ نظرون سے گرجائے اور یہ عہدہ ہمارے ہاتھ آئے
دوم چغل کو اپنی محفل مین نہ آنے دے بلکہ جس مین چغلی کی عادت دیکہے اوسکے ایسے
دانت کہٹے کرے کہ پہر چغلی پر اوسکا منہہ نہ کہلے سوم امیرون افسرون اور ارکان ریاست سے
یکجہتی و اتفاق کا طریقہ جاری رکہے کہ اونکی دوستی سے مشکل کام آسانی بنجاتے ہین اور پہوٹ سے
بنے کام بگڑجاتے ہین چہارم دشمن کی چاپلوسی پر کبھی خیال نہ کرے اور فریب نہ کہائے کیونکہ دشمن ہرگز دوست
نہ ہوگا پنجم جو مراد ہاتھ لگے اوسکو غفلت سے ضایع نہ کرے کہ پہر تدارک اوسکا محال ہے ششم کسی
کام مین جلدی نہ کرے ہفتم اگر دشمنون کا چارون طرف سے ہجوم دیکہے تو گہبراکر ہرگز سمند تدبیر
کی باگ ہاتہہ سے نہ چہوڑے ایک جانب کہ جسمین اپنا مضر ہو طرح دوستی کی نرمی اور ملائمت
کے ساتھ ڈالکر اپنا مطلب برار کرے ہشتم کینہ کشون سے بچے اونکی چکنی چپڑی باتون پر نہ
پہسل جائے نہم تہوڑے تہوڑے قصورون پر نوکرون چاکرون غلامون کو سخت سزا نہ دے
بلکہ درگذر کرے دہم کسی کو تکلیف اور ایذا نہ پہنچائے یازدہم جو کام کہ موافق اپنے حال کے نہ ہو
یعنی بساط سے باہر ہو اوسکو ہرگز نہ کرے جیسے کوا چلا تہا ہنس کی چال وہ اپنی بہی بہول گیا۔
دوازدہم حلم اور بردباری کو اختیار کرے چہچہورے پن کے پاس نہ پہٹکے سیزدہم نوکر
امانت معتمد رکھے راستی و خائن کو اپنی بارگاہ سے دور کرے ورنہ سینکڑون حق تلفیان ہون گی
اور ہزارون بیگناہ مارے جائینگے جنکا وبال حاکم کے سر ہوگا چہاردہم زمانے کے اوکہیڑ پچہاڑ اور
صدمون سے ملول نہ ہو دانا لوگ سینکڑون تکلیفین سہکر بھی اپنے ارادہ پر مستقل مزاج
رہتے ہین نادان اور کوڑ مغز ہمیشہ آرام کے جویا ہوتے ہین ــ غرض ہر ایک کے لئے اسمین سے خدا
پنہان ہین اگر بادشاہ کو انکی تفصیل دریافت کرنی منظور ہو تو سرندیپ کو جائے وہان

ساری کیفیت معلوم ہو جاوے گی ۔ بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ خزانہ سے مراد بھی
وہما یا نہیں اسکے شکریہ میں جسقدر خزانہ موجود تھا خیرات کر کے ثواب اسکا ہوشنگ بادشاہ کی
روح کو بخشا اور خود سرندیپ کا قصد کیا تاکہ اوسکی تفصیل دریافت کر کے دستور العمل بنائے
وزیروں نے یہ سنکر عرض کی کہ اس سفر میں اگرچہ احتمال فائدہ کا ہے مگر سفر صورت سقر کی رکھتا
ہے پس راحت کو محنت سے بدلنا اور نقد سے قرض مول لینا کام عقلمندوں کا نہیں ہے جو لوگ خانہ نشینی
کی قدر نہ جانکر سفر کی ذلت اختیار کرتے ہیں اون کا حال اُس کبوتر کے مانند ہوتا ہے جسنے
بیٹھے بٹھائے گھونسلا چھوڑکر سفر اختیار کیا تھا بادشاہ نے یہ تقریر سنکر دریافت کیا کہ قصہ اوس کا
کیونکر ہے وزیر نے عرض کی ۔
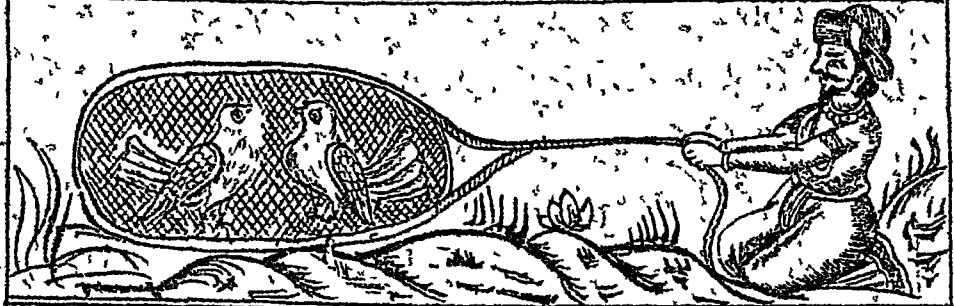
حکایت دو کبوتر ایک گھونسلے میں رہتے تھے جنمیں سے ایک کا نام نوازندہ اور دوسرے کا
بازندہ تھا ایک روز بازندہ کے سر میں سمایا کہ سفر کیجئے اور اپنے رفیق نوازندہ سے رخصت
چاہی نوازندہ نے منع کیا کہ سفر میں بڑے بڑے صدمے پہنچتے ہیں اور تو نے خبر سے ابھی تکلیف
سفر کی نہیں اوٹھائی نہ مسافرت کے صدمے جھیلے اسلئے تجھکو سفر نہ کرنا چاہئے ۔ مگر بازندہ کو
شوق سفر از بس تھا کب کسی کی سنتا تھا بولا کہ تنے ٹھیک اگرچہ سفر میں رنج ہے مگر سیر و شکار اور
تماشے کی کیفیت سفر کی مصیبت اور اذیت کو بہلا دیتی ہے پھر رفتہ رفتہ طبیعت کو سختی اور نرمی
کی عادت پڑ جاتی ہے نوازندہ نے جواب دیا کہ یہ کیفیت سفر کی دوستوں کے ہمراہ ہے نہ تنہا
اکیلا رونا اور ہنسنا دونوں اچھے نہیں اور دنیا میں کوئی تکلیف دوستوں کی جدائی سے بڑھکر
نہیں ہوتی خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ گوشہ اور توشہ دونوں موجود ہیں اسی پر قناعت کرنی
بہتر ہے سفر کا نام بھی لینا اچھا نہیں بازندہ نے کہا کہ دوستوں کی کیا عالم میں کمی ہے

بلکہ نئی صحبت مین ایک تازہ لذت حاصل ہوتی ہے امیدوار ہون کہ اس طول کلام سے معاف
رکھئے میری گستاخی سے دل صاف رکھئے ع ناصحا خوش رو بہر خدا ایک ایک نہ کر، یہ جنون
عشق کے انداز جانے کے ہین ٭ نوازندہ نے کہا کہ ہمارا کام سمجھانا تھا آگے تجکو اختیار ہے غرض
اس بحث کے بعد بازندہ نوازندہ سے رخصت ہوکر اوڑا اور شام کے قریب ایک سبزہ زار
مین بسیرا کیا۔ اتفاقاً سر منڈاتے ہی اولے پڑے کہ ناگاہ سخت ہوا کا چلنا بادل کا گرجنا
بجلی کا چمکنا اولون گرنا شروع ہوا بازندہ یہ حال دیکھکر بقولیکہ سنگ آمد و سخت آمد۔
کبھی پتون کے نیچے چھپتا تھا کبھی ڈالیون اور ٹہنیون کی آڑ لیتا تھا۔ اسی طرح جون تون
بہزار دشواری و خواری رات کاٹی خدا خدا کرکے صبح ہوئی پھر دم بھر اوڑا لیکن اس فکر مین
کہ اولٹا گھر کو جاؤن یا دو چار دن ادہر اودہر کی ہوا کہاؤن اسی کشمکش و پیچ مین تھا کہ ایک
شاہین نے آدبایا تب تو بیچارہ گھبرایا کہ اجل سر پر آپہونچی کیا کیجئے ناچار اپنے دل مین عہد
کیا کہ اگر اب کے اسکے پنجے سے بچون تو پھر عمر بھر سفر کا نام نہ لون اتفاقاً اسکی نیک نیتی سے
ایک عقاب نے شاہین پر حملہ کیا دونون باہم دست و گریبان ہوئے بازندہ نے فرصت
کو غنیمت جانکر ایک پتھر کی آڑ مین پناہ لی رات بھر خوف و ہراس مین بسر کی جب دن نکلا
اوڑا اور چوکنا دائین بائین آگے پیچھے دیکھتا چلا کہ راستہ مین ایک کبوتر ملا جسکے آگے دانے
غلے کے پڑے تھے جو بازندہ کئی دن کا بھوکا تھا بغیر احتیاط کے لازمہ دانائی کا ہے دانہ چننے
لگا ہنوز نگلنے نہ پایا تھا کہ اپنے آپ کو جال مین پھنسا ہوا دیکھا غصہ ہوکر کہنے لگا کہ اے بدبخت
باوجود ہمجنس ہونیکے تو نے مجکو اس جال کے حال سے آگاہ نہ کیا ورنہ مین کیون اس بلا مین
پڑتا کبوتر بولا او نادان خاموش قضا ہے کیا چارہ اب کچھ یہ بحث فائدہ نہین دیتی بازندہ
نے کہا خیر ع از دوست سود گر رسد و گر زیان رسد ۔ نکوست ہرچہ از طرف دوستان
رسد، ہوا سو ہوا اب کوئی حیلہ ایسا بتلا جس سے خلاصی ہو کبوتر نے کہا تو نہایت احمق ہے
اتنا نہین جانتا کہ اگر مجکو حیلہ آتا تو اپنے آپ کو کیون اس بلا مین پھنسا رہنے دیتا تیرا حال تو
بالکل اوس بوڑھے بچہ کے مطابق ہے کہ جب وہ تھک گیا تو اونٹنی سے کہنے لگا کہ اے مان
ٹھہر جا ذرا مین سستالون اونٹنی بولی کہ اے اندھے مہار میری دوسرے کے ہاتھ مین ہے

اگر میرا کچھ اختیار ہوتا تو اپنے آپ کو اس مشقت مین کیون پھنساتی یہ سنکر باز بندہ نے نا امید ہو کر تڑپنا شروع کیا چونکہ اسکی زندگی کا رشتہ مضبوط تھا اسلیئے جال کا ڈورا ٹوٹ گیا جس سے باز بندہ رہائی پاکر اوڑا اور سیدھا وطن کی طرف رخ کیا جب اوڑتے اوڑتے تھک گیا تو سستانیکو ایک کھیت کی دیوار پر بیٹھا حسب معمول وہان رکھوالا کھیت کی حفاظت کے لیئے گوپھیا پھرا رہا تھا اسکی طرف بھی اوسنے گلہ پھینکا کہ اوسکے صدمہ سے یہ زخمی ہو کر سوکھے کوئین مین جو نیچے دیوار تھا سرنگون گر پڑا اور کمزوری کے سبب ایک رات دن وہین پیاسا پڑا رہا جب طاقت آئی تو دوسرے روز نکلکر گرتا پڑتا نیچے نیچے اوڑتا گھونسلے مین پہنچا۔ نواز بندہ نے اوسکو صحیح و سلامت دیکھکر شکر کا سجدہ کیا اور دوست کی سلامتی کو غنیمت جانکر صورت حال سفر کی پوچھی باز بندہ نے کہا الحمد للہ کہ جیتے ہین اگرچہ سنا کرتے تھے کہ سفر مین بڑے بڑے تجربے حاصل ہوتے ہین مگر ہمنے اسپنے تجربہ سے یہ نتیجہ نکالا کہ جبتک دم مین دم ہے کبھی گھر سے باہر قدم نہ رکھین گے آئندہ بہولے سے بھی سفر کا نام نہ لین گے حاصل اس حکایت کا یہ ہے کہ بادشاہ سلامت قصد سفر دور و دراز کا نہ کرین بیٹھے بٹھائے سر پر اس قدر بار مشقت نہ لین دابشلیم نے فرمایا کہ سفر کی برائیان ظاہر کرنی اوسکے فائدون کو چھپانا خلاف عقل ہے اسمین شک نہین کہ سفر مین مشقتین بہت ہین لیکن اسکی منفعت بھی ہزارون ہین سفر مین طرح طرح کے روز نئے تجربے ہوتے ہین جنمین سے شہرون کی سیر عجائبات کا مشاہدہ صنعات الہی کا معائنہ بزرگون کی صحبت انواع و اقسام کی طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے اگر باز شکاری چیل کوے کے گھونسلے مین او سفر نہ اختیار کرتا تو بادشاہون کی تربیت کے قابل کیون ہوتا وزیر نے عرض کی کہ قبلۂ عالم اس حال سے ہمکو اطلاع نہین کیفیت اسکی کسطرح ہے بادشاہ نے فرمایا حکایت ایک باز کا بچہ اپنے گھونسلے سے پہاڑ کی چوٹی پر تھا گر پڑا اتفاقاً کوئی چیل کہ اپنے خورش کی تلاش مین پھرتی تھی اوسکو چوہا سمجھکر لے گئی اور اوسکے پنجے اور چونچ سے محبت جانکر اپنے بچون کے ساتھ پرورش کرنے لگی جب وہ بڑا ہوا اپنی وضع اور ہیئت کے خلاف اون کی شکل پاکر حیران رہتا اور کڑہتا تھا ایک دن چیل نے اوس سے پوچھا کہ برخوردار اکثر اوقات مین شگفتہ رنجیدہ پاتی ہون اسکا سبب کیا ہے باز نے کہا اپنے اور اس بیئے کی وجہ مین مجکو جو دیر

سبب کچھہ نہین کہلتا ہے اسکے ناسخ او واسخی کا سبب یا آپ مین دن رات حیران ہون
ہوا ہے کیا مجہے اور جو کچھہ جانتا بھی ہون تو زبان بیان کی رخصت نہین دیتی مصرعہ زبان
رخصت نہین دیتی بیان احوال کیا کیجے مصلحت اسی مین ہے کہ سفر کی اجازت ملجائے تاکہ
دس پانچ دن سیر و تماشے سے جی بہل جائے چیل نے کہا اے فرزند جگربند سفر کا نام نہ لے ناحق
اس بلا مین پہنستا ہے سفر سے غرض تلاش معاش ہوتی ہے اور جب تجہکو اسباب معیشت بخوبی
حاصل ہے تو پہر سفر کرنا فضول ہے باز بولا کہ اے امان جان یہ پیالا نوالا میرے حال کے قابل نہین
چیل نے کہا کہ یہ مقام قناعت ہے اور تیری تقریر سے حرص ٹپکتی ہے اور حریص بقول عرب
حریص ہمیشہ محروم و ناامید رہتا ہے اسلئے مین ڈرتا ہون کہ مبادا تیرا حال مانند اوس حریص
بلی کے ہو جو بادشاہی دسترخوان پر کود کر تیرون کا نشانا ہوئی باز نے پوچھا کہ یہ حال کسطرح ہے
چیل نے بیان کیا

حکایت ایک غریب بڑہیا کے پاس کوئی ضعیف بلی اوسکے ٹکڑون سے دن کاٹتی تھی ایک
روز بمشکل گہر کی چہت پر جو چڑہی تو کیا دیکہتی ہے کہ ایک بلی جوان موٹی تازی اتراتی پہرتی
ہے بڑہیا کی بلی نے کہا کہ بوا تجہکو یہ مٹاپا اور قوت کیونکر حاصل ہوئی اوسنے جواب دیا
کہ آپا جان بندی روز بادشاہی دسترخوان پر جاتی ہے اور چالاکی اسلئے قورمہ قلیہ
شیرمال وغیرہ نفیس نفیس کہانے چٹ کرتی ہے اور دوسرے وقت کی اوڑا ہی لاتی ہے
یہ سنکر بوڑہیا کی بلی کو رغبت شاہی دسترخوان پر جانے کی ہوئی چوٹٹی بلی سے کہا کہ بہن حق
ہمسایہ ماکا جایا مشہور ہے تجکو یہ لازم نہین کہ آپ کہائے اور مجہے اس نعمت سے محروم
رکہے موٹی بلی بولی کہ بوا مین ایسی بخیل نہین مجہے تم سے کیا دریغ ہے کل تم میرے ساتھ چلنا

غرض دوسرے دن بڑھیا کی بلی گرتی پڑتی دوسری کے ہمراہ بادشاہی دسترخوان پر پہنچی یہان ایک دن پہلے اسکی بدقسمتی سے یہ بندوبست ہوگیا تھا کہ بلیون کے شور وغل کے باعث بادشاہی دسترخوان پر بلیون کے مارنے کے لئے تیرانداز مقرر ہوگئے تہے اور حکم تہا کہ جس بلی کو دیکہو مار ڈالو جب ضعیف بلی نے شاہی دسترخوان پر بو پائیں ہونگہہ کر جست کی تو محافظون نے تیر سے اوسکو مار ڈالا یہ مثال اسلئے بیان ہوئی کہ گوشۂ آشیانہ کو غنیمت جان اور روکہا سوکہا لقمہ جو ملتا ہے اسی پر قناعت کر زیادہ طلبی مین نہ پہنس ایسا نہ ہو کہ یہ بہی جائے اور وہ بہی ہاتہہ نہ آسکے کیونکہ کوئی کام بغیر اوسکے اسباب جمع ہونے کے نہین بنتا اور خیالی پلاؤ پکانا ہے اسکا نتیجہ برا ہے باز نے کہا کہ جو کچھہ آپنے فرمایا لاریب مہربانی اور شفقت مادری کا یہی ہے لیکن بزرگی بغیر بخت بلند کے حاصل نہین ہوتی اور اوسکے اسباب منقار تیز اور پنجۂ خونریز کافی ہین شاید آپ نے حکایت شمشیرزن کی نہین سنی کہ وہ قوت بازو سے بادشاہ ہوا چیل نے کہا کس طرح باز نے بیان کیا

حکایت پہلے زمانہ مین ایک درویش تہا نہایت تنگدست پروردگار نے اوسکو ایک لڑکا عنایت کیا جسکی برکت سے فقیر مرفع الحال ہوگیا اور اوسکی تربیت مین کوشش کرتا رہتا تھا مگر لڑکا بجز فنون سپاہگری کے اور کچھہ نہ سیکہتا تہا جب بڑا ہوا درویش نے اوسکی شادی کی تجویز کی لڑکے نے اس حال پر اطلاع پاکر کہا کہ آپ فکر نہ کرین مین نے خود بجو و تجویز کرلی ہے اور سامان شادی بہم پہنچا لیا ہے درویش نے دریافت کیا کہ دولہن کہان ہے اور کیا اسباب تو نے جمع کیا مجکو آجتک اوسکی خبر بہی نہین لڑکا یہ سنکر گہر کے اندر گیا اور تلوار اوٹہا لاکر سامنے رکہدی اور عرض کی کہ کہ عروس ملک کو اپنے عقد مین لاؤنگا اسباب کتخدائی کا تلوار اور خنجر سے بہتر نہین چونکہ ہمت اوس جوان کی بلند تہی چند روز مین بزور شمشیر ایک ملک پر اپنا قبضہ کرلیا باز نے کہا کہ یہ مثل اسواسطے برمحل لایا کہ اسباب دولت حاصل کرنے کا میرے پاس بہی موجود ہے اور امید قوی ہے کہ اوس سے مین اپنے مطلب پر کامیاب ہون جب چیل نے دیکہا کہ یہ جانے پر اصرار کرتا ہے ناچار اوسکو رخصت کیا۔ غرض باز چیل سے رخصت ہوکر اوڑا اور پہلے ہی پرواز مین اوسنے ایک کبک کو مارا اور اوسکا لذیذ گوشت کہاکر رازق مطلق کا شکر ادا کیا کہ اے پروردگار تو نے پہت ہمتون اور ادنی طبیعتون کی صحبت سے مجکو بچایا۔ اسی طرح اوسکی

جنگل مین شکار کھیلا کرتا تھا ایک دن اوس بادشاہ کا بطور سیر و شکار وہان گزر ہوا اور کسی جانور پر اپنے پلے ہوئے باز کو چھوڑا کہین جنگلی باز کی بھی نظر اوس جانور پر جا پڑی فوراً جھپٹ کر پلے ہوے باز کے روبرو سے جانور کو پکڑ کر لے گیا بادشاہ نے اوسکی بلند پروازی سے خوش ہو کر حکم دیا کہ اس باز کو پکڑنا چاہیئے بازدارون نے حکمت عملی سے اوسکو گرفتار کر کے بادشاہ کے نذر کیا تھوڑی مدت مین قابلیت ذاتی کے سبب اس باز کو بادشاہ اپنے ہاتھ پر بٹھانے لگا یہ حکایت بیان کر کے بادشاہ نے نتیجہ نکالا کہ سفر مین ایسے فائدہ ہین جب یہ تقریر دابشلیم کی پوری ہوئی تو دوسرے وزیر نے عرض کی کہ جہان پناہ نے جو سفر کے فائدے بیان کئے اونمین کچھہ شک و شبہہ نہین لیکن ہم جان نثارون کی عرض یہ ہے کہ بھلائی اور آرام تمام عالم کا آپ کی سلامتی پر بنا ہے پس ایسی ذات بابرکات کو سفر مین ڈالنا حکمت سے دور ہے دابشلیم نے کہا کہ تکلیف گوارا کرنا مردون کا کام ہے جبتک بادشاہ اذیت نہین سہتے رفاہ رعیت نہین ہوتی غریب اور مسکین چین سے نہین رہتے بغیر کوشش کے مطلب حاصل نہین ہوتا اگر وہ چیتا جسکا باپ اوسکو یتیم اور خردسال چھوڑ کر مرگیا تھا کوشش نکرتا تو کیونکر اپنے مطلب پر کامیاب ہوتا وزیر نے پوچھا کہ اوسکی کیفیت کیونکر ہے دابشلیم نے فرمایا۔

حکایت جولائے بصرہ مین ایک جزیرہ ہے **فرح افزا** نام اوسکے جنگل کا حاکم ایک پلنگ تھا جسکے رعب سے گیابن گیا بچہ ڈالتی تھی تمام درندے ڈرتے تھے ایک مدت تک وہان کا وہ حاکم رہا جب قضاء الہی سے مرگیا تو چارون طرف سے درندون نے ہجوم لا کر ایک شیر کو بادشاہ بنایا پلنگ کا بچہ کہ نہایت کم سن تھا تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگ گیا چندے اسیطرح سرگردان رہا جنگل کے اور جانورون سے مدد چاہی سب نے انکار کر دیا اور اوس کو صلاح دی کہ تو شیر کی اطاعت کر اسکے سوا اور کچھہ چارہ نہین بچہ پلنگ نے چار و ناچار اسے منظور کیا یعنی شیر کی اطاعت کی طرف رجوع لایا نیک عقیدت اور حسن خدمت سے روز بروز ترقی پاتا گیا یہانتک کہ انجام کار بادشاہ کا مقرب بنا۔ اتفاقات سے عین موسم گرما مین کہ چیل انڈا چھوڑتی تھی شیر کو ایک ضروری مہم پیش آئی اور خود جانا مناسب نہ سمجھا اسواسطے کشمکش مین پڑا کہ کسکو وہان بھیجون چیتے کے بچے نے شیر کے اس

فکر و تردد کو دریافت کر کے مہم کا ذمہ لیا و خوش کی کچھہ جمعیت ساتھہ لیکر رخصت ہوا
اور دو پہر مین اوس کام کو انجام دیکر واپس آیا ہمراہیون نے عرض کی کہ عنایت الہی سے
مہم ختم ہوئی اور آپ کی کوشش بہی بادشاہ پر کہل گئی اس گرمی مین کہ شدت کی پڑتی ہے
تہوڑا سا توقف کیجئے ٹہنڈے وقت روانہ ہوجئے بچہ پلنگ نے ہنسکر جواب دیا کہ مینے بادشاہ
کی قربت تن آسانی اور آلکسی سے نہین حاصل کی بلکہ یہ کوشش اور سعی کا نتیجہ ہے خوب
یاد رکہو کہ گنج بے رنج کبھی ہاتھہ آنا اور نوش بے نیش نہین نہین ملتا مخزون نے شیر کو اس
واقعہ پر مطلع کیا اوسنے کہا کہ آفرین صد آفرین واقعی سردار کو ایسا ہی چاہئے کہ مشقتون اور
بلاؤن سے نہ ڈرے رنج اور اذیتون مین سینہ سپر رہے انجام کار شیر نے چیتے کے بچے کو خوش ہوکر
اپنا ولیعہد کیا غرض اس مثل سے یہ ہے کہ بغیر سعی کے مراد نہین ملتی اور بے جستجو کے مطلب
نہین حاصل ہوتا۔ پس اس سفر سے طلب علم و عقل مقصود ہے اور آنے جانیکی تکلیف کہ
وہمی اور خیالی ہے ترک عزیمت نہ کرونگا یہ کہکر سامان سفر کا طیار کیا اور ایک معتمد کو اپنی
جگہہ مقرر کر کے سراندیپ کو روانہ ہوا بعد طے منزلون کے تہوڑی مدت مین سراندیپ پہنچا
دو چار دن شہر مین قیام کر کے ہمراہ ایک دو مصاحبون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوا تما زر
ایک دروازہ نظر آیا پوچہا تو معلوم ہوا کہ یہ مسکن حکیم بیدپا ئے برہمن کا ہے جسنے خلقت
کی صحبت ترک کر کے گوشہ عزلت اختیار کیا ہے تو آپ تسلیم اجازت لیکر اندر گیا برہمن نے
بڑی عزت سے بٹھایا اور سبب سفر کا پوچہا بادشاہ نے قصہ خواب و وصایاے ہوشنگ
اور رجوع لانا سراندیپ کی طرف بیان کیا برہمن نے کہا آفرین ہے تری ہمت پر کہ رعیت
کے آرام کیواسطے اپنی جان پر اسقدر تکلیف گوارا کی اور سختی سفر کی اٹہائی اب جو کچھہ تو
دریافت کریگا مفصل بتاؤنگا۔

پہلا باب چغلخور آدمیون کے قول سے پرہیز کرنے مین

بادشاہ نے کہا کہ خلاصہ پہلی وصیت کا یہ ہے کہ جسکو بادشاہ کی قربت حاصل ہوتی ہے
لوگ اوسکی تخریب مین رہتے ہین اور خلاف واقع باتین خیرخواہی کے پردے مین

بادشاہ کے ذہن نشین کرتے ہین اس لئے بادشاہ کو چاہئے کہ جبتک سخن بے غرض معلوم نہ کرلے اور خوب غور و پرداخت نہ فرمائے تب تک یقین نہ لائے امیدوار ہون کہ اسکے حسب حال کوئی مثال بیان فرمائے کہ سخن غرض آمیز سے دوستی دشمنی کے ساتھ کیونکر بدل گئی ہے اسپر برہمن نے ایک قصہ شیر ادبیل کا بیان کیا حکایت ایک تاجر گرم و سرد چشیدہ روزگار دیدہ نشیب و فراز زمانہ سے واقف کامل لین دین کے معاملون اور نفع و نقصان مین تجربہ حاصل تین بیٹے رکہتا تہا تینون جوانی کے نشہ مین چور شباب کے خمار مین مخمور ہوکر کاہلی اور بیکاری مین دن کاٹنے لگے اور باپ کا مال فضول خرچیون مین اوڑانا شروع کیا ایک دن باپ نے شفقت کی راہ سے اونکو سمجہایا کہ جان پدر اگرچہ تمکو اس مال کی قدر نہین کیونکہ تمنے اسکو نہین کمایا مگر یاد رکہو کہ بہتری ہر قال کی مال سے ہے اور بہلائی دنیا و آخرت کی اسی سے حاصل ہوتی ہی آدمی ان تینون مراتب مین سے ایک کا ضرور ہی طالب ہوتا ہے اوّل کہانا پینا پہننا سب پر مقدم ہے دوم بڑے درجے اور مرتبے کا حاصل کرنا سوم رضامندی پروردگار یہ سب باتین مال سے حاصل ہوتی ہین انسان بے زر بے پر طے جس سے کچہہ نہین ہوسکتا بقولیکہ از دست تہی چہ خیزد از پاشکستہ چہ سیر اور مال بغیر کسی پیشہ کے ملنا محال شاذ و نادر اگر کسی کو بے محنت مل بہی گیا تو وہ قدر نہ جانکر جلد برباد کر دیتا ہے اس لئے تمکو بہی مناسب ہے کہ پیشہ سوداگری کا جو فن آبائی ہے نہ چہوڑو مصرع میراث پدر خواہی علم پدر آموز بڑے لڑکے نے باپ سے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ پیشہ اختیار کرنا توکل کے خلاف ہے جو کچہہ ہمارے مقسوم مین ہے بے محنت ملتا ہے اور ملے گا ۔ ۵ آنچہ نصیب است بہم میرسد ور نستانی بستم میرسد یا یہ محنت بیکار ہے پیشہ کرین یا نہ کرین جو ہماری روزی ہے بے غل و غش ملے گی چنانچہ داستان اون دو نون شہزادون کی جنمین سے ایک نے بامید خزانہ باپ کی بادشاہت برباد کی اور دوسرے نے گنج بے رنج پایا مصداق ہمارے حال کے ہے باپ نے پوچہا کس طرح لڑکے نے کہا حکایت حلب کے بادشاہ کے دو لڑکے تہے عنفوان جوانی مین ہمت کے لپیٹ کہیل کود لین

رات دن مست رہتے بادشاہ نے انکا یہ رنگ ڈھنگ دیکھکر دوراندیشی سے ایک درویش خدا پرست کے مکان مین جس سے بادشاہ کو حسن عقیدت تھی کچھہ زروجواہر زمین مین خفیہ دفن کرادیا اور فقیر سے کہدیا کہ اگر دنیا و دولت انسے منہہ موڑے تو مناسب جان کر تم اس دفینہ پر اطلاع دینا شاید اوس وقت ہوشیار ہوکر زر کی قدر پہچانین اور فضول خرچی سے باز آئین اسکے سوا بادشاہ نے شہزادون کے دہوکا دینے کے لئے محلسرا مین بھی کنوان کہدوایا اور ظاہر کیا کہ اسمین خزانہ دفن کرتاہون اور بیٹون سے فرمایا کہ جب تمپر کوئی وقت پڑے اور نہایت احتیاج خرچ کی ہو تو اس خزانہ کو کہو لکر اپنی حاجت روائی کرنا چند روز بعد بادشاہ اور درویش نے قضارا انتقال کیا دونون بہائی بادشاہت کے حق پر لڑنے جھگڑنے لگے انجام کار بڑا بہائی غالب آیا اوسنے ملک اور خزانہ کو اپنے قبضہ مین کر لیا چہوٹے بہائی نے فقیری اختیار کرکے اسی درویش کے مکان رہنا شروع کیا جسکو بادشاہ نے خزانہ کا افسر کیا تہا اتفاقاً چہوٹا شہزادہ فقیری کے عالم مین کچھہ زمین واسطے درستی مکان کے کہودنے لگا کہ دفعتاً خزانہ شاہی نکل آیا اوسنے سجدہ شکر کا ادا کیا اور کچھہ زر نقد نکالکر بتدریج خرچ کرنے لگا توکل کو ہاتھہ سے نہ دیا جب کچھہ دن بڑے شہزادہ کو تخت پر بیٹھے گزرے تو عیاشی اور آرام کیطرف اسکی طبیعت مائل ہوئی رعیت اور لشکر سے بے پرواہ ہوکر جو کچھہ ملا اوڑا دیا اسکی استغنائی سے ملک مین ابتری پڑی دوسرے بادشاہ نے یہ حال سنکر چڑہائی کی اوسوقت نئے بادشاہ کو وہ خزانہ نکالنا پڑا جسکو اسکے باپ نے کنوئین مین دفن کیا تہا مگر جب خزانہ وہان سے برآمد نہ ہوا تو نئے بادشاہ نے مایوس ہوکر غنیم سے صف آرائی کی بدقسمتی سے پہلے ہی لڑائی مین دونون بادشاہ مارے گئے طرفین کے وزیرون نے آپس کی صلاح سے ملک مین امن رکہنے کے لئے مناسب جان کر چہوٹے شہزادہ کو جو فقیری بہیس مین متوکلانہ رہتا تہا تخت پر بٹھلادیا۔ حاصل اس حکایت کا یہ ہے کہ چہوٹے شہزادہ کے ہاتھہ سے اگرچہ ابتدا مین تخت آبائی جاتا رہا تہا مگر توکل کی برکت سے آخر کار غنیم کا تخت بھی ملگیا باپ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا لیکن یہ عالم اسباب ہے بغیر سبب کے کچھہ نہین ملتا اور فوائد پیشہ کے توکل کی نسبت زیادہ ہین متوکل اپنی ہی ذات کو پہنچا سکتا ہے اور پیشہ والے کا فائدہ سب پر شامل ہے مگر لوگ نے خال اوس شخص کا نہین سنا کہ توکل

کے سبب جسپر عتاب ہوا بیٹے نے دریافت کیا کس طرح باپ نے کہا حکایت ایک درویش نے باز کو دیکہا کہ وہ گوشت کا ٹکڑا بغیر بال و پر کے کوے کو جو بمنزلہ گوشت کے لوتہڑے کے تہا لیجا کر کہلاتا ہے فقیر نے خدا کی قدرت کا یہ تماشہ دیکہکر نتیجہ نکالا کہ جب رزاق مطلق روزی بے منت پہنچاتا ہے تو پہر روزی کے لیئے سرگردان پہرنا بے فائدہ ہے چنانچہ درویش یہ سوچکر کنج قناعت مین بیٹھ گیا جب تین رات دن اوسکو بے آب و دانہ گزر گئے تو اوسوقت کے نبی کو حکم ہوا کہ گوشہ نشین فقیر کو ہدایت کر کہ تیرے ہاتھ پانو عالم اسباب کے حدب مین کوے جیسے بے دست و پا کے اوپر قناعت کا تصور کر لینا بڑی بیوقوفی مین داخل ہے ہاتھ پانون جستجو کی طرف اشارہ کرتے ہین پس کوے کا خیال کرنا اور باز کا حال نہ دیکہنا دانائی سے بعید ہے تیرے حق مین بہتر یہ ہے کہ بجائے اورون سے فائدہ اوٹہانیکے تجہسے دوسرے فائدہ اوٹہائین حاصل اس حکایت کا یہ ہے کہ سبب کو ہاتہ سے اور اسپر توکل کرنے کو نہ چہوڑے مصرعہ برتوکل زانوی اشتر ببند دوسرے لڑکے نے کہا کہ اگر ہم سوداگری کرین اور اس سے ہمکو سرمایہ حاصل ہو توپہر اوسکو کیا کرنا چاہیئے سوداگر بولا کہ مال کا جمع کر لینا آسان ہے مگر اوسکو نگاہ رکہنا اور اس سے فائدہ اوٹہانا اور بڑہانا مشکل ہے اور اوسکی ترکیب یہ ہے کہ جسکو مال حاصل ہو دو کام کرے اول اوسکی حفاظت کرے کہ تلف نہو جائے کیونکہ زر کے دوست اور زردار کے دشمن بہت ہین دوسرے اصل مال کو خرچ مین نہ لائے اوسکی منفعت مین سے نصف خرچ کرے آدہا سرمایہ بڑہائے جسکا خرچ جمع سے زیادہ ہوگا آخرکار وہ خرابی مین پڑیگا جسطرح ایک چوہے کا حال ہوا اوسنے پوچہا کیونکر حکایت باپ نے کہا کہ ایک کسان نے دور اندیشی سے کچہہ غلہ جمع کیا تہا کہ بقول کہ داشتہ آید بکار۔ یعنی ضرورت کیوقت کام آئے اوسکے ہمسایہ مین ایک چوہا رہتا تہا جسنے دیوار مین سوراخ کر کے غلہ نکالنا شروع کیا یہانتک کہ چند روز مین اوس چوہے نے دانہ دانہ کر کے ایک بڑا انبار غلہ کا فراہم کر لیا جب محلہ کے چوہون نے اوسکے ہان صورت فراخی کی دیکہی اطاعت کرنی اختیار کی رات دن خوشامد اور چاپلوسی سے اوسکو خوش رکہنے لگے۔ چوہے کا بہی غرور و تکبر بڑہ گیا اور چہوٹے پن سے لاف گزاف مارنے

اور دون کی لینے لگا۔ جب اس حال سے کسان کو اطلاع ہوئی کہ غلہ نرٹ گیا تو یہ سمجھکر مثنوی
کہ بعد از جنگ یاد آید۔ بر کلہ خود باید زد۔ اسکا رنج و افسوس بیفائدہ ہے باقی غلہ اوٹھا کر دوسرے
مکان مین رکھا۔ اس بند و بست سے چند روز مین چوہا مفلس ہوگیا اور چوہے جو اوسکے ہم
پیالہ و ہم نوالہ تھے اور دانت کاٹی روٹی کہاتے تھے سب الگ ہوگئے وہ چوہا جسنے یہ سبز باغ
دیکہے تھے غم کے مارے دیوار سے سر ٹپک ٹپک کر مر گیا نتیجہ اس حکایت کا یہ ہے کہ انسان
آمد کے موافق خرچ کرے چادر سے زیادہ پانون نہ پہیلائے جسوقت یہ حکایت تمام ہوئی
تیسرے بیٹے نے دریافت کیا کہ جب مال سے فائدہ ہو تو اوسکو کیونکر خرچ کرے باپ نے کہا
کہ اسمین دو باتون کی رعایت ملحوظ رکھنی ضرور ہے ایک یہ کہ فضول خرچی نہ کرے دوسرے
بخل سے بچے مثلاً ایک بڑے حوض مین کہین جگہ سے پانی جمع ہوا اور خرچ نہ کیا گیا تو اوسکی
دیوارون سے خود بخود رخنے پڑکر پانی بے اندازہ نکل جائیگا اور زیادہ خرچ کیا جائیگا تو اوس
سے بھی حوض خالی ہو جائیگا۔ جب لڑکون نے باپ کی نصیحت سنی سوداگری کرنی منظور کی
بڑے لڑکے نے سفر دور کا اختیار کیا اور سامان مناسب اوس ملک کا دو بیلون پر جنمین سے
ایک کا نام شترابہ تہا دوسرے کا سندابہ لادکر روانہ ہوا۔ اتفاقاً شترابہ راستہ مین کیچڑ کے
اندر پہنس گیا سوداگر نے بڑی کوشش سے اوسکو نکالا اور ہرچند اوسکو ہانکا مگر چونکہ وہ منزلین
طے کرنے کے سبب تہک گیا تہا ایک قدم بھی نہ چل سکا ناچار سوداگر اوسکو وہین چہوڑکر چلا گیا
اور باپ کو اوسکے مرنے کی اطلاع کر گیا۔ کچہ مدت کے بعد شترابہ کو اوس صحرائے سبزہ زار
مین چر کر طاقت اور توانائی آگئی پہلے سے زیادہ تندرست چاق و چست ہو کر ڈکرنے
لگا اور اوسی مرغزار مین ایک شیر اوس جنگل کے جانورون کا بادشاہ رہتا تہا غرور سے
کسی کو خیال مین نہ لاتا تہا اور اپنے آپ کو نہایت زیرک سمجہکر لقب لیس
ہیچو ما دیگرے نیست کو صلاح و مشورت نہ لیتا تہا جب اوس نے شترابہ
کی آواز سنی دہل گیا دل مین وسواس جی مین ہراس پیدا ہوا کہ کوئی
بہاری بلا آیا اس خیال سے کہ رعایا کی نظرون مین حقیر نہ ہو جاؤن حقیقت
حال کسی سے نہ بیان کی حکمت عملی سے چلنا پہرنا سیر و شکار ترک کر دیا

شیر بادشاہ کی رعایا مین دو گیدڑ نہایت ہوشیار تیز فہمی مین مشہور نزدیک ووہ تھے
ایک کا نام کلیلہ دوسرے کا دمنہ تہا ایک روز دمنہ نے براہ تیز فہمی سبب خوف
شیر کا دریافت کرکے کلیلہ سے پوچہا کہ شیر کے معاملہ مین تو کیا کہتا ہے کیون اس نے
لگا یک چلنا پہرنا چہوڑکر گوشہ نشینی اختیار کی کلیلہ نے کہا تجھے اس سے کیا کام۔
حلوا خوردن را روئے باید۔ ہم اوسکی بارگاہ سے روزی پاتے ہین اور اوسکے
سایۂ دولت مین آرام سے بسر لیجاتے ہین ہم اون لوگون مین نہین ہین کہ بادشاہ
کی مصاحبت حاصل کرین یا ہمارا قول وفعل اعتبار کے قابل ہو کیونکہ جو اپنے رتبے
کے خلاف کام کرتا ہے اوسکو وہ ثمرہ ملتا ہے جو بندر کو ملا دمنہ نے کہا اوسکا قصہ
کس طرح ہے کلیلہ نے جواب دیا حکایت ایک بڑہئی آرے سے لکڑی چیر رہا تھا اور
بموجب اپنے دستور کے اوسکے شگاف مین پچر لکڑی کی ٹہوکتا جاتا تہا ایک بندر بہی
اوس آراکشی کو دیکھ رہا تھا جو کہ انسان کے کامون کی نقل اوتارنی اس جنس کی
عادت مین داخل ہے جب بڑہئی کہانا کہانے اوٹھا بندر اوس لکڑی پر آبیٹھا کہ اوسکے
انثیین شگاف مین لٹکتے رہ گئے اور بندر نے جون ہی پچر کو نکالا دونون تختے آپسمین
مل گئے بندر انثیین کے پہسنے اور تکلیف ہونے سے چلا کر کہتا تہا کہ میرا کام میوہ کہانا
تہا نہ آرہ چلاتا تہا۔ اسی عرصہ مین بڑہئی نے آکر ڈنڈون سے اوسکا کام تمام کیا۔

غرض اس مثل سے یہہ ہے کہ آدمی اندازہ سے زیادہ قدم نہ رکھے دمنہ نے کہا کہ بزرگی عقل و
ادب سے حاصل ہوتی ہے حسب اور نسب پر موقوف نہین جو محنت گوارا نہ کرے گا بڑے
رتبہ پر نہ پہنچیگا کیا تونے اون دونون ہمراہیون کی داستان نہین سُنی کہ جنمین سے ایک نے
تکلیف اوٹھانے سے بادشاہت پائی دوسرے نے تن آسانی سے پریشانی اوٹھائی کلیلہ
نے یہ قصہ کیونکر ہے دمنہ بولا حکایت ہے کہ دو یار تھے ایک کا موسوم سالم دوسرے کا نام
غانم جب دونون سفر کرتے ہوئے پہاڑ کے دامن مین پہنچے تو وہان ایک چشمہ دیکھا جسکے
کنارے سنگ مرمر کے ایک تختہ پر یہہ لکھا تھا کہ اے مسافر تو جو یہان آیا ہے اگر اپنی مراد
حاصل کرنی چاہے تو اس چشمہ مین کہ بمنزلہ دریا کے ہے بے دہڑک کود پڑ اور دوسرے
کنارے پر پہنچکر پہاڑ کی جڑ مین نیچے ایک شیر کا پتھر تراشا ہوا رکھا ہے اوسکو اوٹھا کر ایک
دم مین پہاڑ پر چڑھ جا اور کسی بلا سے نہ ڈر انشاء اللہ اپنے مطلب پر کامیاب ہوگا غانم نے یہہ
پڑھکر سالم سے کہا آؤ قسمت آزمائی کرین سالم نے جواب دیا کہ نوشتہ پر جسکی نہ کچھ
حقیقت نہ اوسکے لکھنے والے کی کیفیت معلوم طرف وہمی فائدہ اور خیالی منفعت پر
اعتبار کرکے اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالنا عقل و شعور سے دور جہل سے نزدیک ہے
غانم بولا بھائی عالی حوصلہ اور بلند ہمت لوگ خطرون اور مصیبتون سے نہین ڈرتے اور
جب تک بڑا رتبہ حاصل نہ کر لیتے تب تک چین سے نہین بیٹھتے پس مین بھی اونہین لوگون کی
اس دشوار کام سے منہ نہ موڑونگا سالم نے کہا کہ میرے نزدیک کسی نے تمسخر سے
یہہ فقرہ لکھدیا ہے عجب نہین کہ اس چشمے مین کوئی بہنور ہو کہ اوس سے تو نجات نہ پاسکے اور
بالفرض نجات بہی پائی تو شیر اسقدر سنگین ہو کہ جسکو تو نہ اوٹھا سکے اور مانا کہ اوسکو اوٹھا بھی لیا
تو ایک دم کی دوڑ مین پہاڑ پر نہ پہونچ سکا اور قبول کیا کہ یہ سب کام ظہور مین آئے لیکن
نتیجہ اوسکا معلوم نہین کیا ہوگا اسلئے مین تیرا شریک حال نہین ہوتا اور تجھکو بھی منع کرتا ہون
یہہ کہکر سالم تو اپنی پست ہمتی سے ڈرکر رخصت ہوا اور غانم تن بتقدیر بسم اللہ کہکر چشمے مین کود
پڑا اور تیرکر کنارے سے شیر کو اوٹھا ایک حملہ مین پہاڑ پر جا پہنچا شیر نے وہان پہنچتے ہی ایک
ایسی مہیب آواز دی کہ اوسکو سنکر پہاڑ کے قریب کے شہر کی مخلوق دوڑی آئی اور غانم کو

اعزاز و اکرام کے ساتھ لیجا کر تخت سلطنت پر بٹھلایا خاتم نے حقیقت حال دریافت کی
لوگون نے بیان کیا پہلے زمانے مین حکیمون نے اس چشمے پر ایک طلسم بنایا ہے اور
دستور رکھا ہے کہ جب حاکم اس شہر کا مرجاتا ہے تو دوسرا شخص اوس چشمے پر
موجود ہوتا ہے اور شیر کو اوٹھا کر پہاڑ پر لاتا ہے اوسوقت شیر معمول کے موافق
دہاڑتا ہے یہان کے لوگ حسب قاعدہ جیسا آپ نے ملاحظہ کیا جاکر اوسکو لاتے ہین
اور تخت سلطنت پر بٹھلاتے ہین خاتم کو یقین ہوا کہ محنت ہی باعث دولت تھی
دمنہ نے کہا کہ یہ مثال اسلئے لایا ہون تاکہ تجھکو معلوم ہو کہ عالی ہمت اور محنت کش
آدمی انجام کار مراد کو پہنچتے ہین غرض جسطرح ہوسکے گا مین بھی محنت سے قربت شیر کی
حاصل کرون گا کلیلہ نے پوچھا کہ تم نے شیر کے ندیم ہونے کی کیا تدبیر سوچی ہے دمنہ
بولا کہ تردد کے وقت اعلیٰ شخص ادنیٰ پر خیال نہین کرتا صرف اپنی کشود کار دیکھتا
ہے بقول لیکہ صاحب الغرض مجنون تا اسی طرح شیر آج کل کمال حیرانی اور پریشانی
مین ہے جب مین شیر کے حضور ایسی گفتگو کرونگا جس مین ہمدردی دلسوزی اور اسکے
مطلب برآری کی نکلتی ہوگی تو ضرور ہے کہ وہ مجھکو اپنی مصاحبت سے ممتاز
فرمائے گا اور یہ وسیلہ میری ترقی درجہ کے لئے کافی ہے کلیلہ نے کہا کہ مانا
بالفرض تجھکو قربت شیر کی حاصل ہوئی مگر اوسکے نباہ کی صورت کیونکہ ہوگی
تونے کبھی بادشاہون کی خدمت نہین کی نہ اوسکے آداب کے طریقے سے
واقف ہے اس لئے یقین ہے کہ تو چند روز مین تو شیر کی نظرون سے گرجائیگا
پھر عمر بھر پچھتائے گا دمنہ نے جواب دیا کہ عقلمند آدمی جو کام کرتا ہے اوسکو خوب
سوچ سمجھکر بطرز مناسب انجام دیتا ہے اور کام کو کام خود سکھلا لیتا ہے علاوہ
برین جب کوئی اعلیٰ مرتبے پر پہنچتا ہے تقدیر بھی مددگار ہو جاتی ہے جس طرح
بڑھئی پایہ سلطنت کو پہنچا اور جب اوسکے انتظام کی شہرت نزدیک و دور پھیلی
تب ایک قدیم خاندانی بادشاہ نے اوس سے بذریعہ نامہ دریافت کیا کہ
تمہارا کام تجارتی تھا امور جہانداری کہان سے سیکھے بڑھئی نے جواب مین لکھا

کہ جس نے مجکو ادنی درجے سے اعلی مرتبے شاہی پر پہنچایا اوسی نے مجسکو انتظام ملک بھی سکھلایا اس کے جواب مین کلیلہ نے کہا کہ مانا تو بڑا عقلمند ہے لیکن بادشاہ ہر عقلمند کو بھی مقرب نہین کرتے بلکہ جو لوگ قدیم سے اُنکے ہان اس مرتبے کو پہنچتے رہے ہین اور لیاقت رکھتے ہین وہی صاحب اعلی منصب پر مامور ہوتے ہین اور تجکو کسی طرح شیر سے سابقہ موروثی نہین ہے کیونکر اپنے مطلب پر کامیاب ہوگا دمنہ نے جواب دیا کہ جو اشخاص بادشاہون کی قربت حاصل کرتے ہین اون کا رتبہ رفتہ رفتہ بڑہتا ہے اور جسطرح وہ سختیان اوٹھاکر اس رتبہ پر پہنچتے ہین مین بھی اسی طرح محنت و مشقت کرنے پر مستعد ہون اور مین جانتا ہون کہ یہ پانچ باتین بادشاہون کے نوکرون مین ہونی چاہئین۔ اول غصہ کو ترک کرکے بردباری اختیار کرنی دوم ہوا وہوس کو دور کرنا سوم حرص اور لالچ سے بچنا چہارم ہرکام مین آراستگی رکھنی اور دست اندازی نہ کرنی پنجم کسی حادثہ کے وقت گہبرانا مستقل مزاج رہنا سو فضل الہی سے یہ پانچون باتین مجھہ مین موجود ہین کلیلہ نے کہا کہ اگر تجکو بادشاہ کی ملازمت مل ہی گئی تو قربت شاہی کیونکر حاصل کرے گا دمنہ نے جواب دیا کہ پانچ باتین اختیار ایک سچے دل سے خدمت شاہی سے ؏ ہرکہ خدمت کرد او مخدوم شد ٭ ہرکہ خود را دید او محروم شد ٭ دوسرے اوسکی اطاعت کے سوا کوئی کام نہ کرونگا بقولیکہ خلاف رائے سلطان رائے جستن ٭ بخون خویش باید دست شستن ٭ تیسرے شاہی کام کاج مین خوب کوشش کرونگا چوتھے جس کام مین بہلائی دیکھونگا اوس کے فائدے بادشاہ کے ذہن نشین کرونگا جس سے اوس کام کی طرف رغبت ہو پانچوین جس کام مین برائی نظر آئیگی اوسکے نقصان اس شایستگی کے ساتھہ بیان کرونگا کہ بادشاہ اوس سے خواہ نخواہ باز رہیگا جب بادشاہ میری یہ باتین دیکھے گا خود بخود اپنا مصاحب بنالیگا بموجب مثل ہنسدی کام پیارا ہوتا ہے چام

پیارا نہین ہوتا کلیلہ نے کہا کہ مینے تجکو ہر طرح سمجہایا مگر تو اپنے ارادہ سے باز نہین آتا خوب سمجہ لے کہ یہ مہم سخت مشکل ہے اس کوچے مین قدم رکہنے سے سر قلم ہوتا ہے ؎ کوچۂ یار مین مینے تسکین کو پانون رکہا تہا کہ سر دیا آیا ٭ حکیمون کا مقولہ ہے کہ ان تین کامون کو عقلمند کم کرتے ہین صحبت بادشاہونکی تریاق کے بہروسہ پر زہر کہانا۔ عورتون سے دل کا بہید کہنا ٭ اور بادشاہون کی مثال پہاڑ سے دی گئی ہے وہان جواہرات کی کانین بہت ہین مگر شیر اور درندون کا گہر ہے علاوہ اسکے اوسکی بلندی پر چڑہنا دشوار اور پہر اوسپر قیام کرنا مشکل تر اور بادشاہون کی صحبت کو دانشمندون نے دریا کی سوداگری سے نسبت دی ہے گو اوس مین فائدے بیشمار ہین مگر ہلاکت کا بھی خوف ساتہہ ہی لگا ہوا ہے ؎ بدریا در منافع بیشمار است ٭ اگر خواہی سلامت بر کنار است دمنہ نے کہا کہ مین بھی جانتا ہون کہ بادشاہون کی مثال جلتی اگ سے دی گئی ہے جسقدر نزدیکی ہوگی اوسی قدر جلنے کا خوف زیادہ ہوگا لیکن جو شخص وہ اعلے درجہ کو نہین پہنچتا اور اوس کام کو وہی کرتا ہے جسکی ہمت بلند اور بخت ارجمند ہوتا ہے ؎ رستم سے کہو گردن تجہہ تیغ تلے دہر دے ٭ پیادے یہ ہمین ہین اک ہر کارے وہ مردے۔ اسمین شک نہین کہ شاہی ملازمت دریا کے سفر اور دشمن کی لڑائی سے کم نہین مگر مین بھی پست ہمت نہین ہون پہر کیون بادشاہی نوکری سے اندیشہ کرون کلیلہ نے جب دیکہا کسی طرح میری نصایح اوس کے دل پر اثر نہین کرتین اور پتہر پر جونک نہین لگتی چکنے گہڑے پر بوند پڑتے ہی پہسل جاتی ہے ناچار کہا کہ مین تیرا شریک نہین اس ارادہ مین مخالف ہون اور تو جو نہین مانتا تو جا خدا کو سونپا۔ دمنہ سنتے ہی کلیلہ سے رخصت ہوکر شیر کے پاس پہنچا آداب شاہی بجا لایا۔ شیر نے اشارہ سے دریافت فرمایا مقربین نے عرض کی کہ فلان کا بیٹا ہے جسکا باپ ایک مدت تک حضور کے اوس خدمتگارون مین رہا ہے۔ شیر نے اوس کو پاس بلایا اور حال پوچہا

دمنہ نے کہا کہ تھوڑے دنون اگرچہ بگردش طالع حضوری سے دوری رہی مگر الحمد للہ کہ اب بخت بیدار نے مدد کرکے باپ کی جگہہ پہنچا اور امید وار ہون کہ کوئی خدمت مجھے سپرد ہو تاکہ عقل کی رہبری سے انجام اوس کا موافق خواہش بادشاہی کے کرون اور اپنی مراد کو پہنچون شیر نے فرمایا کہ یہ تیرا خیال خام ہے ملکی مہمات مین بڑے امیرون اور وزیرون کو دخل مشکل سے ملتا ہے چہ جائے کہ تجھہ جیسے ادنے کو۔ دمنہ نے عرض کی کہ ہرچند بڑی مہمون کے انصرام کیواسطے بڑے امیرون کا ہونا ضرور ہے مگر بعض کامون کے انجام کے واسطے ہمسے ضعیفون کا ہونا درکار ہے۔ سوئی سے جو کام نکلتے ہین وہ نیزہ سے ہرگز نہین نکل سکتے اور چاقو جن کامون کو انجام دیسکتا ہے تلوار سے اونکا بننا مشکل خدمتگارون کی رسائی جن کامون مین ہوتی ہے وزیرون اور امیرون کی وہان پر جلتے ہین۔ گھاس پھونس کے تنکے جو راہ مین پڑے رہتے ہین وہ بھی بیکار نہ کبھی دانتون کی خلال اور کان کی کن سلائی کے کام آجاتے ہین شیر نے جب دمنہ کی تقریر سنی تو اوسکی لسانی اور چرب زبانی پر لوٹ پوٹ ہوگیا کہنے لگا کہ عقل ہزار پردے مین بھی نہین چھپتی اور عقلمند آدمی کسی طرح پوشیدہ نہین رہ سکتا بقول کہ نہین چھپتی ہے عقل و مشک ہرگز۔ جب دمنہ نے جان لیا کہ میری باتون سے شیر کے دل مین خوب اثر پیدا ہوگیا تب نہایت عجز کے ساتھ نصیحت کرنی شروع کی کہ سلطنت کے ملازمون کو ضرور ہے کہ اہم امور کو ایک جلسہ مین پیش کیا کرین اور حاضرین جلسہ اوس پر اپنی اپنی رائے دیا کرین بادشاہ سلامت اونکے فہم کی رسائی کے موافق انکا درجہ بڑھایا کرین اور آپ بھی ملکی نتیجون سے فائدہ اوٹھائین شیر نے دریافت کیا کہ بڑے درجون اور عہدون کی قابلیت کون رکھتے ہین دمنہ نے عرض کی کہ عاقل اور ہنرمند بادشاہ کو مناسب ہے کہ اس بارے مین نسب اور قدامت پر لحاظ نہ فرمائے باوجودیکہ چوہا ہمسایگی کے سبب بیگانہ گنا جاتا ہے سر چاہئے

فائدہ کے اس سے جو مضرت پہنچتی ہے اس لئے لوگ اوسکے مارنے کی فکر میں رہتے ہین اور باز کہ جنگلی اور وحشی ہونیکے باعث محض بیگانہ ہے لیکن اس سے فائدہ پہنچنے کے خیال سے آدمی اوسکی ہمیشہ پرورش کرتے ہین بے ہنر اور نئے و قوت لوگ جس کام پر مقرر ہون گے وہی کام بگڑے گا جس سے ایک خلل عظیم ریاست کو پہنچے گا رعیت کی بربادی حکومت کی خرابی ہوگی اسلئے لازم ہے کہ اس بارے مین آشنا و بیگانہ کا خیال نہ رکھے ہوشیاری اور کارگزاری کو دیکھے۔ دمنہ جب نصیحت کر چکا شیر نے اوسکو اپنا مصاحب بنایا اور مدام اوسکی نصیحت آمیز باتین سنا کرتا تھا یہان تک کہ دمنہ اسی ذریعہ سے رفتہ رفتہ شیر کا مدار المہام اور معتمد الیہ سلطنت ہوگیا جب اسنے شیر کے مزاج مین اچھی طرح دخل پالیا تب ایک روز خلوت مین لیجاکر موافق مزاج پاکر عرض کی کہ مدت سے حضور نے سیر و شکار چھوڑکر ایک ہی جگہہ قیام اختیار کیا ہے اس کی وجہ معلوم نہین اگر اس راز سے یہ جان نثار آگاہ ہوجائے تو اپنے مقدور تک کوشش کرے شیر نے یہ سنکر احتیاطاً اس حال کو دمنہ سے چھپانا چاہا مگر اتنے مین شنزبہ جوڑ کارا تو شیر بیک بیک چونک پڑا مجبور شیر کو کہتے ہی بنی کہ سبب میرے ہراس کا یہ آواز مہیب ہے اور مجھے یقین ہے کہ ڈیل ڈول اسکا مانند اسکی آواز کے ہوگا پس اگر یہی حال ہے تو میرا رہنا محال ہے جی ہے تو جہان سے دمنہ نے عرض کی کہ آواز پر جسم کا خیال کرنا عقل سے دور ہے ظاہر پر باطن کا قیاس نہین ہوسکتا ترسل ہرچند موٹا ہوتا ہے مگر پتلی لکڑی کے صدمہ سے ٹوٹ جاتا ہے کلنگ کہ جثہ مین قوی ہے پر باز کا شکار ہے لومڑی سنے بڑے جثہ کا خیال کیا اپنا مطلب بھی ہاتھہ سے کہو دیا شیر نے پوچھا کہ یہ نقل کیونکر ہے دمنہ نے کہا حکایت ایک لومڑی شکار کی تلاش مین پھرتی تھی ایک مرغ کو دیکھا کہ کچھہ چگ رہا ہے چاہتی تھی کہ اوسے پکڑے یکایک آواز ڈہول کی اوسکے کان مین آئی جسکو کسی نے ایک درخت کی

ٹہنی مین لٹکا رکہا تھا اور ہوا سے درخت کے اوپر آواز سہانی اوس مین
سے نکلتی تھی لومڑی نے جو خیال کیا تو اوس کا حبث بہ نسبت مرغ کے
بڑا معلوم ہوا اوسکو چہوڑکر طمع نے اوسکو بمشکل درخت پر چڑہایا جسوقت
اوسکو پہاڑا تو لیکہ دور کے ڈہول سہا اوسنے بجز چمڑے لکڑی کے کچہہ نپایا اور
مرغ بھی بہاگ گیا لومڑی کو افسوس کے سوا کچہہ ہاتھ نہ آیا یہ مثال اسواسطے بیان
کی کہ حضور بھی آواز پر خیال نہ کرین اور پہرنے چلنے کو نہ چہوڑین اگر اجازت ہو تو
مین جاکر حال کماحقہ دریافت کرون شیر نے کہا اچھا دمنہ بموجب حکم کے چلا جب شیر
کی نظر سے غائب ہوا تو شیر افسوس کرنے لگا کہ بے تامل اور بغیر سوچے یہہ کام
مین نے کیا۔ بزرگون نے کہا ہے کہ ان دس گروہ سے اپنا بہید نہ کہے۔
اول اوس سے جسنے قید کی سزا پائی ہو اور مدت تک اوس صدمہ مین رہا ہو۔
دوسرے اوس سے کہ مال اور آبرو اوسکی بادشاہ کی نوکری مین ٹری ہو
اور پہر نوبت افلاس کی پہنچی ہو تیسرے اوس سے کہ اپنے عہدہ اور کام
سے موقوف ہو گیا ہو اور امید اوسکی نہ رکہتا ہو چوتھے اوس سے کہ طبیعت
مین اوسکی فتنہ اور شرارت ہو پانچوین اوس گنہگار سے کہ اوس کے شریکون پر
رعایت ہوئی ہو اور اوسپر سختی پہنچی ہو چھٹے وہ گنہگار کہ اوسپر بہ نسبت شریکون کی زیادہ آزار
پہنچا ہو ساتوین اوس سے کہ خدمت خوب کی ہو اور فائدہ کچہہ نہ ملا ہو آٹھوین
وہ کہ دشمن اوسکا اوسپر سبقت لیگیا اور مقرب بادشاہ ہو گیا ہو نوین اوس
سے کہ بادشاہ کی برائی مین جسکی بہلائی ہے دسوین وہ جسنے بادشاہ
کی درگاہ مین قبولیت نپائی ہو اور بادشاہ کی دشمنی مین اپنا فائدہ سمجہا ہو اصل
یہ ہے کہ جبتک کسی کی دیانت داری امانت داری اہلیت بارہا نہ آزمائی ہو تبتک اوس
سے دل کا بہید نہ کہے پس دمنہ کو بغیر سوچے دشمن کے پاس بہیجنا دوراندیشی سے دور
تہا اس لئے کہ وہ بھی مدتون اس درگاہ سے بے نصیب رہا مبادا کچہہ دشمن سے

ملک فتنہ پیدا کرے اسی شش و پنج مین تہا کہ دمنہ واپس آیا بادشاہ نے کہا کہو دمنہ کیا خبر ہے عرض کی کہ جسکی آواز آپ سنتے ہین وہ ایک بیل ہے شیر نے کہا کہ تو نے انداز اوسکی قوت کا بہی دریافت کیا دمنہ نے کہا کہ کچہہ غرور اور شکوہ اوسکے بحر نبیٹ بہرنے کے نہ دیکہی شیر نے کہا کہ عالی مرتبہ جبتک کسیکو اپنی برابری کا نہین دیکہتے اپنا عظم و شان ظاہر نہین بتاتے دمنہ نے کہا کہ مینے حقیقت حال اور کیفیت اسکی خوب دریافت کرلی اگر اجازت ہوا وسکو حضور کیخدمت مین حاضر کرون شیر نے کہا بہت خوب دمنہ بموجب اجازت کے شترابہ کے پاس گیا اور کہا کہ تیرا آنا یہان کس طرح سے ہوا اور کس کے حکم سے تو نے بود و باش اختیار کی شترابہ نے اپنی سرگذشت اول سے آخر تک بیان کی دمنہ نے کہا کہ شیر نے مجکو جو بادشاہ اس جنگل کا ہے تیرے پاس بہیجا ہے اگر اوسکی اطاعت منظور ہے تو میرے ساتہہ چل کہ تیرا گناہ ہو قصور معاف کیا جائیگا ورنہ کئے کی سزا کو پہنچیگا شترابہ نے جب شیر کا نام سنا ڈر کے مارے کانپ اوٹہا اور کہا مین ہون اپنے وسیلہ سے شیر کیخدمت مین لے چل لیکن کسی طرح کی مجہے ایذا نہ پہنچے دمنہ نے عہد و پیمان کیا اور پہلے جا کر شیر کو شترابہ کے آنیکی خبر دی کہ اس عرصہ مین شترابہ بہی پہنچکر آداب بجالایا شیر نے پوچہا یہان کب سے آیا ہے شترابہ نے سب قصہ بیان کیا شیر نے کہا کہ اب یہین قیام کر اور ہمارے زیر سایہ آرام و چین سے رہا کر بیل نے خدمت اور اطاعت شیر کی منظور کی اور دن بدن اپنی حسن خدمتی سے شیر کے دل مین اثر کرتا گیا شیر نے جس چیز مین اوسکو آزمایا کامل پایا یہانتک کہ مرتبہ اوسکا سب اہلکارون سے بڑہا کہ درجہ وزارت کو پہنچا دمنہ نے جب دیکہا کہ روز بروز قدر اور منزلت شترابہ کی بڑہتی جاتی ہے اور سوائے اوسکے کوئی کام سلطنت کا نہین ہوتا اور مجکو شیر پوچہتا نہین لگا تب حسد سے جل بہن کر کباب ہو گیا سونا چہوٹ گیا بیچینی سے راتدن قرار نہ تہا آخر نہ رہ سکا کلیلہ سے جا کر کہا کہ کیا کہون کچہہ نہین کہہ سکتا اور بے کہے رہ بہی نہین سکتا میری ہی بیوقوفی نے یہ دن دکہایا کہ شیر کی مینے بہت اطاعت کی اور شترابہ کو اوسکی خدمت مین

حاضر کیا جسکے بدلے امید ترقی کی تھی مگر ترقی معکوس ہوگئی کہ اپنے رتبہ اور درجہ سے گر گیا کلیلہ نے کہا کہ تو نے اپنے پاؤن مین آپ کلہاڑی ماری اس مین کسی کو کیا دخل اب تجھے وہ پیش آئیگا جو زاہد کو پیش آیا تہا دمنہ نے کہا کس طرح کلیلہ بولا حکایت ایک درویش کو بادشاہ نے قیمتی خلعت عطا فرمایا کسی چور نے اوسکو تاکا لیکن قابو نہ ملتا تہا آخرکار وہ درویش کا مرید ہوا اور فرصت پاکر چرا لے گیا جب درویش کو اس حال کی خبر ہوئی اوسکی تلاش کے لئے شہر کی طرف چلا راستہ مین دو جانور لڑتے ہوئے نظر آئے کہ حملہ آور زخمون کے مارے خون اون کی آنکہون سے جاری تھا اور ایک لومڑی اونکے خون کو زمین پر سے چاٹتی تہی یکایک اون مین سے ایک جانور کا پانو لومڑی پر پڑگیا جس کے صدمہ سے وہ لومڑی فوراً مرگئی درویش کو اس واقعہ سے ایک قسم کی نصیحت حاصل ہوئی رات کے وقت شہر مین پہنچا دروازہ شہر پناہ کا بند پایا حیران تہا کہ الہی کہان جاکر شب باش ہون کہ یک بیک ایک بیسوا عورت نے درویش دل ریش کو پہچان کر اپنے مکان پر بلوایا درویش نے غنیمت جان کر ایک کونے مین آرام کیا اتفاقاً بیسوا کی ایک چہوکری کسی جوان پر عاشق تھی یہانتک کہ لینے کے بدلے اولٹا اپنے پاس سے اوسکو دیا کرتی تھی اس لئے بیسوا فہمایش سے تنگ آکر اوس جوان کے مارنیکی سوچ اور فکر مین رہا کرتی تھی پس جس رات کو شاہ صاحب تشریف لائے بیسوا نے جوان کو شراب سے مدہوش کردیا اور جب اسے غافل پایا تہوڑا سا زہر ہلاہل ایک نلی مین رکہکر چاہتی تھی کہ جوان کی ناک مین پہونک دے کہ اتنے مین اوسکو چہینک آگئی جس کے صدمے سے زہر اوس عورت بدکار کے حلق مین اوتر گیا اور وہ فی الفور مرگئی درویش یہ حال دیکھکر وہان سے چل دیا صبح کو ایک نفشگر کہ آپکے مریدون مین سے تہا راستہ مین ملا حضرت کو اپنے گہر لے گیا اور آپ کسی کام کو چلا گیا اسکی عورت کی بہی کسی شخص سے دل لگی تھی مکان خالی پاکر ایک نائن کو نامہ اوسکے دو

اوسکو بلوایا کفش گر جب واپس اپنے گہر آیا تو اوس جوان کو دروازہ پر دیکہا کچہہ تو شبہہ
اول ہی تہا اس پر زیادہ شک پڑ گیا گہر مین آتے ہی عورت کو خوب مارا اور ایک
ستون سے باندہ دیا خود سو رہا درویش یہ تماشا دیکہہ رہا تہا اتنے مین نائن نے آکر عورت
سے کہا جوان تیری انتظار مین کہڑا ہے اوس عورت نے نائن کو بلاس بلا کر سب حال بیان
کیا کہ مجہے اگر رہا کر دے تو مین ابہی اوسکو رخصت کر کے واپس آؤن نائن نے اس
بات کو منظور کیا اوسکو چہوڑ دیا اور آپ ستون سے بندہ گئی اس عرصہ مین کفشگر
کی آنکہہ کہلی عورت کو آواز دی نائن بخوف افشاے راز نہ بولی کفش گر ہر چند
پکارا کیا یہ خاموش کہڑی رہی ؎ یان لب پہ لاکہ لاکہ سخن اضطراب مین
وان ایک خامشی مبرے سب کے جواب مین ۔ ناچار کفش گر نے غصہ
سے اوٹہ کر اپنی عورت کے دہوکے مین نائن کی ناک کاٹ ڈالی اوس
نکٹی نے مارے ڈر کے چون تک نہ کی تہوڑی دیر بعد جب کفشگر کی عورت آئی
یہ حال دیکہکر بہت گہبرائی بعد ہزار عذر خواہی اوسے رہا کیا اور آپ بدستور
سابق ستون سے بندہ گئی اور بمصداق اسکے کہ ان کیدکن عظیم ـ تریا چرتر
کو عمل مین لا کر نہایت عاجزی کے ساتہہ درگاہ قاضی الحاجات مین یہ مناجات
کرنی شروع کی خداوندا فریادرس تو خوب جانتا ہے کہ ناحق میرے اوپر ناک
کاٹنے کا ظلم ہوا جس مین منہہ دکہانے کے قابل نہ رہی اگر تیرے ہان انصاف ہے تو
مجہکو بدستور ناک عطا کر ورنہ موت دے کہ اس بیحیائی کے جینے سے مرنا بہتر
ہے کفشگر نے اوٹہ کر کہا کہ او مکارہ خدا بدکردارونکی دعا قبول نہین کرتا یہ سنکر
دفعتا عورت نے آواز دی کہ خدا کا شکر او ظالم اوٹہ اور اوس کی قدرت کا
تماشا دیکہہ کفشگر نے جو دیکہا تو ناک ثابت پائی قدمون پر گر پڑا اور بہت سا
عذر کیا کہ تو پاک دامن بی بی ہے اب کبہی قصور مجہسے نہ ہوگا معاف کر اور جب نائن گہر
پہنچی تو اس سوچ مین گئی کہ صبح کیا منہہ دکہاونگی اور خاوند کیا کہیگا ۔ اتفاقا
علے الصباح نائی اوٹہا عورت سے کہا جلد پیٹی اوٹہا دے نائن نے چالاکی

استرہ نکال دیا نائی نے غصہ میں پھر استرہ پھینک دیا اور کہا کہ
میں پیلی مانگتا ہون تو استرہ دیتی ہے اوس استرہ کا پھینکنا تھا کہ نائن نے
شور مچایا کہ ارے لوگو دوڑیو ناک کٹی نائی حیران ہوا جب ہمسایہ کے آدمی
دوڑ سے آئے تو کیا دیکھا کہ نائن کی ناک کٹی ہوئی اور لہو لہان ہو رہی ہے
سب حجام کو پکڑ کر حاکم کے روبرو لے گئے قدرت خدا کہ شاہ صاحب بھی حاکم
کے پاس پہلی واقفیت کے سبب بیٹھے تھے بموجب اقبال حجام کے
مجرم کی بھی ناک کاٹ ڈالنے کا حکم ملا یہ سنتے ہی شاہ صاحب نے کھڑے ہو کر
کہا کہ اے حاکم عادل سوچ کر حکم دیجئے اس لئے کہ چور نے چوری نہین کی نہ
لومڑی کو زخمی جانور نے مارا نہ نائی نے اپنی عورت کی ناک کاٹی یہ سب
اپنے اعمال کی شامت ہے حاکم نے کہا کہ اسکی تفصیل بیان کیجئے درویش نے
سب حال اول سے آخر تک کہہ سنایا اور فرمایا اگر مجھے شوق مرید کرنے کا نہ
ہوتا خلعت چوری نہ جاتا اور اگر لومڑی کو حرص نہوتی تو جانوروں کے صدمے
سے نہ ماری جاتی اور جو عورت بدکار اس جوان کے مارنے کا قصد نہ کرتی
وآپ ماریجاتی اگر نائن اس بدکام مین مدد نہ کرتی اوس کی ناک نہ
کٹتی حاکم نے یہ حال دریافت کر کے ہرایک کو موافق اوس کے قصور
کے سزا دی حقیقت مین جو برائی کرے اوسکو نیکی کی امید نہ رکھنی چاہیئے
س ہر آنکہ تخم بدی کشت چشم نیکی داشت ؛؛ دماغ بیہودہ پخت خیال
باطل بست کلیلہ نے کہا کہ یہ حکایت اسواسطے بیان کی تاکہ تو جان لے کہ
جس بلا مین تو آپ مبتلا ہو خود اس مصیبت کا بانی ہے اور میری ایک
نصیحت نہ سنی دمنہ نے کہا کہ واقعی سبب اسکا مین ہی ہوا ہون لیکن اب
اسکی کچھہ تدبیر کیجائے کلیلہ نے کہا کہ مجھے اول سے اس کام مین انکار ہے
اب بھی کچھہ دخل نہین دیتا جو تجھے بہتر معلوم ہو وہ کر دمنہ نے کہا کہ میرے خیال مین
یہ آتا ہے کہ کسی حیلہ و فریب سے شنزبہ کو اوسکے عہدہ سے معزول کر کے

نکلواوون اور اس باب مین جسقدر کوشش کرونگا حق بجانب ہی ہے اسلئے
کہ عقلمندون نے لکھا ہے کہ ان پانچ کامون مین جسقدر سعی کیجاوے بجا ہے
اوّل گئے ہوئے رتبے کو حاصل کرنے مین دوسرے پرہیز کرنے مین اُس
نقصان کے جسکا تجربہ ہو چکا ہو تیسرے اپنی منفعت کی حفاظت مین
چوتھے اپنے حال کو آفت سے بچانے مین پانچوین آیندہ فائدہ کی اُمید
اور نقصان کے دفعیہ مین۔ پس مین یہ کوشش کرونگا کہ اپنے رتبہ کو پہنچون
اور شترابہ سے بدلہ لون مین کسیطرح اوس چڑیا سے کم نہین ہون جسنے عوض اپنا
باشہ سے لیا تھا کلیلہ نے کہا کہ وہ کسطرح ہے دمنہ بولا حکایت ایک
باشہ کا دستور تھا کہ جب چڑیا بچّہ نکالتی اور وہ پرورش پاکر قریب اوڑنیکے ہوتا
یہ کہالیتا ایکدن چڑیا نے شکایت اسکی سمندر سے کی سمندر کو اس کے
حال پر رحم آیا اور کہا تو مجھے باشہ کے گہونسلے کا پتا بتا دے چڑیا نے نشان
بخوبی بتلا دیا ایک دن سمندر نے باشے کے گہونسلے مین جاکے آگ لگادی
وہ جل بھنکر خاک ہوگیا غرض اس سے یہ ہے کہ جو کوئی ضعیف اپنے دشمن کے
رفع کرنے مین گو وہ کتنا ہی قوی کیون نہو کوشش کرتا ہی فتح پاتا ہے کلیلہ نے کہا کہ شترابہ
کو بادشاہ نے مقرب کیا ہے اور اوسکی محبت شیر کے دل مین جم گئی اوسکا مزاج پہیرنا
بڑی مشکل ہے بادشاہ جب کسی کی پرورش کرتے ہین جبتک کوئی بڑا سبب اور صریح قصور
نہین دیکہتے اوسکو عہدہ سے نہین گراتے دمنہ نے کہا اس سے زیادہ اور کونسا سبب ہوگا
کہ اوسکی پرورش کی وجہ سے خیرخواہون سلطنت کو خفت اور ذلت ہوئی یہانتک کہ خدمت
بادشاہی سے کنارہ کیا اور منفعت جو اون کی صحبت اور نصیحت سے
متصوّر تھی بالکل موقوف ہوگئی اور یہ امر سبب فتنہ اور فساد سلطنت کا ہے
حکیمون نے لکھا ہے کہ ہر ایک کو ان چھ باتون سے کہ سبب فساد مُلک ہین
پرہیز چاہیئے اوّل خیرخواہون کی ناامیدی اور عقلمندون و تجربہ کارون کی خواری

دوسرے بے موجب لڑائی میں پڑنا تیسرے عورتون اور شکار میں
مشغول رہنا اور انتظام سلطنت کی طرف توجہ نہ کرنا شراب اور کھیل کود
مین اوقات کاٹنا چوتھے وبا اور قحط اور خشک سالی کی کثرت پانچوین
غصہ بہت کرنا اور سزا اور سیاست حد سے زیادہ کرنی چھٹے جہالت سے
صلح کی جگہہ لڑنا اور لڑائی کے مقام مین صلح کرنا سختی کی جگہہ نرمی کرنی اور
ملائمت کے مقام مین تیزی سے پیش آنا کلیلہ نے کہا خوب معلوم ہوا کہ تونے
کینہ پر کمر مضبوط باندہی ہے جبتک بدلا نہ لے گا شترابہ کا پیچہا نہ چھوڑے گا
لیکن یاد رکھ کہ ایذا رسانی اچھی نہین اور بدی کا پہل بد ہے اور جو ذرا اس
دار مکافات مین آنکھہ کھول کر دیکھے تو سینکڑون تجربے ایسے ملجائین گے کہ جس
سے آنکھہ عبرت کی کھل جائے جیساکہ بادشاہ دادگر آخر کو متنبہ ہوگیا دمنہ
نے کہا کس طرح کلیلہ نے جواب دیا حکایت ایک بادشاہ تہا نہایت ظالم
رعیت کو اوسکے ظلم سے بڑی تکلیف پہنچتی اس لئے رات دن وہ اوس کی برائی
چاہتے تھے بادشاہ ایک دن شکار کھیلتا پھرتا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا
لومڑی پر دوڑا اور اوسکے پانون کو زخمی کیا لومڑی گر پڑکر ایک درہ مین گھس
گئی کتا وہان سے واپس آیا ایک پیدل آدمی نے اوس کے پتھر مارا کتے کا
پانون ٹوٹ گیا پیدل آدمی سو قدم آگے نہ بڑہا تھا کہ گھوڑے نے اوسکے
لات ماری پیدل کا پانون ٹوٹ گیا گھوڑا تہوڑی دور نہ چلا تھا کہ ایک سوراخ مین اوسکا
پانون دہنس گیا جسکے صدمہ سے گھوڑا گر پڑا اور پانون ٹوٹ گیا بادشاہ کو ان
باتون سے تنبیہ حاصل ہوئی اور ظلم سے توبہ کی انصاف پر یہانتک کمر باندہی کہ بادشاہ دادگر
مشہور ہوا اور یہ اس واسطے بیان کیا کہ تو بھی اس برائی کو چھوڑ دے ورنہ تیرے
حق مین برا ہوگا دمنہ نے کہا کہ مین مظلوم ہون ظالم نہین کلیلہ نے کہا منظور
کیا کہ تجھے کو ایذا پہنچی لیکن شترابہ کی قوت تیری قوت سے بڑھکر ہے یار اور مددگار

اوسکے بہ نسبت تیری زیادہ ہین دمنہ نے کہا کہ جو عقل اور تدبیر سے کام نکلتے
ہین وہ زور اور طاقت سے نہین حاصل ہوتے چنانچہ ایک ضعیف کوی
نے ایک بڑے اژدہے کو حیلہ سے مارا
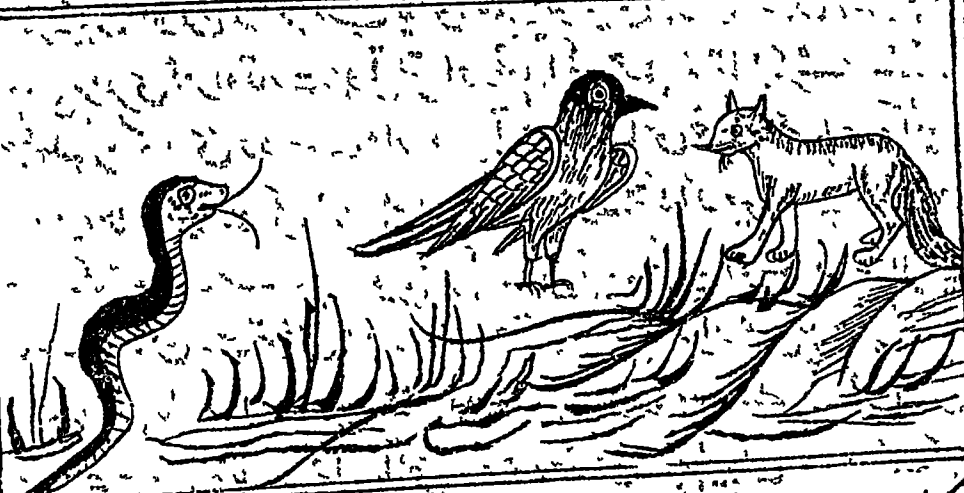
حکایت ایک اژدہا کوے کے بچے کو ہمیشہ کھا جایا کرتا تھا ایک دن
کوے نے اوسکی شکایت ایک گیدڑ سے کہ اوسکا دوست تھا کی کہ اب
طاقت ایسے صدمے اوٹھانے کی نرہی اور اسکا ظلم حد سے زیادہ گزر گیا
اب میرا یہ ارادہ ہے کہ جب وہ خواب غفلت مین ہو اس کی دونون
آنکھین چونچ سے پھوڑ ڈالون اور اسکا شر اس تدبیر سے دفع کرون
گیدڑ نے کہا کہ یہ تدبیر مناسب نہین عاقل لوگ قصد ہلاکت دشمن کا اس
طرح کرتے ہین جسمین اپنی جان کا خطرہ نہ ہو ورنہ تجھپر وہ آفت پہنچے گی
جو ماہی خوار پر پہنچی تھی کوے نے کہا کس طرح گیدڑ بولا حکایت ایک
ماہی خوار چشمہ کے کنارے رہتا تہا اور مچھلیون کے شکار سے گزر کرتا
تہا بقدر حاجت کے پکڑ لیتا اور جب وہ نہایت بڈھا ہوا اور قوت شکار
کرنے کی نرہی تب اوسنے یہ خیال کیا کہ ایک روز کنارے چشمہ کے
غمگین صورت بنا کر بیٹھا ایک کیکڑہ نے اوسکو اس صورت سے دیکھکر

پوچھا ماہی خوار نے کہا کہ آج دو صیاد باتین کرتے جاتے تھے کہ اس چشمہ
مین بہت مچھلیان ہین اونکو جال سے پکڑ کر لے چلین دوسرے نے
کہا اول اس چشمہ کو گھیر لین پھر تدبیر اونکے پکڑنے کی کرینگے مین اس بات کو
سنکر رنجیدہ ہون کہ اگر سب پکڑی گئین تو میری بڑی خرابی ہوگی کیونکہ
انہین پر میری گزراوقات ہوتی تھی اور تمہارا کچھ خرچ نہ تھا کیکڑے نے یہ
خبر مچھلیون کو دی وہ سب واویلا کرتی ہوئین ماہی خوار کے پاس آئین
اور اس بلا سے نجات کی تدبیر پوچھی ماہی خوار نے کہا کہ مین نے خود یہ کلام
صیاد کے منھ سے سنا ہے اسمین میرا کچھ بس نہین لیکن ایک حیلہ خیال مین
آتا ہے کہ یہان سے تھوڑی دور ایک اور چشمہ ہے اگر اوسمین چل رہو تو سب
کی جان بچ جائے اونھون نے جواب دیا کہ ہم بغیر تیری مدد کے وہان نہین
پہنچ سکتے غرض یہ بات قرار پا گئی کہ ماہی خوار چند مچھلیون کو اوٹھا کر
اوس چشمہ مین لیجایا کرے چنانچہ ماہی خوار نے اس حکمت سے مچھلیان
کھانی شروع کرین جب ایک مدت اسیطرح گذری خرچنگ کو بھی شوق چشمہ
دیکھنے کا ہوا ماہی خوار کے شانہ پر بیٹھکر چلا دور سے جو اوسنے انبار مچھلیونکی
ہڈیون کا دیکھا تو فریب ماہی خوار کا اوسپر کھل گیا اور اس بات پر عمل کیا
کہ جب دشمن تیرے مارنے کا قصد رکھتا ہے تو تو بھی اوسکی ہلاکت مین
کوشش کر وہ دو حال سے خالی نہ ہوگی اگر مار لیا تو قیامت تک
بہادرون مین مشہور ہوا اور جو مارا گیا بے عزتی کی بدنامی سے
بچا پس خرچنگ نے جلدی سے اوسکے گلے کو گھوٹا جو کہ ماہی خوار بہت
بڈھا تھا اسی تھوڑے ہی صدمے سے مرگیا یہ مثل اسواسطے بیان کی
کہ بہتسے آدمی اپنے مکر سے ہلاک ہوئے ہین تجھے اسے کوے ایک اچھی
تدبیر بتلاتا ہون کہ تو اوڑکر شہر سے قیمتی زیور چونچ مین اسطرح دبا لا کہ
کہ لوگون کی نظرون سے غائب نہو ضرور ہے کہ آدمی اوسکی تلاش مین

پھر ایسا پیچھا چھوڑینگے اور تو سانپ کے بل کے قریب پہنچکر رقم کو اوسمین
ڈال دینا جب لوگ سانپ کو دیکھینگے اول اوسے مار ڈالینگے پھر
رقم کو اوٹھا لینگے کوے نے بموجب اوسکے کہنے کے ایک عورت
کی انگوٹھی ہیرے کی جو کوٹھے پر نہاتی تھی اوٹھالی اور اوسی طرح
سانپ کے بل مین ڈالدی جو لوگ اوسکے پیچھے آئے تھے اونہون
نے سانپ کو دیکھکر مار ڈالا اس مثل کا فائدہ یہ ہے کہ جو کام حیلہ سے نکلتا
ہے وہ قوت سے ممکن نہین کلیلہ نے کہا کہ بیل کو قوت اور عقل اور
تدبیر سب حاصل ہے ایسے سے مکر نہین چل سکتا اسلئے تو جو تدبیر کرے گا
وہ اوسکا دفعیہ کرے گا مبادا کہ اولٹا تجھے کسی بلا مین نہ پھنسا دے
جیسا کہ خرگوش نے لومڑی کا قصد کیا تھا اور آپ گرفتار ہو گیا دمنہ نے پوچھا
کس طرح کلیلہ نے کہا
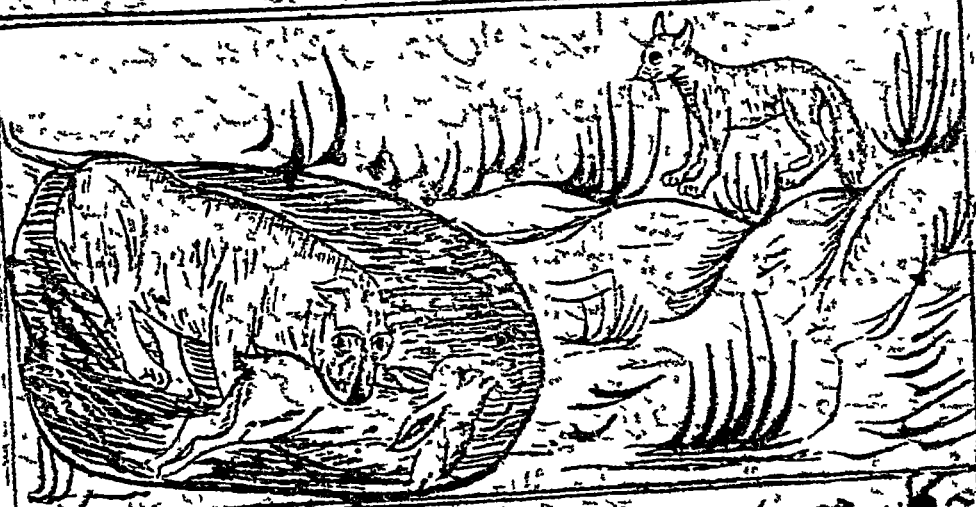
حکایت ایک بھیڑیے نے سوتے ہوے خرگوش کو جا دبایا
خرگوش بیچارے کی جب آنکھ کھلی تب آپکو موت کے پنجے مین پھنسا
ہوا پایا مارے ڈر کے سوکھ گیا اور گڑگڑا کر کہنے لگا کہ خوب جانتا ہون
لیکن حضور کی اشتہا فرو کرنے کے قابل نہین ہون اگر اس عاصی کی

کہ ایک نوالے سے زیادہ نہین جان بخشی ہو تو ایک لومڑی کو کہ نہایت تیار ہے شکار کرا دون آپ اوسکو تناول کرین ورنہ بندہ خود موجود ہے بھیڑیے کو یہ رائے پسند آئی ہمراہ اوسکے چلا وہان سے قریب شہر ایک لومڑی رہتی تھی خرگوش کو جس سے دشمنی قدیم از حد تھی نزدیک اوسکے جاکر کہا کہ شہرت آپ کی گوشہ نشینی اور زہد و تقوی کی سنکر ایک بزرگ آپکی ملاقات کو آئے ہین اگر فرصت ہو تو ابھی حاضر ہون ورنہ جب اجازت ہو لومڑی نے اس تقریر سے بو فریب کی پاکر اور جواب ترکی بترکی برعمل کرکے کہا زہے سعادت کہ ایسے بزرگ میرے غریب خانہ مین تشریف لائین لیکن ذرا توقف کرو کہ مکان کو جھاڑ بہار کر فرش و فروش سے آراستہ کر رکھون خرگوش نے یہ حال آکر بھیڑیے سے کہا وہ خوش ہو گیا یہان لومڑ نے پہلے ہی دور اندیشی سے راہ مین ایک گڑھا کھود رکھا تھا جسکو از سرنو خس پوش کر لیا اور دوسرے در سے آواز دی خرگوش اور بھیڑیا اس اندھیرے در مین اوترے یہان تک کہ یکایک اوس گڑھے مین دونون گر پڑے بھیڑیے نے خرگوش کا مکر جانکر اوسکو مار ڈالا یہ مثل اسواسطے بیان کی تاکہ تجھکو معلوم ہو جائے کہ عقلمند آدمی کے سامنے فریب نہین چل سکتا دمنہ نے کہا کہ سچ ہے لیکن بیل خود مغرور ہے اور ابھی تک میری دشمنی سے غافل ہے دوستی کے پردے مین دشمنی کی خوب گہات بن آتی ہے جیسا کہ خرگوش کے مکر نے شیر کو باوجود اوسکی دانائی کے ہلاکت مین ڈالا کلیلہ نے کہ وہ کسطرح ہے دمنہ بولا حکایت ایک جنگل کے جانورون نے شیر سے عرض کی کہ ہم آپ کے روزمرہ کے شکار سے بہت تنگ آگئے ہین اور یقین ہے کہ آپکو بھی ہر روز کی دوا دوش کی تکلیف ہوتی ہوگی اگر ایک جانور پر آپ قناعت فرمائین تو ہم ہر روز حاضر کر دیا کرین اس مین دو طرفہ آرام کی صورت ہے شیر نے اس بات کو منظور کیا اور مدت تک یہی طور جاری رہا

ایک دن نوبت ایک خرگوش کی آئی اوسنے جانے مین اس قدر توقف
کیا کہ شیر کے کہانے کا وقت گزر گیا اس کے بعد خرگوش آہستہ آہستہ
شیر کے روبرو گیا سلام کیا شیر بہوکھ کے غصہ مین بہرا ہوا تھا پوچھا
دیر کیون ہوئی خرگوش نے کہا کہ جانورون نے موافق معمول کے
ایک خرگوش اور میرے ہمراہ کرکے حضور کی خدمت مین بہیجا تھا ہم دونون
آتے تھے راستہ مین ایک شیر بڑا زبردست ملا اور اوس نے اوس خرگوش
کو پکڑ لیا ہرچند ہمنے اوس سے کہا کہ یہہ ناشتہ بادشاہی ہے اوسنے
ایک نہ سنی اور کہا کہ یہ میری شکارگاہ ہے یہان کسی کا دخل نہین اور
حضور کی نسبت کچہہ برا بہلا بہی کہا کہ بیان نہین کرسکتا شیر کو بہوک کے
غلبہ مین یہ بات کمال ناگوار گزری خرگوش سے کہا کہ اوسکو بتا سکتا ہے
تاکہ اوس سے اپنا بدلہ لون خرگوش نے عرض کی کہ مین بتا سکتا ہون یہ
کہکر اوٹھا اور شیر کو کوئین پر لیگیا اور کہا کہ وہ شیر اس مین ہے مجھے اوس
سے ڈر لگتا ہے اگر آپ مجھے بغل مین لیکر دیکہین تو دشمن نظر آجائیگا
شیر نے ویسا ہی کیا یعنی جہانکا تو اپنا عکس اس طرح دکھلائی دیا
کہ دوسرا شیر بہی خرگوش کو بغل مین دبائے کہڑا ہے شیر نے یہ صورت
دیکہکر خرگوش کو چہوڑ دیا آپ غصہ کے مارے کوئین مین کود پڑا اور
دو چار غوطہ کہا کر مرگیا خلاصہ اسکا یہ ہے کہ دشمن ہرچند زبردست ہو لیکن
غفلت مین مار کہاتا ہے کلیلہ نے کہا ممکن نہین کہ شترابہ کی ہلاکت
مین شیر کو رنج نہ ہو اور مضرت نہ پہونچے ہرگز ایسا کام نہ کرنا چاہئے کوئی عقلمند
اپنی آسایش اور آرام کیواسطے مالک کی تکلیف گوارا نہین کرتا جب یہ
تقریر تمام ہوئی دمنہ اپنے مقام کو گیا اور دو چار روز کا وقفہ دیکر خلوت
کے وقت شیر کی خدمت مین غمگین صورت بنائے ہوے پہنچا شیر نے کہا
بہت دنون سے تجہے نہین دیکہا خیر ہے دمنہ نے عرض کی کہ نیت بادشاہ کی

خیر ہے تجھے اللہ چاہیے تو خیر ہی ہوگی شیر گھبرایا اور پوچھا کہ کیا کوئی نئی وار دات گزری دمنہ نے کہا ہاں شیر نے فرمایا بیان کر دمنہ نے عرض کی کہ اوسکے بیان کرنے کو خلوت چاہیے شیر نے کہا یہی وقت فرصت کا ہے ملکی کاموں میں دیر کرنے سے ہزاروں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں دمنہ نے جواب دیا کہ بادشاہ کا فرمانا حق ہے لیکن جن مکروہ باتوں کے سننے سے خود کراہت معلوم ہو اونکے بیان کرنے میں احتیاط چاہیے خصوص بادشاہوں کی خدمت میں شیر نے کہا کہ احتیاط اوسیجگہ ہوتی ہے کہ سننے والے کو کہنے والے کا حال نہ معلوم ہو اور نہ اوسکی عقل پر اعتماد اور یہ جانتا ہو کہ وہ از رہے نصیحت کہتا ہے یا مکر و فریب سے بیان کرتا ہے اور تجھکو میرا ہر طرح اعتبار ہے دمنہ نے کہا کہ مجھے بادشاہ کی عقل پر بھروسا ہے اور یہی سبب میری جرات کا ہوا لیکن حضور جانتے ہیں کہ کوئی بات آجتک بجز خیر خواہی اور نمک حلالی کے میں نے نہیں کی شیر نے کہا کہ مجھے تجھپر بھروسا ہے جو کچھ تجھے معلوم ہے بلا اندیشہ بیان کر حکیموں نے کہا ہے کہ تین شخص بادشاہی چھپلے گئے اور طبیب سے بیماری ظاہر نہ کرے اور دا حسب اپنی دوستوں سے نہ کہے وہ خائن ہے دمنہ نے جب دیکھا کہ میری تقریر شیر کے دل میں اثر کر گئی کہنے لگا کہ اس کمبخت شترابہ کو کیا سوجھی کہ امرا سے لشکر سے وہ مشورے اور نمک حرامی کی باتیں کرتا ہے جو فساد اور سلطنت کی برہمی کا باعث ہوں غرض لوگوں کے دلوں میں خلل اور فتنوں میں فساد پاتا ہوں حیران ہوں کہ بادشاہ نے اوس کا فر نعمت کے حق میں بجز نیکی کے کوئی برائی نہیں کی شیر بولا کہ دمنہ بات سمجھکر کہہ یہ کیا تقریر کرتا ہے تجھے کس طرح معلوم ہوا دمنہ نے کہا میں نے بذات خود اسباب کو تلاش کیا ہے اور اس کے قطع نظر اوس کا مرتبہ بڑھا کر بادشاہ نے اپنا

ہمسر بنالیا اس بات کو وزرا آپ ہی دل مین سوچین شیر نے کہا اسکی تدبیر
کیا کیجائے دمنہ نے عرض کی کہ جو بات حضور کے خیال مین آگئی ہے
راے ناقص کو وہان کیا دخل لیکن اسقدر جانتا ہون کہ اسکام مین جتنی
جلدی ہو اسیقدر بہتر ہے اور نہین تو پہر تدارک اسکا مشکل ہوگا ۔ ع
سر چشمہ باید گرفتن بمیل ٭ چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل ٭ حکما نے لکھا ہے کہ
آدمی تین قسم کے ہوتے ہین اول عاقل دوسرے نیم عاقل
تیسرے نادان عاقل وہ ہے کہ جو کام کرے اول اوسکا اونچ نیچ سمجھ
لے اور نیم عاقل وہ ہے کہ پہلے تو بلا مین پہنس جائے پہر عقل کی مدد سے
بچاو کی صورت پیدا کرلے ۔ نادان وہ ہے کہ بلا مین پہنس جائے اور
گہبرا کر کوئی صورت نکاس کی نہ پیدا کرسکے چنانچہ بمناسبت اسکے حکایت تین
مچھلیون کی ہے شیر نے پوچھا کس طرح ہے دمنہ نے کہا حکایت ایک
چشمہ مین تین مچھلیان رہتی تہین ایک دن دو ماہی گیر آنکلے اور آپس مین
کہنے لگے کہ جال لاکر اونکو پکڑین مچھلیون کو جب حال معلوم ہوا تو اونمین
جو عاقل تہی اوسیوقت دوسرے چشمہ مین گئی اوسکا سوت اس سے ملا ہوا
تہا جلدی اتنے عرصہ مین ماہی گیرون نے جال لاکر چارونطرف لگادے
پر وہ پہلے ہی کہسک گئی تہی نیم عاقل کو اندیشہ ہوگئی جب دوسرے مچھلی نے کہ نیم
عاقل تہی اپنے آپ کو جال مین پہنسا دیکہا تو اپنی غفلت پر بہت نادم ہوکر
بحال ہوشیاری سے اپنے آپ کو مردہ بنایا اور پانی پر تیرنے لگی ماہیگرون
نے اوسکو ماہی بیجان سمجھکر پہینکدیا اور تیسری مچھلی کہ نادان تہی پہنس گئی
اور یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ بادشاہ اس کام مین بہت جلدی کرے
ایسا نہو دیر کے لگانے مین کوئی فتنہ پیدا ہو بقول کسیکے مصرعہ کہ در تاخیر
آفتہاست طالب رازیان دارد ۔ شیر نے کہا یقین نہین پڑتا کہ شنزبہ
میرے احسان کو بہول جائے اور اوسکے بدلے نمک حرامی پر کمر باندہے

دمنہ نے جواب دیا کہ حضور جو فرماتے ہین یہ نتیجہ عالی ہمتی اور بلندبینی کا
ہے لیکن کمینہ لوگون کو بڑہانا اور اونکے ساتھ نیکی کرنی گویا اون کو
اور بدی پر آمادہ کرنا ہے س نیکی کرنی بدون سے ایسی ہے ؎ جیسے
نیکون کے حق مین کیجے بدی ؎ عقلمندون نے کہا ہے کہ کمینون کو خوف
اور امید مین رکھے اسواسطے کہ جب اونکے دل مین ڈر پیدا ہوتا ہے اور
اور امید موقوف ہوجاتی ہے تو خواہ مخواہ فساد کی باتین سوچنے لگتے ہین
اور جسوقت خوف بالکل زایل ہوجاتا ہے تو کفران نعمت پر اتراتے ہین
آقا کے زوال نعمت مین کوشش کرتے ہین شیر نے کہا کہ ایسے لوگون کا
برتاؤ کس طرح کرنا چاہیئے دمنہ بولا کہ ان لوگون کو خوف و رجا مین رکھے
نہ اسقدر ناامید کرے کہ اطاعت چھوڑکر دشمنون سے ملجائین اور نہ
اسقدر بڑہائے کہ اپنے آپ کو بہول کر خیال حکومت کا دل مین لائین شیر
نے کہا مین شترابہ کو اسقدر بداصل نہین جانتا تھا کہ ایسی نمک حرامی کا
خیال اوسکے سر مین سمائیگا اسی لیئے مین ہمیشہ اوسکے ساتھ بہلائی سے
پیش آتا رہا دمنہ نے کہا کہ بادشاہ نے کبھی اوسکو اس معاملہ مین آزمایا
نہین کج طبیعتون سے راستی غیر ممکن س نیش عقرب نہ از پئے کین است ؎
مقتضائے طبیعتش اینست ؎ مگر بادشاہ نے حکایت کچھوے اور بچھو کی
نہین سنی شیر نے پوچھا کسطرح دمنہ نے کہا **حکایت** ایک کچھوے
اور بچھو کی گہری دوستی تھی ناگاہ دونون کو سفر در پیش ہوا اتفاقا
راستہ مین ایک ندی ملی کچھوے نے بچھو کو پیٹھ پر چڑھا کر ندی پار
اوترنا چاہا جب منجدھار مین پہنچے بچھو نے ڈنک مارا کچھوا پکارا کہ اے
بہائی کیا نیکی کا یہی بدلہ ہے بچھو نے جواب دیا کہ ڈنک مارنا میری عادت
ہے کچھ عداوت نہین خواہ دشمن کی پیٹھ ہو یا دوست کا سینہ لمولفہ
نیش عقرب مقتضائے طبع ہے ؎ سینۂ دشمن ہو یا پہلوے دوست ؎

اسواسطے حضور کو شترابہ کے معاملہ مین ضرور اندیشہ چاہئیے اور جو خیر خواہون کی بات کو گو وہ کیسی ہی سخت ہو نمانیگا آخر کو اوسے اوس بیمار کے مانند ندامت حاصل ہوگی جو طبیب کے کہنے پر عمل نہ کر کے جان کو گنواتا ہے خصوصاً بادشاہون کو چاہئیے کہ ہر کام کا انجام سوچ لین اور جس بادشاہ نے ملکی کامون مین بے پروائی کی اور فرصت کے وقت کو ضایع کر دیا جب کوئی حادثہ پیش آیا تو آپ ضرور اپنی بدنامی امیرون کے سر رکھے گا مگر حقیقت مین اوس سے کم حوصلہ کوئی بادشاہ نہین **لمولفہ** جس کام مین کرنا تجھے لازم ہے برادر، کسواسطے کرتا ہے وہ غیرون کے حوالے شیر نے کہا اگرچہ کلام تیرا سخت ہے اور گفتگو بے ادبانہ لیکن جو از روے نصیحت اور دولتخواہی کے تو کہتا ہے اسلئے سننا اوسکا لازم ہے تو یہ خوب جان لے کہ گو شترابہ دشمن ہے مگر پھر ہمارا کہنا چاہئیے وہ کیا کر سکتا ہے علاوہ اوسکے مین نے اوسکو اس مرتبہ پر پہنچایا اور خاص و عام کے روبرو اوسکی نمک حلالی اور اخلاص مندی کی تعریف کی اب اگر اوسکے ساتھہ دوسری طرح پر تون تو لوگون کے روبرو میرے قول و فعل کا اعتبار نرہیگا اور سب کی آنکھون مین میری سبکی اور بیقدری ہوگی دمنہ نے کہا کہ بادشاہ ہرگز اس گھمنڈ مین نہین آئے کہ وہ میرا مغلوب ہے یہ مانا کہ وہ اکیلا بادشاہ کے مقابلہ کا نہین لیکن مددگار اوسکے بہت ہین اور جس دوست سے کہ آثار دشمنی کے ظاہر ہون فوراً اوسکا تدارک کرنا چاہئیے دانت کہ آدمی کے مصاحب قدیم ہین جب وہ بھی تکلیف دینے لگتے ہین اوکھاڑ دئے جاتے ہین اور کوئی بُرا بھی نہین کہتا شیر نے کہا کہ جوانمردی اس بات کو نہین چاہتی کہ اوسکو کسیطرح ایذا دون اس سے تو بہتر ہے کہ اوسکو اسحال کی اطلاع دیکر اپنے ملک سے نکالدون جہان اوسکا جی چاہے چلا جائے دمنہ کی دلمین یہ سوچکر کہ اگر شترابہ کو یہ حال معلوم ہوا

تو وہ اپنی صفائی ہر طرح کرلے گا اور میرا فریب کھل جائیگا غرض کی کہ بادشاہ سلامت بات جبتک منہہ سے نہین نکلتی اوسکا تدارک ہوسکتا ہے اگر یہ بات شترابہ کو معلوم ہوگئی جرات کرکے مبادا کوئی فساد برپا کرے اسلئے مناسب ہے کہ تدارک اسکا بھی پوشیدہ ہو شیر نے کہا کہ ایک وہم و گمان پر اپنے قدیم مصاحبون کو ضایع کرنا اپنے ہاتھہ پانون مین کلہاڑی مارنی کہان بیروقتی ہے دمنہ نے کہا کہ بادشاہ کی عقل اور فراست سے زیادہ کوئی گواہ نہین جب وہ مکار آوے حضور اوسکی حرکات و سکنات سے بد دیانتی اور فریب دریافت کرین صاف آثار دشمنی کے اوس کی صورت سے ظاہر ہونگے اگر اوسکے مزاج مین شرارت اور مکر ہوگا چوکنا جھکتا آئے گا صورت بگڑی ہوئی مزاج بدلا ہوا ہوگا شیر نے کہا خوب سمجھایا بے شک ان باتون سے یقین کامل ہوجاے گا جب دمنہ کو خوب یقین ہوگیا کہ شترابہ کی طرف سے شیر کی طبیعت بالکل بگڑ گئی تب دوسرا جوڑ یہ چلا کہ شترابہ کو بہکایا اور اوس سے بھی ایسی ہی چال چلوائی کہ شیر کی بدظنی کا سبب ہو یعنی شیر سے کہا کہ اگر مصلحت کا اور موقع ہو تو مین جاکر شترابہ کا حال دریافت کرون اور حضور کو اوسکے مافی الضمیر سے آگاہ کردون شیر نے کہا جاؤ دمنہ شیر سے رخصت ہوکر مصیبت زدون کی صورت بنائے ہوئے شترابہ کے پاس آیا سلام کیا شترابہ نے خیر و عافیت پوچھی اور کہا کہان تجھے مدت سے ملاقات نہین ہوئی دمنہ نے کہا گوشہ گیری کے باعث ملاقات ظاہری سے محروم رہا لیکن باطن مین ہمیشہ دعائے دولت کیا کرتا ہون شترابہ نے دریافت کیا کہ سبب گوشہ نشینی کا کیا ہے دمنے نے کہا کہ جسکو مالک کی طرف سے رات دن کھٹکا لگا رہے اور بغیر خوف کے ایکدم نہ گزرے اور ہروقت جان پر بنی رہے وہ گوشہ نشینی اختیار نہ کرے تو کیا کرے شترابہ نے کہا اسکی تفصیل کس طرح سے

بیان کرو منہ نے کہا چھہ چیزین بغیر چھہ چیزون کے ممکن نہین **اوّل** یہ کہ کوئی مال جمع کرے اور اوسکو غرور و مستی نہ حاصل ہو **دوم** جسکو ہوا و ہوس ہو محنت مین نہ پہنسے **سوم** عورتون سے صحبت رکھے اور رسوا نہ ہو **چہارم** کمینون سے محبت اور میل جول کرے اور خوار نہو **پنجم** بادشاہون کی نوکری کرے اور آفتمین نہ پہنسے شترابہ نے کہا تیری بیٹی ہوئی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تجھے شیر کی طرف سے کچھہ رنج پہنچا ہے دمنہ نے کہا کہ مجھے اپنی کچھہ فکر و پروا نہین بلکہ تیری طرف سے کہ تو نے مجھسے عہد کیا تھا اوسکو وفا کرتا ہون اور میری طاقت اسقدر ہے کہ تجھے نیک و بد کی اطلاع کر دون شترابہ یہ سنکر کانپ گیا اور کہا جلد اسکی حقیقت سے خبردار کر دمنہ نے کہا کہ ایک معتمد سے مین نے تحقیق سنا ہے کہ شیر یہ کہتا تھا کہ اب شترابہ خوب تیار ہے اور اوسکی اس سرکار مین چندان ضرورت بھی نہین ہوتا نہ ہونا برابر ہے با ورچیخانہ کے خرچ مین لایا جائے یہ سنکر تجھے اطلاع دی اب اپنے بچاؤ کی تدبیر پیدا کر شترابہ نے کہا کہ مجھے یقین نہین ہوتا کہ باوجود خیرخواہی کے شیر مجھسے برائی کرے دمنہ نے کہا کہ جو لازمہ دوستی اور حق آشنائی کا تہا ادا کیا آیندہ اختیار باقی ہے **لمولفہ** جو شرط ابلاغ کی تھی یہ مینے سنائی تم کو تم اوسکو سنکو چلو جو اپنے تمہین ہے بہتر ہے وگرنہ ہے اختیار باقی شترابہ نے کہا کہ مین تجکو جھوٹا نہین جانتا اور تو میری بھلائی کی کہتا ہے لیکن یہ اندیشہ ہے کہ کسی نے تیرے آزردہ کرنے کو کہ تو میرا دوست ہے یہ فقرا اوڑا یا ہو دمنہ نے کہا کہ مینے آپ بھی اوسکو تحقیق کر لیا ہے شترابہ نے کہا کہ شیر کو بسبب کثرت کام کے اسقدر فرصت نہین کہ جداگانہ مقدمہ کی تہ کو پہونچے اور اوسکے مزاج مین بدگمانی نہین اپنی نیک نیتی کے سبب سے ہر شخص کی بات سچ جانتا ہے کیا تعجب کہ کمینون نے جو شیر کے منہہ چڑھے ہین اپنے ہم جنسون کی

خیانتین ثابت کر کے شیر کے دل مین جگہ کی ہو اور براہ چاپلوسی میری طرف
سے یہی کچھ لگا دیا ہو جو اس بدگمانی کا سبب ہوا ہو اور یہ ایسے ہی
دہوکے کی بات ہے جیسا کہ بط نے دہوکا کہا یا دمنہ نے کہا کہ وہ
کسطرح ہے شترابہ بولا **حکایت** ایک بط نے پانی پر چاند کی روشنی
کو مچہلی جانکر پکڑنا چاہا مگر کچہہ ہاتہہ نہ آیا کئی مرتبہ ایسا ہی کیا آخر
تہک کر سمجہا کہ وہ دہوکا ہے دوسری رات کو جب مچہلی دیکہی وہ ہی
دہوکا جانکر نہ پکڑا اور کہنے لگا کہ آزمودہ را آزمودن خطاست حاصل
اس تجربہ کا یہہ ہے کہ وہی حال میرا اور شیر کا ہوا دمنہ نے کہا کہ تو
کس سوچ مین ہے بادشاہون کی یہی عادت ہوتی ہے کہ جس پر
مہربانی کی نظر ہوئی بے سبب ایک آن مین رنگ دیا اور جس سے
ذرا طبیعت پہر گئی ہے پہر ہفت ہزاری کیون نہ ہو خاک مین ملا دیتے
ہین شترابہ نے کہا کہ اگر رنج بلا کا سبب ہے تو اوسکا تدارک ہو نہین
سکتا اور ظاہر مین مجہسے کوئی قصور نہین ہو بجز نصیحت اور خیرخواہی کی
باتون کے اوس کی رضامندی اور نارضامندی کا البتہ خیال
نہین کیا مگر اس مین بہی رعایت ادب رکہی ہے اگر یہی نصیحت
موجب دشمنی کا ہے تو مجبوری کا مقام ہے اہل تجربہ نے سچ کہا ہے
کہ سلطنت کا غرور اور مال کی مستی اس پر لاتی ہے کہ خیرخواہون
سے نفرت اور خوشامدیون سے مصاحبت ہو اسیواسطے
عالمون نے کہا ہے کہ مگر کے ساتھ پانی مین رہنا اور سانپ
کے ہمراہ زمین پر گزران کرنی بادشاہون کی نوکری سے بہتر
ہے سو برس کی مہربانی ایک ساعت کی سزا کی برابر نہین
مباحثہ مار اور مرغ کا اسی کے حسب حال ہے دمنہ نے پوچہا
کسطرح شترابہ نے بیان کیا

حکایت ایک باز نے مرغ سے پوچھا کہ تو بیوفا ہے کہ آدمی تجھے کس محبت سے پالتا ہے
اور رات دن تیرے دانے پانی کی فکر میں رہتا ہے اور جب تجھے پکڑنا چاہتا ہے تو بھاگا پھرتا
ہے اور ہاتھ نہیں آتا اور مجھے دیکھ کہ پیدایش میری جنگل کی ہے فقط دو تین دن تک
کہاتا ہوں ایسے گو کیسا ہی دور ہو جاؤں پر ایک آواز میں آجاتا ہوں مرغ نے
جواب دیا کہ تو نے کبھی ایک باز کو بھی سیخ پر کباب ہوتے نہ دیکھا ہوگا اور مین نے
ہزاروں مرغ کباب ہوتے دیکھے ہین اگر اسطرح تو بھی دیکھتا تو انسان کی صورت سے
بیزار ہو کر کوہ قاف میں سکونت اختیار کرتا یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ جو لوگ بادشاہوں کی
قربت چاہتے ہین انہوں نے کبھی صدمہ سیاست اور سزا کا نہین اوٹھایا دمنہ نے کہا کہ یہ بات
نہین بلکہ شیر اپنی اصلی حالت پر ہے۔ اور اوسکے کچھ مزاج کو غرور سلطنت نے تیرے طرف سے نہین پھرا کہ تیرے
ہنروں اور فضیلتوں کو وہ بالکل بھولجائے شنزبہ نے کہا کہ شاید میرے ہنر اس مصیبت کی سبب ہوے
ہون **بقولیکہ** ای روشنی طبع تو برمن بلاشدی ؛ جیسے درخت میوہ دار ہمیشہ پتھروں کا
صدمہ اوٹھاتا ہے اور بلبل ہزار داستان خوش آواز یکے سبب پنجرا دیکھتی ہے طاؤس کے
نقش و نگار اسکی جان کہوتے ہین۔ قاقم و سنجاب کے بال تکے اسکی جانکے وبال ہوتے ہین
لمولفہ ہنر ہوے ہین یہان میری جان کی دشمن۔ وبال جان ہوے جسطرح سے پر طاؤس
اگر یہ عیب نہ ہوتا تو جناب **وحشی** ہین ؛ تو ہوتا خاک کیجا سر پہ افسر کاؤس ؛ ظاہر ہے کہ بیوقوف
اور بے ہنر اور جاہل لوگ عقلمندوں اور ہنروالوں سے زیادہ ہین اور ہمیشہ اپنی دشمنی قدیم ہے ہنرمندوں کے کام کو
اکثر بٹا لگاتے ہین اور انکی بھلائی کو برائی کی صورت مین چھپاتے ہین اسکو اپنے واسطے بھلائی کا جانتے ہین اور رات دن
اسی فکر مین رہتے ہین **بقولیکہ** ہنرمندان ہر بند و بیہنران جائے ایشان گیرند یعنی ہنرمند لوگ سدا ذلیل و خوار

ہین تاکہ ہماری خوب جمکے دمنہ نے کہا اگر بداندیشون نے ارادہ تیری خرابیکا کر لیا تو آخر کیا ہو
شترابہ نے کہا کہ اگر تقدیر الہی آپکے موافق نہین تو کچھہ نہین کر سکتا ورنہ کسی حیلہ و تدبیر سے
دفع کرنا اسکا ممکن نہین دمنہ نے کہا کہ عاقل کو چاہیے کہ عقل کو ہاتھہ سے نہ دے اور تدبیر کو نہ چھوڑے جسنے سوچ سمجھکر کام
کیا ضرور مطلب حاصل ہوگا شترابہ نے کہا کہ عقل اوسوقت کام آتی ہے جب
تقدیر موافق ہوتی ہے مگر تو نے قصہ ایک زمیندار اور بلبل کا نہین سنا
دمنہ نے کہا کس طرح ہے شترابہ بولا **حکایت** کسی زمیندار نے اپنی
سیر کرنے کے لئے ایک چمن بنایا تھا جہان اوسکی دل لگی تھی ہمیشہ پھولون کی
سیر اور جانورون کے چہچہے سے جی بہلایا کرتا تہا ایک روز اوس نے
جال مین ایک بلبل کو پکڑا اور پنجرے مین بند کر کے چمن مین رکھا بلبل نے
کہا مجھے تو نے کس لئے پنجرے مین قید کیا ہے اگر میری خوش آوازی کے
سبب سے یہ قید ہے تو میرا گہونسلا خود باغ مین رکہا ہے اور جو کوئی اور
باعث ہے تو مجھے اوس سے آگاہ کر زمیندار نے کہا کہ تیرے اوچھلنے کودنے
اور چونچ پنجون کے صدمون سے اوراق گل منتشر ہوتے تھے اور مین اونکے
صدمہ سہتا تھا اسلئے مینے تجکو گرفتار کیا بلبل نے کہا غور تو کر مجھے تو نے
اسقدر گناہ پر کہ ایک گل کو پریشان کیا ہے قید کیا اور تو نے تو میرے
دل کو ستایا تیرا کیا حال ہوگا زمیندار کے دل مین اس بات نے کمال اثر کیا
اور اوسکو فورا چھوڑ دیا بلبل نے اوسکی شکر گذاری مین کہا کہ اس درخت
کی جڑ مین ایک آفتابہ اشرفیون کا بھرا ہوا ہے نکال لے یہ بدلا تیرے احسان
کا ہے زمیندار نے کہود کر اوسکو نکال لیا اور کہا تعجب ہے کہ آفتابہ زیر زمین
خاک کے نیچے دیکہا اور زمین کے اوپر کا جال نظر نہ آیا بلبل نے کہا کہ جب
تقدیر خواستہ خدا کے روبرو نہ آنکھہ مین روشنی رہتی ہے نہ عقل فائدہ
دیتی ہے نتیجہ اس مثل کا یہ ہے کہ حکم الہی سے کسیکو مجال سرتابی کی نہین
دمنہ نے کہا کہ اے شترابہ یہ حال جو مذکور ہوا اسمین سے کوئی بھی بات نہین

بلکہ اوسکے مزاج مین خوب ہو فائی تھے اور مین نے اکثر آزمایا ہے کہ ابتدا
اچھی مگر انتہا خراب شترابہ نے جواب دیا کہ خیر مین نے اوسکی خدمت
مین خوب مزے اوڑاے ہین اب وقت تکلیفین جھیلنے کا آ پہنچا حقیقت
مین ہوس مجکو یہان لائی تھی ورنہ کہان مین اور کہان شیر کی
صحبت اگر ہزار رسیون سے پہنساتے تب بھی مین اس بلا مین نہ پہنستا
مگر تقدیر الہی اور تیرے فریب نے مجھے یہان پہنسایا اب کوئی بچاؤ کی صورت
نہین افسوس کہ پہلے دور اندیشی نہ کی لالچ کے سبب اس ہلاکت مین پڑا
کہ اب تدارک اوس کا ممکن نہین دمنہ نے کہا کہ کیا اچھی بات تھی جو
لالچ کرتا ہے ایک نہ ایک دن بلا مین پہنستا ہے جیسا کہ پاردہی لومڑی
پکڑنیکے لالچ مین بہیڑیے کا شکار ہوا شترابہ نے پوچھا کسطرح دمنہ نے کہا

حکایت ایک پاردہی لومڑی کے سوراخ کے نزدیک اوسکے
پکڑنے کو ایک گڑھا کھودا اور اوسکو گھاس سے چھپا کر آہستہ اوسپر مردار
گوشت رکھدیا لومڑی اس پاردہی کے فریب کو تاڑ کر آئی مگر ایک بہیڑیا
اوس مردار گوشت کی بو سونگھکر وہان آگیا اور چاہا کہ اوسکو اوٹھا کر کہا جائے
کہ یکایک گڑہے مین گر پڑا پاردہی خوشی خوشی گرنے کی آواز سنکر لومڑی کے
پکڑنے کو گڑھے مین اوترا بہیڑیے نے اس خیال سے کہ مردار مجھسے چھینتا ہے
اوسکا پیٹ پہاڑ ڈالا فائدہ اسکا یہ ہے کہ لالچ کی شومی کے سبب آخر
نوبت جان پر آئی شترابہ نے کہا کہ بڑی غلطی ہوئی کہ شیر کی خدمت اختیار
کی اور اوسنے خدمت کی کچھ بھی قدر نجانی بزرگون نے کہا ہے کہ جو خدمت
کی قدر نجانے اوسکی مثال ایسی ہے کہ شور زمین مین فائدہ کی امید پر بیج
ڈالے یا اونچا سننے والے کو خوشی کی خبر سنائے چاہے یا پانی پر کوئی اچھی
اچھی غزلین اور شعر لکھے کیونکہ وہ نقش بر آب ہین دمنہ نے کہا کہ ان باتون کو
چھوڑ اور اپنے کام کی فکر کر شترابہ نے پوچھا کہ کیا کرون کوئی تدبیر نہین آتی

کہ شیر میرے حق میں کچھہ برائی نہ کرے کیونکہ جب نزدیک کے مصاحب میرے میرے مارنے کے فکر میں ہونگے تو کچھہ بچاو کیصورت نہیں اور جب دو چار شخص ایک کی خرابی پر مستعد ہو جاتے ہین تو جلد گرا دیتے ہین جیسا کہ بہیڑیے نے کوّے اور گیدڑ نے اونٹ کا کام تمام کیا دمنہ نے کہا وہ کسطرح ہے شترا بہ نے کہا حکایت کہ ایک کوا اور بہیڑیا اور گیدڑ شیر کے مصاحب تھے اوسکے دسترخوان پر اولش کہایا کرتے تھے اتفاقاً ایک اونٹ سوداگر کا جو ماندہ ہو کر وہان رہگیا تھا ایک دن چرتے چرتے شیر کے پاس آگیا شیر نے اوسکو رخصت کرکے اپنی مصاحبت مین شامل کرلیا غرض اونٹ اوسکے پاس رہنے لگا ناگہان شیر او مست ہاتھی کی لڑائی ہوئی شیر زخمی ہو گیا اور اس صدمے سے سیر و شکار کو کئی دنتک نہ گیا مصاحبون کا بہوک کے مارے برا حال ہوا ایک دن کوّے نے شیر سے کہا کہ ہم سب مین اونٹ بیکار ہے اگر حضور اوسکا شکار کرین تو کئی دنتک بخوبی گزر ہو شیر یہ سنکر خفا ہوا اور بولا اپنے آقا کو تو نے عہد شکن بنایا اوسنے عرض کی کہ اگر بادشاہ کی ذات کی سلامتی کیواسطے ہزار جانین صدقے کیجاوین تو بھی کم ہین اسکے سوا عہد شکنی کا بھی دفعیہ کرلیا جائیگا یہ سنکر شیر خاموش ہو رہا کوا آپسمین صلاح کرکے مع اونٹ شیر کے پاس گیا اوّل کوّے نے عرض کی کہ ہماری بہلائی شیر کی صحبت مین ہے اور حضور نے کئی روز سے کچھہ کہانا تناول نہین کیا بہتر ہے کہ آج آپ مجھے نوشجان فرمائین فی الجملہ تسکین ہو جائے گی گیدڑ نے کہا کہ تیرے کہانے سے کیا فائدہ ایک تو بھی نہین بموجب مثل ہندی کیا بدڑی اور کیا بدڑی کا شوربا بلکہ مین اس قابل ہون جس سے کچھہ سیری حاصل ہو بہیڑیے نے کہا کہ ہرچند تیری تقریر سے کمال نمک حلالی کی بو نکلتی ہے اور خیرخواہی بھی انہین باتون کو چاہتی ہے مگر تیری غذا بدبو ہے جو بیماری پیدا کرتی ہے اگر بادشاہ مجھے سرفراز کرے تو بہتر ہے نصیب کوّے نے کہا کہ تیری اخلاص ہندی اسی کو چاہتی ہے

لیکن تیرا گوشت مرض خناق پیدا کرتا ہے جب اونٹ کی باری آئی اسنے
بھی بہادہ دلی سے عرض کی کہ میں بھی نمک پروردہ اس درگاہ کا ہوں
اگر میرا گوشت حضور کے کھانے کے قابل ہو تو مجھکو جان و دل سے
دریغ نہیں یہ سنکر خواہش نے کہا کہ آفرین و شاباش تیری ہمت پر کیا اپنے
مالک کی بہتری کیواسطے جان نثار کی نمک حلالی اسیکو کہتے ہیں اور
واقعی تیرا گوشت بہت مزیدار ہے بادشاہ کے مزاج کے موافق آئیگا یہ کہکر
سب نے بیچارہ اونٹ کے تکے بوٹی کر ڈالے غرض اس مثل سے یہ ہو
کہ مکر و فریب اہل غرض کا ضرور تاثیر بخشیگا خصوصاً جبکہ دو چار اتفاق
کر بن گئے دمنہ نے کہا کہ اس بلا کے دفع کی کیا تدبیر سوچی ہے شترابہ
نے کہا اب سوچنا اسمیں بیکار ہے اور بجز لڑائی کے کچھ بن نہیں آتا اور
یہ بات دو حال سے خالی نہیں مارا جاؤں تو غیرت پر مروں اور اگر
موت نہیں تو کوئی نہیں مار سکتا جوانمردوں میں گنا جاؤں دمنہ نے کہا کہ
طریقہ عقلمندی کا یہ ہے کہ لڑائی میں پیشدستی نہ کیجائے اور جبتک دشمن کا کام
نرمی سے تمام ہو سختی نہ کرے ؎ بہ نرمی جان ز دست سخت گیران
بتوان بردن بزیر تیغ ہرگز کس نہ دیدہ خامہ ہو دارا اور اگرچہ دشمن حقیر و ضعیف
بھی ہو اسکو حقیر نجانے لیکن کہ دشمن نتوان حقیر بیچارہ شمرد جیسا کہ وکیل
دریا نے طیطو کو حقیر جانا اور آخر کو پشیمان ہوا شترابہ نے پوچھا وہ قصہ
کسطرح ہے دمنہ نے کہا **حکایت** دریائے سندہ کے کنارے طیطو کا جوڑا
رہتا تھا جب انڈے دینے کا وقت آیا مادہ نے نر سے کہا کہ کوئی جگہ حفاظت
کی تلاش کرنا کہ وہاں انڈے رکھوں نر نے کہا کہ اس سے بہتر اور کوئی
جگہ نہیں مادہ نے جواب دیا کہ جب دریا کی موج آئیگی بچے غرق ہو جائینگے پھر
اسوقت بجز افسوس کے کچھ حاصل نہ ہوگا نر نے کہا کہ مجھکو ہرگز یقین نہیں
کہ وکیل دریا کا اسقدر خرابی کرے کہ میرے بچوں کو بہا لیجائے اور اگر

ایسا کرے گا تو مین اوس سے بدلا لونگا مادہ نے کہا اپنے حوصلہ کے موافق گفتگو کر کہان تو اور کہان وکیل دریا اس واہیات کو چھوڑ چھوٹا منہ بڑی بات اور کوئی اچھی جگہ انڈے رکھنے کے لئے تلاش کر میری نصیحت مان اور جو نہین مانتا تو حال تیرا ویسا ہی ہوگا جیسا کچھوے کا ہوا نر نے پوچھا یہ قصہ کس طرح ہے مادہ نے کہا

حکایت ایک چشمہ مین دو مرغابیان اور ایک کچھوا رہتا تھا آپس مین اونکی خوب محبت تھی جب وہ چشمہ سوکھنے پر آیا مرغابیون نے کچھوے سے کہا کہ اب ہمارا یہان رہنا غیر ممکن ہے اسلئے تجھسے رخصت ہوتے ہین کچھوے نے کہا کہ مجھے طاقت جدائی کی نہین اور چاہتا ہون کہ زندگی تمسے جدا نہون اور مین بھی اسی خیال مین ہون کہ جب اسکا پانی بالکل سوکھ جائے گا تو میرا رہنا کسطرح سے ہوسکیگا اس سے بہتر ہے کہ مجھے بھی ساتھ لیچلو مرغابیون نے کہا کہ ہم زمین پر نہین چل سکتے اور تو ہوا پر نہین اوڑسکتا ہمارا تیرا ساتھ کسطرح ہو کچھوے نے کہا کہ اسکی تدبیر بھی تم ہی سوچو مرغابیون نے جوابدیا کہ بہتر لیکن ہمارے کہنے سے تجاوز نہ کرنا ہم تجکو لیکر اوڑتے ہین لوگ ہر طرف شور و غل مچائینگے مگر تو ہرگز نہ بولنا کچھوے نے اس شرط کو قبول کیا

مرغابیان ایک لکڑی لائین اور اوس لکڑے کو بیچ مین سے کچھوے نے دونون طرف سے مرغابیان لے اوڑین جب ایک شہر پر پہنچین لوگون نے دیکھکر شور مچانا شروع کیا کہ کیا تماشا ہے مرغابیان کچھوے کو لئے جاتی ہین تہوڑی دیر تو کچھوا چپ چاپ سنا کیا پھر نہ رہ سکا بول اوٹھا کہ تمہین کیا یہ کہنا تھا کہ لکڑی منہ سے چہوٹی زمین پر گر پڑا مرغابیون نے آواز دی کہ دوستونکا کام نصیحت کرنا ہے اور نیک بختونکا کام سننا اور اوسپر عمل کرنا حاصل اسکا یہ ہے کہ جو دوستون کی نصیحت پر عمل نہین کرتا اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالتا ہے۔ طیطوی نر نے کہا کہ کسی سے ڈرنا کام بزدلون کا ہے اور مین ڈرپوک نہین آخرش مادہ نے انڈے وہین رکھے جب بچے پیدا ہوے ایک روز دریا کی لہر آئی بچون کو بہالے گئی مادہ نے نر سے کہا کہ مین نہ کہتی تھی کہ یہ مقام اندیشہ کا ہے تو نے میرا کہنا نہ مانا اور گہر برباد کرد یا نر کو یہ بات بہت ناگوار گذری سب جانورون سے استغاثہ کیا کہ اگر ابھی اسکا تدارک نہ ہوگا تو دریا کے کل جانورونکا رہنا مشکل ہو جاے گا یہ سنکر سب جانور بالاتفاق سیمرغ کے پاس گئے اور عرض حال کی کہ اے بادشاہ ہمارا بدلا وکیل دریا سے لے اور ہمارے ظلم کی داد دے سیمرغ مع اپنی سپاہ جرار کے دریا کے وکیل کے مقابلہ کو روانہ ہوا جب وکیل دریا نے یہ خبر سنی اور اپنے آپ مین طاقت لڑائی کی نہ دیکھی تو عذر خواہی کرکے طیطو کے بچون کو اوسکے حوالے کر دیا۔ غرض اس سے یہ ہے کہ دشمن حقیر بھی ہو لیکن اوسکو ہلکا نجانے لمولفہ دیکھنا دشمن کو ہلکا آنکھ سے ہے عین جہل ٭ دیکھہ تو میری حباب چشم طوفان ہوگئین ٭ حکیمون نے کہا ہے کہ ہزار آدمی کی دوستی ایک آدمی کی دشمنی کے مقابل نہین دمنہ نے یہ سنکر شترابہ کو جواب دیا کہ مین لڑائی مین ابتدا نہ کرونگا جب شیر مارنے کا ارادہ کرے گا اسوقت

اپنی جان کے بچاؤ کے لئے جو کچھ بن آئیگا اوس میں کوتاہی نہ کرونگا دمنہ نے کہا بہتر لیکن یہ یاد رکھنا کہ جب تو شیر کے پاس جائے تو دیکھنا کہ بال اوسکے جسم کے کھڑے ہیں اور دم زمین پر مارتا ہے اور غصہ کے مارے آنکھیں سرخ نظر آئیں تو جان لینا کہ تیرے مارنے کا ارادہ ہے شترابہ نے کہا کہ حقیقت یہی ہے جو تونے بیان کی۔ پس دمنہ شترابہ سے رخصت ہو کر خوشی خوشی کلیلہ کے پاس آیا کلیلہ نے کہا مقدمہ کی کیا صورت ہے اور کیا کارروائی کی دمنہ نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ ایسا مشکل کام بہت آسانی اور سہولیت سے انجام دیا یہ کہکر دمنہ کلیلہ کو ساتھ لیکے شیر کے پاس آیا اسکا پہنچنا تھا کہ شترابہ بھی آگیا مگر شترابہ نے شیر کو جو دیکھا جان کی دہشت سے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور ادہر اودہر بغلیں جہانکنے لگا کبھی دل چلا کر لڑائی کا ارادہ کرتا کبھی کھٹک رہتا شیر نے جب یہ حال دیکھا دمنہ کے کہنے کا یقین لایا اور غصہ سے دم زمین پر مارنے لگا آنکھیں سرخ ہوگئیں شترابہ نے جان لیا کہ واقعی دمنہ نے از روئے دوستی سچ کہا تھا اتنے میں یکایک شیر نے جست کی اور پہل کرنے قصد اوسکی لڑائی کا کیا یعنی سینگھ مارنے شروع کئے یہانتک کہ دونوں زخمی اور لہولہان ہوگئے اور اوسکے شور وغل سے ایک تہلکہ جنگل میں پڑ گیا کلیلہ نے یہ صورت دیکھکر دمنہ سے کہا کہ او نادان اب بھی تونے لڑائی کے اپنے کام کی دیکھی یا نہیں یہ کیا ہو رہا ہے دمنہ نے کہا تو کیا کہتا ہے میں نے بجز خیر خواہی کے کوئی کام نہیں کیا کلیلہ نے کہا کہ یہ کام جو تجھسے عمل میں آیا اسمیں سات طرح کے نقصان ہوئے اول بغیر ضرورت کے بٹھانے اپنے مالک کو تکلیف میں ڈالا دوسرے اپنے مالک کو بد عہد اور بیوفا مشہور کیا تیسرے خون ناحق میں کوشش کر کے ایک بے گناہ کو ہلاک کرایا چوتھے اوس کا عذاب اپنی گردن پر لیا

پایا چوتھے پچھے ساری رعایا کو بادشاہ کیطرف سے بدگمان کر دیا عجب کہ لوگ
وطن چھوڑکر اور جابجا بسین چھوٹے سرشتکو ضایع کرادیا جس سے انتظام
لشکر بگڑ جاے گا سنا تو مین تیرا جھوٹ کھل گیا کیونکہ تو نے کہا تھا کہ مین
اس کام کو بہت نرمی سے انجام دونگا بخلاف اسکے فتنہ کو اور جگا دیا اور
بڑا بیوقوف وہ ہے کہ سوتی راڑ کو جگاے اور جو کام کہ صلح سے بسہولیت
اور آسانی سے انجام پاے اوس مین لڑائی اور سختی پیدا کرے دمنہ نے
کہا کہ اپنا مطلب نکالئے کسی طرح سے ہو کلیلہ نے کہا کہ تو نے اس کام مین
ہون سی عقلمندی خرچ کی کہ جسکے سبب کام آسانی سے نہ ہوا سختی کی
نوبت آئی لیکن تو کیا کرے کہ حرص نے تجھے اندھا بنا رکھا ہے ہرچند کہ
مجھے تیرے لالچی ہونے کا دنیا کے مال پر اور مطلب آشنا ہونے کا
یقین کامل نہ تھا اور جانتا تھا کہ نصیحت میری تجھے کچھ فائدہ نہ بخشیگی
لیکن دوستی کا تقاضا تھا کہ مین سمجھاتا رہا اور ہر نیک و بد جتلاتا رہا
کہ اب بھی خواب غفلت سے جاگے مگر کچھ فائدہ نہوا اور دن بدن
گمراہ ہوتا گیا اور بالکل اپنے عیبون کو دیکھا اب مین چاہتا ہون کہ
کچھ تیرے عیب کل مین سے بطور جزو بیان کرون دمنہ بولا کہ تو جو
کہتا ہے محبت اور دوستی کی راہ سے ہے لیکن مجھے یقین نہین کہ آجتک
مجھسے کوئی قول و فعل نالایق ظہور مین آیا ہو اور جو تجھے کوئی میرا
عیب معلوم ہو بیان کر کلیلہ نے کہا کہ تجھ مین بہت عیب ہین ایک
یہی ہے کہ آپ کو بے جانتا ہے دوسرے یہ کہ باتین بہت بناتا ہے
اور کرتا ایک نہین مخلوق قول و فعل مین چار قسم کی ہین —
اول یہ کہ کہے او نہ کرے یہ طریقہ منافقون اور بخیلون کا ہے —
دوسرے نہ کہے اور کرے یہ عادت جوانمردونکی ہے تیسرے
کہے اور کرے یہ روش سوداگرون کی ہے چوتھے یہ کہ نہ

تجھے اور نہ کرے یہ خصلت کم ہمتون کی ہے اور مین تجھے ہمیشہ حسد مین
مبتلا دیکھتا ہون تھوڑی بات پر اپنے آپے سے نکل جاتا ہے اور مطلب
کے واسطے نہتین بیجا کرتا ہے ہمیشہ اپنی ہی بہلائی کی فکر مین رہتا ہے
اور اپنے مالک کی بدنامی کا کچھہ اندیشہ نہین کرتا شیر سے جہوٹی باتین لگاکر
لڑواتا ہے اگر خدانخواستہ لڑائی مین کچھہ صدمہ شیر کو پہنچے تو موجب فساد
اور برہمی ملک کا ہے اُسکا وبال تیری گردن پر رہےگا دمنہ نے کہا
کہ مین ہمیشہ بادشاہ کو صلاح نیک دیتا رہا ہون اور سوا سے خیرخواہی
کے کوئی کام نہین کیا کلیلہ نے کہا کہ نیک صلاح اور خیرخواہی کا
یہی نتیجہ ہے کہ نظر آرہا ہے تجھے کچھہ شرم نہین عقلمندون نے کہا ہے
کہ چھہ چیزون سے کچھہ فائدہ حاصل نہین **اوّل** قول بغیر عمل کے **دوسرے**
مال بغیر علم کے **تیسرے** دوستی بے تجربہ **چوتھے** علم بغیر صلاح اور
تقوے **پانچین** صدقہ دینا بغیر نیت کے **چھٹے** زندگانی بغیر صحبت
دوستون کے اور جس بادشاہ عادل کا وزیر بدنیت اور ظالم ہوگا اوسکی
مثال ایسی ہے کہ جیسے صاف پانی ہین مگر کیونکہ گو آدمی کیسا ہی پیاسا کیون
کیون نہ ہوگا لیکن مارے ڈر کے اوس کا پانی نہ پیئےگا اِسی طرح
اہل غرض اپنی حاجت کہ کیسی ہی ضروری ہو بخوف عرض نہ کرےگا
دمنہ نے کہا کہ میری غرض اس کام سے بادشاہ کی نزدیکی حاصل کرنی
تھی کلیلہ نے کہا کہ یہ تیری کمال نادانی ہے جو تو یہ چاہتا ہے کہ بادشاہ
کے پاس کوئی نرہے بادشاہ کے حضور جسقدر اہل کار خدمت گار زیادہ
ہونگے اوسی قدر رونق سلطنت ہے اور یہ تیری نیت ذلیل ہے تیری
بیوقوفی کی ادنی دلیل ہے عقلمندون نے کہا ہے کہ احمقی کی
نشانیات پانچ ہین **اوّل** دوسرے کی برائیمین اپنا فائدہ چاہنا **دوسرے**
بغیر عبادت کے آخرت کا ثواب جاننا **تیسرے** بدمزاجی اور کج ادائی کیساتھ عورتون

صحبت کرنی چوتھے آرام و سستی مین علم حاصل کرنا پانچوین رعایت حق دوستی کی نکرنی اور لوگون سے دوستی کی امید رکھنی ای دمنہ یہ باتین مینے تجھے سمجھائین لیکن خوب جانتا ہون کہ تو عقل کے راستے سے کوسون دور ہے نصیحت میری تجکو کچھہ فائدہ دیگی اور میرا حال مانند اوس مرغ کے ہے کہ دوسرے کو منع کرتا تھا کہ ایسے جاہلون کو نصیحت مت کرو اور خود بانی اوسکا ہوا اسلئے اپنے کئے کو پہنچا دمنہ بولا وہ کسطرح ہے کلیلہ نے کہا **حکایت** کہ کئی بندر جاڑے کی موسم مین رات کیوقت ایک چمکتی بیر کو آگ سمجھ کر اوپر لکڑیان گہاس جمع کرکے سلگانا چاہتے تھے ایک مرغ نے آواز دی کہ یہ آگ نہین ہے تم بیفائدہ کیون تکلیف اوٹھاتے ہو بندرون نے ایک نہ سنی دوسرے مرغ نے اوس سے کہا کہ تو بیفائدہ کیون منع کرتا ہے یہ ہرگز نہ مانینگے اور جاہلون کو نصیحت کرنا ایسا ہے جیساکہ تلوار کا پتھر پر امتحان کرنا مگر مرغ نے جب دیکہا کہ اوسکی بات نہین سنی تو خود مہربانی سے اونکے پاس گیا کہ بندرون نے چارونطرف سے گہیر اکر سر اوسکا دہڑ سے جدا کر دیا یہی حال میرا او تیرے مزاج کا ہے کہ میری نصیحت سے تجہکو فائدہ کی امید نہین بلکہ مجھے خوف تجھسے نقصان کا ہے دمنہ نے کہا کہ بزرگو نکا طریقہ نصیحت کرنیکا ہے دوسرے کی سننے نہ سننے پر خیال نہین کرتے جو حق ہوتا ہے وہ کہدیتے ہین کلیلہ نے کہا مین نصیحت کرنی نہین چھوڑتا لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تو نے اپنا مدار کار فریب پر رکھا ہے اور حیلا اور مکر کو طریقہ عقل بنایا ہے تو اوسوقت پشیمان ہوگا کہ جب پشیمانی کچھہ فائدہ نہ دیگی کیونکہ جو کام مکر و حیلہ سے ہوتا ہے انجام اوسکا برا ہے جیساکہ تیز ہوش نے اپنے بدفعل کا برا نتیجہ دیکہا دمنہ نے پوچہا وہ کس طرح ہے کلیلہ نے کہا **حکایت** کہ دو یار تھے ایک کا نام تیز ہوش دوسرے کا خرم دل اتفاقا دونون کو راستہ مین ایک ہمیانی اشرفیون کی بہری ہوئی ملی خرم دل نے کہا کہ زر نقد اسکا آپس مین بانٹ لین تیز ہوش نے کہا ابھی بانٹنا صلاح نہین بلکہ مصلحت یہ ہے کہ اسمین سے کچھہ بقدر ضرورت نکالین اور باقی ایکدرخت کے نیچے گاڑ دین وقت احتیاج کے نکال لینگے اس طرح یہ مال چوری چکاری سے حفاظت مین رہے گا

خرم دل نے اس صلاح کو پسند کیا اور مال درخت کے نیچے گاڑ کر چلے گئے رات ہوتے ہی تیز ہوش اوس درخت کے نیچے سے سب مال نکال کر لیگیا جب خرم دل کے پاس سارا مال خرچ ہوگیا تو ایک دن تیز ہوش سے کہا کہ اب چل کر اس مال کو درخت کے نیچے سے نکال لائیں تیز ہوش نے منظور کیا اور بالاتفاق باہم جاکر وہاں کہودا نیا یا تیز ہوش نے جو چالاک تھا خرم دل کو پکڑ کر کہا کہ یہ بیشک حرکت تو نے کی ہے ہر چند اوسنے سوگندیں کہائیں مگر تیز ہوش نے ایک نمانی اور خرم دل کو قاضی کے پاس لے گیا قاضی نے تیز ہوش سے گواہ طلب کئے اور وجہ ثبوت مانگی تیز ہوش نے کہا کہ وہان تیسرا آدمی نہ تھا کہ گواہی دے لیکن مجھے اپنے سچ اور اسکے جھوٹ پر اعتماد ہے اگر قاضی صاحب وہان جاکر درخت سے پوچھین اور مین مالک کی درگاہ مین زاری کرون گا تو عجب نہین کہ خدا تعالے کے حکم سے درخت گواہی دے قاضی نے منظور کیا تیز ہوش نے گھبرا کر یہ حال اپنے باپ سے کہا کہ تمہارے بھروسے پر مینے یہ جرات کی ہے تم رات کو اس درخت مین کہ بیچ سے خالی ہے جا بیٹھو اور جب قاضی صبح کو آکر پوچھے تو آواز دینا کہ مال خرم دل نے لیا ہے باپ نے کہا کہ اے بیٹے اس مکر کو چھوڑ اگرچہ اس سے تو خلق کو فریب دے سکیگا مگر خالق کے روبرو کسی طرح فریب نہ چلے گا اور مین خوب جانتا ہون کہ فریبی او مکار کا پردہ کھل جاتا ہے اور مخلوق مین رسوا ہوتا ہے اسلئے خوف ہے کہ مبادا تیرا مکر مینڈک کے مکر کا مشابہ ہو بیٹے نے پوچھا وہ کس طرح ہے باپ نے کہا

حکایت ایک مینڈک سانپ کے بل کے نزدیک رہتا تھا اکثر مینڈک کے بچے سانپ کہا جایا کرتا تھا مینڈک نے ایکدن اپنے دوست کیکڑے سے اپنا درد و غم بیان کرکے اوسکے دفعیہ کی تدبیر پوچھی کیکڑے نے کہا کہ فلانی جگہہ ایک نیولا رہتا ہے

کتنی مچھلیان پکڑ کے اوسکے سوراخ کے پاس سے تہوڑے تہوڑے فاصلہ پر سانپ کے بل کے سرے تک ڈال دے نیولا مچھلیان کہاتے کہاتے اوس کے بل تک آجاے گا آخر اوسکو بھی کہاجاے گا مینڈک نے ایسا ہی کیا جو کہ تدبیر موافق تقدیر کے تھی سانپ مارا گیا جب دو تین دن گذر گئے اور نیولے کو مزا مچھلی کہانے کا پڑگیا اوسی راہ سے آیا اور راستہ مین مچھلیان نہ پاکر مینڈک کو معہ اوس کے بچون کے کہا گیا یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ آخر کار حیلہ کرنے والون کی خرابی ہوتی ہے بیٹے نے کہا خاموش ہو تہوڑی دیر تکلیف گوارا کرو بہت فائدے ہین ناچار باپ نے اندہیری رات مین جوف درخت کے اندر جاکر مقام کیا جب قاضی اوس درخت کے پاس گیا اور پوچھا تو جواب سُنا کہ مال خرم دل نے لیا قاضی نے جانا کہ اس مین تیزہوش کا فریب ہے اس درخت کے نیچے لکڑیان جمع کرکے آگ لگوادی جب درخت جلنے لگا تیزہوش نے قاضی سے امان طلب کرکے باپ کو کہ آگ مین جہلس گیا تہا نکال لیا اور اوسکا فریب سب پر کہل گیا مقصد اس داستان سے یہ ہے کہ انجام فریب کا برا ہے دمنہ نے کہا کہ تونے عقل کا نام مکر رکہا ہے اور تدبیر کا نام حیلہ کلیلہ نے کہا کہ ناحق خون کرانا اور اپنے مالک کو رنج مین ڈالنا اور اوس کو تدبیر اور دوراندیشی کہنا حماقت مین داخل ہے اے دمنہ اب بھی دوزبانی چہوڑ دے دمنہ نے کہا کہ دوروئی دوزبانی مین کیا نقصان ہے گل رعنا اپنی دوروئی کے سبب سے باغ کی زینت ہے قلم دوزبانی کے باعث ملک کا پاسبان ہے کلیلہ نے کہا کہ اے دمنہ زبان درازی چہوڑ دے اور مجھکو اسی نہ بن تو وہ دوزبان کا سانپ ہے کہ جسکا منتر نہین دمنہ نے کہا کہ زیادہ مجھے سرزنش مت کرو میان سنئے اور

شترابہ کے صلح کی تدبیر کرون گا کلیلہ نے کہا کہ اب یہ بات محال ہے
تو نہین جانتا کہ تین چیزین بعد تین چیزون کے اصلی حالت پر نہین رہتی
اول پانی میٹھے چشمہ کا جب تک سمندر سے نہین ملتا دوسرے
دوستی اپنون کی جبتک ہے کہ معاملہ برابری کا رہے جب ایک کو اونمین
سے بزرگی اور شرافت حاصل ہو گئی دوسرے اوسپر حسد کرینگے اور نوبت
فساد کی پہنچے گی تیسرے نیت فرمان برداروں کی جب تک
درست رہے گی کہ کوئی آدمی فتنہ انگیزی اور نکتہ چینی نہ کرے اگر
بالفرض بیل شیر کے صدمہ سے بچ گیا تو ممکن نہین کہ پھر دوستی قایم
رہے اور ظاہرا دوستی ہوئی بھی تو امکان نہین کہ دل مین دغدغہ نرہے
دمنہ نے کہا کہ اب میرا ارادہ ہے کہ شیر کی نوکری چھوڑ کر تیری صحبت
اختیار کرون کلیلہ نے کہا خدا نہ کرے کہ تیری صحبت مجھے نصیب
ہو عقلمندون نے کہا ہے کہ برون کی صحبت مانند سپیرے کے ہے
ایک نہ ایک دن سانپ کے زہر کا صدمہ اوسے نصیب ہوگا اور
اچھی صحبت مثل عطار کے ہے کہ گو اوس سے کچھ حاصل نہ ہو
لیکن تب بھی اوسکی خوشبو سے دماغ معطر ہوگا دمنہ مجھے تجھ
سے امید وفا کی کس طرح ہو جس بادشاہ کا تو نے نمک کھایا ہے
اور اوس کی جوتیون کے طفیل سے اس رتبہ کو پہنچا اوس کے
ساتھ یہ سلوک کیا ایسے سے دور رہنا بہتر ہے جس طرح کہ نیک
آدمیون کی صحبت فائدہ مند ہے اوسی طرح برون کی صحبت مین
نقصان ہے کیونکہ نادان کی دوستی جان کا ضرر ہو رہے اور
جو نادانون سے دوستی کرے گا اوسکا وہی حال ہوگا جیسا باغبان کا
دمنہ نے پوچھا وہ کس طرح ہے کلیلہ نے بیان
کیا
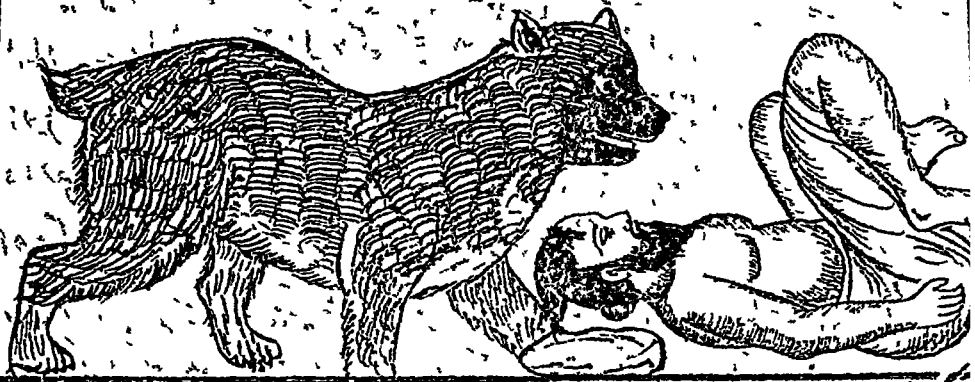
حکایت ایک باغبان نے ریچھ پالا تھا اور وہ اوس سے بہت
مانوس ہوگیا تھا جب باغبان سو رہتا ریچھ مکھیان اوڑایا کرتا ایک
دن باغبان سوتا تھا اور مکھیان اوسکے منھ پر بھنک رہی تھین ہرچند
ریچھ اوڑاتا تھا وہ پھر آن بیٹھتی تھین ریچھ نے کمال غصہ سے
ایک پتھر لاکر باغبان کے منہ پر پٹک دیا باغبان کا ناک کی راہ سے
بھیجا نکل پڑا اور اوسیوقت مرگیا اسی واسطے عقلمندون نے کہا
ہے کہ دانا دشمن نادان دوست سے بہتر ہے اور نتیجہ تیری دوستی
کا بھی یہی ہوگا دمنہ نے کہا کہ مین اسقدر بیوقوف نہین ہون کہ
فائدہ اور نقصان دوست کا نہ سمجھون کلیلہ نے کہا کہ مین بھی
جانتا ہون لیکن غرض نے مجھے اندھا کررکھا ہے جب کوئی غرض
جائیگی ہنر چھپ جائیگا اور ہزارون دلیلین اپنی راست بازی
کے بارے مین نکالے گا چنانچہ سیکڑون فتنہ شیر اور شترابہ کے
معاملہ مین پیدا کئے اور اپنے آپ کو ابھی تک پاک وصاف جانتا
ہے تیرا حال دوستون کیساتھ مثل ایک سوداگر کے قصہ کے ہے
دمنہ نے دریافت کیا کس طرح کلیلہ نے بیان کیا کہ

حکایت ایک سوداگر سفر کو جاتے وقت سو من لوہا ایک دوست
کے پاس امانت رکھکر چلا گیا جب واپس آکر لوہا طلب کیا دوست نے
کہا اے بھائی میں نے تیرا لوہا کوٹھے میں رکھدیا تھا چوہے کہا گئے اگر
اول سے یہ حال معلوم ہوتا تو مقام محفوظ میں رکھتا سوداگر نے کہا
واقعی چوہوں کو لوہے سے بہت الفت ہوتی ہے اور اونکے دانت
اوسکو خوب چباتے ہیں مرد امین نے جانا کہ یہ سوداگر بڑا احمق ہے
اب لوہا ہضم ہوگیا اسکے شکریہ میں اسکی دعوت کرنی مناسب جانی اور
سوداگر کو گھر میں لے گیا دعوت کی تیاری کی سوداگر نے اوس دنکا
عذر کیا اور کام کا بہانہ کرکے اوسکے لڑکے کو ہمراہ اپنے گھر لے گیا دوسرے
دن موافق وعدہ کے مرد امین کے گھر آیا اور اوسکو پریشان حال دیکھکر
کہ کیا سبب ہے اوسنے کہا کہ کل سے لڑکا گم ہوگیا ہے ہرچند ڈھونڈا
نہیں ملا سوداگر نے کہا کل کے روز جب میں اپنے گھر جاتا تھا اسطرح
کے ایک لڑکے کو دیکھا کہ ایک چوہے مار لڑکے کو پکڑ کر لئے جاتا ہے مرد
امین نے کہا کیوں بیہودہ بکتا ہے چوہے مار بھی کہیں آدمیوں کا شکار
کرتے ہیں سوداگر نے ہنسکر کہا کہ یہ بات کچھ تعجب کی نہیں جہاں جس شہر میں
چوہے لوہا کھاتے ہیں اوس میں چوہے مار کیا لڑکوں کو نہیں پکڑ سکتے
مرد امین اس کنایہ کو سمجھ گیا اور کہا اندیشہ نہ کر لوہا موجود ہے سوداگر
نے جواب دیا کہ تو بھی کچھ فکر نہ کر لڑکا حاضر ہے لوہا دیجئے لڑکا لیجئے

یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ جو اپنے ولی نعمت کے ساتھ مکر و فریب کرے گا دوسرون کے ساتھ کیا کچھ نہ کرسکے گا ادہر کلیلہ نے یہ گفتگو یہان تک ختم کی اودہر شیر نے بیل کا کام تمام کردیا جب کہ شیر شترابہ کی ہلاکت سے فارغ ہوا اور غصہ بھی اوترا تب شیر نے سوچا کہ مین نے شترابہ کے کام مین جلدی کی اور خوب دریافت نہ کیا کہ واقعی شترابہ کا قصور تھا یا نہین بغیر سوچے اپنے یار وفادار کو مارا شیر کو اس سے ایک طرحکا رنج ہوا اور دیر گھڑی اس فکر مین پشیمان ہوتا تھا دمنہ اپنی فراست سے دریافت کرکے شیر کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کے اندیشہ اور تامل کا کیا سبب ہے بلکہ آج خوشی کا دن ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے دشمن پر فتح دی شیر نے کہا کہ جسوقت شترابہ کی خدمت گزاری کے آداب اور ہر کام کی لیاقت اور اچھی تدبیرین بتائی یاد آجاتی ہین بے اختیار روتا آتا ہے اور رنج زیادہ ہوتا ہے دمنہ نے کہا کہ یہ جو حضور نے فرمایا سب درست ہے مگر جب کسی خیرخواہ سے یہ باتین سرزد ہون اور اس نمک حرام پر تو حضور کو افسوس نہ کرنا چاہیئے بلکہ اوسکے مارنیکا شکر جو لازم ہے کیونکہ جس سے خوف جان کا ہو اوس کو زندہ چھوڑنا خطا ہے دشمن کو گوشہ قبر مین قید کرنا کام عقلمندون کا ہے انگلی اگرچہ ہاتھ کی ہوتی ہے مگر جب سانپ کاٹتا ہے تو اپنی جان کے بچاؤ کے لئے کاٹ ڈالتے ہین اوسکی تکلیف کو آرام جانتے ہین شیر کو ان باتون سے فی الجملہ تسکین ہوئی

باب دوم

راے دابشلیم نے کہا کہ مین نے داستان چغل کی سنی کہ اوس نے مکر و فریب سے اپنے آقا کو او بچارا جینے ارکان ریاست کی خرابی اپنے ہاتھ سے کی اور بد عہد اور بے وفا مشہور ہوا اب حکیم صاحب انجام کار دمنہ کا بیان کر کہ شیر کا جب غصہ اوترا اور دمنہ کی طرف سے بدگمان ہوا تو اوسکا تدارک کس طرح کیا اور اوسکے عذر سے کیونکر واقف ہوا حکیم نے کہا کہ دور اندیشی اس بات کو چاہتی ہے کہ بادشاہ کسی مقدمہ کو جبتک دلیل واثق اور گواہون صادق سے ثابت نہ کرے بمجرد سننے کے حکم قطعی نہ فرمائے اور جبکہ فریب و مکر چغلون کہل جائے تو فورًا اونکو ایسی سزا دے کہ دوسرون کی آنکھین کھل جائین تاکہ پہر کوئی ایسی حرکت نہ کرنے پائے چنانچہ شیر کو جب فریب دمنہ کا معلوم ہوا ایسی سزا دی کہ اورون کو عبرت ہوئی کیفیت اس کی اس طرح ہے کہ جب شیر نے بیل کو مار ڈالا تو اپنی جلدی کرنیسے بہت پشیمان و غمگین رہتا تہا اور اوسکے غم کے سبب جنگل کے تمام جانورون کو اوداسی تھی ایک رات چیتے نے فرصت پاکر کہا کہ اے بادشاہ جو کام کہ گذر گیا اوسمین اندیشہ اور فکر کرنا دیوانگی پیدا کرتا ہے اور جس چیز کا ہاتھ آنا مشکل ہے اوسمین کوشش کرنی بیفائدہ کیونکہ وہ ہرگز حاصل نہین ہوتی بلکہ جو رہی سہی ہے وہ بھی کھو بیٹھتا ہے جیساکہ ایک لومڑی نے مرغ کی خواہش مین چمڑے کا ٹکڑا بھی کھو دیا شیر نے پوچھا کس طرح چیتے نے کہا

حکایت

ایک بھوکی لومڑی اپنا طعمہ تلاش کرتی پہرتی تھی کہ یکایک اوسکو ایک ٹکڑا

چمڑے تازہ پوست سکو ادر کا ملا کہ کسی جانور نے گوشت اوسکا کہا لیا تہا
لومڑی اوسکو منہ مین داب کر اپنے بل کی طرف لے چلی راستہ مین
ایک گانون کے کنارے کئی مرغون کو دیکہا کہ چگ رہے ہین اور
ایک لڑکا زیرک نام اونکی نگہبانی کر رہا ہے لومڑی نے اوس
چمڑے کو ایک طرف رکھکر مرغون کے پکڑنے کی فکر کی اتفاقاً
ایک گیدڑ ملا جس نے لومڑی سے پوچہا کہ تو کس فکر مین کہڑی ہے
لومڑی نے سرگزشت چمڑے کے ملنے اور خیال مرغ کے پکڑنے کا
بیان کیا گیدڑ نے کہا کہ اس خیال خام سے درگزر مین ایک مدت
سے اسی فکر مین پہرتا ہون لیکن اس لڑکے کے باعث مطلق
دال نہین گلتی اس چمڑے کو غنیمت جان کر اوٹھا اور گہر کا راستہ
لے لومڑی نے کہا کہ ہمت نہین تقاضا کرتی کہ ایسے تازہ گوشت
مرغدار کو چہوڑ کر چمڑے پر قناعت کرون گیدڑ نے کہا اے بے
عقل حرص کا نام تو نے ہمت رکھا ہے ایسا نہ ہو کہ لالچ کی شامت
سے چمڑہ بہی ہاتھ سے جاتا رہے اور تیرا حال بعینہ اوس گدہے
کا سا ہے جو کہ دُم کی تلاش مین پہرتے پہرتے ایک کہیت مین
پہنچا اور کسان نے جہپٹ کر دونون کان کاٹ ڈالے دُم
تو ہاتھ نہ آئی مگر کان بھی کہو بیٹھے لومڑی نے اوسکی نصیحت پر
کچھہ خیال نہ کر کے ارادہ مرغ کے پکڑنے کا زیرک نے بڑی
تیزی سے ایک ایسا ڈنڈا مارا کہ صدمہ اوسکے پانون مین آیا
جان کے خوف سے مرغون کا پیچہا چہوڑ کے چمڑا غنیمت جانا
اس عرصہ مین چمڑے کو چیل لے گئی لومڑی کمال افسوس سے
سر کو زمین پر پٹک پٹک کر مر گئی مقصود اس حکایت سے یہ ہے
شترائیہ تو حضور کے اوپر سے صدقہ ہوا اب کسی صورت سے

نہین مالسکتا ہے لیکن خیال باقی باندون کا چاہئے کہین یہ بھی
نہ ناتھ سے جاتے رہین شیر نے سوچ کر کہا کہ تو یہ بات ازروے
خیرخواہی کے کہتا ہے مگر شترابہ کے مقدمہ مین مجھسے خطا ہوئی
اوسکے سبب سے مجھے بہت بیقراری ہے چیتے نے کہا کہ اے
بادشاہ غم اور رنج کھانے سے کام نہین چلتا تدبیر کرنے سے کام
نکلتا ہے شترابہ کی طرف سے جو کچھ لوگون نے بیان کیا اگر
واقع مین ویسا ہی ہے تو نمک حرام اپنے کئے کو پہنچا اور جو ایسا
نہین اوسپر تہمت اور بہتان باندھا گیا تو چغل کو سزا دی جائے
شیر نے کہا کہ وزیر محلات کا تو ہے اور اول تجھپر ہر طرح کا اختیار
اور اعتماد ہے تو ہی اوسکی تدبیر سوچ اور میرا غم غلط کر چیتا
کفیل ہا شیر کو تسکین ہوئی چیتا بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے
گھر کو آتا تہا راستہ مین اوس نے اتفر یر کلیلہ اور دمنہ کی
سنی اول ہے اوسکو کچھ دمنہ کی طرف سے خدشہ تہا دیوار کی
آڑ مین کہڑا ہو کر سننے لگا کہ کلیلہ دمنہ سے کہہ رہا تہا کہ تو نے بہت بُرا
کام کیا بادشاہ کو بد عہد مشہور کر دیا اور جانورون مین صورت
فتنہ کی پیدا کر دی مجھے ڈر ہے کہ اسکے وبال مین تو بھی نہ آجا
جب لوگون کو یہ حال تیرے فساد کا معلوم ہو جائیگا تیرے مار
پر اتفاق کرینگے اب مجھسے امید دوستی کی نہ رکھ دمنہ نے کہا
ممکن نہین کہ مین تجھے چہوڑ دون اور تو مجھے اپنی خدمت سے جدا
اور شترابہ کے مقدمہ مین ملامت کرنا بے فائدہ ہے گئی گزری
یاد کرنے سے رنج بڑہتا ہے تدبیر محال کام کئے کر لی ہو چکی ہے اور
یہ خوشی کی جگہ ہے کہ دشمن نہین رہا کلیلہ نے کہا او جہوٹے
تو نے اپنے آقا سے جہوٹ بول کر ایک بیچارہ کی جان لی اور دو

اور جوانمردی کو چھوڑ کر مکر و فریب پر کمر باندہی اس پر امید خوشی
کی رکھتا ہے دمنہ نے جواب دیا کہ مکر و فریب کا نتیجہ اور حیلہ اور
غدر شامت جیسا کہ تو بیان کرتا ہے مین خوب جانتا تھا لیکن مال
کی محبت اور ثروت کے حرص نے یہ کام مجھسے کرایا اب علاج
اسکا کچھہ نہین سوجہتا اور اپنی اس حرکت سے مین بہت پشیمان ہون
چیتے نے یہ تقریر سنکر شیر کی مان کے پاس جاکر قول و قرار لینے کے
بعد کہ افشا اسکا بغیر ضرورت نہ ہو تمام و کمال گفتگو کلیلہ و دمنہ کی
بیان کی شیر کی والدہ معمول کے موافق شیر کے دیکھنے کو
آئی اور اوسکو رنجیدہ پاکر پوچھا کہ اے فرزند تجھے اکثر متفکر دیکھتی
ہون اس کا کیا سبب ہے شیر نے کہا کہ شترابہ کی یاد دل سے
فراموش نہین ہوتی اور خالص اخلاص اوسکا امانت ہر کام مین
عرق ریزی دلسوزی نیک صلاح بتانی ہردم یاد آجاتی ہے
شیر کی ما نے کہا کہ اس تقریر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کا
دل اوسکی بیگناہی پر گواہی دیتا ہے اور کسی اہل غرض نے اوسپر
جھوٹ واقعہ کے خلاف تہمت باندہی اگر بادشاہ اول سوچ
لیتا اور غور کرکے اس کام کو کرتا تو اب پشیمانی نہ اوٹھاتا
شیر نے کہا کہ جیسا آپ فرماتی ہین ایسا ہی ہوا مین نے اسمین
عقل کو دخل ندیا اب کچھہ تدبیر اسکی بن نہین پڑتی جس قدر سوچتا ہون
کوئی الزام اسکے سر رکھکر مخلوق کی سرزنش سے بچون جو اپنے
دیگانہ مین عذر کا سبب ہو تو سوائے بھلائی کے کوئی برائی کی شکل
شترابہ مین نظر نہین آتی اسلئے زیادہ رنج ہوتا ہے بیچارہ شترابہ
کی صورت اور سیرت دونون اچھی نہین ایسے سے برائی کا ظہور
مین آنا غیر ممکن اور ملنے اوسکے ساتھ سوائے بھلائی کے کوئی برائی

بھی نہ کی تھی کہ سبب دشمنی کا ہوتا اور مین اس معاملہ کے دریافت
کرنے مین خوب کوشش کرونگا اگرچہ کچھ اس سے حاصل
نہین مگر تب بھی دل کو ایک گونہ تسلی ہوگی اور چغلون کو
عبرت اور مین خلقت کی زبان طعن سے بچون گا اگر آپکو
اس بارے مین کچھ معلوم ہو یا کوئی خبر سنی ہو تو اطلاع دیجیے
شیر کی مان نے کہا کہ ہان بیٹے ایک بات سنی ہے لیکن کہہ نہین سکتی
جسنے بیان کی ہے اوسکے چھپانے کی تاکید کردی ہے کیونکہ بھید کا
کہولنا بڑا عیب ہے شیر نے کہا کہ یہ آپ کا فرمانا درست ہے
مگر ہر بھید چھپانے کے لائق نہین ہوتا بہت ایسے بھید ہین کہ اون کا
کہنا عین مصلحت ہوتا ہے جیسا کہ کوئی کسی کو ناحق مارنے کا
ارادہ رکھتا ہے اور بھید کسی سے کہہ دیا جائے اوسکا ظاہر کرنا
اچھا ہے کہ ایک جان کا بچاؤ ہے امیدوار ہون کہ مجھے اوس سے
خبردار کیجیے اور جو لائق مہربانی اور نصیحت کے ہو اوس مین سے دریغ
نہ فرمایئے شیر کی مان نے کہا کہ اور چشم تفکر تیری بہت درست
و سنجیدہ ہے لیکن بھید کے ظاہر کرنے مین دو بڑے عیب ہین ایک
تو جو بھید کہتا ہے اوس سے دشمنی ہو جاتی ہے دوسرے اور لوگ
اوس سے بدگمان ہو جاتے ہین اور پھر کوئی بھی اپنا بھید نہین کہتا
شاید بادشاہ نے قصہ زرگار کا نہین سنا کہ بھید کے افشا کرنے
سے اوس پر کیا گذری شیر نے کہا وہ کسطرح ہے شیر کی مان نے کہا

حکایت ایک بادشاہ کم حوصلون اور پست ہمتون سے ہمیشہ
صحبت رکھتا تھا اور یہ لوگ بسبب خوشامد اور چاپلوسی کے ہمراز
پیش تھے منجملہ اون کے ایک زرگار بادشاہ کے بہت منہ چڑھا ہوا
تھا ایک دن بادشاہ نے تنہائی مین کہا کہ مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے لیکن

اسکا پردہ فاش نہ ہو رکابدار نے جیسا کہ کمینون کا قاعدہ ہے بہید کے
چھپانے کے لئے سیکڑون قسمین کہائین بادشاہ نے کہا کہ مجھے اپنے
بہائی کی طرف سے اندیشہ اور جان کا خوف رہتا ہے تو ہمیشہ
میری نگہبانی کیا کر جبتک کہ مین اوسکو نہ مار ڈالون تو میری احتیاط
رکہنا جو کہ کمینون کا قاعدہ بدعہدی کا ہے رکابدار نے فرصت پاکر
یہ سب ماجرا بادشاہ کے بہائی سے کہدیا اوسنے اسکے عوض رکابدار
کو انعام اور اکرام سے بہت خوش کیا اور ہوشیاری سے اپنے آپکو
بادشاہ کے شر سے بچایا اور بہائی کے مارنے کے فکر مین رہنے
لگا جو کہ تقدیر موافق تہی تدبیرین بڑین اور کام بادشاہ کا اوسنے
تمام کر دیا اور خود تخت سلطنت پر بیٹھا تو اول حکم رکابدار کی گردن
مارنے کا دیا رکابدار نے عرض کی کہ میری خیرخواہی کا یہی عوض ہے
بادشاہ نے کہا کہ بدترین گناہ بہید کا فاش کرنا ہے جب تو نے
میرے بہائی کا کہ تجہہ پر کمال اعتماد رکہتا تہا بہید نہ چہپایا مجکو تیرا
کیا بہروسا ہے انجام کار رکابدار اوسکے حکم کے موافق قتل کیا
اس مثل کے بیان کرنے کا نتیجہ یہی ہے کہ لوگون کا بہید کہولنا
اچہا نہین اخیر اوسکا برا ہے شیر نے کہا اے مان جسنے بہید تجہسے ظاہر
کیا ہی غرض اس سے امر حق کا اظہار کرنا ہے ورنہ وہ تو چہپاتا جو چیز آپسے
نہ چہپی اوسکے چہپانیکی دوسرے سے امید نہ رکہے اور جس بہید کے ظاہر کرنے مین
اظہار حق ہو اوسکی پردہ پوشی عیب مین داخل ہے اگر صریحاً
کہنا مناسب نہ ہو تو کنایتاً کہہ دیجیے شیر کی مان نے کہا کہ اس
شرط سے کہتی ہون کہ جسنے یہ فتنہ اوٹہایا ہے اوسکو سزا دیجائے
اور قصور اوسکا معاف نہ ہو اگرچہ گناہ کا بخشنا بہت اچہا ہے لیکن
جس گناہ کے سبب سے فساد پیدا ہو اوسکو سزا دینی واجب ہے نہ معافی کیونکہ

ایسے مقام پر درگزر کرنی اور ون کی دلبری کا باعث ہوتا ہے اور
اس تمام فتنہ و فساد کا سبب دمنہ ہوا شیر نے کہا مجھے بھی دمنہ
کی طرف سے شبہ تھا لیکن جو کہ یقین اور ثبوت کو یہ بات نہ پہنچی تھی
اس واسطے اوسکو سزا نہ دی کہ بغیر تحقیق کے ایک حرکت ابھی ہو چکی
ہے جسکی پشیمانی در پیش ہے غرض شیر نے یہ سنکر دربار عام کا حکم
دیا موافق دستور کے سب ارکان ریاست معہ شیر کی ماکے حاضر
ہوئے اور دمنہ کو بھی موافق حکم کے موجود ہوا یہ حال دیکھکر دمنہ
کا ماتھا ٹھنکا لیکن جرات سے دمنہ نے سوال کیا کہ بادشاہ کی آزردگی
طبیعت اور ہجوم رنج کا کیا سبب ہے شیر کی ما نے جواب دیا کہ
تیری زندگانی نے بادشاہ کے جی کو اندیشہ میں ڈال رکھا ہے
تیرے مکر و فریب کھل گئے جھوٹ اور بہتان بندیان جو تنترابہ کے
حق میں تو نے کی تھین بادشاہ کو وہ ایک ایک معلوم ہوگئیں بہت
ضرور ہے کہ تجھے بھی قتل کرے دمنہ نے کہا بزرگون نے فرمایا ہے
کہ جنے بادشاہ کی خدمت اخلاص سے کی بہت جلدی بادشاہ کا
مقرب ہو دوست دشمن بادشاہ کے اوسکو نہ چاہین گے اور اسکے
درپے خرابی ہونگے دوست تو بسبب حسد کے نہ چاہین گے اور
دشمن اس سبب سے کہ ملکی کامون مین یہ نیک صلاح بتاتا ہوگا
جو موجب ناموری اور انتظام ملک کا ہوگا اور اسی سبب سے اکثر
عقلمندون نے دنیا سے منہ پھیر کر گوشہ فقیری اختیار کیا ہے مجھے
بھی لازم تھا کہ بادشاہ کی خدمت نہ کرتا اور اوسکی خیرخواہی پر کمر نہ
باندھتا کہ انجام کار اس بلا مین نہ پہنستا اور جو مخلوق کی فرمانبرداری
خالق کی اطاعت پر مقدم رکھے گا اوسکا وہ حال ہوگا جو ایک درویش
گوشہ نشین کا ہوا تھا شیر کی ماں نے پوچھا کس طرح دمنہ نے کہا

حکایت ایک بادشاہ فقیر دوست کسی درویش صاحب کمال کی زیارت کو گیا اور کہا کہ کچھہ آپ بھی نصیحت کیجئے درویش نے کہا اے بادشاہ انسان کے دو گھر ہین ایک دنیا اور دوسرا آخرت مگر عالی ہمت وہ شخص ہے کہ دنیائے فانی پر نظر نہ کرے اور ہر دم آخرت کا خیال رکھے کہ باقی ہے بادشاہ نے کہا اوسکے حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے درویش نے کہا کہ خواہش اور غصہ کو دور کرے انصاف پر کمر باندھے مظلومون کی داد دے رعیت کی نگہبانی کرے بادشاہ کو اوس سے کمال اعتقاد ہوا اکثر اوس کی خدمت مین رہتا ایک دن کئی فریادی دادخواہ ہوے موافق کہنے بادشاہ کے درویش نے اپنے روبرو بلا کر ہر ایک کا حال علیحدہ علیحدہ پوچھا اور روئداد مقدمہ کی دریافت کرکے فیصلہ واجبی بلا رو و رعایت کرد یا بادشاہ کو رائے درویش کی پسند آئی اور درویش سے کہا کہ اگر حضرت فیصلہ مقدمات مرجوعہ مین توجہ کیا کرین تو خالی ثواب سے نہ ہوگا اور علاوہ اسکے میری شکرگزاری کا سبب ہوگا درویش نے قبول کیا اور رات دن مظلومون کی دادرسی مین کوشش کرنا رفتہ رفتہ اکثر کاروبار اوس ملک کے درویش کی رائے پر ہونیلگے درویش کو لذت دنیوی کی چاٹ پڑ گئی لالچ نے آگھیرا وہ طور ہی ڈھنگ بدل گئے اتفاقا ایک دن اونکے قدیمی دوست نے بھی وہان گزر کیا درویش کا حال دوسری طرح پر دیکھکر حیران ہوا آہستگی سے پوچھا کہ آپنے خلاف وضع یہ کیا طور اختیار کیا ہے ہرچند درویش نے بہت عذر کئے لیکن دروغ کو کب فروغ ہوتا ہے مہمان نے کہا کہ سب آپکی بناوٹ اور زبان درازی ہے اصل یہ ہے کہ آپکی طبیعت کو دنیا کا چسکا لگا ہے اور مال کی

محبت ہوئی ہے اب بھی توبہ کرو اور مال اور دنیا کی محبت چہوڑ کر گوشہ اختیار کرو درویش نے کہا کہ ظاہر مین خلق کے مقدمون کی طرف مصروف رہتا ہون اور باطن مین خالق سے لو لگی رہتی ہے اس سبب سے میری حالت مین کچہہ فرق نہین جیسا کہ تجہے گمان ہے مہمان نے کہا افسوس کہ تجہے حرص نے اندہا کر دیا اور لالچ کا پردہ تیری آنکہون پر پڑ گیا ہے کہ اپنا اچہا برا نہین سوجہتا اور تیری مثال مانند اوس اندہے کے ہے جسنے سانپ کو کوڑا جانا تہا اور اس سبب سے ہلاک ہوا درویش نے پوچہا وہ کس طرح سے مہمان نے کہا

حکایت دو شخص مسافر ایک آنکہہ والا اور دوسرا اندہا ایک جنگل مین اوترے صبح کو جب چلنے لگے اندہے کا کوڑا گم ہو گیا اوسنے ٹٹول کر ایک سانپ کو کہ جاڑا کا مارا ہوا پڑا تہا اوٹہا لیا اور اوسکی نرمی اور چکناہٹ دریافت کرکے بہت خوش ہوا کہ خدا نے اوسکے عوض اچہا کوڑا عنایت کیا جب دن نکلا آنکہون والے مسافر

نے سانپ کو دیکھکر کہا کہ اے دوست جسکو تو کوڑا خیال کرتا ہے
لگی وہ سانپ ہے جلدی پھینکدے اندھے نے جانا شاید فریب کرتا ہے
کہ اس دہوکہ سے یہ اس کوڑے کو پھینکدے اور مین اوٹھا لون
اندھے نے کہا کہ یہ اپنی اپنی قسمت ہے اگر خدا کو منظور ہوتا تجھے
اوس سے اچھا کوڑا بخشتا اور مین ایسا احمق نہین ہون کہ تیرے
دم مین آجاؤن ہر چند اوسنے سمجھایا لیکن اندھا کب مانتا ہے
آخر کو ہوا گرم چلی دہوپ نکلی اور سانپ کی سردی دور ہوئی تب
ایک سانپ نے اوسکو کاٹ کہایا نابینا فورًا مر گیا یہ مثیل
واسطے بیان کی کہ تو دنیا پر اعتماد نہ کر اوسکی خوبصورتی اور نقش
نگار پر فریفتہ نہو کہ وہ بھی مانند سانپ کے ہے جو کہ اوسکے کاٹے
ہوونکا بجز دوزخ کے کہین ٹھکانا نہین درویش نے جب یہ
باتین سنین نہایت پشیمان ہوا اور اپنے کئے پر بہت رویا تمام
رات یہی حال رہا جب صبح ہوئی اور لوگون نے ہجوم کیا رات
کے خیال بہول گیا اور بھی زیادہ آلایش دنیا مین آلودہ ہوا
ہر تودون کی لینے لگا یہانتک کہ ایک بیگناہ مروا ڈالا اوسکے
وارثون نے بادشاہ سے عرض کی کہ جب بادشاہ نے استغاثہ
کے بموجب اس مقدمہ کی تحقیقات از سر نو کی تو خون درویش
کے ذمہ ثابت ہوا قاضی کے فتوے کے بموجب درویش سے
قصاص لیا گیا فائدہ اس مثل کا یہ ہے کہ مین نے پروردگار کی
اطاعت سے منہ پھیر کر بادشاہ کی اطاعت اختیار کی اس لیے مین
درویش کی طرح مستحق سزا کا ہون اور جسقدر مجھپر سزا سخت زیادہ
ہو بہت کم ہے جبکہ اہل مجلس نے دمنہ کی تقریر سنی اسکی طراری اور
لسانی سے شیر نے براہ حیرت سر جہکا لیا کہ کیا کرے اور دمنہ کو کیا جواب دے

اتنے مین ایک سیاہ گوش کہ بادشاہی مقربون مین سے تھا دمنہ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے بے ادب مذمت خدمت بادشاہون کی کہ ظل الٰہی ہین کرتا ہے کمال بے ادبی سے اتنا نہین جانتا کہ بادشاہون کا ایک ساعت کا انصاف کرنا اورون کی ستر برس کی عبادت کی برابر ثواب رکھتا ہے اور کئی اولیا اللہ نے بادشاہون کی خدمت اختیار کی منجملہ اوسکے قصہ پیر روشن ضمیر کا ہے دمنہ نے کہا کسطرح سیاہ گوش نے بیان کیا حکایت ایک درویش بڑے صاحب کرامت تھے اون کی بزرگی کا آوازہ سنکر ایک فقیر اون کی ملاقات کو آیا خانقاہ کے خادم سے دریافت کیا اوس نے جواب دیا کہ درویش بادشاہ کے دربار مین گئے ہین فقیر بادشاہ کا نام سنکر اپنے آپ سے پچھتایا اور کہا کہ جو فقیر شاہی دربارداری کرے اوس سے کیا ہو سکے گا افسوس دور کے ڈھول سہاونے ہوتے ہین مین نے ناحق اتنی محنت اور مشقت سفر کی اوٹھائی یہ سوچ کر وہان سے چل دیا اوسی روز ایک چور کوتوالی سے بھاگ گیا تھا اور بادشاہ نے اوسکے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا تھا کوتوال اوس کی تلاش مین پھرتا تھا اتفاقاً یہ فقیر اور وہ ہمشکل تھے اس شبہ مین کوتوال نے اوسکو گرفتار کر کے ہاتھ کاٹنا چاہا کہ یکایک سواری پیر روشن ضمیر کی آنکلی اونہون نے کوتوال کو طلب فرما کر کہا کہ یہ شخص چور نہین بلکہ ایک درویش ہماری خانقاہ کا غرض اوسکو جلاد کے ہاتھ سے چھڑا کر پھر اپنے ہمراہ لایا اور آ اوسکو ... کہا کہ درویش سے بدگمانی اچھی نہین ہوتی

مین ملازمت بادشاہی نہ کرتا تم سے مظلومون کو ظالمون کے
پنجہ سے کس طرح بچاتا فقیر نے جانا کہ یہ شبہ میری جہالت سے تھا
جو کچھہ اہل کمال کرتے ہین وہ نقصان سے خالی ہوتا ہے گو
ظاہر مین عقل کے خلاف ہو غرض میری اس گفتگو سے یہ ہے
کہ بزرگ صحبت بادشاہون کو سعادت جانتے ہین دمنہ بولا
کہ یہ جو تم نے کہا کہ بزرگون نے بادشاہون سے صحبت رکھی تو
دنیا کی غرض کیواسطے نہین رکھی جس شخص کو یہ رتبہ حاصل ہوا
اوسکو کوئی بگاڑ نہین سکتا گفتگو تو ہم تم مین ہے جو مصداق چھوٹا منہہ
بڑی بات کے ہے اور یہ جو تو نے بیان کیا کہ بادشاہ سایہ الہی
ہین بلا شک یہ بات سچ ہے مگر ایسے بادشاہ وہ ہین کہ حق و ناحق
مین فرق کر لیتے ہین ہمیشہ ظلم نہین کرتے بیجا غصہ نہین ہوتے
خوف خدا سے رات دن ڈرتے ہین اور نیک لوگون کے کہ خیرخواہ
نمک حلال ہین پرورش کرتے ہین اور جو فتنہ انگیز بیوفا ہین
اونکو خوار و ذلیل رکھتے ہین شیر کی مان نے کہا کہ اے دمنہ تیری
تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تجکو سزا دیجائے اسلیئے کہ سب اہل کار کا
اتفاق اس بات پر ہے کہ شترابہ بہت نیک چلن اور نمک حلال تھا
اور تیری فتنہ پردازی سے مارا گیا دمنہ نے کہا کہ سب اہل محفل
خوب جانتے ہین اور بادشاہ کو بھی معلوم ہے کہ میری اور شترابہ
کی کچھہ دشمنی نہ تھی بلکہ ایک طرح کی محبت تھی اور اس قدر ہین
بادشاہ کی آنکھون مین ہلکا بھی نہ تھا کہ خواہ مخواہ اوسپر حسد کرتا
مگر جو کچھہ سنا اور آنکھہ سے دیکھا تہا بپاس حق نمک بادشاہی سے
عرض کر دیا اسکے سوا جو کچھہ مین نے کہا تھا بادشاہ نے بھی اپنی آنکھون
سے دیکھہ لیا اور بادشاہ سلامت نے تحقیق کر کے جو اوسکی رائے

میں آیا کیا آپ لوگ شترابہ کے فساد میں شریک اور اوس سے یکدل یک زبان تھے اس لئے مجھسے اوسکا کینہ نکالتے اور میرے مارنے میں کوشش کرتے ہیں اس خوف سے کہ مبادا ہمارے فساد کا حال بادشاہ پر نہ ظاہر کردے اور میں نہیں جانتا تھا کہ عوض خیرخواہی اور نمک حلالی کا یہ ملے گا کہ میری زندگی بادشاہ کو ناگوار گزریگی اس عرصہ میں شام ہو گئی بادشاہ نے فرمایا کہ دمنہ کو حوالات میں رکھیں اور اہلکاران عدالت عالیہ اسکی تحقیقات کماحقہ کریں کہ حکم قطعی بغیر گواہوں اور دلیل کے میں نہیں دیسکتا دمنہ نے کہا بادشاہ سے زیادہ کون منصف ہے امید وار ہوں کہ حضور ہی اپنی روبکاری سے اس مقدمہ کو فیصل کریں شیر نے فرمایا خاطر جمع رکھ میں اس مقدمہ میں خوب کوشش کرونگا دمنہ نے کہا کہ میں اپنی بے گناہی کے سبب یہ عرض و معروض کرتا ہوں اسلئے کہ مجھے یقین ہے کہ جبتک اس مقدمہ میں حضور تحقیقات کرینگے میرا اخلاص اور خیرخواہی آپ پر اور زیادہ روشن ہوگی اگر میں گنہگار ہوتا تو آج تک اس آفت ہستی کو یہاں نہ بیٹھا رہتا شیر کی ماں نے کہا کہ یہ گفتگو بھی تیری خالی مکاری سے نہیں تو عقلمندی سے چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو بے گناہ بنا کر اس مخمصہ سے چھڑاؤں تو خوب یاد رکھ کہ جب تک اس مقدمہ کی تحقیقات نہ ہو جائے گی تیری رہائی ممکن نہیں دمنہ نے کہا کہ میرے دشمن بہت ہیں امیدوار ہوں کہ میرا مقدمہ کسی امین معتمد کے سپرد ہو کہ جو کچھ گفتگو میری سنتے جہر بہ تصحیح عرض کردیا کرے شیر نے کہا اے فتنہ شترابہ کے میں نے عہد کرلیا ہے کہ مقدمہ کی جبتک خوب تحقیقات نہ کرلوں گا حکم اخیر نہ دونگا اگر یہ قصور تیری طرف ثابت ہوجائے گا سزا دونگا ورنہ رہائی

ہوجائے گی دمنہ نے کہا بیشک مین بادشاہ کے انصاف پر یقین
کامل رکھتا ہون اور مجھے اسبات کا اندیشہ نہین اس لئے کہ میری
کیا حیثیت تھی کہ بڑے مرتبون کا حوصلہ کرتا ایک شخص نے اہل
مجلس مین سے کہا کہ تقریر تیری سب جھوٹ ہے تو چاہتا ہے کہ
اس خوشامد مین بادشاہ سے اپنی مخلصی کرالون دمنہ نے کہا
کہ کون مجھسے زیادہ مجھپر مہربان ہے کہ میری مخلصی مین شریک ہو
اور جو شخص اپنی بھلائی آپ نہ کرے دوسرے کو اوس سے بھلائی
کی کیا امید ہوگی مجھے معلوم ہوا کہ تو بڑا نادان ہے کہ ایسی نادانی
کی گفتگو بادشاہ کے روبرو کرتا ہے اور مجھسے نمک حلال کو بلا مین
پھنساتا ہے اور بادشاہ کو بے سمجھ بناتا ہے کہ اس معاملہ کو وہ
خوب نہین جانتا حالانکہ ہمارے بادشاہ کی وہ عقل دوراندیش ہے
کہ برسون کے معاملون کو ایک آن مین دریافت کر لیتے ہین یہ
کیا ذرا سا مقدمہ ہے سیاہ گوش نے کہا کہ مجھے پہلے تیرے مکر و
فریب اور تقریر سے تعجب تھا لیکن اب تیری طراری لسانی کہا و تیز
اور نکتہ چینی سنکر اور زیادہ متعجب ہون دمنہ نے کہا کہ جب کوئی سنے
تو نصیحت ہے اور قبول کرے تو کہاوت ہے ورنہ بے فائدہ زبان
درازی اور سمع خراشی ہے شیر کی مان بولی کہ اے فتنہ انگیز
ابھی تک تجکو اس لسانی سے امید خلاصی کی ہے دمنہ نے کہا
جو نیکی بدی مین فرق نہ کرے دونون کو یکسان سمجھے وہ جانے
اور اوسکا کام جب تو نمک حلالی اور حق خدمت ادا کیا ہے اور
تو خوب جان کہ کوئی گنہگار ایسی بے خوف گفتگو نہ کرے گا اور اگر
میرے اوپر ناحق ظلم ہوگا تو خداوند کریم اوسکی بازپرس کریگا بادشاہ
کو چاہیئے کہ میرے مقدمہ مین جلدی نہ کرے آہستگی سے سوچ کر

اسکا فیصلہ کرے ورنہ پشیمان ہوگا جیسا کہ ایک عورت نے جلدی
کی اور پشیمان ہوئی بادشاہ نے پوچھا کس طرح ہے دمنہ نے کہا
حکایت بنارس مین ایک سوداگر کی عورت سے ایک
نقاش کی محبت تھی ایک دن عورت نے کہا کہ کوئی تدبیر ایسی
کر کہ اوس اشارہ سے مجھے تیرے آنیکی اطلاع ہو جایا کرے نقاش
نے ایک چادر پر نقش ونگار بنائی اور کہا کہ جب تو اوس چادر کو
تنی ہوئی دیکھے فی الفور آجایا اتفاقاً نقاش کا غلام یہ باتین دیوار
کی آڑ مین سنتا تھا بعد تھوڑے دنون کے نقاش کہین کسی کام
کو گیا غلام نے وہ چادر نقاش کے لڑکے سے کسی بہانہ مانگ کر
بذریعہ اوسکے سوداگر کے گھر مین پہنچا اور اوس عورت نے بسبب
کمال شوق کے اپنے بیگانہ کا فرق نہ کر کے غلام سے ملاقات کی
اور لوٹ کر چادر لڑکے کے حوالہ کر دی اور وہ اوسی وقت
چادر واپس لیکر سوداگر کے گھر گیا اتفاقاً اوسیوقت سوداگر بھی آپہنچا
عورت نے جلد اوتر کر پوچھا کہ خیر ہے ابھی واپس آنیکا
ہے سوداگر کو شبہ گذرا اور تمام حال دریافت کر کے غلام کو
بہت سزا دی چادر جلا ڈالی یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ اگر عورت
اپنے کام مین جلدی نہ کرتی تو دوست کے ملنے سے محروم نہ رہتی
پس بادشاہ بھی میرے کام مین جلدی نہ کرے اور یہ باتین میرے
بادشاہ کے ڈر سے نہین کرتا ہون اگرچہ ایک دن مرنا ہے ا
مین خوب جانتا ہون کہ جو پیدا ہوا ہے اوسکو ضرور فنا ہونا ہے
میری ایک جان ہزار جانین ہوتین اور اونکے فدا کرنے مین بادشاہ
کو بھلائی پہنچتی تو بھی مین اون سب کو بادشاہ پر قربان کر دیتا
اونکو اپنی سعادت کا ذریعہ جانتا لیکن بادشاہ کو بھی اتنا سمجھ

کہ نمک حلال لوگ کم ملتے ہین اور اعتمادی آدمیون کی ہر وقت ضرورت
پڑتی ہے بادشاہ یہ تقریر سنکر چپ ہو رہا شیر کی مان نے جانا
کہ شیر کے دل مین دمنہ کی چرب زبانی اثر کر گئی شیر کی طرف
مخاطب ہو کر کہا کہ تیرے چپ رہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دمنہ سچ
کہتا ہے اور لوگ جھوٹھ بولتے ہین یہ کہکر مارے غصہ کے اوٹھکر گھر چلی گئی شیر
نے مان کی تسلی کے لئے دمنہ کو پابجولان کر کے قیدخانہ مین بھیجدیا اور دربار
برخاست ہوا شیر کی مان پھر خلوت کے وقت شیر کے پاس آئی اور
کہا ای فرزند اوسکی طراری اور لسانی سنا کرتے تھے لیکن اب تحقیق معلوم
ہوا کہ یہ بیشک اپنی قوم مین یکتا اور نادر روزگار ہے اگر بادشاہ اوسکی
شنوائی کرے گا اور اوسکو تقریر کرنے کی گنجایش ملے گی تو یقین ہے کہ وہ
ہر طرح اپنی مخلصی کی صورت نکالے گا میری رای مین یہ آتا ہے کہ
بادشاہ جلد دمنہ کا کام تمام کر دے کہ بادشاہ اور لشکر کو موجب
آسایش کا ہو اور اوس کو فرصت تقریر کرنے کی نہ دیجائے
بادشاہ نے کہا کہ مقربون اور مصاحبون شاہی کا حسد اور
کینہ کرنے کا دستور ہے رات دن ایک دوسرے کے
عیب ڈھونڈھتے رہتے ہین اور جس کو بہت ہنرمند دیکھتے ہین
اوس کے پیچھے زیادہ پڑتے ہین اور بے ہنر پر کوئی حسد
نہین کرتا دمنہ مین طرح طرح کے ہنر ہین اور علاوہ اس کے
میرا مقرب ہے شاید لوگون نے اوسکے خراب کرنے پر اتفاق
کیا ہو شیر کی مان نے کہا کہ یہ ممکن نہین کہ کوئی کسی کی اس درجہ
برائی چاہے اور وہ ناحق جان سے مارا جائے شیر نے کہا کہ
ممکن ہے بلکہ اس سے زیادہ اسلئے کہ حاسد اپنے حقمین بھی پسند نہین کرتا
چہ جائے کہ اورون کے واسطے جیسا کہ قصہ تین حاسدون کا ہے شیر

کی ماں نے کہا وہ کس طرح ہے شیر نے بیان کیا ۔۔

حکایت ۔ تین شخص راستہ مین ہمراہ ہوئے اون مین سے ایک نے
پوچھا کہ تمہارے شہر چھوڑنے اور سفر کرنے کا کیا سبب ہے دونون نے
بیان کیا کہ ہم سے دوسرونکا احسان کرنا نہ دیکھا جاتا تھا اسلیئے ملک چھوڑ
کر یہان رہینگے نہ طبیعت کی خلاف باتین دیکھنے مین آئینگی تیسرے
نے کہا کہ مین بھی اسی بیماری مین مبتلا ہون غرض تینون بالاتفاق
روانہ ہوئے راستہ مین اونکو ایک لوٹا اشرفیون سے بھرا ہوا ملا
تینون کہنے لگے کہ اسکو بانٹ لین لیکن آخر کو حسد کے جوش نے باز
رکھا ہر شخص چاہتا تھا مین لوٹ لون غرض ایک رات اونکو بغیر کھائے پیئے
اس جھگڑے مین گزرے دوسرے دن اوس ملک کے بادشاہ کا وہان
اونکا حال دریافت کیا سب نے سچ سچ بیان کردیا بادشاہ نے کہا کہ ہر
ایک اندازہ اپنے حسد کا بیان کرو کہ موافق اسکے مرتبہ کے یہ چیز بانٹ
دیجائے ایک نے کہا کہ حسد میرا اس درجہ ہے کہ مین ہرگز نہین چاہتا کہ کسی کے
ساتھ احسان کرون جس سے وہ خوش ہو دوسرے نے کہا کہ حسد مجھ کو اتنا

کہ جو حال جسکو معلوم ہوا ازروے واجبی بیان کردے مگر خدا لگتی کہے اور جو
بلا تحقیق اشتباہ سے مجھے بلائے مرگ مین پہنسائیگا اوسکا وہ حال ہوگا جو
ایک طبیب نادان کا ہوا تھا قاضی نے پوچھا وہ کسطرح ہے دمنہ نے کہا
حکایت ایک جاہل طبیب نے بازار ہلاکت کا گرم کر رکھا تھا اور
آپکو باوجود بیحدانی کے بوعلی اور افلاطون جانتا تھا اور اسی شہر مین
ایک طبیب حاذق بھی تھا جسکی آنکھونکی بصارت سببی جاتی رہی تھی اتفاقاً
وہان کے بادشاہ کے لڑکے کی طبیعت بہت بیمار ہو گئی بادشاہ نے
اوس طبیب حاذق کو بلوایا اوسنے حال بیماری کا دریافت کرکے بیان کیا
کہ علاج اوسکا دوای مرگ مہران ہے تھوڑی شکر اور دارچینی اوسمین
ملا کر کھلائین اور مہران بادشاہی دواخانہ مین مین نے دیکھی ہے کہ
ایک قفل دار نقرئی ڈبیہ مین رکھی ہے اب مجھے نظر نہین آتا جو اوسکو
نکال لاتا لوگون نے یہ حال اوس طبیب نادان سے کہا جو باتون مین سوچ
رکھتا تھا بیان کیا اس احمق نے کہا کہ شاید نابینا حکیم سے یہ دوا مجھسے
سُن لی ہے مین اوسکی ترکیب خوب جانتا ہون بادشاہ اوسکی بات
مزخرفات کو سنکر بہت خوش ہوا اور اوسکو دواخانہ مین بہیجا وہان
اوسنے اوسیطرح سیکڑون ڈبیان دیکھین غرض اٹکل پچو سے جاتے
ایک ڈبیہ اوٹھالایا قضا کار وہ ڈبیہ زہر ہلاہل کی تھی تہوڑا اوسمین سے
نکال کر دارچینی اور شکر ملا کر شہزادے کو کھلا دی کہاتے ہی شہزادہ نے
زہر کی تاثیر سے انتقال کیا بادشاہ کو اس حال سے کمال رنج
ہوا اور باقی دوا امتحان کے طور پر طبیب احمق کو کھلائی وہ بھی
کہاتے ہی مر گیا یہ حکایت اسواسطے بیان کی کہ جو کام ازروے نادانی
کیا جاتا ہے اوسکا انجام برا ہوتا ہے ایک نے محفل مین سے کہا
کہ ای دمنہ تیری صورت سے صاف برائی کی دلیل ظاہر ہے قاضی نے پوچھا

تو یہ کس قاعدہ سے بیان کرتا ہے اوسنے کہا علم قیافہ سے کیونکہ جسکی
کشادہ ابرو ہوں اور داہنی آنکھ بائین آنکھ سے چھوٹی ہو اور ہمیشہ پھر کے
اور ناک اسقدر جھکے اور زمین نظر آتا ہو وہ شریر اور فتنہ انگیز ہوتا ہے
یہ سب نشان اسمین موجود ہین دمنہ نے کہا کہ اگر یہ تقریر تیری سچ ہے تو لوگونکو
شاہدی اور گواہی کی کچھ حاجت نہین فقط صورت پر حکم لگا دیا کرینگے تجکو
اسطرح کی تہمت کسیکے ذمہ نہ رکھنی چاہئے اسواسطے کہ ان عیبون کو آدمی نے
خود نہین بنایا احسن الخالقین نے اسمین پیدا کئے ہین اور بالفرض اگر
مجھسے یہ حرکت کی توسبب عیبون کے مجھسے خطا سرزد ہوئی نہ بالارادہ اسلئے
مجھسے مواخذہ نہ کرنا چاہئے پس اب مین بقول تیرے اس آفت سے چھوٹا اور تیری
نادانی سب پر ظاہر ہو گئی جب دمنہ نے یہ جواب دیا سب خاموش ہو گئے
اور دمنہ کو پھر قید خانہ مین بھیجا اور اس کیفیت سے بادشاہ کو اطلاع دی
جب دمنہ قید خانہ مین آیا ایک دوست کلیلہ کے زوربہ نام کو دیکھکر بلایا
اور حال کلیلہ کا پوچھا زوربہ نے کلیلہ کا نام سنکر ایک آہ کھینچی اور کہا افسوس
اوسنے انتقال کیا دمنہ یہ غمگین خبر سنتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا جب ہوش مین
آیا زار زار رویا زوربہ نے دمنہ کی زاری دیکھکر سمجھایا کہ تو خوب جانتا ہے
جو پیدا ہوا وہ ایک دن مریگا اور یہ شربت مرگ سب کو چکھنا ہے اس زخم
کا بجز صبر کے کوئی مرہم نہین اور اس بیماری کی بجز دلگی یا درس دینیکے
کوئی دوا نہین دمنہ کی ان باتون سے فی الجملہ تسلی ہوئی کہا اے زوربہ
کلیلہ میرا دوست جانی اور شفیق مہربان اور ناصح مشفق تھا اسکی عقل میرا
اعتبار رکھتا تھا ہر کام مین وہ مجھکو امداد دیتا تھا اور ہر مہم مین اوس سے
صلاح دیتا تھا افسوس کہ مجھے اکیلا چھوڑ گیا اب جینے کا کچھ مزا نہین رہا اور
اس بلا سے بغیر یار غمگسار کے خلاصی کی صورت نظر نہین آتی بہتر ہے کہ مین
بھی مر جاؤن تا کہ اس مصیبت سے چھٹکارا ملے زوربہ نے کہا کہ یہ خیال ہرگز

دل مین نہ لا خداوند کریم مسبب الاسباب ہے اور جو کچھہ مجھسے بن سکیگا تیری
خدمتگزاری مین حاضر ہون دمنہ نے کہ مجھے تیری ذات سے ہر طرح یقین ہے
اور مین تجکو بچانے کیلیے اپنا شفیق سمجھونگا غرض آپسمین عہد و پیمان
دوستی کا ہوا اور جو کچھہ دفینہ رکھا تھا زوربہ کے ہاتھ سے منگا کر کلیلہ
کا حصہ زوربہ کو دیا اور کہا کہ اے روزبہ دربار شاہی مین جاکر جو کچھہ میرے
حق مین اچھا یا برا سنے مجھے اوس سے اطلاع دیا کر روزبہ نے اسبات کو
قبول کیا دوسرے دن شیر کی مان نے کیفیت مقدمہ کی شیر سے پوچھی
شیر نے حال مفصل روئداد مقدمہ بیان کیا شیر کی مان نے کہا کہ اگر حق
کہتی ہون تجھے کڑوا معلوم ہوگا شیر نے کہا نصیحت کرنیمین کچھہ اندیشہ مت کرو
شیر کی مان نے کہا کہ تو سچ جھوٹ مین فرق نہین کرتا اور اپنے فائدہ اور
نقصان کا تجھے مطلق خیال نہین دمنہ کو اگر چھٹکارا ملگیا تو وہ فتنہ پیدا کریگا
کہ تدارک اوسکا کسی سے نہ ہوسکیگا یہ کہکر غصہ سے اوٹھ گئی دوسرے دن
دمنہ کو حاضر کیا اور سب اہلکار جمع ہوئے قاضی نے کہا کہ حاضرین مجلس
اگرچہ خاموش ہین لیکن سب کے دل مین تیری خباثت اور سب تیرے
مارڈالنے پر متفق ہین بہتر تجھے ایسی زندگیمین کیا لذت حاصل ہوگی اس
سے بہتر ہے کہ تو اپنے قصور کا اقبال کر اسمین دو فائدہ ہین ایک یہ کہ
تو اس مخمصہ سے چھوٹیگا دوسرے خلق کو روز کے فکر سے آرام ملیگا اسکے سوا
اپنے گناہ سے اقرار کرتے ہین تجکو دو فضیلتین حاصل ہونگی اول عذاب
آخرت کے ڈرسے گناہ کے اقبال کرنیمین بہلائی آخرت کی ہے دوسرے
دنیا مین تیری طراری اور لسانی کی شہرت قیامت تک باقی رہیگی اسلیئے
کہ بدنامی کے جینے سے نیکنامی کے ساتھ مرنا بہتر ہے دمنہ نے کہا کہ قاضی
اپنے گمان اور دوسرون کے کہنے سے بغیر قوی دلیل کے حکم نہین دیسکتا
اور مین اپنے کام کو خوب جانتا ہون یہانتک کہ مجھے مرتبہ یقین کا حاصل ہے

پھر تمہارے شک کو اپنے یقین سے کسطرح برابر کرون اور جسقدر میرے بچا نکا مجہپر حق
ہے ایسا کسیکا نہین پھر جو چیز کہ ایک آدمی کیواسطے تجویز نہ کرسکون اپنے اوپر
کسطرح گوارا کرون اور خداوند کریم کو لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ
کا کیا جواب دونگا اور جو کسیکی جہوٹھی گواہی دیگا اوسکا وہ حال ہوگا
جو بازدار کا ہوا تھا قاضی نے پوچھا وہ کس طرح ہے دمنہ نے کہا

حکایت ہے کہ ایک سوداگر کی عورت بہت صالحہ اور نیک بخت تھی اور اوسکا
ایک غلام بلخی تھا نہایت شریر بد باطن وہ غلام اوسپر فریفتہ تھا ہمیشہ
ملاقات کی آرزو رکھتا تھا مگر عورت اپنے آپ کو اوس سے بچائے رہتی تھی جب
وہ ناامید ہوگیا تو اوسنے دشمنی کی راہ سے دو طوطے پالے اور زبان بلخی مین
سکھلایا کہ مینے دربان کو بیبی کیساتھ سوتا دیکھا اس سے مین کچھ نہین کہتا
سوداگر کو انکی بولی اچھی معلوم ہوتی تھی اکثر اونکے پنجرے اپنے روبرو رکھا کرتا
تھا اتفاقاً چند مہمان اوس سوداگر کے یہان آئے جو زبان بلخی جانتے تھے
طوطون کی گفتگو سنکر حیران ہوئے ایک دوسرے کیطرف نظر تعجب سے دیکھنے لگا
سوداگر نے پوچھا کہ آپکی حیرانی اور اچنبے کا کیا سبب ہے مہمانون نے کہا کہ یہ
طوطے کیا کہتے ہین سوداگر نے کہا کہ مین مطلق نہین سمجھتا آپ اس سے آگاہ کیجئے

مہمانون نے مطلب طوطونکی گفتگو کا بیان کردیا سوداگر نے یہ سنکر کمال غصے سے
کہا کہ ہمارے ملک مین رسم ہے کہ جس گھر مین عورت بدکار ہو جبتک اُسکو سزا نہ دیوے
کھانا پینا حرام ہے غلام نے یہ سنکر آواز دی کہ بیٹھے یہ معاملہ بارہا دیکھا ہے سوداگر
اوٹھا اور عورت کو مارنا چاہا عورت نے کہا کہ آدمی کو ہر بات مین احتیاط چاہیے
اسلئے کہ اگر بیگناہ کو جلدی مار ڈالا اور بیقصوری اُسکی معلوم ہوئی تو پچھتانا فائدہ نہ دیگا
آپ اوّل مہمانون سے دریافت کیجئے کہ یہ سوا اون باتون کے کچھہ اور
بھی جانتے ہین اگر اور باتین بتائین تو سمجھو کہ یہ شرارت اس نمکحرام غلام کی
ہے کر اسکا مطلب مجھسے نہ حاصل ہوا تو اوسنے طوطون کو یہ سکھلا دیا سوداگر
نے مہمانون سے یہ تقریر کی مہمانون نے ہرچند دریافت کیا طوطون نے سوا ان
ان باتون کے اور کچھہ نہ کہا اس سوداگر کو عورت کی بیگناہی معلوم ہوئی
غلام کو واسطے تنبیہ کے بلایا وہ غلام جب روبرو آیا عورت نے کہا کہ او
ظالم تونے مجھے دیکھا غلام نے کہا ہان اتنے مین یکایک باز نے کہا اوسکے
ہاتھہ پر بیٹھا تھا اوڑکر چونچ سے غلام کی آنکھہ پھوڑ دی عورت نے کہا کہ یہ سزا اوسکی
تہمت کی ہے یہ داستان مینے اسواسطے بیان کی کہ کسی پر کوئی تہمت نہ رکھے
اور بغیر دیکھے جھوٹ گواہی نہ دی جب یہ تقریر دمنہ کی تمام ہوئی اطلاع اوسکی شیر
کو ہوئی شیر کی مان نے کہا دمنہ کا جلد تدارک ہو جاوے ورنہ وہ فتنہ انگیز ایسا فریب
اور فساد پیدا کریگا کہ رعیت کی بربادی اور اہلکارون کی خرابی ہوگی اپنا
جسقدر کہ سترا یہ کو روتے ہین اوس سے زیادہ سب ارکان دولت
کو رونا پڑے گا اور آخر کو بادشاہ کی جان پر موت آئے گی یہ
تقریر بادشاہ کے دل مین اثر کر گئی بادشاہ نے کہا اے مان مجھے
یہ حال کس سے معلوم ہوا آپ مجھسے کہدیوے کہ مجھے اوسکے مارنے کا
بہانہ ہو شیر کی مان نے کہا کہ مین اوّل اوس شخص سے اجازت
لے لون جسنے مجھسے کہا ہے پھر مین بیان کرونگی بادشاہ نے

منظور کیا شیر کی ماں نے جا کر چیتے سے کہا کہ شاہ کو جسقدر تیرا خیال ہے تو خوب
جانتا ہے اسکی شکرگزاری تجھے ضرور ہے چیتے نے کہا کہ میں منھ سے اوسکا
احسان ادا کروں میں تو کسی لایق نہیں ہوں جو حکم آپ فرماویں بجا
لاؤں شیر کی ماں نے کہا کہ اول بادشاہ نے تحقیقات اسمقدمہ کی تجھے
سونپی تھی اور تو نے اقرار کیا تھا اب اوسکو وفا کر چیتے نے کہا کہ بیشک اب تک
اسی واسطے چھپائی تھی کہ بادشاہ کو اوسکی زبان درازی اور طراری معلوم
ہو جائے اب بادشاہ کو مکر و فریب معلوم ہو گیا اگر اول سے کہدیتا تو
بادشاہ کو یہ کیفیت اوسکی معلوم نہ ہوتی میرے تقریر غرض پر محمول
ہوتی اب چلیے جو کچھ سنا ہے بادشاہ سے کہے دیتا ہوں چیتا معہ شیر
کی ماں کے بادشاہ کے پاس آیا اور جو کچھ سنا تھا بیان کیا اور قاضی
کے روبرو گواہی دی جب یہ خبر لوگوں میں پھیلی ان دونوں قیدیوں نے
بھی جو کچھ سنا تھا کہدیا قاضی نے دریافت کیا کہ اول تم نے کیوں گواہی نہ دی
انہوں نے جواب دیا کہ ایک گواہی معتبر نہ تھی اسلئے بیان کرنا مناسب نہ جانا شیر
نے اونکی تقریر پسند کی اور قاضی نے اونکی گواہی کے بموجب حکم سیاست کا

دیا اور دمنہ کے ہاتھ پاؤں باندھکر قیدخانہ میں ڈالدیا تھوڑے عرصہ میں مارے بھوک اور پیاس کے مرگیا اور اپنے مکر و فریب کی سزا کو پہنچا اس سے معلوم ہوا کہ آخر فتنہ انگیزون کا یہ حال ہوتا ہے

باب سوم

راے دابشلیم نے برہمن سے کہا کہ مین نے داستان دوستونکی سنی جو کہ چغلی اور مکر کے باعث دوستی دشمنی سے بدل گئی اور انجام کار مکارونکو بھی سزا ملی اب امیدوار ہون کہ فائدہ دوستی اور دوستونکی اخلاص کی بنیاد بیان ہو ت برہمن نے کہا کہ ای بادشاہ کوئی چیز دنیا مین بہتر اور عمدہ خالص دوستون سے نہین عقلمندون نے لکھا ہے کہ اگر بادشاہت ہفت اقلیم کی ہاتھ آئی اور دوست خالص نہ ملے تو بادشاہت کی کیفیت نہ آئیگی اور اگر آدمیون مین دوستی خالص ہوتی تو جھوٹ نہ ہوتا نوبت لڑائی کی نہ پہنچتی تکوئی کسیکو تکلیف دیتا اسواسطے کہ یہ دوست کی رضامندی کو اپنی خواہش پر مقدم سمجھتا ہے خالص دوستون کے رکھنے مین بڑے بڑے فائدے ہین ایک اُنمین یہ ہے کہ خوشی ہونیکے وقت مین خوش ہوتے ہین اور رنج و غم کی حالت مین غمگساری اور دلدہی کرتے ہین کہ وہ رفع غم کا سبب ہوتا ہے اور منجملہ قصہ دوستون یکدل کے قصہ کوے اور چوہے اور کچھوے اور ہرن کا بہت اچھا ہے دابشلیم نے پوچھا کسطرح برہمن نے کہا حکایت کشمیر کی ضلع ایک جگہ بہت دلچسپ تھی وہان ایک درخت پر کوا بیٹھا ادہر ادہر دیکھ رہا تھا کہ ایک صیاد نے جال لاکر بچھا دیا اور کچھ دانے اُسکے بیچ ڈالے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک جھنڈ کبوترون کا وہان پہنچا اور بھوک کے مارے سب نے ارادہ اوترنے کا کیا مطوقہ نے کہ اونکا سردار بہت ہوشیار اور عقلمند

اونکو منع کیا کہ جلدی مت کرو اول دریافت کرلو کہ ان دانون مین کوئی جال نہو
مگر بھوک کی شدت مین کسی نے نہین سنا بیتحاشہ اُن دانون پر گر پڑے اور جال مین
پھنس گئے مطوقہ بھی جان بوجھکر شریک دوستونکا ہوا مگر اسنے کہا کہ مین نے اول
ہی روکا تھا کہ جلدی کرنی اور بغیر سوچے کسی کام کا آغاز کر بیٹھنا بہت برا ہے
یہ سنکر سب کبوتر شرمندہ ہوئے اونکو جال مین پھنسا ہوا دیکھکر بے اختیار خوشی
کے مارے دوڑا جب کبوترونکی نظر صیاد کے اوپر پڑی ناامید ہوکے تڑپنے لگے
مطوقہ نے کہا کہ اول بھی میری نصیحت تمنے نہ مانی اور اب بیفائدہ اپنی اپنی
رہائی کی فکر کرتے ہو اس سے کیا حاصل ایک کو دوسری کی خلاصی کی فکر نہین
یہ کیسی دوستی ہوئی مناسب ہے کہ دوست کی زندگی کو اپنی حیات پر مقدم سمجھو
جیسا کہ ایک وقت کشتی مین دو یار بیٹھے تھے جب کشتی غرق ہوئی تو یہ دونون
ڈوبنے لگے ملاح نے اونمین سے ایک کو نکالنا چاہا جسطرف جاتا تھا وہی کہتا تھا
کہ مجھے چھوڑ اور میرے دوست کو نکال اور اگر یہ مرتبہ تمکو حاصل نہین سب یکدل ہوکر زور
کرو شاید یکدلی کے سبب کوئی صورت نکل آئے غرض سب نے بالاتفاق زور کیا اور
جال لیے اوڑے صیاد پیچھے دوڑا تو ابھی یہ حال عجب دریافت کرنیکو کہ انجام اسکا
کیا ہوتا ہے اونکے پیچھے پیچھے اوڑا مطوقہ نے جب دیکھا کہ صیاد پیچھا نہین چھوڑتا ہے
یارون سے کہا کہ آبادی اور باغون کیطرف اوڑو تاکہ اسکی نظرون سے غائب
ہوجائین سب نے ایسا ہی کیا صیاد تھوڑی دور پیچھے رہگیا جب کبوترونکو ندیکھا
واپس آیا آخر یہ اوڑکر جنگل مین ایک چوہے مطوقہ کے دوست کی بل کی پاس کہ
نام اوسکا زیرک تھا پہنچے جب آواز مطوقہ کی چوہے نے سنی اسیوقت نکل آیا اور
یہ حال دیکھکر بہت افسوس سے پوچھا کہ تجھسا دور اندیش ایسی بلا مین کیون
پھنسا مطوقہ نے سب حال مفصل بیان کیا اور کہا کہ مشیت ایزدی مین تدبیر کچھ کام
نہین آتی زیرک نے کہا کہ غم نکھا آرام اور تکلیف سب اوسکی طرف سے ہے یہ کہکر
مطوقہ کے جال کے بند کاٹنے چاہے مطوقہ نے کہا کہ تو حق دوستی کا ادا کرتا ہے

لیکن میری آرزو یہ ہے کہ پہلی میری دوستون کی بند کاٹ پہر مجہے رہا کر زیرک
نے کہا کہ تو بہتر اور سردار ہے کاہیکو مجہے چہوڑ کر اوڑ وتکی طرف کسطرح مشغول ہوتا ہو
مطوقہ بولا جو کہ خداوند تعالی نے حکومت انکی مجہے دی ہی اور انہون نے جو حق
اطاعت کا تہا ادا کیا کہ اوڑ کر مجہے صیاد کے جال سے چہڑایا اب مجکو بہی لازم
ہے کہ حق حکومت کا ادا کرون اور انکو اپنے سے پہلے رہا کراون کیونکہ عقلمندون نے
از روی تجربہ کے کہا ہی کہ جو حاکم آپ آرام طلب ہو اور رعیت کو غم اور تکلیف مین ڈالے
دولت اور ریاست اسکی برباد ہوگی اسلیئے مناسب ہے کہ اول بند ہو انکے کاٹ
زیرک نے کہا کہ وجود حاکم کا رعیت مین ایسا ہی جیسے بدنمین دل تو اول دل کا خیال
رکھنا ضرور ہی اسواسطے کہ دل کی اصلاح سے بدنکی درستی ہی اور جب دل پر صدمہ پہچا تو
سلامتی بدنکی کچہ فائدہ نہ دیگی مطوقہ نے کہا کہ مجہے یہہ خوف ہی کہ اگر تو میرے بند پہلے کاٹ دیگا
اور بند کاٹنے کا شوق تہک جائیگا اور کچہہ ضرورت پیش آئی تب اور ون کے بند کاٹنے چہوڑ
دیگا اور جو میرے بندونکی کسیقدر ضرورت ہوگی تو ہرگز درگزر نکریگا مجہے قید مین نہ چہوڑ
دیگا زیرک نے اوسکی جوانمردی اور علو ہمتی پر آفرین کہی اور کبوترونکے بند کاٹنے
لگا جب سب کی کاٹ چکا تو پہر مطوقہ کے کاٹے کبوتر رخصت ہوے جو با اپنے بل مین
چلا گیا یہ حال دیکہہ کر کوے کے دل مین آیا کہ زیرک قابل دوستی کی ہی اسواسطے
کوے نے سوراخ کے نزدیک آکر آواز دی زیرک نے پوچہا کون ہی کوے نے کہا مین
کاگ داس ہون زیرک بولا کہ تجہے مجہسے کیا کام ہی کوے نے مطوقہ کی رہائی مین
زیرک کی تندہی بیان کر کے کہا کہ یہ ادا تیری مجہے بہت بہلی معلوم ہوئی اسلیئے میرا
دل تیری دوستی کی تمنا رکہتا ہی اور بہت مایل ہے امیدوار ہون کہ مجہے بہی اپنی
دوستیمین قبول کر زیرک نے جواب دیا کہ میری تیری دوستی کسطرح ہو سکتی ہی مجہسے دوستی
کی امید رکہنی گویا خشکی مین ناو چلانی اور دریا مین گہوڑا دوڑانا ہی کوے نے کہا
ملنیکی نیت دوستی کی مضبوط باندہی ہی اور ارادہ سچا کر لیا ہی مجکو نا امید نہ کر
اصحاب کرم امیدوارونکو اپنی درگاہ سے محروم نہین رکہتے زیرک نے کہا کہ

کوئی جبلہ کو چھوڑ تیری قوم کی مزاج اور عادت کو مین خوب جانتا ہون تو ہماری مجلس
نہین تیری صحبت سے بہاگنا بہتر ہے اور جو ایسے شخص کی مصاحبت کو منظور کرے
جسکی طرف سے خوف لگا رہے اوسکا وہ حال ہوگا جو ایک چکور کا ہوا انکا کوے
نے پوچھا وہ کس طرح ہے زیرک نے کہا

حکایت ایک بازا اور ایک چکور کی آپسمین دوستی تھی جب باز ضعیف ہوا
اور قوت شکار کرنیکی نہ رہی چاہا کہ کسی بہانہ سے چکور کو مار کہاے چکور نے باز
کے چہرہ سے غصہ کے آثار دریافت کرکے ٹھنڈا سانس بہر کر کہا کہ افسوس اول
مین نہ سوچا کہ اخیر اس دوستی کا یہ ہوگا مین جان بوجھکر آپ بلا مین پڑی ہمیشہ
خاطرداری مین رہی کوئی حرکت خلاف مرضی باز کے نہ کری تھی جب باز نے کوئی
بہانہ اوسکے مارنیکا نہ پایا تو ایک رات اوس سے کہا کہ مین دہوپ مین ہون اور تو
سایہ مین مزے اوڑا رہی ہے چکور نے کہا کہ ایجان آپ یہ کیا فرماتے ہین رات کو
دہوپ کہان اور سایہ کیسا باز نے غصہ سے کہا کہ او مردار تو بے ادب مجھے
جہوٹا بناتی ہے تجھے ایسی سزا دون کہ پہر کوئی اپنے حاکم کو جہوٹا نہ کہے یہ کہکر بیچاری
چکور کو مار کر کہا گیا یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ جو کوئی غیر جنس سے دوستی
کریگا اوسکا یہی حال ہوگا کوے نے کہا کہ تو اپنی عقل سے سوچ کہ تجھکو ایذا دینے
سے کیا فائدہ ہے اور تیرے کھا نیسے کیا پیٹ بہریگا تیری سلامتی مین ہزاروں فائدے
ہین مین نے تیرے واسطے اسقدر مسافت طے کی ہے مجھسے منہ نہ پہیر اپنی درگاہ

سے محروم مت رکھ چوہے نے کہا کہ دشمنی دو قسم کی ہے ذاتی اور غرضی عارضی
دشمنی کا جاتا رہنا تھوڑے سبب سے ممکن ہے مگر ذاتی دشمنی کا دفع ہونا
کسیطرح سے نہیں ہو سکتا اور حکیموں نے کہا ہے کہ ذاتی دشمنی بھی دو قسم کی
ہے ایک یہ کہ احتمال نقصان دونو طرف کا برابر ہو جیسے دشمنی شیر اور ہاتھی کی کہ کبھی
شیر ہاتھی پر غالب ہو سکتا ہے کبھی ہاتھی شیر پر دوسری یہ کہ ہمیشہ ایکطرف کے
زیان کا خیال ہو مانند دشمنی بلی اور چوہے اور شیر اور بکری کی کیونکہ یہ دشمنی پیدایشی ہے
کسیصورت سے اونمین دوستی نہیں ہو سکتی کوّے نے کہا خدا ایسی دشمنی سے بچائے
بلکہ میری اور تیری دشمنی عارضی ہے پیدایشی نہیں ہے ہماری قوم سے جانور کوئی
شکار کرتا ہے اور اگر کوئی نادان بیوقوفی سے تمہاری قوم کو ستائے بھی اوسکو ذاتی دشمنی
پر قیاس نہ کرنا چاہیے اور میرا دل تیری طرف سے بہت صاف ہے میں بغیر دوستی کیے ہوئے تیرا پیچھا نہ
چھوڑونگا زیرک نے مجبور اس امر کو منظور کیا اور کہا کہ بیشک تیرے دل میں میری محبت
معلوم ہوتی ہے اور فائدہ کی گمان پر تو میری دوستی کرنا چاہتا ہے لیکن ممکن ہے کہ
کوئی سبب ایسا واقع ہو کہ جس سے اسقدر محبت نہ رہے تو پھر وہی عادت اصلی اور پیدایشی
دشمنی زور کریگی جیسا کہ پانی حالت اصلی سے کسیقدر بدل جائے مگر پھر بھی آگ کو بجھا دیگا
حکیموں نے کہا ہے کہ دشمن کی بات کا اعتبار نہ کرنا چاہیے گو دعوی دوستی کا
کرے اور جو دشمن کی بات پر تکیہ کریگا اوسکو وہ پیش آئیگا جو شتر سوار پر گذرا کوّے نے
پوچھا یہ ماجرا کسطرح ہے زیرک نے کہا۔

حکایت ایک شتر سوار نے جنگل میں دیکھا کہ آگ کے بیچ میں ایک سانپ مضطرب
پھر رہا ہے اور چاروں طرف آگ لگنے کے سبب کہیں راستہ بھاگنے کا نہیں ملتا سانپ نے
اوسکو دیکھتے ہی بہت عاجزی سے گڑگڑا کر کہا کہ خدا کے واسطے میری جان بچا اسنے خیال کیا
کہ اگرچہ یہ آدمی کا دشمن ہے لیکن نیکی کرنی سب سے اچھی ہے رحم کھا کر توبڑہ لٹکا دیا سانپ
اوسمین آ گیا شتر سوار نے اونٹ کے پیچھے باندھ دیا جب آگ سے نکل گئے تب سانپ کو توبڑہ
سے نکال کر کہا کہ اب جہاں تیرا جی چاہے چلا جا مگر کسی آدمی کو ایذا نہ دینا سانپ نے
کہا یہ ممکن نہیں جبتک تجھکو یا تیرے اونٹ کو نہ کاٹونگا جاتا کیسا شتر سوار نے کہا کہ نیکی کا
یہی بدلا ہے سانپ نے کہا ہاں یہ نہیں جانتا تھا کہ میں آدمیونکا دشمن ہوں میرے
ساتھ نیکی بیجا ہے تھی کیونکہ بدون کے ساتھ نیکی حلم بد کا رکھتی ہے تو نے نیکی بیمحل کی
عقلمندوں نے کہا ہے کہ دشمن کو زندہ نہ چھوڑے لیکن مجھے ضرور ہوا کہ تجھے اسکی سزا دوں
تاکہ پھر کوئی اپنے دشمن پر رحم نہ کرے اور اس بلا میں نہ پھنسے شتر سوار نے کہا کہ نیکی کے
عوض بدی کرنی کسی مذہب میں درست نہیں سانپ نے کہا کہ اگر تجھے باور نہیں تو
چل میں ان سے پوچھوں جو آگے چر رہی ہے غرض دونوں نے آگے بڑھکر بھینس
سے پوچھا کہ نیکی کا بدلا کیا ہے اوسنے کہا کہ انسان کے مذہب میں بدی ہے اسلئے کہ
میں نے ایک عرصہ سے اپنے مالک کے گھر کو گھی دودھ سے بھر دیا اور جب میں بوڑھی ہوئی
تو دم کالکر جنگل میں ہانکدیا اب جو میں ذرا چر کر موٹی ہوئی ہوں تو قصاب کے ہاتھ بیچ
کر تیکے لیگا مجھکو پیچھا ڈالا سانپ نے کہا کہ سنا شتر سوار بولا کہ یہ مردار عداوت اور رنج سے کہتی
ہے چلو اس درخت سے پوچھیں جب درخت سے دریافت کیا تو اوسنے بھی اسیطرح کہا کہ میرے
سایہ میں لوگ آرام پاتے ہیں اور چلتے وقت کسی نہ کسی کام کو میری شاخوں میں سے
کوئی ٹہنی کاٹ لیتے ہیں سانپ نے کہا کہ دو گواہ تو گذر چکے اب کہہ کہ تجھکو کاٹوں شتر سوار
بولا ابکی اور پوچھ دیکھ پھر تجھے اختیار ہے ابھی گفتگو میں تھے کہ ایک لومڑی نظر پڑی انہوں
نے اس سے بھی دریافت کیا لومڑی نے جوابدیا کہ توبڑا چھوٹا ہے سانپ اسقدر جسیم توبڑہ میں
کیونکر سما سکتا ہے سانپ نے کہا کہ اگر تجھکو یقین نہو تو میں گھسکر دکھا دوں یہ کہکر سانپ

توبرہ کی اندر گھس گیا لومڑی نی کہا جب دشمن قابو مین آجاتی تو پہر کبہی نکلنی نہ چاہیئے
شترسوار نی اوسکی نصیحت کیموافق توبرہ کو زمین پر دی پٹکا جسکے صدمہ سے سانپ
مرگیا فائدہ اس داستان کے بیان کرنیسے یہ ہی کہ دشمن سے ہر حال مین احتیاط
رکہو اوسکے گڑگڑانی پر نہ بہولے کوے نے کہا کہ تیری گفتگو نصیحت آمیز سی مجہے بہت
فائدہ حاصل کیا اب کسیطرح تیری دروازہ کو نچھوڑونگا اور جبتک تو اپنی دوستی سے
مجہی مشرف نکریگا کہانا پینا مجہپر حرام ہی حکیمون نی کہا ہی کہ شریف اور کریم آدمی جلد
آشنا ہو جاتی ہین اور دیر مین دشمن بنتے ہین مانند چاندی کے برتن کی کہ جلد بنجاتا ہی اور
دیر مین ٹوٹتا ہی برخلاف اسکے کمین و اجلاف دیر مین دوست ہوتی ہین اور جلدی
دشمن بنجاتی ہین مثل مٹی کی باسن کے کہ دیر مین سوکہا اور پکا کر بنائی جاتی ہین اور
جلد ایسے ٹوٹ جاتی ہین کہ پہر کبہی ہرگز نہین جڑتی کوا بولا ای زیرک مین شریف ہون شریفون
کیخدمت کی ہی اور سفلے کمینونکی مصاحبت سی مجکو عار ہی تو میری عرض قبول کر انجام
کار زیرک نی کہا کہ یہ سب گفتگو اسواسطے تہی کہ اندازہ تیری عقل اور دوستی کا معلوم ہو جاوے مجہ
اور اگر اسکے بعد کوئی حرکت تجہسے سرزد ہو تو مجہی عذر کیجگہہ باقی رہی اور دستور کی بات ہی
کہ جو چیز آسانیسے ملتی ہی اوسکی کچہہ قدر نہین ہوتی زیرک یہ کہکر سوراخ کے نزدیک آیا
اور کہنے لگا کہ ای دوست مرتبے دوستی کے بہت ہین لیکن عقلمندون نی اونکو چار
درجون پر تقسیم کیا ہی **اول** دوست کی لئی مال خرچ کرنیمین دریغ نکری دوسرے
دوست کی کام مین جان تک فدا کری تیسرے دوست کی راہ مین آبرو کو بہی برباد
کرنا موجب خوشی کا سمجہے چوتہے دوست کیواسطے مذہب اور دین تک چہوڑ دے
پس جسمین یہ چارون صفتین ہونگی وسکو دوست صادق کہینگے اسلئے آپسمین ہم تم
ان چارون باتون پر قول و قسم کرلین چنانچہ ایساہی ہوا کوی نی کہا کہ آپ اب آسے
کیون نہین آتی کیا کچہہ ابہی شبہ باقی رہگیا زیرک نے جواب دیا کہ جب میری تمہارے
درمیان عہد ہو گیا تو بدگمانیکو کچہہ گنجایش نرہی لیکن تیری قوم سی اندیشہ ہی کیونکہ
اسکی عادت تیری مانند نہین مجہی دیکہکر ارادہ دشمنی کا کریگی کوی نے کہا کہ ہماری

قوم مین دستور ہی کہ اپنی دوست سی دوستی رکہتی ہی اور دشمن سی دشمنی زیرک نے
کہا کہ اونکین مجہسے دشمنی قدیم ہی اور جو کوئی دشمن کے دوست سے محبت کرے
یا دشمن کے دوست سی میل رکہی وہ بہی قوم کی نزدیک دشمن ہے اسواسطے حکیمون نے
کہا ہی کہ دوست تین قسم کے ہین ایک دوست خالص دوسری دوست کا دوست
تیسری دشمن کا دشمن کوی نے کہا کہ جو کچہہ آپنے فرمایا معلوم ہوا میری دوستی
بہی تمہاری ساتہہ اسیطرح ہی کہ جو تیرا دشمن ہی اوسکو مین اپنا دشمن جانونگا زیرک
نی یہ سنتے ہی بڑی خوشی کیساتہہ بل سی باہر نکل کر کوی سے ملاقات کی اور تہوڑی
دنون وہان اوقات بسر کی ایکدن کوی نے کہا کہ یہ جگہہ راستہ مین واقع ہی
اگر میرے مسکن اصلی پر چلکر آپ قیام کرین تو بہت مناسب ہی اسلئے کہ ایک تو جگہہ
راستہ سے چندان نزدیک نہین دوسری وہان ایک چشمہ مین میرا دوست کچہوہ
رہتا ہی جہان زندگی بالاتفاق خوب آرام سی گزریگی زیرک نی کہا کہ مجہی تیرا کہنا منظور
ہے کیونکہ یہ مکان مجہہ اصلی وطن نہین یہان میرا آنا ایک سبب سی ہوا تہا جسکا قصہ
عجیب وغریب ہی کہ وقت فرصت کے بیان کرونگا بسم اللہ کیجئے چلئے یہ سنتی ہی
کوے نی زیرک کی دم پکڑی اور اپنے گہونسلے کے پاس لاکر چہوڑ دیا اور کچہوہ کو
آواز دی کچہوہ اپنی دوست کی آواز سنکر نکل آیا کوی نی اپنی سرگزشت اول سے
آخر تک اور زیرک کیساتہہ ملاقات کا حال مفصل بیان کیا کچہوہ بہت خوش ہوا اور کہا
میری خوش نصیبی تمکو یہان لائی اور زیرک کو اچہے مقام مین اوتارا بعد چند روز کے
کوی نی زیرک سی کہا کہ اپنی جلاوطنی کی کیفیت بیان کرنیکا آپ اقرار کر چکے ہین فرمائیے
زیرک نی دوست کیخاطر سی اپنا ماجرا یون بیان کیا کہ مین رہنی والا نادوت کا ہون
وہان ایک فقیر کے گہر کی دیوار مین میرا مسکن تہا اور فقیر جو کچہہ اچہہ کہانیکی چیز لاتا
مین اوسکو وہان لاتا اور اپنے مصاحبون مین تقسیم کر دیتا ہر چند درویش نے
میری دفع کرنیکی بہت سی تدبیرین کین لیکن ایک پیش نگئی بلکہ مین یہانتک دلیر
ہوگیا کہ اوسکے دستر خوان پر بہی جو کچہہ پاتا اوٹہا لاتا ایک رات درویش کی گہر

مہمان آیا اوسکی دعوت بہت تکلف سے ہوئی کہانیکے وقت جب وہ گفتگو مین مصروف
تہے مین اپنے معمول کیموافق اسکے دسترخوان پر معہ فوج کی جا پڑا اور جو کچھ ہاتھ لگا اٹھا لایا
درویش عین حالت گفتگو مین ہاتھ مار کر ہا ہا کرنے لگا مہمان کو یہ حرکت اوسکی
بہت بری معلوم ہوئی فورا غصہ سے کہا کہ ای درویش کیا حرکت ہی تو نے مجہے
مسخرا سمجہا ہی یہ بیہودہ بات تیری درویشی سے بعید ہی درویش بولا کہ معاذ اللہ
میری خیال مین بہی یہ امر نہین بلکہ چوہونکے بہگانیکے لئے دہمکی دی تہی کیا اونکے ہاتھ
سے دم ناک مین آ گیا ہی گہر مین جو چیز پاتے ہین صاف اوڑا لیجاتے ہین مہمانکو
اس گفتگو سے کوتہ تسلی ہوئی پوچہا کہ سب چوہے اسقدر دلیر ہین یا اونمین سے بعضے
درویش نے جواب دیا کہ ایک انمین سے بہت ہی نڈر اور نہایت بیباک ہے مہمان
نے کہا کہ ایک کا دلیر ہونا تعجب کی نہین اسکا وہ حال ہی کہ ایک شخص ایک
عورت سے کہتا تہا کہ چہلکے دار تلی کو بغیر چہلکے کی برابر بیچنا سبب سے خالی نہین درویش
نے دریافت کیا کہ قصہ اسکا کسطرح سے مہمان بولا

حکایت کل کی رات مین فلان گانون مین ایک دوست کے مکان پر
رہا تہا وہان مین نے میان بی بی کی گفتگو سنی صاحب خانہ نے اپنی عورت
سے کہا کہ کل میرا ارادہ ہے کہ تو کے دو چار مرد اشرافون کی ان بزرگ کے ہمراہ
دعوت کرون عورت نے کہا کل کے کہانیکا ٹہکانا نہین ہی دو جو تون کی

اگر تیرے پاس کچھ ہو تو اوسکو پس انداز کرنا کل کو وہ سرمایہ تیرے اور تیرے اولاد کے کام
آوے صاحبخانہ نے کہا جو کچھ ہو اوسکو راہ مولے مین خرچ کرنا چاہیئے مسکین اور
محتاج کو کھلانا واجب ہے جسنے اس جہان مین پونجی جمع کی اوسنے عاقبت کی
خرابی کی بنیاد ڈالی جیسا کہ قصہ بھیڑیے کا ہے عورت نے پوچھا کسطرح صاحبخانہ نے
کہا حکایت ایک شکاری نے جال پھیلا رکھا تھا اتفاقاً ایک ہرن اوس مین
پھنس گیا جب شکاری اوسکے قریب پکڑنے کو گیا وہ چونک کر ایسا تڑپا کہ بند
ٹوٹ گیا شکاری نے ایک تیر مارا وہ زخم کھا کر گر پڑا شکاری نے اسکو اوٹھا کر گھر کی راہ
لی راستہ مین ایک بدجانور ملا اوسنے پھر کمان کو کھینچکر ایک تیر اوسکے بھی مارا وہ زخم
کھا کر جھپٹا اور ایک دانت اوسکے پیٹ مین ایسا مارا کہ شکاری کا کام تمام ہو گیا
اور پھر بدجانور بھی گر کر مر گیا اس عرصے مین ایک بھیڑیا کئی دن کا بھوکا آ نکلا
ان تینوں کو مردہ دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا ایسی کثرت سے ان غیر
مترقب نعمتوں کا ملنا اتفاقی ہے لازم کہ بتدریج کھاؤن اور آج کے دن کمان کے
زہ وہ کو کھا کر گزران کرون باقی کو ذخیرہ کرکے رکھون اسمین سے بقدر ضرورت
تھوڑا تھوڑا خرچ کرون بھیڑیے نے اس غرض سے کمان کے چلّے کو کھانا چاہا جب
چلّہ کمان کا اوسکے دانت کے صدمہ سے ٹوٹا کمان کا گوشہ اوسکے دل مین اس زور
سے لگا کہ فی الفور بھیڑیا مر گیا فائدہ اس مثل کا یہہ ہے کہ مال جمع کرکے رکھنا اچھا
نہین دیکھو لوگ مال کس تکلیف سے فراہم کرتے ہین اور آخر کو چھوڑ چھوڑ جاتے ہین عورت
نے جب یہہ نصیحت سنی اپنے خیال خام سے توبہ کی اور کہا کہ مناسب ہے چاول اور
تلی کا ذخیرہ جو رکھا ہے وہ دس آدمیون کو کفایت کر سکتا ہے صبح ہی عورت
نے تلی بھولی اور اوسکے چھلکے دور کرکے دھوپ مین سکھانیکو رکھی اتفاقاً ایک
نے آکر اسمین منہ ڈالدیا عورت کو اوسکا پکانا مکروہ معلوم ہوا بازار مین لیکر
گئی اوسکو بدل لائے مجھکو بھی بازار جانیکی ضرورت تھی اوسکے پیچھے پیچھے چلا گیا تو دیکھا
اوسنے ایک تیلی کے مکان پر تلی کو چھلکون دار تلی کے برابر بدلنا چاہا تھا اتنے مین

ایک شخص نے آواز دی کہ ای عورت تمہین بہید ہی کہ مقشر تلی کو غیر مقشر کے برابر دلا
تھے پس یہ مثل اسیواسطے بنائی گئی کہ اِس چوہے کی جرأت کرنیکا بھی کچھہ سبب
یعنی مجکو یقین پڑتا ہی کہ اوسکے بل مین کچھہ خزانہ ہوگا جسکی گرمی سے یہ تیزی کر
ہے آؤ اوسکا سوراخ کھودین یہ کہکر میرا بل دونون نے کھودا اور ہزار روپیہ
میری زندگی کا سرمایہ تہا نکال لیا اور درویش سے کہا کہ یہ روپیہ کودا تا تھا
کبھی ایسی حرکت نہ کریگا دوسری سوراخ سے یہ سنکر اور یہ حالت دیکھکر میرا
حال ہوا کہ بیان نہین ہوسکتا خدا ایسا صدمہ کسی دشمن کو بھی نصیب نکرے
اور مین بقولیکہ پہر درویش بجان درویش کچھہ نہین کرسکا جیسا وہ مال میرے
سے نکل گیا اور جو جو ہی جوراندن سرگرم تھے سب نے بے اعتنائی شروع کی
کی ہی ۲ تمام بدل گئی اور مجہسے منہہ پہیر کر دشمنون سے جاملے سیکڑون طرح
عیب اور قصور مجھہ مین نکالنے لگے یہانتک کہ انجام کار سب نے میری برائی
کمر باندھی مین نے سوچا کہ یہ مثل اب صادق آگئی کہ جسکے پاس مال
اوسکی قدر بھی گھٹی اور جسکے پاس مال نہین اوسکا کوئی یار نہین مفلس او
جو کام کرتا ہی بگڑ جاتا ہی اوسکے دلکی آرزو کبھی پوری نہین ہوتی اوسکی آ
کی پانیکی طرح ہی کہ نشیب جہیل مین بہر جاتا ہی نہ دریا تک پہنچتا ہی نہ اوسکو کہیں
مدد ملتی ہی آخرکار خشک ہو کر وہین جذب ہوجاتا ہی بزرگوں نے لکھا ہی کہ
بہائی نہین وہ غریب ہے اور جسکے اولاد نہین اوسکا نام باقی نہین رہیگا او جو
ہو اوسکو دوستون سے کچھہ فائدہ نہ پہنچیگا یعنی اوسکا کوئی دوست نہ ہوگا کیونکہ
دوستی بیشتر غرض کی ہوتی ہی اور مفلس سے کسیطرح کی غرض تعلق نہین رکھتی
ایک بزرگ سے پوچھا کہ آپکے کتنے دوست ہین اونہون نے جواب دیا کہ الحمد للہ
الحال اور مالدار ہون اب ہر شخص اظہار دوستی کا کرتا ہی جب آسودگی نہ رہیگی
دوستونکا حال معلوم ہوگا آزمایش دوستونکی حالت مفلسی مین ہوتی ہی
سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ تمہین کیا نکتہ ہی کہ مالدار وسکے بہت د

اوسینے جواب دیا کہ مال ہی ہر شخص کو محبت ہے پس جسکے پاس اپنی محبوب کو پاتے ہین
اوسکی تعظیم اور تواضع کرتے ہین جب اوسکے پاس ہی مطلوب چلا جاتا ہی پھر اوسے
بہولی سی بھی نہین پوچھتے چنانچہ جو چوہی ہمیشہ میری دوستی کا دم بہرتے تھے اور ایک
گھڑی کی میری صحبت کو سعادت دارین جانتے تھے وہ بالکل بدل گئی کہ کبھی یاد بھی نہ
تھے انمین سی ایک چوہی کا ذکر ہی کہ جب وہ میری روبرو سی گزرا اور کچھہ التفات نہ کی
تو مینے اوسکو بلا کر پوچھا کہ ای میری دوست تجھی کیا ہو گیا اور تیری وہ مہربانی کی باتین
کیا ہوئین اور وہ دوستی کدہر گئی اوس بیوفائی اسکے جواب مین منہ پھیر کر کمال بے
التفاتی سی کہا کہ تو بڑا احمق ہی بیہودہ با تو تیرملامت کرتا ہی جب تو اپنا مال خرچ کرتا
تھا ہم تیری اطاعت کرتی تھی اب تو خود محتاج ہی تجھسے کیا غرض ہین جلبہو تکی زبانی
ناہی کہ مفلس دنیا اور عقبے کی لذتون سی محروم رہتا ہی پس تجھہ جیسے چوہی سی آشنائی
کی لایق نہین مینے یہ سنکر کہا کہ بیوفا لی باتین چھوڑ فقیر کی مذمت کر کیونکہ یہ طریقہ
رسول اولیا اور انبیا کا ہی چوہی نی کہا کہ وہ فقیری جسکو بزرگون نی پسند کیا ہی افلاس
و احتیاج نہین ہی اسکو گدائی کہتی ہین فقیری کہ جان بوجھکر دنیا کے تعلقات سی ہاتھہ اوٹھاکے
زیر حکم قضای الٰہی کچھہ بچا ہی افسوس کہ تجھی ابتک درمیان گدا اور درویش کے فرق نہین
معلوم درویش وہ ہی کہ دنیا کو ترک کری اور گدا وہ ہی کہ دنیا اوسکو چھوڑ دی اور گدائی
ہزارون آفاتکی سبب ہوتی ہی کبھی خلق کی دشمنی کا باعث بنجاتی ہی کبھی آدمی کو بیحیا
بیمروت بناتی ہی کبھی خواری اور ذلت کا سبب ہو جاتی ہی ہر وقت ایک نہ ایک
ت لگائی رکھتی ہی کبھی اپنا فکر کبھی اہل و عیال کا رنج ایسے فکرون سی عقل کو
لیا ہی پہر جو وہ تدبیر کرتا ہی انجام اوسکا بگڑ جاتا ہی اگر امانت دار ہوتا ہی تہمت
تکی اوسپر لگ جاتی ہی دوست اوس سی بدگمان ہو جاتی ہین گناہ کوئی
سیکے سر پڑ جاتا ہی جو کچھہ اچھا فعل کرتا ہی اوسپر عیب رکھا جاتا ہی اور طعن ہوتی
مثلاً اگر بہادری کی لوگ کہینگے کہ خولا جانتا تھا جا بہڑا اگر سخاوت کی فضول خرچ
ور ہوا اگر حلیمی کی بے غیرت کہلایا اگر بردبار ہوا کاہل وبیہودہ گنا گیا اگر خوش

مزاج ہوا متغیر اپنا اگر زبان آوری اور معقول گفتگو کی بکواسی سمجھا اگر چپ رہا تو گمان
ہوگا کہ بولنے کا سلیقہ نہین اگر تنہائی اور گوشہ قبول کیا تو دیوانہ اور کم ہمت
کہینگے اور پھر اچلا تو ٹکڑ گدا ہے دربدر پھرتا ہے اور اگر کہانے مین تکلف کیا
تن پرور اور چٹورا مشہور ہوا اگر پھٹے کپڑے اور سوکھی روٹی پر قناعت کی
تو اوسکو خسیس اور مکھی چوس کہینگے اگر ایک جگہ بیٹھا رہا تو اپاہج کہنے لگے
سفر اختیار کیا تو سرگشتہ اور سودائی اور اگر شادی نکی مجرد رہے تو سیکڑون تہمتین اسپر
لگینگی اور شادی کی تو اوسکی مٹی خراب ہوئی کہ مفلسی مین آ گیا غرض حال محتاج آدمی کی
کچھہ قدر نہین اور باوجود ان عیبون کے اگر مفلس کی کچھہ غرض اور خواہش معلوم
ہو تو لوگ اوسکے دشمن ہوجاتے ہین پاس کہین بیٹھنے کو لی خاست اوسکی نہین
آتی دور ہی سے دیکھتے ہی کتے کیطرح للکارتے ہین جب اوس دوست بیوفا کی یہ گفتگو
سنی جینے کہا سچ کہا ہے عقلمندون سے سنا ہے کہ جو ایسی بیماری مین مبتلا ہو
اوسکا علاج ہی نہین اور ایسی مفارقت مطلوب مین گرفتار ہو کہ جسمین امید وصال کی نہ ہو
اور ایسی سفر مین کہ واپسی کی امید نہ رہے یہ سب باتین مفلسی مین مانگنے کے صدمہ سے
آسان ہین یا موت پھرتے سانپ کے منہ مین ہاتھ دینا اور بچھو کے سر سے
زہر سے لقمہ اوٹھا لینا اور زہر ہلاہل پی لینا سوال کرنیکی لذت آسان ہے حکما کا
قول ہے کہ چار چیزین چار صدمون سے بگڑ جاتی ہین زندگی کی کیفیت موت کے
صدمہ سے خلوت صحبت کی کیفیت معزولی کی حالت سے بخشش کی کیفیت سوال کی
ذلت سے گناہ کی کیفیت پشیمانی شرم سے یہ کلمہ میرے دل مین آیا تو کہا دیکھتا ہون کہ
سلطان اپنے حصہ کو ایک تھیلی مین سر تلے رکھکر سوتا ہے مجھہ کچھہ لالچ نہ کیا اگر کسی
طرح اگر یہ روپیہ بازو بگڑ ہاتھ آجائے تو روزگار رونق کی وہی جمعیت رہین اور وہی
صحبتین اور اسی طرح کا لگی ہے … اور بین غرض یہ سوچکر دبلے پانون مہمان کیطرف چلا
معلوم کیا وہ عقلمند طرار ہوشیار تہا لاٹھی چلائی پاس سے جان کی تو خیر گذری مگر
مین صدمہ آیا لوٹ پوٹ کر پھر اپنے بل مین پہنچا پھوڑا یہ سر لیکے حسب

درد کو تخفیف ہوئی تو پھر طمع غالب آئی دلمین وہی وسوسے پیدا ہونے لگے مین اوسی
طرف کو چلا لیکن اس مرتبہ مہمان نے لاٹھی اس زور سے لگائی کہ دم بھول گیا
زندگی باقی تھی لڑکھڑاتا ہوا بل مین آگرا اور دیر تک بیہوش پڑا رہا مگر اس صدمہ
نے مالکی محبت کو دلسے کھو دیا اور مینے جان لیا کہ سب بلاؤنکا سبب لالچ ہے
جسکے طفیل جانور جال مین پھنستے ہین سیکڑون بھلے مانس ذلیل ہوتے ہین اور
عجب کہ بہت مال جمع کرنے کو آرام جانتے ہین حالانکہ کمی مال مین آرام زیادہ ہے اور دنیا
کی طلب مین بزرگی سمجھتے ہین اور اصل یہ ہے کہ دنیا چھوڑنیسے بزرگی ملتی ہے یہ
بات سوچ کر لالچ کو دلسے دور کیا قناعت اختیار کی اور رضاے الٰہی پر راضی ہوا دنیا
کی ہونیوالی خوب ہی ذہن نشین ہوگئی کہ جسکو اسنے نوازا آخر اوسکو ذلیل کیا جس
درخت کی پرورش کی اسیکو پھلنے پھولنے کیوقت سے اوکھاڑا اسیطرح مردار اس قابل
نہین کہ اسکے واسطے کوئی رنج سہے یا صدمے جھیلے غرض ان خیالات سے آبادی
چھوڑکر جنگل اختیار کیا وہان مطوقہ سے دوستی پیدا کی اور اوسی کی تقریب سے
جس کا ذکر کیا آپ صاحبون کی ملاقات سے سرفراز ہوا تمہارا اثر لیا
مولف ع سر ہی میرا اور جو کنٹ تمہاری - کچھوہ زیرک کی سرگذشت سنکر
نرمی اور مہربانی سے پیش آیا اور کہا شکر خدا کہ تجھسا شفیق لئیق دوست ہاتھ لگا
ہماری سر اور آنکھون پر تشریف لیکے سرون پر ہمارے قدم آپ سکے - اور جو
سرگذشت آپ نے بیان کی اوس سے ہمکو سیکڑون فائدے اور نصیحتین
حاصل ہوئین اور خوب معلوم ہوگیا کہ عقلمند آدمی کو چاہیے کہ تھوڑے
پر اپنی گذران کرے گوشہ مین رہے کسی کے آگے ہاتھ نہ
پھیلائے اور جو تھوڑے پر قناعت نکریگا اوسکا وہی
حال ہوگا جو ایک لالچی بلی کا ہوا تھا چوہے نے پوچھا
وہ کس طرح سے کچھوے نے کہا -
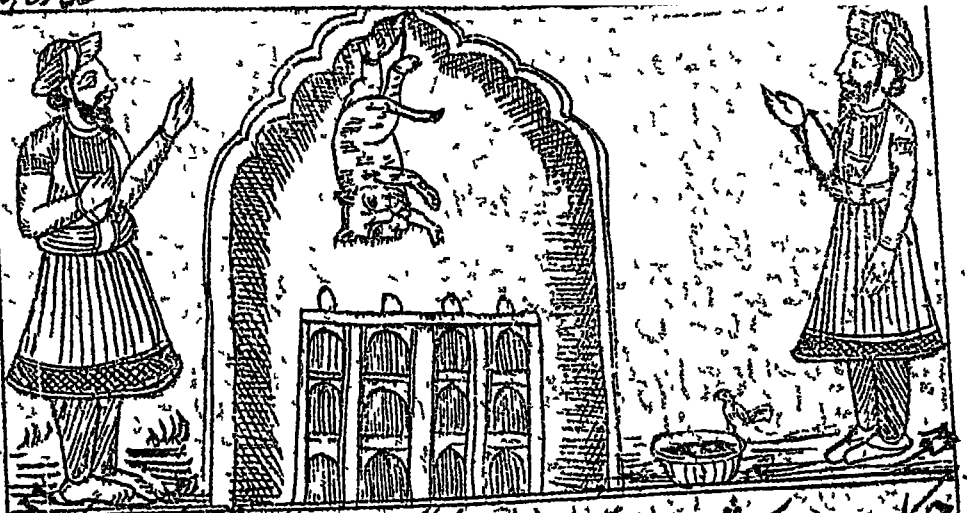
حکایت ایک شخص نے بلّی پالی اور اوسکو گوشت اوسکی حاجت کیموافق دیا
بلّی ایک دن کبوترخانہ کیطرف جا نکلی اونکی آواز سنکر اسکو حرص نے گھیرا آخر
کبوترخانہ مین گھسی دارو غہ نے اوسے وہان بند کرکے استقدر مارا کہ مرگئی اوسکی
کھال کھینچکر بھس بھرا اور کبوترخانہ کے دروازہ پر لٹکا دیا اتفاقاً بلّی کا مالک
بھی وہان آگیا اوسنے وہان کو اسحالت مین دیکھکر ایک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی اور کہا کہ اگر تو گوشت کی ٹکڑی پر قناعت کرتی تو آج کو تیرا پوست نہ کھینچا
جاتا ہر داستان مین نے اسواسطے بیان کی کہ اے زیرک تھوڑا بہت جو تجھے ملے اوسی پر
بسر کر اور گئی گزری مال کا غم مت کھا اسواسطے کہ بزرگی بسبب کسی مال کے
ملتی ہے مال سے نہین حاصل ہوتی شیر اگرچہ زنجیرون مین بھی جکڑا ہو مگر اوسکی بزرگی
مین کچھ نقصان نہ آئیگا اور کتے ہمیشہ ذلیل اور بیقدر رہتا ہے گو یا لدار ہو جیسے
کتے کو چاندی سونیکی زنجیرون مین باندہو اور جواہرات کا طوق اوسکے گلے مین ڈالے
لیکن اوسکی عزت نہ ہوگی عقلمندون نے لکھا ہے کہ پانچ چیز سے زیادہ امید نرکھے
اول ابر کے سایہ دوسرے غرض کی دوستی تیسرے عورتونکی محبت
چوتھے جوانیکی خوبصورتی پانچوین جھوٹی تعریف سے جنکو خدا نے عقل دی ہے
وہ دنیا کی جمع ہونیسے خوش ہوتی ہین نہ اوسکے جاتیکا غم کرتے ہین نیک چلنی سے ہرا

بقیہ حاضر ہوں اور اگر کچھ خواہش ہو تو یہ لونڈی موجود ہے دوست نے اُس
بزرگ کی شکر گذاری کرکے کہا کہ آفرین ہے تیری ہمت پر کہ دوستی میں تونے جان
اور مال اور آبرو سے دریغ نہ کیا نتیجہ اس حکایت کا یہ ہے کہ جو صدمہ کسی بزرگ پر
واقع ہوتا ہے وہ بغیر مدد بزرگوں کے دور نہیں ہو سکتا جیسے کوئی ہاتھی کیچڑ میں پھنس
جائے تو اوسکو ہاتھیوں کے سوا کوئی نہ نکال سکیگا اسلئے جو بزرگ لوگ ہیں دوسروں کے
آرام پہنچانے میں اپنی تکلیف کا خیال نہیں کرتے اور جنکے مال سے ممکن ہو کہ اُنکو کچھ فائدہ نہ
پہنچے اُنکو تو پتھر نہ سمجھنا چاہئے اور جنکی زندگی بدنامی اور دشمنی میں کٹے اوسکو
زندہ مت جانو اب زیرک کی مجھے شرم ہے اگر کبھی لیے ہوئے سے اس میں کچھ خرابی ہو
جائے تجھے درگذر کرنی لازم ہے کیونکہ عقلمند ہمیشہ نیک عمل کی پونجی جمع کرتے ہیں تاکہ نیکنامی
بعد مرنے کے باقی رہے یہ تینوں آپس میں گفتگو میں تھے کہ یکایک ایک ہرن بے تحاشا آتا ہوا
دکھلائی دیا بسبب احتیاط کے کہ مقتضائے دانش ہے چوہا سوراخ میں گھس گیا
کچھوا پانی میں چلا گیا ہرن لب آب آکر کھڑا ہو گیا کوّے نے ادھر اودھر دیکھکر غور
کی جب کوئی نظر نہ آیا آواز دی کچھوا پانی سے چوہا بل سے نکل آیا کچھوے نے دیکھا
کہ ہرن ڈر کے مارے چوکنا ہے کچھوے نے کہا کہ تو اگر پیاسا ہے خوشی سے پانی پی
مت ڈر اور اپنا حال بیان کر ہرن کو کچھوے کی تسلی ہوئی اور کہا کہ میں ایک صیاد کے
خوف سے بھاگ کر یہاں آیا ہوں کچھوے نے کہا کہ اب کچھ خوف نہ کر یہاں صیاد
کا گذر نہیں اگر ہماری دوستی کا خیال ہے تو یہاں رہا کر اسلئے کہ جسکے زیادہ دوست
ہونگے اوسپر بلا کم آئیگی زیرک نے اس گفتگو کی تائید کی کوّے نے بھی سمجھایا آخر
وہاں کا رہنا منظور کیا غرض آپس میں بہت اچھی طرح گذر اوقات کرنے لگے ایک
دن موافق عادت کے سب جمع ہوئے ہرن کو نہ دیکھا تھوڑی دیر تک انتظار کیا
جب ہرن نہ آیا سب نے کوّے سے کہا کہ ذرا اڑکر ہرن کو دیکھ کہاں ہے کوّے نے
اڑکر تھوڑی دیر میں آکر کہا کہ ہرن کو جال میں پھنسا ہوا دیکھ آیا ہوں بغیر تم سب
کے چھڑایا جا سکنا ممکن نہیں غرض کوّے نے چوہے کو پیٹھ پر کرکے وہاں پہنچا دیا

زیرک نے کہا کہ ای بھائی کسطرح تو اس بلا مین پہنسا اور باوجود اس عقل اور
ہوشیاری کے کیونکر قید ہوا ہرن نے جواب دیا کہ تقدیر کے آگے عقل کچھہ کام نہین آتی
تدبیر ذرہ نہین چلتی کوا بولا یہ سچ کہتا ہے زیرک بند کاٹنے لگا اس عرصہ مین کچھوہ
بھی آگیا ہرن نے کہا کہ ای دوست تیرا آنا غضب ہوا اگر صیاد پہنچ گیا تو بری
بنے گی اسلئے مین بھاگ جاؤنگا کوا اوڑ جائیگا چوہا کسی بل مین چھپ جائیگا تو بتلا
کدہر جائیگا کچھوہ نے کہا بقول ایک شاعر کے ؎ مینے ہر چند یہ چاہا کہ بچاؤن اس
تک پا اشتیاق اسکا گھسیٹے لئے جاتا ہے مگر پا مجبور لگی بے اختیاری سے یہان آیا
ہون کیونکہ جو زندگی دوستون کی جدائی مین گزری اوسمین کیا لذت اور جو دم کہ
دوستونکی ملاقات مین نہ بسر ہو بیکار تو کچھہ فکر نہ کر ابھی خلاص ہوا جاتا ہے مقام شکر
ہے کہ کوئی صدمہ تیرے جان اور تن کو نہ پہنچا یہ اسی گفتگو مین تھے کہ دور سے صیاد دکھلائی
دیا پہندے ہرن کے کٹ چکے تھے ہرن فورًا بھاگ گیا کوا اوڑ گیا چوہا چھپ رہا
کچھوہ وہین رہ گیا صیاد جال کٹا ہوا دیکھکر حیران ہوا کہ یکایک نظر اوسکی کچھوہ
پر جا پڑی کہا اگر جال ٹوٹ گیا تو کچھوہ کا ملجانا ہی غنیمت ہوا یہ کہکر اوسے اوٹھا
پیٹھہ پر رکھا اور شہر کا راستہ لیا اس عرصہ مین وہ تینون دوست جمع ہوئے
کچھوہ کا یہ حال دیکھکر ہر ایک واویلا کرنے لگا کوے نے کہا کہ اس آہ وزاری سے
کچھوہ کو کچھہ فائدہ نہ ہوگا وہ تدبیر کرو جس سے اوسکا چھٹکارا ہو عقلمندون نے کہا ہے
کہ چار آدمی چار وقت پر آزمائے جاتے ہین بہادر لڑائی کے وقت امانت دار لین دین
کے وقت وفاداری عورت اور بچون کی فقر وفاقہ کے وقت دوست صدمہ اور
تکلیف کے وقت زیرک نے کہا ای ہرن ایک حیلہ میرے خیال مین آتا ہے کہ تو لنگڑاتا
ہوا صیاد کے سامنے نکل تاکہ اوسکو شبہہ تیرے زخمی ہونے کا ہو اور کوا تیری پیٹھ
کے اوپر بیٹھ کے تیرے گوشت کھانیکا ارادہ کرے ضرور صیاد توبڑہ رکھکر تیرے پکڑنے
کو دوڑیگا آہستہ آہستہ اوسکے سامنے سے بھاگنا نہ اسقدر نزدیک ہونا کہ وہ ناامید
ہوکر واپس آئے تھوڑی دیر تک ایسا ہی کرنا اس عرصہ مین کچھوہ کو مین چھڑا کر

لیجاؤنگا یہ تدبیر سب نے پسند کی اور ہرن اور کوا اسیطرح سے صیاد کی راہ دیکھنے لگے
صیاد نے دیکھا کہ ایک ہرن آہستہ آہستہ لنگڑاتا ہوا چلا جاتا ہے اور ایک کوا اوسپر
اوڑ رہا ہے اور ارادہ اوسکی آنکھیں نکالنے کا کرتا ہے جلدی سے توبرہ رکھکر ہرن کو پکڑنے
دوڑا ادہر کوا توبرہ کاٹ کر کچھوے کو لے بہاگا تھوڑی دیر بعد جب صیاد خوب دوڑ
کر تھک گیا اور ہرن ہاتھ نہ لگا اوٹ کر وہین آیا توبرہ کٹا ہوا دیکھا کچھوہ کو نہ پایا
حیران ہوا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے اگر کسی سے کہون تو قابل یقین کے نہین ہے کوئی باور
نہ کریگا کہ خودبخود ہرن کے پھندی کٹ جانا پھر ہرن کا لنگڑا کر چلنا اور کوے کا اوسپر
اوڑنا اور توبرہ مین سوراخ ہو جانا کچھوے کا نکل جانا کیا سبب ہے یہ سوچ کر وہم اوسپر
غالب ہوا کہ بیشک طلسمات کا جنگل ہے اور یہان جن رہتے ہین اسیواسطے لوگ
ادہر شکار کھیلنے کو منع کرتے تھے توبرہ جلدی اوٹھا کر وہان سے بہاگا اور ارادہ کیا
کہ جبتک جیتا رہونگا پھر ادہر منہ نہ کرونگا ادہر کوا اور ہرن اور چوہا اور کچھوہ صحیح سلامت
پھر آئے اور دوستی کے باعث اس بلا سے یہ مشکل آسان ہوگئی برہمن نے کہا کہ یہ ہے
داستان چہار دوستون کی کہ اتفاق کے باعث سب نے کیسی کیسی بھاری آفتون
سے نجات پائی اب عقلمند آدمی سوچے اور خوب غور و تامل کرے کہ جب جانورونکے
اتفاق مین یہ فائدے حاصل ہوئے تو تعجب آدمیونکی کہ عقل کامل رکھتے ہین اگر آپسمین اتفاق
اور دوستی پیدا کرین سیکڑون طرحکے تمام فائدے کیسے نکلین اور کیا کچھ نہ حاصل ہو۔

باب چہارم

رای داشلیم نے کہا کہ داستان سنے دوستون کی ملنے سے اور اونکی دوستی کے
فائدے معلوم ہوئے اب امیدوار ہون کہ حال اون دشمنونکا کہ جو دوستی کے پردہ مین اپنی
عداوت و دشمنی ظاہر کرتے ہین بیان کیجیے برہمن نے کہا کہ اے بادشاہ تو نے خوب بات
پوچھی اکثر آدمی اس مقام پر دہوکا کہا جاتے ہین اصل حال اسکا یہ ہے کہ جب دشمن جان

لیتا ہی کہ دشمنی سے اسکا کام نہین نکلتا تو دوست بنجاتا ہی اور دوستی کے پردہ مین
اپنا کام کرتا ہے عقلمند کو چاہیئے کہ دشمن جسقدر زیادہ میل اور آمیزش اور عاجزی
اور تواضع سے پیش آئی اوسیقدر اوس سے دور بہاگے اور جو ایسی جگہ دوست
دشمن مین فرق نہ کریگا اوسکا وہ حال ہوگا جو اُلّو کا کوّے کے ہاتھ سے ہوا اونہیم
نے پوچھا یہ ماجرا کسطرح ہے برہمن نے کہا

حکایت ملک چین مین ایک پہاڑ پر بڑا جہاڑ تھا کہ جسپر ایک ہزار کوّون کے
گہونسلے تھے اور اونکے بادشاہ کا نام فیروزشاہ تھا ایک رات اُلّوون کے بادشاہ
نے قدیمی دشمنی کے سبب کہ درمیان کوّے اور اُلّو کے ذاتی ہی چھاپا مارا جسمین بہت
سے کوّے مارے گئے اُلّوون کا لشکر فتح پاکر واپس گیا دوسرے دن
فیروزشاہ نے اپنے ٹوٹے پہوٹے لشکر کو جمع کیا اور صلاح پوچھی کہ اب دشمن زیادہ
دلیر ہوگئے ہمارے رہنے کیجگہ بھی اونکو معلوم ہوگئی ضرور وہ پھر چھاپا مارینگے
اور ہم مین اسقدر طاقت مقابلہ کی نہین ہے کیا کیا جائے اوسمین پانچ کوّے
کہ عقل مین سب سے بڑہکر تھے اور فیروزشاہ کا ہمیشہ اونکی عقل پر اعتماد رہتا تھا
درجہ بدرجہ گویا ہوئے یعنی اوّل - اون مین سے ایک نے عرض کی کہ اگلے عقلمندون
نے کہا ہے کہ جب دشمن سے طاقت مقابلہ کی نہ رہے اوسوقت ملک و مال چھوڑکر
جلاوطنی اختیار کرے اسلیئے کہ بعد شکست کے پھر لڑنا بہت مشکل ہے بادشاہ دوسرے
کی طرف مخاطب ہوا کہ تیری رای مین کیا آتا ہے اوسنے کہا کہ ایک صدمہ اصلی وطن کو

چھوڑنا اور بہاگ کر بیعزتی اور خواری اختیار کرنی جوانمردی سی دور ہے اسلئے مناسب ہے کہ جاسوس اور مخبر مقرر کئے جائین کہ جب دشمن ارادہ لڑائی کا کرے اوسکے ساتھ صف آرا ہون اگر فتح پائی قیامت تک نام جوانمردیکا باقی رہیگا خوب آرام سے گذریگی اور خدانخواستہ ہار گئی تو بیعزتی سی نہ مرے موت سکو آگے پیچھے ایک دن آتی ہی بادشاہ ہونکو چاہئے کہ لڑائی کیوقت کچہہ آگا پیچھا نہ سوچین یہ سنکر بادشاہ تیسرے کیطرف مخاطب ہوا اوسنے عرض کی میرے نزدیک اگر دشمن خراج لینے پر راضی ہو تو سب سے بہتر ہے اسلئے کہ جب دشمن زبردست ہو اور خوف اس بات کا ہی کہ ملک میں فساد ہوگا رعیت خراب ہوگی تو بادشاہ کو مناسب ہے کہ مال خرچ کرکے یہ رخنہ بند کرے بادشاہ نے چوتھے سے پوچھا اوسنے عرض کی کہ میری دانست میں خراج دینا کسیطرح مناسب نہیں اسلئے کہ وہ ہرگز منظور نہ کرینگے اور اسقدر مانگینگے کہ ہمکو اوسکے دینے کی طاقت نہ ہوگی عقلمندون نے کہا ہے کہ دشمن سے عاجزی اسیقدر کرے جسمین کام نکل آئے زیادہ عجز کرنے مین اپنی ذلت اور اوسکے غرور کی ترقی ہی میرے نزدیک سکوت اور صبر کرنا مناسب ہے جبتک نوبت لڑائی کی نہ آوے اور لڑائی کے وقت چوکنا خطا ہی جب نوبت پانچوین کی پہنچی جسکا نام کارشناس تھا اوسنے عرض کی کہ میرے نزدیک لڑائی مناسب نہیں اسواسطے کہ وہ ہمسے زبردست ہین اور عقلمند کو چاہئے کہ ضعیف دشمن کو کمزور نجانے اسلئے کہ اگر اسنے اسکو ضعیف جانا تو اوسکے دل مین غرور پیدا ہوگا اور آخر اوسکو غرور خراب کریگا اور جیسے اول ہمسے اونکی طرف سی کھٹکا تھا آخر وہی پیش آیا اس معاملہ مین جلدی تکی جا تی کیونکہ وہ دوراندیشی سے ابھی ارادہ آنیکا ہماری طرف نہ کرین گے اور اگر بالفرض وہ ہمارا لڑائی کا کرین بھی تو ہمکو اون سی لڑنا مناسب نہین اسواسطے کہ احتمال نقصان جان کا ہی اور جان کا کوئی بدل نہیں بادشاہ نے کہا کہ اگر لڑائی نہ کرین تو پہر کیا صلاح ہے وزیر نے عرض کی کہ صلاح جو کچھ خیال ناقص مین گذری ہی علیحدہ کہونگا اور مین جسطرح لڑائی کو پسند نہین کرتا اسیطرح وطن چھوڑنا اور خراج دینا بھی پسند

نہین کرتا عقلمند بہت سے زندگانی سے نیک نامی چاہتے ہین کہ بعد مرنیکے باقی رہے اور جب کسیطرح کی بدنامی اور بیعزتی دیکھتے ہین تو اوس زندگی سے مرنا بہتر جانتے ہین مین نہین چاہتا کہ ہمارا آقا کسیطرح زبون اور عاجز ہو ایک نے اہل مجلس مین سے کہا کہ فائدہ مشورت سے یہ ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی عقل کے موافق تدبیر بتلاوے شاید ایک نہ ایک بن پڑے تو خلوت مین بیان کرنا چاہتا ہے اسکا کیا سبب ہے کارشناس نے کہا ہر شخص اعتمادی اور رازدان نہین ہے اور سلطنت کی باتون کو سرسری نجانو عام لوگون کے امور پر قیاس نہ کرو اکثر بہید مشورے والون خدمتگارون اور خادمون سے فاش ہو جاتی ہین اور جاسوس دشمن کے دریافت کرکے اوسکا انتظام کر لیتے ہین اور فرض کیا کہ مشورے والے بہت امانتدار ہین لیکن اونکے دوستون پر کسطرح اعتبار کیا جاے اور تجھے کیا معلوم ہے کہ دشمن کا جاسوس دیوار کی آڑ مین سنتا ہو یقولیکہ دیوار ہم گوش دارد اور وہ ان تدبیرون کی اول سے پیش بندی کردے تو ہماری محنت اکارت جایگی اسیواسطے بہید کے چہپانیکی بڑی تاکید ہے اور جو بہید کہل جاتا ہے انجام اوسکا پشیمانی ہوتی ہے اور پہر پشیمانی سے کچہہ فائدہ نہین نکلتا خصوص بادشاہونکا بہید کہلنا بہت برا ہے اسلیئے کہ اس معاملہ مین اکثر نوبت ہلاکت کی پہنچ جاتی ہے جیسے کشمیر کے بادشاہ کا حال ہوا وزیر نے پوچہا وہ کسطرح ہے کارشناس نے کہا حکایت کشمیر کا بادشاہ حرم سرا کی ایک عورت پر عاشق تہا اور جو کہ بیوفائی عورتون کی خلقی بات ہے وہ خدمتگار شاہی پر مفتون تہی اکثر بادشاہ سے آنکہ بچا اوسکے ساتہ اشارے کنائے کیا کرتی رفتہ رفتہ بادشاہ کو اس حال سے آگاہی ہوئی کمال غیرت سے چاہتا تہا کہ خفیہ مروا ڈالے ظاہر ہونے مین بدنامی کی صورت ہے دوسرے دن وزیر سے یہ حال بیان کیا وزیر نے صلاح دی کہ خفیہ شربت زہر ملاکر دونون کو پلایا جائے کسیکو کچہہ معلوم نہ ہوگا یہ تدبیر ٹہر چکی وزیر رخصت ہو کر اپنے گہر آیا لڑکے کو رنجیدہ دیکہکر سبب پوچہا اوسنے کہا ابا جان آج مجہے بادشاہ

ہلکی بھاری باتین اور جو کچھہ نہ کہنا تہا کہا وزیر نے شکر کیا کہ تو خاطر جمع رکھ اب
میرا سکی عمر کا پیالہ لبریز ہو چکا ہی دو ایک روز مین چراغ گل ہوا چاہتا ہی لڑکی نے
خوش ہو کر پوچھا کہ ای میرے اچھے ابا جان کیونکر وزیر نے سب حال بیان کیا
اور کہا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ لڑکی خوش ہو اپنی جگہہ آئی یہان ایک خواص کو
دیکہا کہ اوس حرم کیطرف سے اوس لڑکی کو سمجہانیکے وقت کہا کہ کچھہ اندیشہ نہین
اگر بادشاہ بیگم نے بلا سبب مجھے بے آبرو کیا جلدی خدا اوسکے آگے لائیگا
اور اپنے کئے کو پہونچیگی اوس اصیل نے اوسکو پھسلا کر پوچھا کہ ای بیٹی وہ کونسا دن
ہوگا کہ مین نہ بچتی اوسکے عذاب سے چہوٹونگی لڑکے نے کہا ! ویا ما اگر تو کسیسے نہ کہے
تو مین کہدون اوسنے سیکڑون جہوٹی قسمین کہائین غرض وزیر کی لڑکی نے جو اپنے
باپ سے سنا تہا سب کہدیا اصیل نے اوسیوقت جا کر سارا حال سنایا حرم سے جا کہا
حرم نے اوس جوان کو اطلاع دی اوسنے بالاتفاق چند معشوقون کی راتکو سوتے وقت
بادشاہ کا کام تمام کر دیا فائدہ اسکا یہ ہی کہ کسی سے دل کا بہید نہ کہے خصوصاً بادشاہ
کا جب کارشناس کی یہ تقریر پوری ہوئی تو ایک وزیر نے اسپر اعتراض کیا کہ تیری
تقریر سے یہ پایا گیا کہ کوئی مشورت کرے مشورہ کا کرنا اچہا نہین کارشناس نے جواب دیا
کہ مشورت کرنیکا حکم جو انبیا اور برگزیدہ لوگونکو ہوا ہی تو بعض ہم سمجہاون کی تعلیم
کیلئے کہ اپنی ضعیف عقل کو دوسرون کی عقل سے مدد دین اور خود پسندی چہوڑ دین
نہ اسواسطے کہ برگزیدہ لوگون کی کامل عقل کو مدد ملے اور غرض میری یہ ہی کہ بادشاہ
کو جو کچھہ مشورہ سے حاصل ہوا اور سب کی رای اتفاق کرجائے تو اوسکو چہپائے اور کسی سے نکہے
کہ اسمین دو فائدہ حاصل ہونگے ایک یہ کہ تجربہ مین آیا ہی کہ جس کام کا اظہار نہو
وہ بہت جلد ہوگا دوسرے وہ تدبیر اگر بن نہ آسکے تو کسیکو معلوم نہ ہوگا نہ کوئی
نام رکہے گا فیروز شاہ نے کہا کہ مجھے تجہپر اعتماد ہے جو مصلحت اور مناسب وقت
ہو وہ بیان کر کارشناس نے کہا کہ فرمان بردار کو لازم ہی کہ اوسکا مالک
کہدے اگر وہ اچہی سمجہے تو ویسا ہی بیان کردے اور اگر اوسمین خطا پائے کسطرح

فتور پائے تو خوشامد سے اوسکی تعریف نہ کرنے لگے بلکہ شایستگی کیساتھ ایک
معقول وجہ سے اوسکی برائی ذہن نشین کروے اور جو شخص کہ بھلائی اور برائی
آقا کی خیال نہ رکھے اور صلاح نامناسب دے اوسکو دشمن سمجھے اور اوس سے ہرگز
مشورہ نہ کرے اور جب بادشاہ اپنی سلطنت کا بھید چھپائیگا اور وزیر معتمد بہم
پہنچائیگا اور نیکو کی پرورش کریگا بدون کو سزا دیگا ملک اوسکا برقرار رہیگا اوسکی
دولت مین کمی نہ آئیگی بادشاہ نے پوچھا کہ بھید کو کسطرح چھپا اور کون سے شخص سے
پوشیدہ رکھے کارشناس نے کہا کہ اسکے کئی درجے ہین بعضے ایسے ہین کہ اپنے آپ
بہائی یعنی چھپانے مین کمال احتیاط کرے اور بعضے ایسے کہ سوائے دوسرے شخص تیسرے
واطلاع نہو اور بعضے اس سے بڑھکر دو چار تک خلاصہ یہ ہے کہ دل کا بھید کسی سے
کہے اگر ضرورت بھی ہو تو کسی معتمد تجربہ کار سے بیان کرے یہین جو بحث کہ ان
دونون کے باب مین درپیش ہے نتیجہ اوسکا بجز میرے اور آپکے تیسرے شخص کے سننے
کے قابل نہین بادشاہ نے منظور کیا اور کارشناس کو خلوت مین لیجا کر اول سبب
قائم ہونے دشمنی کا درمیان کوے اور الوؤن کی پوچھا کارشناس نے کہا

حکایت خداوند قدیم الایام مین پرندون نے اسبات پر اتفاق کیا کہ
ایک بادشاہ کا ہم مین ہونا ضرور ہے اسپر پرندون مین تکرار اور جھگڑا ہوئی کہ
کسے بادشاہ بنائین ہر ایک اپنی اپنی کہنے لگا اور ایک جماعت کثیر جانب دار
الوؤن کی ہوگئی جب تکرار زیادہ بڑہی تو یہ بات قرار پائی کہ جو پرندا ہم مین حاضر
نہین اور وہ اب نظر آئے تو اوس سے دریافت کرین اور وہ جیسا کہے اوسی
کو بلا تکرار بادشاہ مقرر کرین اسی گفتگو مین تھے کہ پہلے کوا دکھائی دیا اوسکا حال
پوچھا اور اپنا مافی الضمیر بیان کیا کوے نے کہا کہ ہما اور طاؤس اور عقاب
کیا اوجاڑ ہوگئے جو اس منحوس نسل الو کو بادشاہ بناتے ہو یہ ایک بدمزاج
بھونڈی صورت مغرور ہے اور فرض کیا کہ عیب یہی دور ہو جا سکتے ہین لیکن
اسکو کیا کروگے کہ آفتاب کے نور سے ہر چیز بقدر استعداد فائدہ لیتی ہے اور

یہ ذات شریف بالکل جھوٹ ہے تم ہرگز یہ دہیان مت کرو اور اس بیوقوف
سبک وضع کو حکومت نہ سونپو بلکہ آپس مین سے کسی عقلمند ہوشیار کو اس
بڑے عہدہ پر مقرر کرو تاکہ تمھاری سمجھون اور عادتون مین عقل و تدبیر سے
مددگار رہے جیساکہ خرگوش نے باوجود چھوٹے ہونیکے اپنی عقلمندی کی
رو سے ہاتھیون کو جگہہ سے ہٹا دیا پرندون نے پوچھا کہ وہ کسطرح ہے کوّے
نے کہا حکایت ایک سال قحط کے سبب ہاتھی اپنی جگہہ قدیم چھوڑکر
ایک چشمہ کے کنارے کہ خرگوش وہان پہلے سے رہا کرتے تھے آرہے
اور بہتیرے خرگوش اونکے پانون سے دب کر مرنے لگے آخر مجبور ہوکر
سب نے اپنے بادشاہ سے ہاتھیون کی بدچلنی کا استغاثہ کیا کہ خدا
نے بادشاہ کو انصاف کیواسطے بنایا ہے نہ واسطے آرام کے زندگی بسر
کرنے کو ہماری فریاد سن اور داد دے بادشاہ نے کہا کہ یہ آسان اور
ہلکا کام نہین ہے کہ فی الفور کیا جائے بلکہ تم مین جو ہوشیار ہون وہ آپس
اول اُن سے مشورہ کر لیا جائے کہ بے مشورہ کام کرنا بہت برا ہے
اون مین ایک خرگوش نہایت عقلمند بہروز نام تھا وہ یہ حال سنکر بادشاہ
کے پاس آیا اور کہا کہ حضور اگر منظور فرماوین تو یہ فدوی بطور وکالت
ہاتھیون کے پاس جائے اور ایک امین میرے ہمراہ کیا جائے کہ جو سنے
اور دیکھے وہ حضور مین آکر بیان کرے بادشاہ نے کہا کہ تجھ سے زیادہ
امین کون ہے تجھپر ہر طرح کا بھروسہ ہے جو مناسب وقت ہو وہ کرنا اور
تو یہ خوب جانتا ہے کہ ایلچی بادشاہ کا ترجمہ ہوتا ہے اگر وکیل ہنرمندی
شعور ہر طرح کی لیاقت سب طرح کے کمال رکھتا ہے تو لوگ بادشاہ کی مردم
شناسی اور ہوشیاری پر دلیل پکڑینگے اور جو وکیل سے کسیطرح کی غفلت
اور نالیاقتی ظاہر ہوگی تو اوسکے موکل پر حرف آئیگا اور اوسکی عقلمندیکو
برا لگیگا حکیمون نے کہا ہے کہ وکیل سب لوگون سے زیادہ عقلمند ہو

خوش تقریر اور نیک چلن ہو اسیواسطے بادشاہون نے حکیمون کو وکیل
اور سکندر بادشاہ خود ایلچی بنکر جایا کرتا تھا بہروز بولا کہ اگرچہ مین اپنی
عقل کے موافق اداے مراتب رسالت مین درگزر نہ کرونگا لیکن امیدوار
ہون کہ حضور بھی اپنی زبان سے کچھہ ہدایت کر دین کہ وہ موجب مزید
سرفرازی اور ہوشیاری کا ہو بادشاہ نے کہا کہ سب سے اچھے آداب
وکالت یہ ہین کہ زبان خوب تیز و طرار لیکن ملائمت کیساتھہ ملی ہوئی ہو
جو بات تو کہے یہ اوّل مین سختی ہو آخر مین اوسکے نرمی چاہئے اور ابتدا
جسکی رعب و داب کے ساتھہ ہو انتہا اوسکی مہر اور محبت کیساتھہ
کی جائے حاصل یہ ہے کہ ہر بات مین سختی اور نرمی کا لحاظ رہے
تجھسے عقلمند کو زیادہ ایلچی گری کا سکھلانا لقمان کو حکمت کا پڑھانا ہے
بہروز نے بادشاہ سے رخصت طلب کی اور رات کے وقت ہاتھیون
کے نزدیک ایک ٹیلے پر آکر آواز دی کہ مین بھیجا ہوا چاند کا ہون ہاتھیون
کا بادشاہ آواز سنکر قریب آیا اور پوچھا کہ تو کسواسطے آیا ہے اوسنے کہا کہ
مین رات کے چاند کا وکیل ہون جو کوئی اوسکی مرضی کے خلاف کرے گا
اور اطاعت سے سر پھیریگا اپنے کئے کو پہنچیگا ہاتھی نے پوچھا کہ کیا پیغام لایا ہے
بیان کر اوسنے کہا کہ ہمارے بادشاہ نے فرمایا ہے کہ جو اپنے زور آور
جسم کے گھمنڈ پر ہوے گا اور مسکینون اور غریبون کو ستائے گا وہ خرابی مین
پڑیگا تجھے اپنے ڈیل ڈول اور بڑے جثہ کا اسقدر غرور ہے کہ چھوٹے چھوٹے
جانورون کو کچھہ خیال مین نہین لاتا اور یہانتک تو مغرور ہوا کہ خاص ہمارے
چشمہ کا ارادہ کیا اور اپنا لشکر یہان لاکر اوتارا تو یہ نہین جانتا کہ جو
یہان آیا پھر اوسکا زندہ واپس جانا مشکل ہے لیکن مین نے درگزر کی
اسواسطے کہ تجھسے نادانستہ یہ حرکت ہوئی اگر تجھے کچھہ شک ہو تو مین اس
چشمہ مین موجود ہون آکر دیکھہ ہاتھی یہ گفتگو سنکر چشمہ پر گیا اور وہان چاند

نظر آیا اوسنے وکیل کے پیغام کو سچ جانا بہروز نے کہا کہ ای شاہ فیلان تہوڑا
سا پانی اسمین سے پی اور منہہ دہوکر سجدہ کر چاند تجہپر مہربان ہی ہاتھی کی سونڈ
پانی مین ڈالنے سے اوسکو جنبش ہوئی ہاتھی کو معلوم ہوا کہ چاند ہلتا ہے
کہا اے بہروز شاید چاند خفا ہوگیا جو غصہ سے کانپتا ہے بہروز نے کہا
ہان جلد سجدہ کر کہ طبیعت اسکی سنبھل جاوے اور پہر ایسی حرکت نہ کرنا ہاتھی
نے یہ بات قبول کر کے سجدہ کیا اور وہان سے مع ہاتہیون کے چل دیا
یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ کسی ایسے عقلمند کو تجویز کرو کہ تمہاری برے
وقت مین کام آئے سوائے اُن عیبون کے اُنو فریبی اور بیوفائی جے
اور بادشاہون مین یہ عیب سخت گنے جاتے ہین بادشاہ کو چاہیئے
کہ وفادار ہو جفا کار و مکار نہ ہو ورنہ وہ حال ہوگا جو بلی روزہ سے چکور
اور لومڑی کا ہوا تہا پرندون نے پوچہا کہ کسطرح کوے نے کہا -

حکایت میرا گہونسلا ایک پہاڑ کی جڑ مین تہا اور پڑوس مین میرے
چکور رہتی تہی اتفاقاً وہ کسی طرف چلی گئی اوسکے مکان مین ایک
نے آکر بود و باش اختیار کی بعد ایک مدت کے وہ چکور پہر آئی اور
اپنا مکان خالی کرانا چاہا کوے نے کہا کہ اب اس مکان کا ما
مین ہون تو اپنی حقیقت کا دعوی پیش کر چکور نے کہا زبردستی
تو نے قبضہ کر لیا اور قبضہ غصب اور تغلب سے نہین ہوسکتا غرض

آپسمین خوب لڑائی ہوئی انجام کار اس بات پر فیصلہ ٹہرا کہ یہان سے قریب
ایک بلی بڑی عابدہ اور زاہدہ رہتی ہے کسی جانور کو ایذا نہین دیتی
ہمیشہ روزہ رکہتی ہے اور گہانس پہونس کہا کر گزران کرتی ہے اوس
سے چل کر پوچہین جو وہ حکم دے منظور کرین غرض دونون براضی
ہو کر بلی کے پاس گئے مین بہی اونکے پیچہے پیچہے چلا کہ یہ تماشہ قابل
دیکہنے کے تہا بلی دور سے اونکو دیکہتے ہی سجدہ مین چلی گئی کوا اور چکور
حیران ہو کر وہان دیر تک کہڑے رہے جب سجدہ سے فارغ ہوئی دونون
نے اپنا اپنا حال بیان کیا بلی نے کہا بڑہاپے کے سبب میرے حواسون
مین فرق آگیا نگاہ مین ضعف کانون مین خلل ہے نزدیک آ کر زور سے
کہو کہ مین سنون اور حکم مناسب دون تمکو لازم ہے کہ اول آپس مین حق پر
راضی ہو جاؤ اور فریب اور جہوٹ کو چہوڑو اسلئے کہ دنیا کو پائداری نہین
ہے اس پر مغرور مت ہو چکور نے کہا کہ اگر آدمی حق طلب کرتے اور نتیج
پر رہتے تو نوبت نالش و فریاد کی حاکم تک نہ پہنچی اور گواہ و سوگند کی
کچہہ ضرورت نہ رہتی ہر شخص کو سوائے اپنے مطلب کے اور کچہہ نہ سوجہتی
ایک بزرگ نے حاکم کو دیکہا کہ انصاف کے وقت زار زار رو رہا ہے
اوسنے سبب رونیکا پوچہا حاکم نے کہا کہ یہ مدعی اور مدعا علیہ اپنے اپنے
حق و باطل کو خوب جانتے ہین اور مجہے کچہہ اطلاع نہین محض ناواقف ہون
فیصلے کیا حکم دون اور نتیجہ اسکا کیا ہوگا اوس بزرگ نے کہا کہ یہ اگرچہ
واقف ہین لیکن غرض نے انکو اندہا کر رکہا ہے اور تیرا دل غرض سے پاک
ہے اسلئے یقین کیا جاتا ہے کہ تو حق و ناحق مین تمیز کریگا بلی نے کہا کیا
خوب بیان کیا تمکو چاہیئے کہ طمع اور لالچ اپنے اپنے دلون سے دور کرو اسواسطے
کہ حق پر ہے درحقیقت وہی غالب ہے اور مین تمہین سمجہاتی ہون کہ تم نیک
عملونکی پونجی جمع کرو اور اس تہوڑیسی زندگی پر کہ مانند ابر کے ہے اعتماد

مت کرو اور دوسرون کو اپنی طرح سمجھو جو چیز کہ آپ کو اچھی نہ لگے دوسرے کیواسطے بھی
اوسکو پسند مت کرو یہ چکنی چپڑی نصیحت کی باتین سنکر دونون اوسکے فریب
مین آگئے اور بیخوف و اندیشہ بلی کے پاس چلے گئے بلی نے جب اونکو اپنے
روبرو دیکھ لیا تو ایک ہی جھپٹ مین دونو نکا نوالا کر گئی یہ داستان مینے
اسواسطے بیان کی کہ بیوفا اور مکارون پر اعتماد کرنا بیجا ہے اور الو کے عہدیدار
ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور جب تم اوسکو تخت سلطنت پر بیٹھاؤگے تو ہر کام مین
برائی اوسکی اثر کریگی جس سے بہت ہرج واقع ہوگا جب پرندون نے یہ گفتگو
سنی الو کو بادشاہ بنانے سے موقوف کیا اور سب اپنے ارادہ سے پھر گئے
الو کو کمال رنج ہوا اور کوے سے کہا کہ او روسیہ بیشرم تو میری خواری اور
ذلت کا سبب واقع ہوا ہے آج ہی درمیان میرے اور تیری قوم کے دشمنی
ہو چکی ہوشیار رہنا اسلئے کہ آگ نہوڑے سے پانی سے بجھ سکتی ہے لیکن کینہ کی
آتش کو ساتون سمندر کا پانی بھی نہین بجھا سکتا اور گھاؤ تلوار کا کتنا ہی گہرا
کیون نہو مرہم سے اچھا ہوسکتا ہے لیکن جو زخم زبان سے دل مین پڑ جاے
وہ کسیطرح نہین بھرتا الو یہ کہکر اوڑ گیا کوے نے اپنی تقریر سے پشیمان ہوکر
دل مین کہا کہ ناحق اپنے پانون مین کلہاڑی ماری بیٹھے بٹھلائے دشمنی مول
لی مجھے پرندون کی نصیحت سے کیا کام تھا اور پرندے عیب و ہنر اسکے
زیادہ جانتے تھے انہون نے عقلمندی سے خاموشی اختیار کی مجھ منہ پھٹ نے
عقلمندون نے کہا ہے کہ آدمی اگرچہ اپنی قوت اور زور پر اعتماد رکھتا ہو لیکن
پھر بھی کسیکو دشمن اپنے مقابلے کیواسطے نہ بنائے تریاق کے بھروسے زہر
کھانے کے نیک باتین تھوڑی اچھی اور بیہودہ باتین بہت بری اور جو زبان درازی
سب کے سامنے زیادہ کرتا ہے وہ بہت جلد خراب ہوتا ہے جیسے مجھے اور بغیر مشورہ کے
پیش آیا کہہ دیا عقلمندون کے نزدیک چپ رہنا بیفائدہ بکنے سے اچھا ہی ہے
دشمنی کا درمیان ہمارے اور الوون کے واقع ہوا ہے بادشاہ نے کہا کہ

دشمنی کے دریافت ہوئی اور اوسکے ضمن مین بہت سی فائدی حاصل ہوئے اور
یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عقلمندون سی صحبت رکھنا اور اونکی باتونپر چلنا نشانی
بزرگی اور بہتری کی ہے اب بیان کر کہ الوّونکے دفع کرنیکی کیا تدبیر سوچی ہے کار
شناس نے کہا کہ ان وزیرون نے جو صلاح دی ہے اونمین سے ایک بھی میرے
پسند نہین آمین کوئی تدبیر اور حیلہ ایسا نکالا جائے کہ جسمین مطلب حاصل ہو
اور بہت کام براہ مکر و فریب آسانی سی نکلتے ہین جنمین لڑائی بھڑائی کی نوبت نہین
پہنچتی جیسا کہ چند طراران گرگ منش نے حیلے سے بکری ایک زاہد کی ہضم کی بادشاہ
نے پوچھا کس طرح کارشناس نے کہا حکایت ایک درویش بکری مول لیکر
گہر کو لئے جاتا تھا راستہ مین چند رندون نے باہم صلاح کی کہ اس شخص سے بکری
اوڑائی چنانچہ اونمین سے ایک شخص نے آکر کہا کہ ای بزرگ یہ کتا کہان سے لائی تھوڑی
دور چلکر دوسرا شخص ملا اوسنے کہا کہ یہ کتا کہان لیجاؤگے پھر تیسرا ملا اوسنے کہا
کہ آپکو کتے کے شکار کا بہت شوق ہے بعدہ چوتھا ملا اوسنے کہا کہ اس کتے کو کتنے
کو مول لیا ہے غرض وہ سب مکار اسیطرحکی گفتگو کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ اس کتے
کو نگہبانی کیلئے پالا ہے دوسرا از راہ طعن کہتا تہا کہ یہ بزرگ صورت ہو کر کتے جیسے
نجس جانور سے پرہیز نہین کرتا دوسرا جواب مین کہتا تھا کہ اس بزرگ نے خدا
واسطے پالا ہے جب زاہد نے یہ بات سنین دلمین شک پیدا ہوا کہ اسکے بیچنے
شاید جادو سے میری نظر بند کر دی فی الفور بکری کو وہین چھوڑکر اسکے فروشندہ
کے پاس گیا اور پھر وہ رند بکری کو پکڑکر اپنے گہر لے گئے پس زاہد کی بکری بھی گئی
اور روپیہ بھی ہاتھ نہ آئے اس مثل سے غرض یہ ہے کہ مکر سے بڑے بڑے کام
نکلتے ہین بادشاہ صاحب اقبال اپنے خیرخواہونکی بات سنکر منظور کرتے ہین دو
اونکی بات نہین سنتی ہے بادشاہ نے کہا کہ بیان کر مین اوسپر عمل کرونگا کار
شناس نے کہا میری صلاح یہ ہے کہ بادشاہ دربار عام مجھپر خفا ہو اور غصہ کی
راہ سے میرے بال و پر اوکھڑوا ڈالے اور مجھے اوسی درخت کے نیچے زخمی چھوڑکر

بادشاہ مع اپنے خدم اور حشم کے کسیطرف کو چلا جائے اور میری آمد کا منتظر رہے جو
بن سکیگا مین حیلہ اور فریب کرونگا اور جیسی مصلحت وقت ہوگی ویسی ہی آکر
عرض کرونگا بموجب اوسکے کہنے کے بادشاہ نے خلوتسے برآمد ہوکر حکم دیا کہ
اس نمک حرام کے بال و پر اوکھاڑکر اس درخت کی نیچے ڈالدو لوگون نے حکم کی
تعمیل کی اور آپ مع لشکر مقام معہود کو چلا گیا جب رات ہوئی شب آہنگ
اپنی فوج جمع کرکے چھاپا مارنے کو کوؤن کی مقام پر آئے یہان میدان سنسان
پایا ہرچند تلاش کی کہین پتا نہ ملا مگر ایک طرف سے آواز دردناک سنکر بادشاہ
مع چند مصاحبون کے گیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا حال ہے کارشناس نے
اپنا نام اور عہدہ بیان کیا بادشاہ نے کہا معلوم ہوا تیری عقل اور کارروائی کی
اکثر تعریف سنا کرتا تھا اب کہہ کہ کوے کہان ہین کارشناس نے کہا کہ میری حالت
اسبات پر جو دگواہ ہے کہ مین انکا محرم اسرار نہین بادشاہ نے کہا کہ تو انکا وزیر
تھا کس سبب سے تیری یہ حالت ہوئی کارشناس نے کہا کہ بادشاہ نے بعد شکست
کہا تیکے سب وزیرون کو جمع کرکے صلاح لڑائی کی پوچھی مجھہ کمبخت کی منہ سے یہ
نکلا کہ آپ کو لڑنا مناسب نہین اگر خراج دیکر صلح ہو جائے تو بہتر ہے بادشاہ یہ
سنکر بہت خفا ہوا اور کہا تو مجھے الوؤن سے ڈراتا ہے میں پھر از روے خیرخواہی
یہی کہا بادشاہ میری طرف سے بدگمان ہوا اور کہا تو شاید الوؤن سے سازش رکھتا
ہے حاسدون کی بن پڑی اور موقع ملگیا بادشاہ کی طبیعت میری جانب سے
برگشتہ کر دی آخرش اوس نمک حلالی کا یہ صلہ ملا جو حضور ملاحظہ کر رہے ہین
اور اس خیرخواہی نے اس حال کو پہنچایا بادشاہ نے پوچھا کہ اب اونکا کیا ارادہ
ہے کارشناس نے کہا کہ اونکا ارادہ لڑائی کا ہے شب آہنگ یہ سنکر
وزیرون کیطرف مخاطب ہوا کہ تمہارے خیال مین اس وزیر کی نسبت
کیا آتا ہے ایک وزیر نے کہا کہ اسکے باب مین سوچنے کی کچھہ ضرورت نہین
جتنا جلد ہو سکے اسکو قتل کرنا مناسب ہے مجھے اسکی ذات سے فساد عظیم

معلوم ہوتا ہے اگر یہ وقت ہاتھ سے نکل گیا پھر اسپر قادر ہونا مشکل ہے بجز
پشیمانی کچھہ فائدہ نہ ہوگا ہرگز اسکی فریب آمیز باتون سے بادشاہ خیال نکرے
کیونکہ دوست نا آزمودہ کی باتون پر اعتماد نہین کیا جاتا چہ جائیکہ دشمن مکار
کی گفتگو پر کارشناس نے یہ سنکر ایک آہ سرد پُر درد سے کھینچی اور کہا کہ مجھہ جیسے آفت
زدہ کو مارنا کہان درست ہے اور دُکھیا رے کو ستانا کب روا ہے بادشاہ کے
دل مین اوسکی حسرت آمیز باتون سے اوسپر رحم آیا اوس وزیر سے مُنہ پھیر کر دوسرے
وزیر سے پوچھا کہ تو اسکے حق مین کیا کہتا ہے اوسنے عرض کی کہ میری رائے مین اسکا مارنا
درست نہین ہے عالی ہمت جب دشمن کو ضعیف و طرار دیکھتے ہین اوس سے
درگزر کرتے ہین بلکہ بقدر ضرورت اوسکے ساتھہ سلوک و احسان سے پیش آتے
ہین جو آپ امان چاہے اوسکو سرگردان کرنا مناسب نہین بہت باتین ایسی ہین کہ
اونکے سبب دشمن دوست ہو جاتا ہے جیسے سوداگر کی عورت چور کے ڈر سے خاوند پر
مہربان ہو گئی تھی بادشاہ نے پوچھا وہ کسطرح ہے وزیر نے کہا کہ

حکایت

ایک سوداگر بڑا مالدار کنجوس بدشکل تہا بی بی اوسکی صحبت سے
بیزار رہتی تھی ایک چور اوسکے گھر مین آیا عورت جاگ رہی تھی مارے ڈر کے
خاوند سے لپٹ گئی خاوند کو تعجب ہوا کہ یہ خواب ہے یا بیداری جب غور سے
دیکھا تو چور نظر آیا بکمال خوشی سے کہا کہ اچھا ہمرد مبارک قدم جو اسباب
لیجا جو کچھہ چاہے یہ سب گھر بار تیرا ہے تیرے قدمون کی برکت سے یہ دن دیکھا

فائدہ اس داستان کا یہ ہی کہ بعض صورتون مین دشمن دوست ہو جاتا ہی بادشاہ
نے تیسرے وزیر سے پوچھا اوسنے عرض کی کہ بادشاہ اسکے خون سے درگزرے اور اسکو انعام
واکرام سے خوش کرے یقین ہی کہ بادشاہ کی اس احسان جان بخشی سی تمام عمر غلام بنا
رہیگا اور اسکے عوض مین اطاعت و جانبازی کریگا کیونکہ عقلمندون نے ایسا کہا
کیا ہی کہ دشمنو نکے ایک گروہ کو بلا کر توڑ لیا ہی اور آپسمین اونکے پھوٹ ڈالدی ہی
جس سے اپنا مطلب حاصل ہو گیا ہے جیسا کہ چور اور دیو کی آپس کے اختلاف سے زاہد
کو اونکے شر سے بچایا بادشاہ نے پوچھا کس طرح وزیر نے کہا حکایت ایک
درویش بغداد مین رات دن عبادت کیا کرتا تھا کسی مرید نے درویش کی فاقہ
کشی پر واقف ہو کر ایک بھینس دی چور اوسکے چرانیکو رات کیوقت درویش
کے گھر آیا تھا کہ راستہ مین اوسکو شیطان ملا چور نے پوچھا تو کون ہی اور کہان
جاتا ہی اوسنے جواب دیا کہ مین شیطان ہون فلان درویش کے مارنیکو جاتا ہون
مگر اوسکے سبب سے مجھے کوئی نہین پوچھتا جس سے میری دوکان پھیکی ہو گئی چور نے یہ فکر
خیال کیا کہ زاہد ابھی سوتا ہی اگر شیطان اوسکے مارنیکا قصد کریگا اور مبادا وہ جاگ کر
شور و غل مچائے تو سوتے آدمی جاگ پڑینگے بھینس ہاتھ سے جاتی رہیگی اسطرح دیو نے
سوچا کہ اگر یہ چور بھینس لیجائیگا اور دروازہ کے کھلنے یا اور کسی آہٹ سے درویش کی
آنکھ کھل جائیگی تو پھر درویش کا مارنا مشکل ہو جائیگا یہ سوچکر دیو نے چور سے
کہا تو ٹھہر جا کہ مین اول درویش کو مار ڈالون پھر تو بھینس چرا لیجانا چور نے کہا
پہلے مجھے بھینس چرا لیجانے دے تو پھر مارنا غرض باہم اسی گفتگو مین اسقدر تکرار ہوئی کہ
چور نے درویش کو پکارا کہ یہ شیطان تیرے مارنیکو آیا ہی شیطان نے کہا کہ یہ
چور تیری بھینس لیجاتا ہی درویش اٹھ بیٹھا وہ دونون بھاگ گئے جب تیسرے وزیر
کی گفتگو تمام کی وزیر اول نے جھنجھلا کر کہا کہ اس وزیر نے تمکو اپنے فریب باتون سے اپنی طرف
کر لیا انجام کو سوچو غافل مت ہو اور چاپلوسی پر دشمن کی نازان نہو اکثر احمق سا
دشمنو کی ذرا سی خوشامد کی باتون پر ایسے لوٹ پوٹ ہو جاتے ہین کہ تیرا کیا

موروثی دشمنی کو بھول جاتے ہیں اور میل جول کی باتیں کرنے لگتے ہیں یہ نہیں
جانتے کہ دشمن گو ہزار طرح دوستی کے بہروپ بدلے مگر اصلی صورت دشمنی کی کبھی
نہ بدلے گی اور تمھارا حال ایک بڑھئی کے مانند ہے وزیر نے پوچھا کسطرح اوسنے کہا
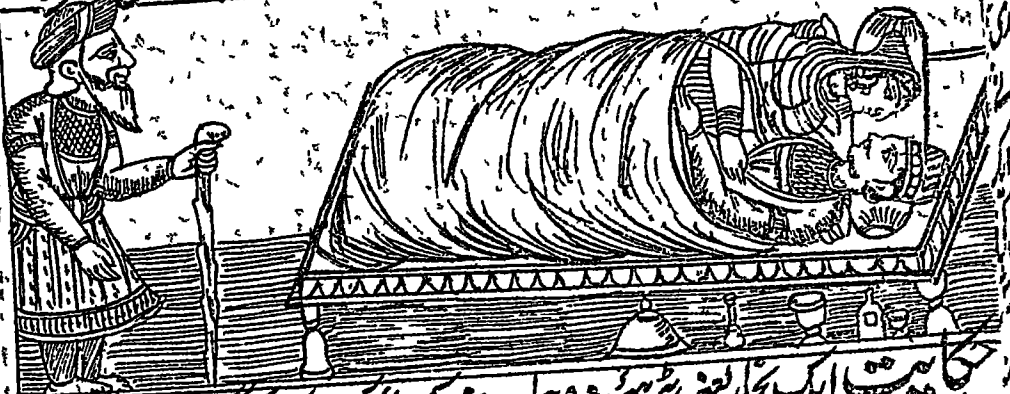
حکایت ایک نجار یعنی بڑھئی دو چار روز کے لئے کسی کام کو گھر سے باہر گیا تھا
اوسکی عورت بڑی فاحشہ تھی اوسنے رات کیوقت اپنے دوست کو بلایا ناگاہ
بڑھئی بھی جلد بسبب کسی ضرورت کے گھر کو واپس آیا یہاں اوسکو کچھ شبہ معلوم
ہوا چھپ کر یہ حرکت اپنی بی بی کی معائنہ کی عورت نے بھی قرینہ سے دریافت کرلیا
کہ خاوند آگیا اوسوقت براہ حیلہ دوست کو سکھلایا کہ باواز بلند مجھسے یہ سوال کر کہ
تجکو میری محبت زیادہ ہے یا خاوند کی اوسنے اسیطرح دریافت کیا عورت نے جوابدیا
مجھے خاوند سے محبت زیادہ ہے اسلئے کہ تو ایک عارضی ہے بعد رفع ضرورت کے پھر تو
بمنزلہ اجنبی کے ہے اور خاوند ہر دم مونس غمخوار بمنزلہ جان کے ہے عیش و آرام زندگی
اسیکے دم سے ہے جب اوس بڑھئی نے سُنا بہت خوش ہوا اور کہا کہ خوب ہوا کہ اس
ب شناس بی بی کو خشم میں کچھ بدی نکر بیٹھا اگر اسقدر دوستی اور محبت برتا دانستہ
ب حرکت ذراسی خلاف مرضی ہو جاتی تو وہ درگزر کرنیکے قابل ہے اسلئے آدمی
ول چوک سے بنا ہوا ہے اسیطرح تم بھی کارشناس کے فریب میں آگئے دیکھو
ب باتوں سے نفاق کی بو آتی ہے دھوکا مت کھاؤ جب دشمن کا دوسرا کام نہیں
تا کسیصورت سے نزدیکی حاصل کرکے نصیحت شروع کرتا ہے اور چاپلوسی کی باتیں

بیٹھ کر محرم اسرار ہو جاتا ہی اور بہید سے واقف ہو کر وہ کام کر گزرتا ہی جسکا پہر کچہہ
تدارک نہین ہو سکتا اور ہر طرح وہ اپنا کینہ نکال لیتا ہی کارشناس نے کہا کہ مجھے
اس حیلہ سے کیا فائدہ تہا عقلمند دوسرے کے فائدے کو اپنی تکلیف اور ذلت و
خواری پر مقدم نہین سمجھتے اپنے آپ ایسی مصیبت مین نہین پہنستے بہلا یہ بہی کوئی
حیلہ ہے قریب ہلاکت کی نوبت پہنچی گویا کوّونکی مخالفت نے یہ بڑا دن دکہایا
وزیر نے کہا او مکار فریبی تو نے جان بوجہکر یہ حال کیا ہی اور بدلہ لینے کو مرنے
تلخی و تکلیف کی چکہائی ہی تو نے دشمن کی مارنے کیواسطے اپنا مرنا منظور کیا ہی اور تو اپنے
مالک کی حق نمک سے ادا ہونے اور اپنی نیکنامی ابدی حاصل کرنیکو جانپر کہیل گیا
جیسے کہ ایک بندر نے اپنی جان دی اور بدلہ یارونکا حاصل کیا شب آہنگ نے پوچہا
کسطرح وزیر نے عرض کی ۔

حکایت ایک جماعت بندرونکی کسی جزیرہ مین رہتی تہی صرف میوہ پر اوقات گزرا
تہی ایکدن وہان ریچہہ کا گزر ہوا اسنے چند بندرونکے میوے چہین کر کہا لئے بندرونکو یہ
بات ناگوار گزری سب نے متفق ہوا اسکو چارونطرف سے مارنا شروع کیا یہانتک کہ
خستہ و زخمی ہو کر بہاگتا ہوا اپنے بادشاہ کی پہنچا اور سب حال بیان کیا ریچہونکے بادشاہ
اپنی فوج لیکر بندرون پر رات کیوقت یورش کی اتفاقاً بادشاہ بندرونکا معہ
کسیطرف شکار کیواسطے گیا تہا اور باقی بیخوف آرام سے سوتے تہے یکایک ریچہونے
میدان خالی پاکر شبخون مارا جسسے اکثر مار لئے اور جو کچہہ باقی بچے وہ افتان و خیزان
بہاگ کر اپنے بادشاہ کو پاس پہنچے اور اس واقعہ کی خبر دی کہ ریچہون نے وہ جزیرہ اپنے قبضہ

کر لیا تمام خزانہ شاہی پر قابض و متصرف ہو گئے اور وہاں رہنے سہنے لگے بندروں کے
بادشاہ نے کمال افسوس سے کہا کہ بڑی کمبختی اور خرابی ہوئی کہ ملک موروثی اپنے قبضہ سے گیا
اور دولت و خزانہ بھی دشمن کے ہاتھ آیا بندر اپنے اہل و عیال کو یاد کر کر رونے پیٹنے لگے انمیں
ایک بندر تھا میمون نام بڑا عقلمند کہنے لگا کہ تکلیف میں بےصبری کرنا عقلمندوں کو پسند نہیں
اسلئے کہ یہ بات دوستوں کے غم اور دشمنوں کی خوشی کا سبب ہے اسمیں گھبرانا نچاہئے بہتر
ہے اسکا علاج کرو بادشاہ نے پوچھا کہ کیا کیا جائے میمون نے کہا کہ اے بادشاہ میرے بال بچے
اور کنبے کے آدمی سب مارے گئے مجھے بغیر اونکے جینے میں کیا لطف آئیگا اول مرنا آخر مرنا اس
سے بہتر ہے کہ اپنے آپکو بھی اونپر قربان کروں اور اونکا بدلہ لینا زندگی میں اچھا معلوم ہوتا
ہے ورنہ آپ مرے جب تک ڈوبا میمون بولا میری زندگی مرنے سے بدتر ہے کیونکہ زندگانی
کی کیفیت اولاد اقربا کے ملنے جلنے سے ہے جب یہ ہی نرہی تو پھر زیست کس
کام کی اسلئے اب دل میں ٹھانی ہے کہ جو کچھ ہو سکے اوسمیں کوشش کروں اور یہ
حضور کے بھی حق نمک سے ادا ہوں دوستوں سے سرخروئی حاصل کروں اور بعد مرنیکے
نیکنامی یادگار چھوڑوں بادشاہ نے فرمایا کہ کیا تدبیر سوچی ہے میمون نے کہا کہ حضور میرے
ناک کان کٹوا کر اور ہاتھ پاؤں توڑوا کر ریچھ کے مکان کے قریب ڈال جائیں تیسرے
دن سب بندر بلا خدشہ اپنے مکانوں میں آرام اور چین سے بسر کریں گے دشمن کا پتہ
بھی نرہیگا بادشاہ نے بموجب اوسکے کہنے کے ناک کان کٹوا کر ایک کنارے ڈالدیا اور
خود اپ مع فوج کے چلا آیا میمون تمام رات تڑپا کیا صبح کے وقت بادشاہ ریچھ کا ہوا کھاتا
ہوا اسطرف آنکلا میمون کو اس حال میں دیکھ کر از روئے رحم پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ کیا حال
تیرا کیونکر ہوا اوسنے قرینہ سے دریافت کیا کہ بادشاہ یہی ہے بہت سی دعائیں دیکر کہا کہ میں بندروں
کے بادشاہ کا وزیر تھا اوسکے ہمراہ شکار کو گیا تھا لوٹتے وقت حال شیخوں اور
خرابی بندروں کا معلوم ہوا بادشاہ نے مجھسے صلاح پوچھی میں نے کہا کہ اب ہمیں طاقت لڑائیکی
نہیں بہتر یہی ہے کہ اونکی اطاعت اختیار کرو اور لڑائی کے خیال کو دل سے
نکالدو بادشاہ اس گفتگو سے کمال رنجیدہ ہوا اور اوسکے مصاحبوں نے جو منہ میں آیا

آپکے حقمین کہا پہر بندے ازراہ نصیحت اور خیرخواہی کی یہی عرض کی بادشاہ کو
بھی میری طرف سے شبہہ بدگمانی کا قوی ہو گیا میرے دشمنون نے جو مجھپر جلتے تھے سنتا لک وہی بہا
کہ بادشاہ نے میرے ہاتھ پانون کٹوا کر اس جگہ ڈلوا دیا اور کہا کہ دیکھیں اب حمایتی کیا کرتے ہیں
افسوس کہ میری خیرسگالی کا مجھے ایسا پہل ملا یہ کہکر اسقدر رویا کہ ریچھ کے بادشاہ کی بھی بے
اختیار آنسو نکل آئے بادشاہ نے پوچھا کہ بندر کہان ہین اوسنے کہا کہ ایک بیابان مین ہین
کہ اوسکو مردم آزما کہتے ہین اور اونکا بادشاہ وہان فوج جمع کر رہا ہے قریب ہے کہ آپپر
شبخون مارے ریچھونکے بادشاہ نے کہا کہ ای میمون اب کیا صلاح ہے میمون نے کہا کہ مجھسا
جان نثار آپکا نمک خوار ہو اور پہر اندیشہ کیجئے ہین لیکن نہایت حسرت ہے کہ اگر میرے پانون
ثابت ہوتے تو خود چلکر ہمراہ لیکر غفلت مین ان ظالم کا بدلا اون ظالمون سے لیتا بادشاہ
نے کہا کہ تیری تقریر سے معلوم ہوا کہ تجھے اونکے مقام کا پتا بخوبی معلوم ہے اگر تم کہ وہان لیچلے
تو بڑا احسان ہے میمون نے کہا کہ مجھے بخوبی معلوم ہے لیکن چلنے کی طاقت نہین بادشاہ
نے کہا کہ مین لیچلونگا یہ کہکر کل فوج کی روانگی کا حکم دیا اور میمون کو ایک ریچھ کی پیٹھ پر بٹھا کر
اسطرفکو روانہ ہوا تمام رات چلتے چلتے جب صبح ہوئی بندرونکا پتا نپایا میمون چلنے کی
دمبدم تاکید کرتا تھا یہانتک کہ اس میدان مین جو نمونہ صحرای قیامت کا تھا پہنچے اگرچہ
چلنے لگی تو سون پانی کا نام نتھا لوگ گرمی کی حدت اور پیاس کی شدت سے مرنے لگے ریچھون نے
بادشاہ نے کہا کہ یہ کیسا میدان ہے اور ابتک بندرونکا پتہ نہین میمون نے کہا کہ
موت کا ہی قریب ہے کہ پانی کی جگہ شربت موت کا آپ لوگ چکھینگے اور یہ بدلا اوس
بیچارہ بندرون پر روا رکھا یہ کہتے کہتے ہوا گرم چلنے لگی ریچھونکا بادشاہ مع
جہلس کر مر گیا اور ایک جیتا نہ بچا تیسرے دن بندرون نے بادشاہ
میمون کے جزیرہ کو خالی پایا اور اپنے اپنے مقام مین بود و باش اختیار کی
بہیجے اسواسطے بیان کیا کہ کینہ کش لوگ بدلہ لینے کو اپنے پر کہیل جاتے ہین اور
کا حال بہی اس قلیل سے خوب سمجھا اول سے اس قسم کی حیلہ سازی اور فریب
ہے اب جو کارشناس کو اس حال سے دیکھا خوب معلوم ہو گیا کہ یہ مکر اوس سے

بدلہ ہمسے لیکی کام اسکا تمام کردیا جائے شب آہنگ نے جب تقریر سنی اوس وزیر سے رنجیدہ
ہوکر کہا کہ جس جو کھیاری نے ہماری سبب سے اتنی تکلیف ہمکنی ہو اوسکی جانکے ہم لیوا ہوں
یہ بات بہت بیجا ہے حکم دیا کہ کارشناس کو بہت آبرو اور عزت سے لیجا کر شفاخانہ میں
دوا دارو کریں پھر وزیر نے کہا اے بادشاہ اگرچہ آپنے میری باتونپر کہ عین خیرخواہی کی
تہین کچھہ التفات نہ کیا لیکن اب بھی اوسکے ساتھہ برتاؤ دشمنونکا سا کرنا مناسب ہے
اوسکے فریب سے ہرگز غافل نرہنا چاہیئے بادشاہ نے اوسکی باتونپر کچھہ التفات نکیا کارشناس نے
ہمہ تن اطاعت پر کمر باندہی اور مصاحبوں اور مقربوں بادشاہی کو اپنی خوش اخلاقی
اور زمانہ سازیسے گانٹھہ لیا اسلیئے روز بروز اسکا مرتبہ بڑہتا گیا اور دنبدن ترقی
ہوتی گئی یہانتک کہ ہر کلی جزوی معاملات سلطنت میں دخیل ہوگیا کوئی کام بغیر
اسکی صلاح و مشورے کی نہیں ہوتا تھا ایکدن دربار عام میں بادشاہ سے کہا کہ
لوگوں کی ہاتھہ سے ناحق میرا اوپر ظلم ہوا ہے اور بیگناہ مارا گیا ہوں جبتک اپنا بدلہ
اونسے نہ لونگا آرام سے نہ بیٹھونگا نہ چین سے رہونگا کہانا پینا مجہپر دشوار ہوگیا ہے اور مینے
خوب سوچا ہے کہ جبتک میں لوگوں کی شکل اور صورت بنکر ہوں یہ میری مراد حاصل ہوگی
مینے بڑی تجربہ کاروں سے سنا ہے کہ جب کوئی مظلوم کسی ظالم کی ہاتھہ سے تنگ آکر اپنے
آپکو آگمیں جلائے اور اسحالت میں جو دعا کریگا خداوند کی درگاہ سے قبول ہوگی اگر یہ رائے
بادشاہ کی مقتضی ہو اور لوگونکو حکم دیں کہ مجھے جلا دیں اوسوقت پروردگار سے دعا کرونگا کہ مجہکو
الو کر دے تاکہ ... بدلہ الوؤں سے لوگونکا شب آہنگ نے اوس وزیر سے
مشورہ کیا کہ اسبات میں کیا کہتا ہے وزیر نے عرض کی یہ بھی ایک شعبدہ ہے اگر کئی بار اسکو
جلائیں اور اسکی راکہہ دریا کے پانی میں بہائیں پھر بھی اصل نہ بدلے گی
اور اسکی خباثت ذاتی قایم رہے گی اور بر تقدیر صورت ملاوے یا شکل
سیمرغ کی قبول کرلے تب بھی کوؤں کا میل اوسنے نہ جائیگا جیسا کہ چوہیا
نے بعد آدمی ہو جانے کے پھر اپنی اصل کیطرف رجوع کی اور بادشاہ
نے پوچھا کس طرح وزیر نے بیان کیا کہ ایک —

حکایت ایک بزرگ پہنچے ہوے اپنے مصلے پر بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک چوہیا
اونکے روبرو آ پڑی اونکو اوسکے حال پر رحم آیا خداوند تعالی سے دعا کی اونکی دعا کی برکت
سے وہ ایک خوبصورت لڑکی ہوگئی اپنے بچون کیطرح اسکو رکھا جب وہ جوان ہوئی ا
بزرگ نے کہا کہ جہان تجھے منظور ہو مین اوس سے تیری شادی کردون لڑکی نے کہا جو سب
سے بلند مرتبہ ہو اوسکے ساتھ شادی کرو اون بزرگ نے کہا کہ اس صفت کا آفتاب
ہے لڑکی نے کہا اچھا اس بزرگ نے یہ قصہ آفتاب سے کہا اوسنے جواب دیا کہ مجھسے بڑھکر ابر ہے
ایک آن مین مجھے چھپا دیتا ہے درویش نے ابر سے یہ حال بیان کیا ابر نے کہا مجھسے قوی ہوا
ہے ایک جھوکے مین مجھکو سون اوڑا دیتی ہے اوسنے ہوا سے یہ حال بیان کیا ہوا نے کہا
مجھسے بڑھکر پہاڑ ہے کہ سیکڑون ٹکرین کھایا کرتی ہون مگر اونکو جنبش نہین ہوتی
وسنے پہاڑ سے کہا پہاڑ نے کہا کہ میری ظاہری صورت پر خیال نکر باطن مین سیکڑون
بید چوہون کے کردہ ہین اور مجھسے کچھ بن نہین پڑتی بزرگ نے یہ سب حقیقت اوس
ل سے بیان کی لڑکی نے کہا کہ چوہون سے کہو جب درویش نے چوہے سے کہا اوسنے منظور
کیا لیکن یہ کہدیا کہ میری جنس ہو اسپر لڑکی نے بھی منظور کر لیا اوس بزرگ نے خدا
سے دعا کی وہ لڑکی صورت اصلی پر آگئی اور جیسی چوہیا تھی ویسی ہی ہوگئی فائدہ
اس سے یہ نکلا کہ جسکی جو اصل ہوتی ہے آخر کو ...

شب آہنگ نے جیسا کہ بدبختوں کا قاعدہ ہے وزیر کی ایک نہ سنی غرض کارشناس
ہر روز دل لگی کی باتین اور قصے کہانی نئی نئی کہا کہا اور مثالوں سے بادشاہ
کے دل کو لبہا کر محرم خاص بن گیا ایکدن موقع پا کر پوشیدہ اپنے بادشاہ پیروز کے
پاس آیا بادشاہ اوسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور پوچہا کہ اے کارشناس کیا صورت
اور اسعرصہ مین کیا کارروائی کی کارشناس نے کہا کہ بادشاہ کی بدولت جو کچھ چاہیے
تہا سب کام درست کر لئے قریب ہے کہ دشمن اپنی سزا کو پہنچے بادشاہ نے کہا کہ بھلا
کچھ حال بیان کر اگر کسی چیز کی ضرورت ہو اوسکا بندوبست اول سے کر لیا جائے کارشناس
بولا کہ فلان پہاڑ مین ایک غار ہے جہ نکو الّو وہان رہتے ہین اور اونکے قریب لکڑیان
بہت ہین بادشاہ سب فوج کو حکم دے کہ اونمین سے ایک ایک لکڑی ہر متنفس اوٹھا کر
غار کے منہ پر جمع کرے اور اوسمین آگ لگا کر پرون سے دہونکین جب آگ خوب دہک جائیگی
تب جو الو غار سے نکلیگا جل جائیگا اور جو غار مین رہیگا وہ دہوئین کے مارے جیتا نہ بچیگا
بادشاہ نے یہ تدبیر پسند کی اور اسی ترکیب سے الوؤں کے لشکر کو ہلاک کیا کوؤں کی فتح
ہوئی ہر شخص کارشناس کی عقل اور تدبیر سے خوش ہوا ایکدن بادشاہ نے کہا کہ یہ خوشی
اور سرور کا سبب تو ہوا ہے کہ تیری رائے نے دشمنوں کو جڑ سے اوکھاڑ دیا کارشناس نے
عرض کی یہ سب حضور کا طفیل ہے مینے اوسی روز سے جان لیا تہا اور امید فتح کی قوی
ہوگئی کہ جسدن انہون نے ہم غریب اور عاجزونکو معہ بال بچون کے قتل کیا تہا اور ملک
و روزی چہین لیا تہا پہر بادشاہ نے پوچہا کہ اتنے دن الوؤں کیساتھ کسطرح کاٹے
الوؤں بدذاتون کی صحبت کی تاب کسطرح تمہین عقلمندون نے کہا کہ سانپ کیساتھ
رہنا غیرون کی صحبت سے اچہا ہے کارشناس بولا واقعی طبیعت کو کوئی رنج غیر جنس
کی صحبت سے بڑھکر نہین لیکن عقلمند اپنے آقا کی خوشی اور بہتری کے لئے کسیقدر
سختی ہو سب گوارا کر لیتے ہین جسقدر تکلیف ہوا وسیقدر اوسکو خوشی جانتے ہین
اور بڑی ہمت والے کسی صدمہ سے رنجیدہ نہین ہوتے اسلئے جب آخر مین
مطلب حاصل ہو جاتا ہے تو ساری صدمہ نیست و نابود ہو جاتے ہین اور اونکا

ولیکن کچھ بھی اثر باقی نہیں رہتا اور کوئی گنج بے رنج نہیں ملتا شعر بغیر بخشش کچھ نہیں
ہاتھ آتا بادشاہ نے کہا کہ الو ونکی عقل کا اندازہ اور اونکی سمجھ بوجھ بیان کر کس
مرتبہ سے کارشناس نے کہا کہ مجھے کوئی عقلمند نظر نہیں آیا مگر ایک شخص کہ میری مار ڈالنے
کو کہتا تھا لیکن کسی نے اوسکی نصیحت نمانی اور کچھ بھی نہ سوچا کہ یہ شخص اجنبی ہے
اور اپنی قوم کا ذی عزت ہے عقل و ہوشیاری میں بھی مشہور ہے مبادا کچھ یہ
فریب کرے جس سے عذر کی صورت پیدا ہو نہ اپنی عقل سے یہ بات سوچی
نہ کہنے والے کی بابی نہ اپنا کوئی بھید مجھسے چھپایا آخر کو دیکھا جو کچھ نظر آیا اسلئے
عقلمندوں نے کہا ہے کہ بادشاہ کو اپنا بھید چھپانا بہت ضرور ہے خصوص
نا امید اور دشمن باوس اسی بادشاہ نے فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ الو ظلم کے سبب غارت ہوئی وزیر نے کہا کہ حق یہی ہے جس بادشاہ نے ظلم پر
کمر باندھی ضرور ہے کہ بادشاہت اوسکی برباد اور ملک تباہ ہوگا عقلمندوں نے
کہا ہے کہ جو چار کام کرے وہ چار چیز کا امیدوار ہے اول ظلم کرنیوالا اپنی موت کا
دوسرے جو عورتوں سے زیادہ محبت رکھے اپنی رسوائی سمجھے تیسرے
جو زیادہ کھائے بیماری پر مستعد ہو جائے چوتھے جو کم عقل وزیروں اور
مصاحبوں ناسمجھوں کی عقل پر اعتماد کرے حکومت سے ہاتھ دہو بیٹھے حکیموں نے کہا ہے
کہ آدمی چھ چیزوں سے طمع نرکھیں اول حاکم ظالم ملک کی پائداری سے
دوسرے مغرور اور متکبر نیک نامی سے تیسرے بدخلق دوستوں کی
نیکی سے چوتھے بے ادب زندگی سے پانچویں سوم ہلاکی سے چھٹے
لالچی بیگناہی سے اسواسطے کہ لالچی کسی نہ کسی گناہ میں پھنسا ہوگا اور اسیطرح الو
کو ملک و مال کی حرص نے ان بلاؤں میں پھنسایا بادشاہ نے کہا کہ میں کس منہ سے
تیرا شکر ادا کروں کہ تو نے محنت اور تکلیفیں اوٹھائی دشمنوں کی خلاف وضع ادا
کی اور خدمت مدد صنعتوں کی اختیار کی اگر وزیر کی بات مان لیتے بیشک
تجھے مار ڈالتے کارشناس نے کہا کہ مرد اوسکو سمجھنا چاہئے اول اپنی زندگی کی

ہاتھ دہوئے اگر مصلحت اسمین دیکھے کہ کمینون اور اجلافونکی اطاعت مین اپنا کام
نکلتا ہی تو وہ بھی اختیار کرے جیسا کہ ایک سانپ نے مینڈک کی مطاوعت قبول
کی تھی بادشاہ نے پوچھا وہ کسطرح ہی وزیر نے کہا حکایت ایک سانپ
جب بہت ضعیف ہوگیا اور شکار کرنیکی طاقت اوسمین نرہی تو اس سوچ مین پڑا
کہ زندگی بغیر کھائے کیسے بسر ہوگی اوسوقت اپنی جوانیکی قوت کو یاد کرکے بہت
افسوس کیا پہر سوچا کہ اس کڑھنے اور افسوس کہانیسے گئی ہوئی دن نہین پہر سکتے
پہر یہ اور غضب کہ بڑہاپے کو بھی قیام نہین اب جو تہوڑی زندگی رہی ہے
وسیکو غنیمت جانے اور آیندہ کی فکر کرنی مناسب ہے کہ جوانیکی غفلت سے
اسکا تجربہ ہوچکا ہی پس وہ کرنا چاہیے جو آیندہ کام آئے اور کسیکو دکھ دینا یا
دل کا ستانا اچھا نہین یہ سوچکر ایک چشمہ کے کنارے جسمین مینڈک بہت
تھے بڑی غمگین صورت بناکر خاک پر گر پڑا ایک مینڈک نے پوچھا کہ تیرا یہ کیا حال
اور کیون غمگین ہو رہا ہے کچھہ سمجھایا مگر کسی نے اوسکی بات کو خاطر مین نہ لایا
وکسی نے نمانا اور دشمن پر غالب آجانیکے سبب اسقدر مغرور ہوئے کہ
رعیت کی پروا رہی نہ ملک کا انتظام کیا نہ آپ سوچے نہ دشمن کو کچھ سمجھا جیسے
کیے انجام اوسکا یہ ہوا جو حضور نے ملاحظہ فرمایا نتیجہ اس داستان کا یہ ہے
کہ دشمن ہزار گڑگڑائے اور لاکھ فروتنی کرے مگر مقدور تک اوس سے بچے اسلیے
کہ اکیلے ضعیف کوے نے ہزارون دشمنون کو غارت کر دیا اگر الوؤن مین ذرا بھی
عقل ہوتی تو کوے کے فریب مین نہ آتے پس عقلمند کو چاہیے کہ دشمن پر اعتماد نکرے
اوسکو ضعیف نہ سمجھے اور اوسکی باتون پر مغرور ہوکر خالص دوست بہم پہنچاوے
کیونکہ اکیلے کار شناس کی خالص دوستی نے کوون کو یہ فائدہ بخشا
کہ ایسے بڑے مہلکہ سے بچکر اپنے وطن موروثی مین پہر آئے حاصل
کلام کا یہ ہے کہ جس نے دوست دشمن کو پہچانا اوس کی زندگی
چین سے گزرے گی۔

باب پنجم

راے دابشلیم نے بید پائی برہمن سے کہا کہ داستان دشمنونکے فریب سے بچنے اور اونکے فریب مین نہ آنیکے سننے سے اب امیدوار ہون کہ یہ بیان کیجئے کہ جو مقصد و مطلب حاصل کرے پہر اوسکو کسطرح نگاہ رکھے برہمن نے کہا کہ مطلب کا حاصل کرنا آسان ہے کہ اتفاق وقت اور تقدیر کی مدد سے بغیر کوشش کے بھی بہت چیزین ملجاتی ہین لیکن اوسکی حفاظت کرنی مشکل ہے کہ بغیر تدبیر معقول کے نہین ہوسکتی اور جنکی تدبیر ناقص اور سست ہو وہ حاصل کی ہوئی چیز کو ہاتہ سے کہو بیٹہتے ہین اوسوقت افسوس کرنا اور پچہتانا کام نہین آتا جیسا کہ کہوی کو بیچ کے ہاتہ ایک دوست صادق بندر ملگیا تہا لیکن بیوقوفی سے کہو دیا راجہ نے پوچہا وہ کیسطرح ہے برہمن نے کہا حکایت ہے کہ جزیرہ اخضر مین بہت بندر رہتے تہے انکا ایک بادشاہ تہا کاردان نام جسکو بسبب ضعیف اور بڑہاپے کے بندرون نے حکومت سے معزول کرکے تخت سلطنت سے اوتار دیا یہ بیچارہ کاردان وہانسے جلا وطن ہوکر ایک جنگل دریا کے کنارے رہنے لگا اور دنیا کی بیوفائی اور خلق کی بے اعتنائی دیکہکر خالق کی عبادت مین مشغول ہوا اتفاقاً ایکدن وہ انجیر کے درخت پر بیٹہا ہوا انجیر کہا رہا تہا کہ ایک انجیر اوسکے ہاتہ سے چہوٹکر پانی مین گر پڑا اوسکی آواز پانی مین گرنیکی اوسکو بہت بہلی معلوم ہوئی اسیطرح کئی انجیر اوسنے پانی مین ڈالے ناگہان ایک کچہوہ وہان پہرتے چلتے آنکلا اوسنے جانا کہ بندر میرے واسطے پہینک رہا ہے اوسنے کہانا شروع کیا جب کہا چکا تو خیال کیا کہ اس بندر نے بغیر سابقہ دوستی کے میرے ساتہ احسان کیا اگر اس سے دوستی ہوجاے تو کیا کچہہ نکرے یہ سوچکر ارادہ دوستی کا مضبوط کیا اور باظہار دوستی آواز دی کاردان نے بہی جواب معقول خوشی اور بشاشت سے دیا اور کہا کہ دوستی سے بڑہکر دنیا مین کوئی چیز نہین کچہوا بولا کہ مین ارادہ دوستی کرنیکا رکہتا ہوا

لیکن یہ نہین جانتا کہ مین اِس کام کے قابل ہون یا نہین کاردان نے کہا
کہ حکما کا مقولہ ہے کہ دوستی کرنی اچھی ہے لیکن ہر شخص قابل دوستی کے نہین
البتہ تین گروہ ہین جنسے دوستی کیجائے اوّل عالم اور عابد ہے کہ اونکی صحبت
مین دین و دنیا کی بھلائی ہے دوسرے صاحب اخلاق سے کہ دوست کے
عیب کو چھپائے اور ہمیشہ اسکی خطاؤن کو سنبھالے تیسرے وہ جو بیغرض اور
بیطمع ہو اور تین گروہ سے دوستی ترک کرے اوّل اہل ہوس اور ہوا پرست سے
دوسرے جھوٹے اور خیانت کرنیوالے سے تیسرے بیوقوف اور کم عقلون
سے کہ اونکو نیک و بد کی تمیز نہین اسواسطے کہا ہے کہ دشمن دانا دوست
نادان سے بہتر ہے کیونکہ وہ جب تک موقع نہ پائیگا کوئی حرکت
نہ کریگا اور یہہ موقع بے موقع کو ملاحظہ نہ کرینگے گو کہ اس مین صریح
نقصان جان اور مال کا ہو مگر فی الفور کر گذرینگے جیسا کہ
ایک عقلمند بادشاہ نے کہا کہ ایسے دشمنون زور آور پر فتح پانا تیری
عقل کی برکت سے ہوا اور جو کام کہ تیری رائے پر کیا نتیجہ اوسکا اچھا نکلا اور
اور جو شخص کام اپنا عقلمندون کی صلاح سے کریگا کبھی اوسمین بگاڑ نہ آئیگا
اور سب سے بڑھکر یہ ہے کہ تو ایک مدت تک اونکے پاس رہا لیکن کوئی خبر
ایسی نہ کی کہ جس سے اونکو تیری جانب سے شبہ آتا کارشناس نے کہا کہ یہ سب
حضور کی صحبت کا فیض ہے الحمد اللہ کہ ذات جامع برکات حضور متصف
بہمہ صفات شاہی جس شخص نے آپکی خدمت مین تعلیم پائی ہو وہ بیدکیا ایسی
بساط سے بڑھکر جو کام کرے تھوڑا ہے اور جو کوئی ایسے بادشاہ خدا
شناس کو یاد کرے اوسکے گا وہ اپنی کمبختی اپنے ہاتھ سے بسائیگا بادشاہ نے کہا
کہ تیری مفارقت کی رنج مین نہ کھانے پینے مین مزا نہ سونے بیٹھنے مین آرام پایا
شکر خدا کا اب مقصد دل بر آیا کارشناس نے کہا کہ جو شخص دشمن قوی سے
مقابل ہو جبتک کہ اوسے خلاصی کی کوئی صورت نظر نہ آئی اوسکا یہی حال

رہیگا کہ زمانہ اوسکی آنکھون مین تاریک نظر آئیگا نہ رات دن کی تمیز نہ سیر و باغ مین فرق کریگا حکیمون نے کہا ہے کہ بیمار کو جبتک صحت کامل نہین ہوتی کھانے کا کچھہ مزا نہین ملتا حمال جبتک بوجھہ نہ اوتاریگا آرام نہ پائیگا اور طالب کو جبتک مطلوب کا وصل نہوگا تبتک قرار نہ آئیگا مسافر جبتک منزل پر نہ پہنچ جائیگا اوسکا صدمہ دور نہ ہوگا اور ہراسان آدمی جبتک قوی دشمن سے بے فکر نہ ہوگا تبتک اوسکو ڈرکا لگا رہیگا بادشاہ نے پوچھا کہ خصلت اور عادت لوگون کی کسطرح ہے بڑائی اور دربار کا اونکے کیا رنگ ڈھنگ دیکھا کارشناس نے کہا کہ سب کام اونکے غرور اور تکبر کے پائے گئے کھانا اور سونا اچھی بری بات کی کچھہ تمیز نہین نیک و بد مین فرق نہین کرتے لیکن ایک شخص دانشمند ہے جو میری مارنے کو کہتا تھا بادشاہ نے پوچھا کہ دلیل اوسکی عقلمندی کی کیا ہے کارشناس نے کہا کہ اوسکی رائے تو میری قتل پر قرار پایا تھا اور حق یہ ہے کہ یہی تدبیر مناسب تھی دوسرے یہ کہ اپنے مالک کو نصیحت کی تو جان لیا کہ یہ نہین مانتا تب بھی نصیحت کرنے مین آداب شاہی کا لحاظ رکھا بادشاہ نے دریافت کیا کہ آداب نصیحت بادشاہون کی کیا ہین کارشناس نے کہا کہ باتین نرمی اور آہستگی سے کرے مرتبہ شاہی کی بھی رعایت رکھے گستاخانہ نکہہ بیٹھے اور جو کسی بات یا کام مین خلل معلوم ہو اسکو بیٹھی باتون مین بطور تمثیل کی بیان کردے اور اس بات کا اندیشہ نکرے کہ میرا مالک مجھسے رنجیدہ ہوگا یا میری مرتبہ مین خلل آجائیگا یہ سب صفتین اوس وزیر مین کوئی بات نصیحت کی چھوڑی کہ نہ تھی ہو سب مین اپنے کانون سے سنتا تھا وزیر کہتا تھا کہ اے بادشاہ سلطنت کچھہ آسان چیز نہین ہے کہ کوشش سے ہاتھہ آجائے اور مشقت سے ملجائے اتفاق حسنہ سے کہ ورون مین ایک آدہ آدمی اس مرتبہ کو پہنچتا ہے جب عنایت الٰہی سے یہ رتبہ حاصل ہو تو اوسکو بہت غنیمت جانے اور اوسکی نگہبانی مین بہت کوشش کرے انصاف اور عدل مین مصروف رہے اور غفلت کو کسی حال مین روا نہ رکھے پائداری ملک اور دولت کی سوائی چار چیزون کو

نہین ہوسکتی **اول** دوراندیشی کہ آنیوالی بات کو پہلے سوچ لے دوسرے
ارادہ مستقل کہ پہر اوس سے نہ پہرے **تیسرے** تدبیر درست کہ راہ صواب
سے خطا کیطرف مائل نہو جیسے کہ تجھے تلوار تیز جیسے دشمنونکے سر قلم ہون غرض
وسنے یہ سب اوس سے کہا کہ کیونکر غمگین نہون کہ شکار میری مینڈک تھی اب
انکا کہانا مجہپر حرام ہوگیا اگر ارادہ بھی کہانیکا کرون تو مجال نہین کہ کہا سکون
اوس مینڈک نے اس عجیب واقعہ کی خبر اپنے بادشاہ کو دی وہ یہ ماجرا سنکر
اس سانپ کے قریب آیا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے سانپ نے کہا کہ میرے
لالچ نے مجکو خراب کیا اور سبب یہ ہوا کہ ایکدن مین ایک مینڈک کی پکڑنے کو جہپٹا
وہ ڈر کے مارے بہاگ کر ایک بزرگ کے مکان مین گہس گیا مین بھی اوسکے پیچھے
لگا ہوا چلا گیا وہان اون بزرگ کا لڑکا سوتا تھا مجھے اندھیرے مین یہ سوجہا لڑکے کے
انگوٹھے کو مینڈک کی دہوکے سے پکڑ لیا کاٹتے ہی لڑکا مرگیا اس بزرگ نے یہ حال
دیکہکر میرا مارنا چاہا جب مین ہاتہہ نہ آیا تو بد دعا دی کہ خدا ہمیشہ تجھے بعزت
وبے آبرو رکھے اور ہمیشہ مینڈکون کے بادشاہ کی سواری مین روندا جائے
اور اونکے کہانے پر قادر نہو مگر کچھہ بادشاہ اپنے صدقہ مین تجھے دے وہی رزق
پہنچے یہہ دعا اون بزرگ کی قبول ہوئی لہٰذا اب مین خدا کے حکم پر راضی ہون یہان آپکے
پاس آیا ہون آپ خوشی سے سوار ہوا کیجیے بادشاہ کو یہ بات بہت بہلی معلوم
ہوئی ہمیشہ اسپر سوار ہوا کرتا اور اپنے ہمجنسون مین فخر اور بزرگی کا سبب
جانتا جب تہوڑے دن اسیطرح گزرے سانپ نے عرض کی کہ بغیر کہانے حضور کے
سواری کی خدمت نہین ہوسکتی بادشاہ نے کہا بیشک مجھے سواری چاہئے اور
سواری کے جانور کو کہانا ضرور ہے اسلئے دو مینڈک روزانہ تیرے لئے مقرر کردیا
جو کہ اسمین اوسکا فائدہ تہا کسیطرح کا اوسنے عار نہین کیا یہ مثل اسواسطے بیان کی
کہ مینے ذلت پر اسیواسطے صبر کیا کہ دشمنون کی ہلاکت مین دوستونکا فائدہ تہا
اسلئے اوس خواری کو برا نجانا اور دشمن کی ملائمت کیساتھہ جڑ اوکہیڑنی لڑائی سے

بڑھکر ہے کیونکہ آگ جھاڑ کو اسیطرح جلاتی ہے جتنا وہ زمین کے اوپر ہوتا ہے
اور پانی باوجود لطافت اور نرمی کی اسقدر جڑ اوکھاڑ کر بہا دیتا ہے کہ پھر وہ نہیں
لگتا اسیواسطے کہا ہے کہ عقل اور تدبیر بہادری سی بڑھکر ہے ایک بہادر آدمی اس سے
لڑ سکتا ہے اور ایک عقلمند تدبیر سے ملک کو خالی کر اسکتا ہے بادشاہ نے کہا
کہ آفرین تجھکو کہ بڑی لڑائی فتح کی اور قوی دشمن کو ہلاک کیا کارشناس نے
کہا کہ یہ میرا کام نہ تھا بلکہ حضور کے اقبال نے یاوری کی اسلئے بزرگونکا مقولہ ہے
کہ اگر چند آدمی ایک کام کرنیکا قصد کریں مگر اونمیں سے جسمیں مروت زیادہ ہوگی
اوسکا مقصد جلد حاصل ہوگا اور اگر مروت میں برابر ہیں تو وہ مراد پائیگا جو دل کا
مضبوط اور اپنے ارادہ پر ثابت رہیگا اور جو اسمیں بھی برابر ہونگے تو اوس کا
مطلب حاصل ہوگا جسکے دوست اور مددگار زیادہ ہونگے اور جو اسمیں بھی برابر
ہونگے تو وہ کامیاب ہوگا جسکا اقبال یاور اور نصیب مددگار ہوگا بادشاہ
نے کہا کہ اُلو ہماری کچھ حیثیت نہیں سمجھتے تھے نہ ہمکو زیر اقبال میں لائق سمجھتے اسلئے
ہمکو تھوڑا اور ضعیف جانکر بیجا تنگ کیا کارشناس نے کہا کہ چار چیزونکو گو تھوڑی
ہوں تو بھی بہت جانے اول آگ دوسرے قرض تیسرے
بیماری چوتھے دشمن کو میں نے سنا ہے کہ ایک عاجز چڑیا نے سانپ سے جبتک
عوض لیا بادشاہ نے پوچھا کسطرح کارشناس نے بیان کیا **حکایت**
ایک مکان کی چھت میں دو چڑیوں نے گھونسلے بنا کر بچے رکھے تھے ایکدن چڑا
کسیطرف کو گیا تھا جب واپس آیا چڑیا کو دیکھا کہ بیقراری سے پھڑک رہی ہے
پوچھا کیا حال ہے اوسنے کہا کہ ایک سانپ نے بچے کھالئے ہیں میں نے اوسکے
روبرو عاجزی اور زاری کی اور از حد گڑگڑائی لیکن اوس ظالم نے میری ایک
بھی نہ سنی اور بچے کھا کر اوسی گھونسلے میں بیٹھا ہے چڑے نے جب یہ سنا تو بچوں کی
مفارقت سے بہت رویا اتنے میں صاحبخانہ نے بتی جلا کر چراغ روشن کیا
کہ بہت جلدی بھڑک کر وہ بتی جو بچے میں [illegible] لئے اوڑا گھونسلے میں [illegible]

مناجنجانہ نے اس ڈر سے کہ مبادا آگ گہونسلے سی چہت میں لگ جاوی گہونسلہ
کو بجہانا چاہا وہان دیکہا کہ سانپ ہے اوسکو مار ڈالا - فائدہ اس داستان
سے یہ ہے کہ ہما نے دشمن کو بلاکا آخرش جان سی گیا ایک قصہ بادشاہ
کشمیر کا مذکور ہے کچہوے نے پوچہا کس طرح بندر نے کہا

حکایت ہے کشمیر کا بادشاہ ایک بندر پر بہت مہربان تہا اور اوس بندر کا
یہ قاعدہ تہا کہ تمام رات کٹار ہاتہہ میں لئی بادشاہ کی چوکی دیا کرتا تہا اتفاقاً ایک
رات محل شاہی میں چور چوریکو آیا اور بندر کو بیدار و ہوشیار دیکہکر ٹہر گیا اتفاقاً
اوسیوقت بادشاہ کے سینہ پر ایک کچہا چیونٹیونکا گر پڑا اور بادشاہ نے
سوتی میں ہاتہہ اوس پر رگڑا بندر نے جو یہ حال دیکہا چیونٹیاں نکلی لیے اودہی پر
کمال غضبناک ہوکر چاہتا تہا کہ کٹار مارے جو بادشاہ کے سینہ میں لگتی
مگر چور نے بہت چالاکی سے ہاتہہ بندر کا پکڑ لیا اور غل مچایا کہ یہ کیا غضب
کرتا ہے بادشاہ اوٹہہ بیٹہا اور پوچہا کہ کون ہے اوسنے جواب دیا کہ دانا
دشمن اور کیفیت چوری کے ارادہ سی آنے کی اور بندر کی حرکت بیان کی

بادشاہ نے کہا بیشک جب عنایت الٰہی شامل ہوتی ہے چور نگہبان اور
دشمن مہربان ہو جاتے ہیں یہ سنکر بادشاہ نے چور کو بہت سا انعام و اکرام
دیا اور بندر کو طویلہ میں بھیجدیا چور نے بسبب عقلمندی کے سرفرازی پائی
اور بندر نے بیوقوفی کے باعث ترک او بہائی اور یہ مثال اسواسطے بیان
کی کہ دوستی داناؤں سے کرنی نادانوں سے کوسوں بہاگی کچہوے نے کہا کہ
اے عقل کے کان خوب باتیں حکمت کی ظاہر کیں اب بیان کر کہ دوست
کتنی طرح کے ہیں بندر نے کہا کہ حکیموں نے دوستوں کی تین قسمیں رکھی ہیں بعضے
بمنزلہ غذا کی ہیں کہ بغیر اونکے بن نہیں سکتی اور بعضے بطور دوا کے ہیں کہ وقت
ضرورت کی اونکی احتیاج پڑتی ہے اور بعضے مانند بیمار کے کہ وہ کبھی کچھ کام
نہیں آتے بلکہ دوستی کے لباس میں نقصان پہنچاتے ہیں اور وہ منافق ہیں
کہ دوست کے منہ پر دوستی کا دم بھرتے ہیں اور دشمن کے سامنے دشمن
کیسی کہتے ہیں ایسوں سے بچنا چاہئے کچہوے نے پوچھا وہ کونسا کام ہے جسکے
کرنے میں سب شرطیں دوستی کی ادا ہوجائیں بندر نے کہا کہ جس نے چھہ
خصلتیں اختیار کیں اوسکی دوستی میں کسیطرح کا قصور نہیں اول جو عیب
دوست کا اوسکو معلوم ہو جائے اوسکو ظاہر نہ کرے بلکہ چھپائے
دوسرے جو کوئی اچھی بات معلوم ہوا اوسکو بڑھا کر بیان کرے
تیسرے جو آپ کچھ احسان اور سلوک کسی سے کرے اوسکو بھول جائے
چوتھے جو اسپر احسان کرے اوسکو نہ بھولے پانچویں دوست
کی خطا اور بھول چوک کو نہ تکے سچے جھوٹے عذر کو قبول کرے جسمیں
چھہ باتیں نہوں دوستی کے لائق نہیں کچہوے نے کہا اللہ جانتا ہے تو میں
دوستی میں ثابت قدم رہونگا مجھے جلد اپنی دوستی سے سرفراز کر کمال غریب
نوازی ہے بندر یہ سنکر کچہوے کی گفتگو سے بہت خوش ہوا اور درخت
سے اوترکر کچہوے سے ملاقات کی اور آپسمیں عہد و پیمان دوستی کا باندھا

ایک جگہ رہنے لگے دن بدن محبت اونکی بڑھتی جاتی تھی یہانتک کہ بندر ملک اور حکومت
کے چھٹ جانیکا صدمہ بھول گیا اور کچھوے کو اہل وعیال و گھر بار بالکل فراموش ہو گیا
جب ایک مدت دراز گذری کچھوے کی مادہ کو اپنے نر کی کچھ خبر نہ ملی کہ کیا ہوا اور کدھر
گیا ایک دن گھبرا کر اپنی سہیلیون سے کہنے لگی کہ اسکی جدائی کے صدمہ سے میرا یہ حال تباہ
ہو گیا ہے اور اوسکا کہین پتہ نہین کیا کرون ایک نے اونمین سے کہا اگر افشاے راز نکرے
تو مین اوسکے حال سے آگاہ کرون مادہ نے کہا کہ مجھے تیری قول پر اعتماد اور بھروسہ ہے
جو کچھ تجھے معلوم ہو کہدے اوسنے کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ تیرے خاوند نے ایک بندر
سے آشنائی کی ہے ایک دم نہین چھوڑتا مادہ یہ سُنتے ہی جل بھن گئی اور کہنے لگی
اے بہن اسکی تدبیر کیا ہے اوسنے کہا کہ سواے مارنے بندر کے اور کوئی تدبیر نہین آخر
بموجب صلاح اسکے آپ بیمار بنی اور زبانی ایک معتمد کے کچھوے کے پاس کہلا بھیجا کہ تیری
زوجہ بہت بیمار مرنے کے قریب ہے آخری دیدار کر جا کچھوا یہ خبر سُنکر بندر سے رخصت
لیکر گھر آیا دیکھا کیا ہے کہ مادہ بیماری سے لوٹ پوٹ ہے نہ بول سکتی ہے نہ بات
کر سکتی ہے اوسنے ہر چند پوچھا وہ کچھ نہ بولی اورون سے دریافت کیا کہ یہ باتین کیون
نہین کرتی اوسکی منہ بولی بہن نے کہا کہ جو بیمار اپنے علاج سے مایوس ہو اور دوا اسکی
میسر نہ ہو وہ کیا بات کرے کچھوے نے کہا وہ کونسی دوا ہے کہ اس ملک مین نہین ملتی
بیان کرو بالفرض اگر یہان نہین ملی تو اور کہین ملے گی جسطرح ہو سکیگا اوسکو
حیلہ سے لاونگا اسنے کہا کہ اس بیماری کی دوا بندر کا دل ہے کچھوے نے کہا کہ
کہان مل سکتا ہے اوسنے کہا کہ ہم بھی خوب جانتی ہین کہ اس دوا کا ملنا بہت
مشکل ہے تجھے اس دوا کے واسطے نہین بلایا بلکہ اسواسطے بلایا ہے کہ آخری دیدار
کر لے کہ پھر اوسکے جینے کی امید نہین ہے کچھوے کو گھر کی بربادی بال بچون کی خرابی
سے کمال رنج ہوا اور کوئی تدبیر سواے مارنے بندر کے خیال مین نہ آئی مگر آخر عقل
اور طبیعت مین جھگڑا ہوا عقل کہتی تھی کہ دوست کے مارنے کا ارادہ کرنا مروت سے
دور ہے اور ایسا دوست کہ عقلمند اور تدبیر سے بھرپور ہو علاوہ اسکے جسکے

ساتھ عہد و پیمان ہو گئے ہون اونکو توڑنا اور ایک عورت کیلئے ناحق خون کرنا مروت کے
خلاف ہے طبیعت کہتی تھی کہ عورت کا خیال مقدم ہے کیونکہ گھر کی آبادی اور عمر بسر کی حفاظت
بال بچون کی نگہبانی اوسیکے دم سے ہے اور ایک اجنبی نہ اپنی قوم نہ اپنی جنس سے دونون کی
صورت آشنا کا خیال کرنا عقل کے خلاف ہے آخر یہ ٹھہرا کہ بندر کو کسی بہانہ سے گھر لاکر مارین
اور اوسکا دل کام مین لاوین پھر ہو چلکر کچھوہ بندر کے پاس گیا بندر کچھوے کو دیکھکر بہت
خوش ہوا اور بال بچون کی خیر و عافیت پوچھی کچھوے نے کہا کہ تیری جدائی کے صدمہ سے
اسقدر فرصت نہ ملی کہ بھولی اونکی ملاقات سے دل کو خوش یا بیمارون کی تیمارداری کرتا اب
واپس اسواسطے آیا ہون کہ اگر مجھ پر مالی کی نظر سے غریب خانہ مین تشریف لیچلئے تو میری
سرفرازی کا سبب ہوا اور پسماندون کی خوشی کا باعث جو کچھ دل ولیان اسکے گا میں
آگے رکہون گا بندر نے کہا کہ دعوت اور مہمانی کی دوستی مین کچھ حاجت نہین وہ بہت برا
دوست ہے جسکے سبب سے دوستون کو تکلیف ہو کچھ اور مجھمین اتنی لیاقت کہان
ہے کہ میرے سبب سے تجھے بزرگی ملے بلکہ مین تیری دوستی کے سبب سے رنج و غم سے
ہمدمون سے چھوٹ گیا ہون اسکا شکر گزار ہون اور تکلیف کی ضرورت نہین کچھوے نے
کہا کہ غرض میری آپ کے لیجانے سے یہ ہے کہ ہر وقت ملاقات رہنے کی اور کہانا
پینا تو اسکے ضمن مین ہے بندر دور اندیشی کی راہ سے جانے مین عذر کرتا تھا کہ
دوستی مین نزدیکی اور دوری یکسان ہے دوست آنکھون سے کتنا ہی دور ہو لیکن
دل سے نزدیک ہے کچھوہ سمجھا چھوڑتا تھا اور بہت عاجزی زاری کرتا تھا انجام کار
بندر جانے پر راضی ہوا اور کہا کہ دوستون کی رضامندی لازم ہے غرض کچھوے کی
پیٹھ پر بیٹھکر گھر کی طرف روانہ ہوا جب دریا کے بیچ مین پہونچا اسکو یہ فکر ہوئی
کہ عورت کیواسطے ایک دوست کی جان لینی بہت بڑی بات ہے تھوڑی دور
چلتا پھر اسی فکر مین ٹھہر جاتا بندر نے سوچا کچھوے کو کچھ تردد ہے کہنے لگا کہ تو
کس فکر و تردد مین ہے کچھوے نے کہا کہ مجھے کیونکر معلوم ہوا بندر نے کہا تیری حرکات
و سکنات سے معلوم ہوتا ہے اگر مجھے دریافت ہو جاوے تو مین بھی اسکی تدبیر بتانے

مین مدد دون کچھوے نے کہا کہ واقعی آپ نے خوب قرینہ سے دریافت کیا مین اسی
سوچ مین ہون کہ تجھ سا مہربان بزرگ پہلی مرتبہ میرے گھر جاتا ہے اور اہل خانہ بیمار
ہے تیرا خاطر خواہ مہمانداری اور تواضع نہ ادا ہو سکے بندر نے کہا جہان محبت اور دوستی
ہوتی ہے وہان تکلف کی کچھ گنجایش نہین کچھوا تھوڑی دور چلکر پھر ٹھہر گیا اور سوچنے
لگا کہ عورت ناقص عقل کے واسطے بیوفائی اور بدعہدی کرنے سے خاص و عام مین
بدنامی ہوگی حکیمون نے کہا ہے کہ بیوفائی سے بڑھکر کوئی بُری خصلت نہین خصوص
دوستون سے اِنبساط سے شبہ بندر کا زیادہ ہوا اپنے دلمین کہنے لگا کہ دوست کی
طرف سے کچھ شک آجانے تو خلاصی کی تدبیر کرے اِس سے ہرگز غافل نہو اسلیے
کہ اگر واقعی ہے تو دوست کے فریب سے بچا اور اگر غلطی ہے تو احتیاط کرنے مین کوئی
بُرا نہ کہیگا یہ سوچکر کچھوے سے بولا کہ کیا سبب ہے جو ہر وقت تو چلتے چلتے ٹھہر جاتا ہے
اور کچھ سوچنے لگتا ہے کچھوے نے کہا کہ عورت کی بیماری کی فکر غالب ہے اسلیے کہ
اُسکی بیماری کی دوا میسر نہین آئی یہی تردد ہے بندر نے کہا سنا ہے مرض وہ
کونسا ہے جسکی نہین درمان پذیر ❊ درد دنیا مین کوئی بھی لا دوا ہوتا نہین ❊ وہ کیا
دوا ہے جسکا ملنا مشکل ہے مجھسے بیان کر شاید میری کوشش سے ملجائے کچھوے
سادہ دل نے کہا کہ وہ دوا بندر کا دل ہے بندر نے جب یہ سنا عقل اُڑ گئی ہوش
جاتے رہے ہاتھ پانون سنسنانے لگے آنکھون مین اندھیرا آگیا لیکن بہت ہوشیاری
سے اپنے آپ کو سنبھالکر دل مین کہنے لگا کہ حرص و لالچ نے کیسی بلامین پھنسایا اور
غفلت نے یہ دن دکھایا اب سوا مکر و فریب کے کوئی دستگیر نہین اور عقل
و تدبیر سے بہتر کوئی مددگار نہین لیکن یہی غنیمت ہے کہ ابھی تک اسکے مکان مین
نہین پہنچا اور اسکے فریب کی اطلاع ہو گئی ورنہ تختہ دل دینے کے چھٹکا نہ ہوتا ابھی
اسکی تدبیر کرلی چاہیے یہ سوچکر کچھوے سے کہا کہ اے بھائی تو کسلیے اتنی فکر
کرتا ہے اسکا علاج میرے ہاتھ مین ہے اور ہماری عورتون کو اکثر یہی بیماری ہو
جاتی ہے ہم اپنا دل انکو دیدیتے ہین اور کسیطرح کا ہمکو دکھ رنج نہین ہوتا اور

سینہ سے دل کا نکال لینا بہت آسان ہے اور ضرورت کے وقت دل کا دینا مضائقہ
نہیں اور بیدلی کے سبب ہمیں کچھ نقصان نہیں پہونچتا اور تجھ سے دوست کو دل کیا
جان بخشنے کے دینے میں دریغ نہیں لیکن افسوس کہ تو نے چلتے وقت یہ حال مجھ سے
کہا ورنہ دل کو ساتھ لیتا آتا کچھوا بہت خوش ہوا اور کہا کہ تیرا دل کہاں ہے بندر نے
کہا کہ گھر چھوڑ آیا ہوں اسلئے کہ ہماری قوم میں یہ دستور ہے جب کسی دوست کے
گھر جاتے ہیں تو دل کو اپنے گھر چھوڑ آتے ہیں اسواسطے کہ دل مقام رنج اور غم کا ہے
اور خوشی کی جگہ جسم کا ساتھ لینا اچھا نہیں بڑی خوشی بات کہ تیری اہل خانہ کی
بیماری سنوں اور دل کو ساتھ نہ لیجاؤں ہر چند کہ تیری دوستی پر مجھے یقین ہے کہ تو میری
بات مان لیگا لیکن دوسرے شنکرت اور کمر نہ کرینگے بلکہ میرے عذر کو فریب پر گمان کرینگے
اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابھی لوٹ چلیں کہ دل لیکر جلد پھر آئیں کچھوا یہ سنکر
بہت خوشی خوشی واپس آیا بندر کود کر درخت پر چڑھ گیا کچھوے نے تھوڑی دیر راستہ دیکھ
کر آواز دی کہ دوست جلد چل دیر ہوتی ہے بندر نے ہنسکر کہا کہ اتنا راستہ لے میں نے
عمر حکومت میں گذاری ہے اور اچھا برا زمانہ کا دیکھا بھالا ہے ہر چند گردش زمانہ
نے ہیبت دولت اور حکومت برباد ہو گئی لیکن عقل قایم ہے دوست دشمن کو
خوب جانتا ہوں اب چلتا پھرتا نظر آ - دوستی کا نام نہ لینا اور اپنے آپ کو وفادار
میں مت گن کچھوے نے کہا کہ یہ بد گمانی میری طرف سے مت کر اور تہمت ناحق کی میری
ذمہ مت دھر میں نے تیری رضا مندی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا - بندر نے کہا یہ جاہلوں
کی باتیں ہیں اور یہ باتیں میرے سامنے مت کر میں ایسا گدھا نہیں ہوں کہ دوبارہ
تمہارے فریب میں پہنسوں کچھوے نے کہا کس طرح بندر بولا - حکایت ایک
شیر بیماری کے سبب بہت ضعیف اور کمزور ہو گیا تھا ایک دن ایک لومڑی سے
جو اوسکی مصاحب تھی کہنے لگا کہ طبیبوں نے اس بیماری کی دوا گدھے کا دل اور
کان بتائے ہیں اگر تجھسے ہو سکے تو ہم پہنچا لومڑی نے کہا بہت اچھا میں گدھے
کو کسی حیلہ سے لاتی ہوں یہ کہکر لومڑی ایک دھوبی کے گدھے کے پاس جسکو

کپڑے لادہ کر لایا کرتا تھا گئی دور سے گدھے کو سلام کیا پاس سے بہت چاپلوسی کی باتین
کرکے گدھے کو خوش کیا اور اوسکے درد و دکھ کا حال پوچھا گدھے نے جب اوسکی
مہربانی کی باتین سنین اپنی سب تکلیف بیان کر دی اور کہا کہ دھوبی مجھے ہمیشہ لادا
کرتا ہے کچھ خبر نہین لیتا لومڑی نے کہا کہ او بیوقوف خدا نے تجھے پاؤن دیے ہین اور
تو چل پھر سکتا ہے پھر بھاگ کیون نہین جاتا رات دن کے دکھ مین کیون پھنستا ہے
گدھے نے کہا ہماری قسمت مین لدنا لکھا ہے جہان جائینگے وہان لدینگے اسلیے
ایک گھر اختیار کر لیا ہے لومڑی نے کہا یہ خیال تیرا غلط ہے خدا نے زمین کو وسیع اس
واسطے بنایا ہے کہ اگر ایک جگہ تکلیف ہو دوسری جگہ چلا جائے گدھے نے کہا کہین
جائے جو روزی مقدر مین ہے اوس سے زیادہ نہین ملے گی پھر دربدر بھٹکنا بے
فائدہ ہے لومڑی بولی کہ یہ مقام متوکلون کا ہے تجھے یہ مرتبہ کہان حاصل ہے اگر تیری
مرضی ہو تو مین تجھے ایک بہت اچھی ہری بھری چراگاہ بتا دون کہ بے کھٹکے وہان چلکر
کلیلیگا وہان کچھ ہرج نہین اور بہتیرے ایسے بہت سے مصیبت زدونکو وہان پہنچا دیا کہ آج تک
خوشی سے چرتے ہین اور بے محابا کلیلین کرتے ہین القصہ لومڑی بیوقوف گدھے کو
دمجھانسے دیکر شیر تک لے آئی شیر نے جست کرکے اوسپر حملہ کیا لیکن کمزوری کے
سبب سے کچھ نہ بن سکا اور گدھا قابو سے نکل گیا لومڑی شیر کو ملامت کرنے لگی کہ
آپ نے بہت جلدی کی جس شکار کو مین بڑی محنت سے لائی تھی ہاتھ سے کھو دیا
شیر اپنا عیب چھپانے کو لومڑی پر جھنجھلایا کہ کیون بک بک کر رہی ہے کم ظرفونکو نہ
چاہیے کہ بادشاہی معاملات مین مداخلت کرین جو مناسب وقت تھا عمل مین آیا
اسمین کچھ چون و چرا مت کر جو تم سچے ہو تو کسیطرح گدھے کو لادو اور سمجھے
دوبارہ لانے مین تیرا اخلاص ٹھہرے گا لومڑی پھر گدھے کے پاس آئی گدھے نے
اوسکی صورت دیکھتے ہی منھ پھیر لیا اور جو کچھ زبان پر آیا کہا کہ واہ خوب دوستی کی
کہ مجھے شیر کا لقمہ بنایا ہوتا لومڑی نے کہا کہ او احمق اگر وہ سچ مچ کا شیر ہوتا
تو اوسکے ہاتھ سے تو کسطرح بچ جاتا اور جیتا نکل بھاگتا اسے احمق وہ ایک

طلسم کا شیر ہے کہ حکیموں نے اس چراگاہ کی حفاظت کیلئے بنایا ہے جسکے ڈر سے کوئی
دوسرا یہاں نہیں آسکتا میں یہ کہنا تجھے بھول گئی یا تو میں خیال نہ رہا اب تجھے کیا باک ہے اکیلے
چل اور میں پہلے چلتی ہوں اگر شیر ہوگا تو پہلے مجھی کو کھائیگا غرض اسی گفتگو میں غریب
اس نے گدھے کو ناسمجھ کر کے لے آئی اور اب شیر کے پاس پہنچنے لگی گدھے سے کہا کہ جب
تو نے یہ حال دیکھکر گدھے کا تمام شک و شبہ دور ہوگیا بے فکر چرنے لگا جب چرتے
چرتے شیر کے قریب آیا اور شیر نے گدھے کو غافل دیکھکر خوب قابو پایا تب ایک جست
میں اوسکا کام تمام کردیا اور لومڑی سے کہا کہ تو یہاں ٹھہری رہ اسکی حفاظت رکھنا
میں چشمہ میں نہا کر ابھی آتا ہوں اسکے دل اور کان کھاؤنگا یہ کہکر شیر نہانے کو گیا لومڑی
نے جلدی سے گدھے کے کان اور دل نکالکر کھا لئے جب شیر نہاکر آیا گدھے کے
کان اور دل نہ پایا لومڑی سے بولا کہ اسکے کان اور دل کیا ہوئے لومڑی نے کہا کہ خداوند
یہ گدھا نہ کان رکھتا تھا نہ دل اسواسطے کہ اگر اسکے دل ہوتا تو عقل کی جگہ ہے کہ تیرے
فریب میں نہ آتا اور اگر اسکے کان ہوتے تو سننے کا مقام ہے کہ حضور پر لومڑی کا دار ہے
پھر تیری باتوں پر التفات نکرتا - بندر نے کہا غرض اس تمثیل سے یہ ہے کہ خدا نے
مجھے کان اور دل دونوں دئے ہیں میں نرا گدھا نہیں ہوں کہ پھر تیرے فریب میں آجاؤں
تو نے اپنے کرنے میں کمی نہیں کی لیکن مجھکو چند سے دنیا کی اور اب ہوا کتنا لی تھی جو اپنی
عقل اور تدبیر کے زور سے نجات پائی اب مجھسے امید دوستی کی مت رکھ کچھوا بہت پشیمان
ہوا اور کہا واقعی جو کچھ صدمے میری جان پر تیری جدائی میں گذرے اوس سے زیادہ
میرا وہم ہوں کہ اپنے ہاتھ سے یہ دکھ لیا اور اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی ماری - یہ داستان
اسکے حسب حال ہے جو کوئی مال حاصل کرے یا دولت پیدا کرکے نادانی اور غفلت سے
پھر ضائع کردے پھر اسکے پچھتانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا -

باب ششم

جلدی کام کرنے کی بُرائی میں داشلیم نے کہا کہ آپنے داستان حفاظت کرنے مقصد حاصل شدہ
کی بیان کی اب فرمائیے کہ جلدی کرنا کام میں کیسا ہے برہمن نے کہا کوئی صفت آدمی میں بغیر سوچے
اور بے صلاح کام کرنیسے بُری نہیں اُس جلدی کرنے میں بہت لوگ تباہ ہوگئے ہر کام میں
آہستگی اور بُردباری چاہئیے اور جو جلدی کریگا پشیمان ہوگا اور پھر اوسکا تدارک نہیں ہوسکیگا
گا - مصداق اسکے قصہ زاہد کا ہے کہ بسبب جلدی کے پشیمانی اوٹھائی - داشلیم نے پوچھا
کسطرح برہمن نے کہا حکایت
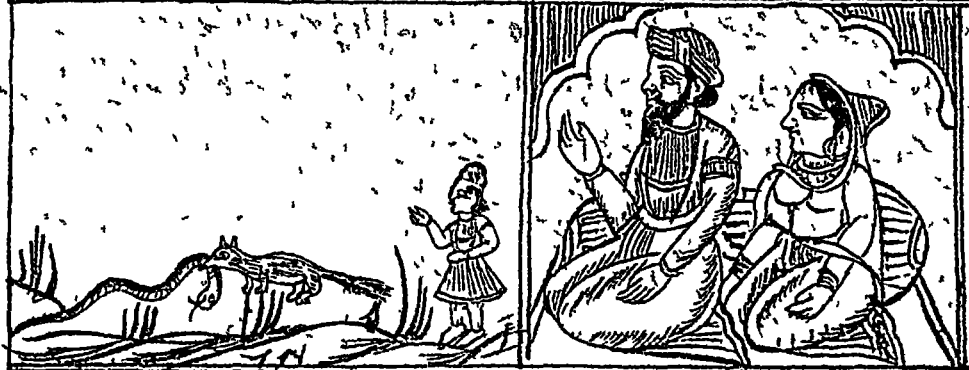
ایک بزرگ نے کہ بہت بڑے تجربہ کار تھے ارادہ نکاح کرنے کا کیا کسی دوست سے اس
معاملہ میں صلاح کی اوسنے کہا کہ کیا خوب سوچا مبارک ہو اسلئے کہ نکاح میں کئی فائدہ
ہیں اول یہ کہ آدمی حرام کرنیسے بچتا ہے دوسرے یہ جو شخص نسل کا بزرگون سے کچھ تک
پہنچا ہے جاری رہیگا تیسرے یہ کہ عورت سے گھر کا انتظام ہے اور آرام ہے لیکن اس
بات میں کوشش کرو کہ عورت اچھی ملے - اُس بزرگ نے پوچھا کہ کسطرح کی عورت
چاہئیے دوست نے جواب دیا نیک بخت ہو بانجھ نہ ہو اور تین قسم کی عورتوں سے
بچنا چاہئیے اول وہ رانڈ کہ پچھلے خاوند کو ہمیشہ یاد کرتی ہو دوسرے
وہ کہ اپنے مال سے تجھپر احسان جتائے - تیسرے وہ عورت کہ جب تجھے دیکھے
بایک آواز کرے اپنے آپ کو بیمار بنائے اوس بزرگ نے کہا کہ کتنی عمر کی عورت سے
شادی کرنی چاہئیے اوسنے کہا جوان ہو - ادھیڑ اور بوڑھی بیمار اور ضعیف نہ ہو
عقلمندوں نے کہا ہے کہ چودہ برس سے تیس برس تک آرام جان و دل ہے اور

تیس سے چالیس تک صاحب اولاد اور چالیس سے پچاس تک صاحب ناموس و ننگ اور
پچاس سے آگے بلا ہے کہانے والی اور کشتی عمر کی ڈبونے والی پہر اوس بزرگ نے اچھا
صورت مین کیسی ہو دوست نے جواب دیا کہ نیک بخت ہو اور اچھی خصلت رکہتی ہو
اور باوجود اسکے اگر صورت بہی اچھی ہے تو نورٌ علیٰ نور اور اگر خوبصورت عورت بدبخت
ہو تو جان کا وبال اور عزت کی آفت ہے القصہ اوس بزرگ نے بڑی تلاش سے
ایک عمدہ خاندان کی خوبصورت اور خوب سیرت عورت سے نکاح کیا بعد تہوڑی
مدت کے وہ عورت حاملہ ہوئی ایک دن وہ بزرگ اولاد کی محبت مین کہنے لگے کہ خدا
نے چاہا تو ایک لڑکا بہت حسین پیدا ہوگا اوسکا اچھا نام رکہونگا اور اوسکی خوب
تعلیم کرونگا کہ اوسکی بزرگی کا نام دور دور مشہور ہوگا جب وہ جوان ہوگا تو اوسکی
شادی بہت بڑے خاندان کی لڑکی سے کرونگا کہ اوسکے اولاد بہت پیدا ہوگی
کہ جسکے سبب سے میرا نام باقی رہیگا عورت نے کہا کہ یہ گفتگو کرنی عقلمندی سے دور
اول تجہے کہان سے معلوم ہوا کہ لڑکا ہی ہوگا اور وہ جیتا بچیگا کسیکو غیب کی بات
معلوم نہین شیخ چلی کیطرح بیفائدہ کیون منصوبے کرتا ہے تیرا حال بہی اوس پارسا
کا سا ہے کہ شہد اور گہی سے اپنا منہہ بہر لیا اوس بزرگ نے پوچہا کسطرح
ہے عورت نے کہا **حکایت** ایک پارسا سوداگر کے پڑوس مین رہتا تہا اور
وہ سوداگر شہد اور گہی بیچا کرتا تہا اور تہوڑا سا اپنے پڑوسی پارسا کو للّٰہ دیا کرتا
تہا پہر پارسا تہوڑا سا اوس مین سے خرچ کرتا اور باقی گہڑے مین بہر رکہتا ایکدن
یہ گہڑا بہرا ہوا دیکہکر بہت خوش ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ اس گہڑے کو بیچکر دس
روپیہ کو پانچ بکریان مول لونگا اور اون بکریون کے سال بہر مین دو دو بچے ہونگے
جب وہ بڑہ جاوینگے اون کو بیچکر اپنا سب سامان درست کرونگا اور ایک بڑے
خاندان کی لڑکی سے بیاہ کرونگا بعد نو مہینے کے لڑکا پیدا ہوگا جب وہ بڑا ہو جاوے
گا تو اوسکو علم و ادب سکہاونگا اگر وہ لڑکپن کے سبب سے میرا کہنا نہ
مانیگا تو اوسے لاٹہی سے مارونگا اوسوقت وہ پارسا اسی خیال مین ایسا

مستغرق تھا کہ واقعی لڑکا روبرو تصور کے حاضر تھا چنانچہ اسی تصور مین لاٹھی اس
زور سے ماری کہ وہ گھڑا پاش پاش ہوگیا شہد اوسکی چھینٹین اوڑکر اوسکے
منہہ پر آئین کہ تمام داڑھی تر ہوگئی یہ قصہ اسواسطے مین نے بیان کیا کہ ایسی بیفائدہ منصوبے
باندھنے اچھے نہین یہ سنکر وہ بزرگ ایسی واہیات وہمی خیالون سے باز آیا اور خداوند
کریم نے تھوڑے دنون مین اوسکی مراد پوری کی کہ ایک لڑکا بہت حسین پیدا ہوا بہت
دن اوس لڑکے کو کھلایا کرتا تھا اور ایکدم مارے پیار کے جدا نکرتا تھا ایک دن والدہ
لڑکے کی لڑکا بزرگ کو سونپ کر نہانے گئی اتنے مین بادشاہ نے اوس بزرگ کو بلوایا
بزرگ فی الفور لڑکے کو اسیطرح تنہا چھوڑ کر چلدیا بعد جانے اوس بزرگ کے ایک سانپ
نے ارادہ لڑکے کے کاٹ کھانے کا کیا یہ دیکھکر ایک نیولہ نے کہ اوس بزرگ کا پلا ہوا تھا
لپک کر سانپ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اس عرصہ مین وہ بزرگ واپس آیا نیولا اپنے آقا
بزرگ کے آنے کی خوشی اوسکے پاس دوڑا بزرگ نے اوسکا منہہ لہولہان دیکھکر جانا کہ
لڑکے کو مار کر آیا ہے کمال غصہ سے ایک لاٹھی زور سے نیولہ کے ماری کہ اوسکا کام تمام
ہوگیا جب وہ بزرگ گھر مین آئے تو لڑکے کو صحیح سلامت پایا اور ایک بڑا سانپ پڑا
ہوا اوسکی پائینتی دیکھا اپنی جلدی کرنے سے بہت پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ بڑی بیوقوفی
کہ اپنے مونس اور غمخوار کو بے سمجھے بوجھے مارا کاش یہ لڑکا نہ پیدا ہوتا تو اچھا تھا
مین اسکی محبت مین اسقدر از خود رفتہ ہوجاتا دوست دشمن کو نہ پہچانتا اسی عرصہ
مین عورت بھی نہا کر آئی یہ حال دریافت کر کے ملامت کرنے لگی اوس بزرگ نے کہا
مین خود پشیمان ہون اور سزاوار اس سے زیادہ ملامت کا ہون عورت نے کہا سچ
ہے مگر اسلئے کہ اب ملامت کرنے سے کیا ہوتا ہے لیکن اسمین ایک طرح کا تجربہ حاصل
ہوا کہ انجام جلدی کرنے کا پشیمانی ہے اور ایسی طرح کی واردات بہت گذری ہین اور
بادشاہون سے واقع ہوئے ہین اون مین ایک قصہ بادشاہ کا ہے کہ باز کو مار کر
پچھتایا تھا بزرگ نے پوچھا کس طرح ہے عورت نے کہا

حکایت ایک بادشاہ کو باز کے شکار کا بہت شوق تھا ایک دن باز کو لیکر

شکار کھیلنے گیا اور ایک ہرن پر گھوڑا اڑا دیا دوڑاتے دوڑاتے تھک گیا لیکن ہرن ہاتھ
نہ آیا گرمی کا وقت تھا بادشاہ کو پیاس معلوم ہوئی پلٹ کر جو دیکھا کوئی ہمراہ نہ تھا
پانی کی تلاش میں چاروں طرف گھوڑا مارے پھرتا تھا ناگاہ ایک پہاڑ کی جڑ میں
دیکھا کہ پانی اوپر سے ٹپک رہا ہے کوزہ شکاربند سے کھولکر پانی اوسمیں بھرنا شروع
کیا جب تھوڑی دیر میں کوزہ بھر گیا بادشاہ نے پینا چاہا کہ یکایک باز نے اس
پر مارے کہ پانی کوزہ کا گر گیا بادشاہ کو کمال رنج ہوا دوسری مرتبہ کوزہ بھر اکر باز
نے وہی حرکت کی بادشاہ کو پیاس کی تکلیف سے کمال غصہ آیا اور باز کو زمین
پر زور سے مارا باز فی الفور مر گیا اتنے عرصہ میں رکابدار بادشاہی آپہنچا بادشاہ کو
پیاسا دیکھکر بہت جلد پانی چھاگل سے نکالنا چاہا بادشاہ نے کہا کہ یہ پانی گرم
تو جلدی سے اس پہاڑ پر جا اور وہاں سے یہ پانی ٹپک رہا ہے بہت ٹھنڈا
بھر لا۔ رکابدار بموجب حکم کے پہاڑ پر جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک اژدھا چشمہ کے
مرا ہوا پڑا ہے اور اوسکی رطوبت پانی میں ملکر قطرہ قطرہ ٹپک رہی ہے رکابدار
واپس آکر یہ حال بادشاہ سے بیان کیا اور اپنے پاس کا پانی پلایا بادشاہ بہت
بہت رویا اور رکابدار سے سب قصہ باز کی خیرخواہی اور اپنی جلدی کا بیان کیا اور
اپنے اوپر بہت ملامت کی اور جبتک جیتا رہا نادم رہا۔ غرض اس سے یہ
ہے کہ عقلمند بے سوچے کوئی کام نہیں کرتے اوس بزرگ نے یہ سنکر تو سنا

پھر کسی کام مین جلدی نکرون گا - خلاصہ یہہ ہے کہ جلدی ہر کام مین بری ہے کسی شخص کو بچاہیئے خصوص سرداروںکو کہ غصہ کے وقت یا مہربانی کی حالت مین جلدی نکر بیٹھین جب تک کہ اپنی عقل سے خوب نہ سوچ لین اور عقلمندون سے مشورہ نکر لین کہ حقیقت اوس کام کی خوب دلیل قوی سے نہ کھل جاوے اوس کام کو نکر بیٹھین خدا چاہے تو کبھی خطا نہ پائین گے -

باب ہفتم

اس احتیاط اور تدبیر کرنے مین کہ جب کوئی چارون طرف سے گھر جائے تو کس حیلہ اور تدبیر سے اپنے آپکو اوس سے بچاوے

راے سوالت لیم نے کہا داستان بے فکرون کی جو بے سوچے کام کر بیٹھتے ہین اور پھر پشیمان ہوتے ہین مینے سُنی مگر اب آپ بیان کرین کہ صورت خلاصی اون لوگون کی کیا ہے برھمن نے کہا کہ اون دشمنون مین کیسی ایک کے ساتھ صورت دوستی کی پیدا کرے اسلئے کہ یہہ دوستی عارضی ہے تھوڑے سبب سے بدل جاتی ہے عقلمندون نے لکھا ہے کہ ان آٹھ چیزون کا اعتبار نہین بادشاہ کی قربت و منزلت کا حسن اور صورت کا خوش آوازی لڑکون کی وفاداری عورتون کی مہربانی دیوانون کی سخاوت مستون کی اعتقاد بیعقلون کا فریب دشمنونکا - بہت سے دوست ذراسی بات پر دشمن ہو جاتے ہین اور اکثر تھوڑی بات پر دوستی کا دم بھرنے لگتے ہین اسی واسطے عقلمندون نے طریقہ محبت کا دشمنون سے جاری رکھا ہے کہ امید دوستی کی ہاتھ سے نجائے اور دوست پر بالکل اعتماد نہین کر بیٹھتے کہ کھٹکا دشمنی کا لگا ہے - جب معلوم کیا کہ دوستی اور دشمنی لوگون کی اعتماد کے قابل نہین تو دور اندیش کو چاہیئے الیسے وقت مین ہر دو دشمن سے صورت صلح کی نکالے جس طرف موقع اور مصلحت وقت ہو اسی کے مطابق قصہ چوہے اور بلی کا ہے راے نے پوچھا کس طرح حکیم نے

بنا کیا حکایت کسی جنگل مین ایک بڑا درخت تھا جسکی جڑ مین ایک بل چوہے
کا تھا یعنی ایک چوہا بہت ہوشیار عقلمند وہان رہتا تھا اور قریب اوسکے ایک
بلی رہا کرتی تھی ایک دن کسی صیاد نے وہان جال لگا کر اوسے گرفتار کیا اس عرصہ
مین چوہا بھی واسطے اپنی روزی کے بل سے نکلا جب بلی پر نظر پڑی ہوش اڑ گئے
سوراخ کی طرف لوٹنا چاہا دیکھا کہ ایک نیولا اوسکی تاک مین ہے درخت پر چڑھ
جانے کا ارادہ کیا تو اوسپر ایک کوا دیکھا کہ اوسکے پکڑنے کا ارادہ کر رہا ہے چارون
طرف سے دشمنون کا ہجوم دیکھکر حواس جاتے رہے دل مین کہنے لگا کہ آگے بڑھتا
ہون تو بلی کہا جائیگی اور جو پیچھے ہٹتا ہون نیولا کہاتا ہے اور جو درخت پر چڑھتا ہون
تو کوا پکڑتا ہے کیا کرون اب اس جگہ عقل سے بہتر کوئی مددگار نہین اور عقل
کو پروردگار نے اسیواسطے بنایا ہے عقلمند وہ ہے کہ صدمہ کے وقت گھبرا نہ جائے
حسب غور کی تو بلی کو جال مین پھنسا ہوا دیکھا دل کو مضبوط کرکے بلی کے نزدیک گیا اور
اوسکا حال پوچھنے لگا بلی نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا کہ اے عزیز کیا پوچھتا ہے اس بلا
مین گرفتار ہون بجز موت کے خلاصی کی کوئی صورت نظر نہین آتی چوہے نے کہا کہ تو
فکر مت کر مین تجھے رہا کرے دیتا ہون ہرچند کہ تیری ایذا میری خوشی کا سبب ہے
لیکن مین بہی ایک ایسی مصیبت مین گرفتار ہون کہ بغیر تیری مدد کے زندگی غیر ممکن ہے
اگر تجھے باور نہین تو دو گواہ موجود مین ایک نیولا کہ پیچھے میرے بیٹھا ہے اور دوسرا
کوا اوپر درخت کے میرا منتظر ہے اگر مجھ سے پکا اقرار کرے تو مین تیرے پاس اگر
سب پھندا کاٹ دون بلی یہ بات خلاف قیاس سنکر خوش ہوئی چوہے سے کہا کہ یہ
وقت تامل اور دیر کرنے کا نہین جیسے مجھے تیری رہائی کی خوشی ہے اسی طرح تجھے
بھی چاہئیے کہ میری زندگانی پر خوش ہو میرا اور تیرا حال مانند کشتی اور ملاح کے ہے
کہ ملاح کی مدد سے کشتی کنارے پر پہنچی اور کشتی کے ذریعہ سے ملاح ڈوبنے سے
بچے بلی نے چوہے کو اپنے قول مین سچا دیکھکر کہا کہ اب تو ہی بتا کہ مین تیرے
ساتھ کیا سلوک اور کس طرح کا برتاؤ کرون چوہے نے جواب دیا کہ جیسا

میں تیرے پاس آؤں تو میری بہت لمبی چوڑی تعظیم کر اور اسطرح مل کہ جیسے بڑے
گہرے دوست آپس میں ملتے جلتے ہیں جب دونوں یہ حال دیکھیں
گے اوسکے دانت کھٹے ہو جاینگے اور وہ نا امید ہوکر اپنا راستہ لیں گے پھر میں
بے فکر ہوکر تیرے بند کاٹ ڈالونگا بلی نے منظور کیا اور چوہے کو بڑی آؤ
بھگت سے اپنے نزدیک بٹھلایا نیولا اور کوا یہ حال دیکھکر چوہے سے ناامید
ہوکر چلدیے چوہا بے فکری سے بند کاٹنے لگا لیکن بخیال دشمنی قدیم کے
احتیاط سے بند کاٹنے شروع کیے بلی یہ حال دریافت کرکے کہنے لگی کہ مجھے تیرے
بشرے سے بے وفائی معلوم ہوتی ہے اپنا مطلب نکالکر عہد کا توڑنا بہت
برا ہے چوہے نے کہا کہ خدا نکرے کہ میں بیوفا ہوں بلی نے کہا کہ اگر اسطرح ہے
تو پھر بند کاٹنے میں کیوں ڈھیل کرتا ہے اس لیے کہ گواہ قول کا فعل ہے اے چوہے
خوف جان رکھ بدقولی کا نتیجہ اچھا نہیں اور جو بدعہدی کرے گا تو حال تیرا ایسا
جیسا ایک کسان کی عورت کا ہوا تھا چوہے نے پوچھا کس طرح بلی نے کہا

حکایت ملک فارس میں ایک زمیندار زمانہ کی گردش سے بہت مفلس
ہوگیا تھا اوقات اوسکی اکثر فقر اور فاقہ سے گذرتی تھی ایکدن اوسکی عورت کہ کمال
خوبصورت اور جوان تھی زمیندار سے ازراہ طعن کہنے لگی کہ تو نے ایک جگہہ بیٹھکر ناحق
اپنی اوقات خراب کی اور ہمیں اس حالت تباہ کو پہنچایا اس سے بہتر ہے
کہ چلکر اور کسی طرف قسمت آزمائی کریں شاید کوئی فلاحت کی صورت نکل آئے
عورت کے کہنے سے زمیندار نے تکلیف سفر کی منظور کر ہمراہ لی لیکے روانہ بغداد
ہوا ایک دن راستے میں یہ دونوں ایک درخت کے نیچے سستانے
کو بیٹھکر ہر طرف کی باتیں کرنے لگے ابھی گفتگو میں زمیندار اپنی عورت
سے کہنے لگا کہ حیف ہے تکلیف سفر کی گوارا کی مجھے اندیشہ نہیں لیکن مجھے
ایک خدشہ ہے کہ مبادا تو مجھسے جدا ہو جائے عورت نے کہا خیر ہے
یہ کیا کہتے ہو کہیں ایسا بھی ہوا ہے زمیندار نے کہا کہ شاید کوئی تیرا

حسن اور خوبصورتی دیکھکر فریفتہ ہو جائے اور تو بھی بمقتضائے جوانی
اوس کی طرف مائل ہو جائے تو میرا جینا غیر ممکن ہے عورت نے کہا کہ
وہم ہے اور ایسے واہی خیال کو دل سے دور کر اگر تجھے کچھ خدشہ ہے تو مین تجھ
سے پھر عہد اور قسم کرتی ہون غرض کہ بعد عہد اور قسم کے وہ زمیندار مطمئن
ہو عورت کے زانو پر سر رکھکر سو رہا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ کوئی بادشاہ
اوس ملک کا شہزادہ گھوڑا مارے شکار کے پیچھے پھرتا ہوا وہان آنکلا اور اوس
عورت کے حسن و جمال کو دیکھکر خود شکار ہو گیا عورت بھی اوسے دیکھکر
لوٹ ہو گئی شاہزادے نے پوچھا تم کون ہو اور یہان تمھارے آنے کا کیا
سبب ہے اس عورت نے کہا کہ مین اس بڈھے کے پنجۂ ظلم مین گرفتار
ہون شاہزادہ بولا کہ یہ وقت فرصت کا ہے اگر میرے پیچھے گھوڑے پر
سوار ہو جا مین تجھے شاہزادی اس ملک کی بناؤن عورت وہ قول و قسم
بھلا کر بہت جلد اپنا زانو نکال گھوڑے پر سوار ہو گئی شاہزادے نے گھوڑا
چمکا دیا اس عرصے مین جو زمیندار کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ عورت ایک سوار
کے پیچھے بیٹھی ہے یہ بھی جلدی سے اوٹھکر اوسکے پیچھے دوڑا اور بکمال زور سے
پکار کر کہا کہ اسے بے وفا یہ کیا کرتی ہے تھی عہد و پیمان کیا تھا کچھ خوف
خدا اور انتقام سے نہین ڈرتی عورت نے ایک نہ سنی اور گھوڑا بھگا یا
یہان تک کہ اوسکی نظر سے گم ہو گئی وہ بوڑھا زمیندار روتا ہوا اوسکے پیچھے
چلا جاتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ مین نے اوسکے قول پر ناحق اعتماد کیا اب
کیا کرون کدھر جاؤن دیکھیے آخر اوسکا کیا ہوتا ہے غرض جاتے جاتے ایک
چشمہ کے کنارے پہنچا اوس سے تھوڑی دور بڑھکر کیا دیکھتا ہے کہ
اوس عورت کی لاش کے ٹکڑے چشمہ کے کنارے پڑے ہین زمیندار
دیکھکر حیران ہوا اور جانا کہ بے وفائی اور بدعہدی نے اسکا یہ حال کیا
زمیندار یہ دیکھکر اور اپنی بیکسی اور اوسکی محبت مین روتا ہوا گھر واپس

اور صورت اسکے مارے جانے کی یہہ ہوئی کہ جب شاہزادہ اوسکو بھگا کر دور
نکل گیا تو ایک چشمہ کے کنارے پر واسطے آب آتش کے ٹھیرا عورت قضاے
حاجت کو گئی کہ یکایک شیر نے اوسکو پھاڑ ڈالا شاہزادہ یہہ حال دیکھکر
ناامید اپنے دار السلطنت کو روانہ ہوا فایدہ اس قصہ کا یہہ ہے کہ جو بیوفائی
کرے گا کسی نہ کسی بلا مین پھنسے گا چوہے نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ بدعہدی
طریقہ اچھے لوگون کا نہین خصوص تم سے مہربان سے کہ جسکے سبب میری
جان بچی لیکن ایک خدشہ دامنگیر ہے جب تک وہ دل سے دور نہ
کروگی اطمینان نہوگا بلی نے کہا وہ کیا خدشہ ہے جسکے سبب تو اس
قلق مین ہے بیان کر چوہے نے کہا کہ دوست دو قسم کے ہوتے
ہین اول بے غرض دوسرے وہ جو بسبب کسی ضرورت کے دوست
بنجاتے ہین سو اگروہ اول دوستی اور اعتماد کے قابل ہے اور دوسرا فرقہ
جو واسطے فایدہ حاصل کرنے یا مضرت دور کرنے کے دوست بنجاتا ہے
وہ اعتماد کے لایق نہین اوسپر بھروسہ نکر بیٹھے تہ اختیار کامل دے بلکہ
اوسکے مقدمات بتدریج حیلہ حوالہ سے سرانجام دے اور ہر حال مین
بچاؤ اپنا مد نظر رکھے میرا اور تیرا بھی ایسا ہی معاملہ ہے لیکن تو اندیشہ مت
کر تیرے بند کاٹون گا اور اپنی جان بھی بچاؤن گا بلی نے کہا کہ وہ کیا تدبیر ہے
چوہا بولا میرے خیال مین یہ ہے کہ سب بند کاٹون گا مگر ایک بند مضبوط
اپنی جان کے بچاو کو چھوڑ دون گا جب دیکھون گا کہ تجھے کوئی اور ضرورت
میرے پکڑنے سے زیادہ پیش آئیگی اوسوقت وہ بند کاٹون گا
بلی نے جان لیا کہ چوہا اپنے فن مین کامل ہے خاموش ہو رہی اور چوہے
نے موافق اقرار کے سب بند کاٹ کر ایک باقی رکھا اس عرصے مین
جب صیاد دور سے نمودار ہوا اور بلی کی نظر اوسپر پڑی بیقراری
سے تڑپنے لگی چوہے نے موقعہ دیکھکر وہ بھی بند کاٹ دیا بلی صیاد

سکے خوف سے جان بچاکر درخت پر چڑھ گئی چوہا اپنے بل میں چلا گیا صیاد
اپنا جال کو کٹا ہوا دیکھکر تھوڑی دیر بہت حیران رہا آخر اٹھا کر گھر کو چلا
گیا چوہے نے بل سے سر نکال کر بلی کو دیکھا کہ کدھر گئی بلی نے کہا خاطر
جمع سے باہر نکل آ دوست سے احتیاط کرنی اچھی نہیں میں تیری کمال شکر گذار
ہوں چوہے نے کہا کہ مجھے آرزو کسی کی صحبت کی نہیں اس زمانہ میں اپنوں
سے کنارہ کرنا اچھا ہے چہ جائیکہ غیر جنس سے بلی نے کہا کہ یہ باتیں چھوڑ
او میں جبتک جیتی ہوں تیری احسان مند رہوں گی اور جان و دل سے خدمتگذاری
کروں گی چوہے نے جواب دیا کہ جب دشمنی ذاتی ہو غرضی دوستی اوسکو نہیں
کہا سکتی خصوص جب غیر جنس ہو تو اب میری صحبت کی امید مت رکھ اور
میں ملاقات سے کوسوں دور ہوں اور جو غیر جنس سے میل جول کریگا اوسکا وہ
حال ہوگا جو ایک مینڈک کا ہوا تھا بلی نے پوچھا کس طرح چوہا بولا حکایت

ایک چوہا ندی کے کنارے رہتا تھا اس سے اور ایک مینڈک سے دوستی تھی
چوہے نے ایک دن مینڈک سے کہا کہ اکثر میں کنارے سے تجھے پکارا کرتا ہوں
تو بسبب شور و غل مینڈکوں کے نہیں سنتا اسمیں بڑا حرج ہوتا ہے
اب کوئی تدبیر ایسی کیجائے کہ فی الفور تجھے میرے آنیکی خبر ہو جایا کرے
مینڈک نے کہا کہ یہی آرزو میری بھی ہے امیدوار ہوں کہ تو ہی اسمیں تدبیر

کا انجام دیکھنے سے غرض چوہے نے ایک ڈورا لیا مضبوط و تاگا لاکر ایک سرا اپنے اور دوسرا مینڈک کے پانوں سے باندھا ایک مدت تک وقت ضرورت دہا گے کے اشارے سے ایک دوسرے کو بلا لیتا ایک دن چوہا کنارے پر بیٹھا تھا کہ ایک کوے نے اوسکو چونچ مین پکڑ لیا تو اوسکے ساتھہ مین مینڈک بھی لٹکا چلا لوگون نے دیکھکر تعجب سے کہا کہ آج تک ہمنے نہین دیکھا تھا کہ کوے نے مینڈک کو پکڑا ہو مینڈک نے جواب دیا کہ اب بھی مینڈک کو کوے نے نہین پکڑا لیکن غیر جنس کے رشتہ محبت مین پھنسا ہے اور اس سے زیادہ سزا کا مستحق ہے چوہے نے یہ حکایت بیان کرکے کہا کہ مجھے ہمجنسون کی صحبت سے انکار ہے چہ جائیکہ غیر جنس سے بلی نے کہا کہ جب تیرا یہ حال تھا اور تیرے دل مین یہ سمایا تھا تو ایسی دوستی اور چاپلوسی کی باتین تجھکو نہ کرنی تہین اور مجھے اپنی محبت کے پھندے مین نہ پھنسانا تھا دوستی کرکے چھوڑنا اچھا نہین چوہے نے کہا کہ اوس وقت مجھے ایسی ہی قوی ضرورت پیش آئی تھی کہ بنیا و اوسکی بجز اس تدبیر کے نہین بنتی تہی اور عقلمند جب کسی بلا مین پھنس جاتے ہین تو دشمنون سے چاپلوسی اور نجابت کرکے دوستی کے پہلو مین اپنا کام نکال لیتے ہین پھر اگر اوسکی صحبت مین کچھ نقصان دیکھتے ہین تو اوس سے آشنائی چھوڑ دیتے ہین اور وہ عداوت کے سبب سے نہین بلکہ حکمت کے باعث جیسے درندون کے بچے جبتک دودھ پیتے ہین ماباپ کے ساتھہ رہتے ہین جب دودھ چھوٹ جاتا ہے پھر کچھ پروا نہین کرتے اور علاوہ اسکے تجھے مجھسے جبلتی عداوت ہے یعنی بلی کو چوہے کا کھانا عادت ہے بلی نے کہا کہ یہہ گفتگو تو واقعی کرتا ہے یا از راہ ہنسی ٹھٹھولے کے چوہے نے کہا کہ واقعی کہتا ہون جیسا مین تیری صحبت سے انکار کرتا ہون ایسا مجھے بھی لازم ہے کہ صیاد کی صحبت سے کہ دشمن قوی ہے بچنا ضرور ہے صرف محبت دلی کافی ہے ظاہری دوستی کا خیال اگر نہ

شرکھ۔ بلی غمگین صورت بنا کر اپنے مسکن کو چلی گئی اور چوہا اپنے بل مین گھس گیا
خلاصہ اسبات کا یہہ ہے کہ عقلمند و دور اندیش دشمنون کی دوستی پر
غافل نرہین اور دوستون کی دوستی پر بھی بالکل اعتماد نکرین ہمیشہ سرکار
مین سوچتے اور مشورہ کرتے رہین اور اپنی مطلب براری چوہے کی حکایت
سے سیکھ لین۔

باب ہشتم

راے دابشلیم نے برہمن سے کہا کہ اب امیدوار ہون کہ آپ بیان کرین کہ کینہ کشون اور
عداوت والون سے کسطرح برتاؤ اور میل جول دکھا جاے یا گریز کیا جاے برہمن
نے فرمایا کہ دوست آزردہ خاطر سے احتیاط لازم ہے خصوصاً جب فرق اونکا
اوضاع و اطوار مین دیکھے تو اوسکی چاپلوسی اور چرب زبانی پر فریفتہ نہو
جاے بلکہ اوسکے معاملہ مین بہت ہوشیار رہے ورنہ جان پر آبنیگی جیسا کہ
حکایت قبرہ اور ابن مدین کی شاہد حال ہے دابشلیم نے پوچھا کس طرح حکیم نے
بیان کیا۔ حکایت ایک بادشاہ تھا ابن مدین نام اوسنے ایک پرند جانور
چکاول پالا تھا اور بادشاہ کو اوسکی گویائی کے سبب سے بڑی محبت ہوگئی
ایکدم اپنی آنکھون کے سامنے سے جدا نہین کرتا تھا اور اکثر اوقات وہ باتین اور
مثالین عقل کی سنایا کرتا تھا ایک وقت اوسنے محل بادشاہی کی چھت مین
انڈے دئے اور تھوڑی عرصہ کے بعد بچے نکالے اتفاقاً اوسی دن بادشاہی
محل مین شاہزادہ پیدا ہوا بادشاہ کو نہایت خوشی ہوئی چکاول کے بچے کو بھی
محل شاہی مین پہنچایا یہہ بھی بادشاہ کے بیٹے کے ساتھ پرورش پانے
لگا جب دونون بڑے ہوئے اونکی آپس مین بڑی محبت پیدا ہوئی اور
چکاول طرح طرح کے میوے لاکر دونون کو کھلاتا کہ جسکے مفید اثر سے

نے جلدی نشو نما پائی اس نمک حلالی کے سبب سے قرب چکاول کا ان
بدن زیادہ ہوتا گیا ایک دن کا ذکر ہے کہ چکاول تو کسی طرف گیا تھا اور
شاہزادہ کے ہاتھ مین چکاول کا بچہ تھا اس نے کسی سبب سے شاہزادہ
کے ہاتھ کو پنجون سے نوچ لیا شاہزادہ نے غصہ سے اوسکو زمین پر ٹپک
دیا کہ وہ مرگیا۔ جب چکاول آیا بچہ کو مردہ دیکھا کہا افسوس یہ بلا مین نے اپنے
سر آپ لی اگر جنگل یا ویرانہ مین رہتا اور محل بادشاہی اور مصاحب شاہی
نہ اختیار کرتا تو یہ نوبت نہ پہنچتی یہ سوچکر اوسنے اپنے پنجہ سے شاہزادہ
کی آنکھ پھوڑ ڈالی اور اوڑکر محل کے کنگرے پر جا بیٹھا جب بادشاہ کو اس بات
کی خبر ہوئی تو شاہزادہ کی آنکھ پھوٹنے کے صدمہ سے بہت رویا اور چاہا کسی
حیلہ سے چکاول کو پکڑ کر بدلا شاہزادہ کا لے اس خیال سے بادشاہ نزدیک
چکاول کے آیا کہنے لگا کہ دوست جو کچھ تقدیر مین تھا ہوا تیرا کچھ قصور نہین لیکن
تو اپنی جدائی کا صدمہ ندے اور مجھے مت چھوڑ چکاول نے کہا کہ اپنا وطن اور عزیز
واقربا اسی واسطے چھوڑ کر آپکا سہارا لیا تھا کہ تھوڑی سی زندگانی کو زیر سایہ
دولت کے بسر کرون اور شب و روز اطاعت اور فرمان برداری مین رہون لیکن
نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ تھوڑے سے قصور پر غلام زادے کو کہ میرے درخت زندگانی
کا پھل تھا حقوق سابقہ کو بھولکر جان سے مار ڈالا اور بلفرط محبت اسکے عوض مین
جو کچھ مجھسے قصور ہوا وہ حضور پر روشن ہے اور مجرم کو احتیاط ضرور ہے اگرچہ
الحال کچھ سزا نہوئی لیکن آخر اوسکا برا ہوگا اس لئے کہ بدلا لینا آدمی کی سرشتی
بات ہے اب کہ اس قدر صدمہ میرے ہاتھ سے حضور کو پہنچا اوسکو
کس طرح بھول کر پھر حضور کی اطاعت کا خیال کرون شاید کہ آپ نے قصہ
دانا دل اور چورون کا نہین سنا بادشاہ نے فرمایا وہ کیونکر ہے چکاول نے
کہا حکایت ایک شخص دانا دل نام بہ نیت حج مکہ شریف کو جاتا تھا چورون
نے راستہ مین اوسکو بخیال مال کے مار ڈالنا چاہا اوسنے ہر چند آرزو منت

کی کہ جو کچھ میری پاس ہے لیلو لیکن جان سے نمارو اونہون نے ایک
نہ سنی دانا دل نے نا امیدی سے ادھر اودھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا مگر یکایک
نگاہ اوسکی کلنگون پر جا پڑی کہ سر کے اوپر اوڑ رہے تھے اونسے باواز
بلند کہا کہ یہ ظالم ناحق مجھے مارتے ہین اور سوا پروردگار کے کسیکو
میرے حال کی خبر نہین اے کلنگون تم ان سے خون ناحق کا بدلا
لینا چورون نے کہا کہ تجھے احمق کا دانا دل نام رکھنا بیوقوفی ہے
یہ کیا بدلا لینگے چورون نے آخر دانا دل کو مارکر سب سامان اوسکا لے
لیا جب اوسکے مارے جانے کی خبر شہر مین معلوم ہوئی سبکو رنج ہوا
اور ہمیشہ چورون کی تلاش مین رہا کرتے تھے اس بات کو ایک مدت
گذر گئی اتفاقاً اوس شہر مین بعد عرصہ چند کے لوگ بہ تقریب عید کے
عیدگاہ مین جمع ہوئے اور اتفاقاً وہان قاتل دانا دل کے بھی نماز کو آئے قضارا
ایک جھونڈ کلنگون کا سر پر اوڑنے لگا ایک نے اون چورون مین سے دوسرے کو
سے از روے تمسخر کے کہا کہ یہ وہی کلنگ ہین جو دانا دل کے خون کا بدلا
چاہتے ہین کسی آدمی نے یہ بات سنکر حاکم شہر سے کہا حاکم نے اون
کو طلب کر کے دریافت کیا بعد رد و کد کے اونہون نے خون دانا دل کا
اقبال کیا اور اوسکے خون کے بدلہ مین اُن سے قصاص لیا گیا یہ مثل اسواسطے
بیان کی کہ یہ حرکت مجھسے بطور مکافات کے واقع ہوئی ہے ورنہ مین شکستہ بال
کہان اور بجاے شاہزادہ کی آنکھ کو پھوڑنا عقل باور نہین کرتی کہ آپ کے قول پر
عمل کرون بلکہ سلامتی اسی مین نظر آتی ہے کہ یہان سے کنارہ کر جاؤن
بادشاہ نے کہا کہ کینہ کشی کا کام اوچھون اور کم فہمون کا ہے عقلمند بدی
کی عوض نیکی کرتے ہین اور تجھسے یہ حرکت بطور بدلے کے ہوئی بلکہ قصور
میرے لڑکے کا ہے کہ ایک بے گناہ کو قتل کیا ممکن نہین کہ تیرے سے
اور نیکیون کو بھلا کر تجھ سے بدی کرون چکاول نے کہا فرض کیا کہ آپ

سکے و لیکن کچھ کینہ نہین لیکن مین اپنے دل کے وسوسون کو کیا کرون
عاقلون نے کہا ہے کہ آزردہ خاطر کو جس قدر تسلی اور دلاسا زیادہ کرین
اوسقدر اوسکی بدگمانی بڑہتی جائے گی بادشاہ نے کہا کہ اے چکاول یہہ
کیا گفتگو بیجا ہے تو مجھے فرزند سے زیادہ عزیز ہے چکاول نے کہا کہ مین ہرگز
تیرا فرزند نہین ہو سکتا اور بالفرض اگر آپ نے ایسا ہی خیال کیا ہے تو لوگون نے
سختیون کے وقت اولاد حقیقی سے بہی بدسلوکی کی ہے اور مین تو بمنزلہ
اولاد مجازی کے ہون مگر آپ نے داستان پیرزن اور مہستی کی نہین سنی
بادشاہ نے پوچھا کس طرح چکاول نے عرض کیا حکایت ایک بڑہیا اپنی
اکلوتی بیٹی مہستی نام کو بہت پیار کرتی تھی ایک وقت وہ لڑکی بیمار ہوئی تو وہ
فرط محبت سے اوسکے گرد پھرتی تہی اور کہتی تھی کہ اے خدا اس بچے کے
عوض مجھے موت آجائے ایک رات کو وہ سوتی تھی اس عرصہ مین ایک
گائے نے دیگچہ مین موںھ ڈالا جب سر نکالنے لگی سینگ اسکے اوس مین
پھنس گئے بے اختیار تڑپنے لگی بڑہیا نے جانا کہ فرشتہ میری جان قبض کرنے
کو آیا ہے چلا کر کہنے لگی کہ حضرت مہستی وہ سوتی ہے مین تو غریب بیوہ ہون
غرض اس سے یہہ ہے کہ اپنی جان سے پیاری کوئی چیز عزیز نہین مجھے
بہی بہتر ہے اس بلا مین نہ پھنسون بادشاہ نے کہا کہ اے چکاول عجب
ہے کہ تو اسگلے قصہ کہانیون پر خیال کرتا ہے یہہ سوچ کہ میرے جب اولاد
نہ تھی تب کسقدر تجھسے مجھے محبت تہی ناگہانی امر سے تو بہی مجبور ہے اپنی
برائی سے کیون نیم جان کرتا ہے شاید قصہ بادشاہ اور گویئہ کا نہین
سنا چکاول نے کہا کس طرح بادشاہ نے فرمایا حکایت ایک
بادشاہ کسی گویئہ کو اوس کی خوش آوازی کے سبب بہت انعام و
اکرام دیا کرتا تھا ایک روز کلاونت اپنی غلام کو گانا بجانا سکھا کر بادشاہ
کے روبرو مجرے کو لایا بادشاہ بہت خوش ہوا اور تہوڑے دنون

مین اوسکا رتبہ استاد سے زیادہ کردیا اس حسد سے قوال نے اوس
بیگناہ کو مار ڈالا بادشاہ نے یہہ حال سنکر اوس قوال کو بلایا اور حکم
کا دیا اور کہا کہ تو نے اوسے مارکر لطف زندگی آدہا کردیا قوال نے عرض
کی کہ مجھے مار کر حضور عالی پورا لطف زندگی کیون کھوتے ہین بادشاہ اس بات
سے بہت خوش ہوا اور جان بخشی کی اسی طرح شاہزادہ کی آنکھ
آدہا صدمہ ہے تو اپنی مفارقت سے پورا صدمہ کیون دیتا ہے چکاول
نے کہا کہ کینہ کی جگہہ دل ہے زبان ظاہری پیغام کہدیتی ہے اندر کا حال کیا جانے
فقط دل کی خبر دل کو ہوتی ہے میرا دل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ آ
پکے دل مین کچھ اور ہے علاوہ اسکے آپ کی عادتون اور مزاج سے بخوبی
واقف ہون تمثیل ایک مریض کے ایسا بالکل بھولا نہین ہون بادشاہ نے
پوچھا وہ کس طرح ہے چکاول نے کہا حکایت

ایک مریض نے طبیب سے درد شکم کی شکایت کی طبیب نے سرمہ بنایا
مریض نے کہا کہ پیٹ سے اور سرمہ سے کیا علاقہ طبیب بولا کہ یہ اس لیے ہے کہ تو
اور سیاہی مین فرق کرے اور پھر جلی روٹی کبہی نہ کہائے اور یہہ مثل اسلیے
لایا کہ مین بالکل اندہا نہین کہ نیک و بد مین فرق و تمیز نکرون بادشاہ نے
کہا کہ اس مین دوستون کے واقعات اس سے زیادہ پیش آتے ہین لیکن
کام خاتمہ بالخیر ہوجاتا ہے عاقل ایسی عادتون کو خیال مین نہین لاتے اور ا

بدلا نہین لیتے چکاول نے کہا کہ جو کوئی جس چیز کو آسان جانتا ہے پھر وہی
اوسکو دشوار ہو جاتی ہے حضور کے غصہ کی کیفیت اور اپنے گناہ کی حقیقت
مین خوب جانتا ہون ہر طرح سے مجھے بچنا ضرور ہے شاید آپ نے مضمون
نامہ بادشاہ طبرستان کا نہین سنا کہ اپنے وزیر نافرمان کو لکھا تھا کہ میری
اور تیری مثال مانند پتھر اور شیشہ کی ہے کہ اگر شیشہ پتھر پر گرے یا پتھر
شیشہ پر ہر طرح شیشہ کا نقصان ہے اور اب بھی مین مانند شیشہ کے
ہون اور حضور کا غصہ مانند پتھر کے ہے پھر کیونکر بناوٹ بادشاہ نے کہا
کہ عجب معاملہ ہے کہ تو ذرا بھی نہین سوچتا لوگون نے ہی تنہا گناہ نہین کیا تجھ
سے پہلے لوگون سے بڑے بڑے گناہ ہوئے کہ پھر اوسکے پاسنگ
بھی نہین اور بادشاہون نے درگذر کی چکاول نے کہا واقعی مین نے ایسے
قصے بہت نہین سنے لیکن حضور نے ہی ایسے قصے کیا نہین سنے ہونگے
کہ ذرا سے قصور پر ہزارون بے گناہ مارے گئے ہین مین حضور کے اقوال
اور افعال سے فریب کی بو پاتا ہون جان بہت عزیز اور بے بدل چیز ہے
بادشاہ نے کہا کہ وہ تیرے دل مین بیٹھ گیا مگر مین خوب جانتا ہون کہ نیک
و بد دنیا مین خدا کی مرضی سے ہوتا ہے آدمی کو اوسمین کچھ دخل
نہین مرضی خدا کی اسی طرح تھی اوس کی جان کا جانا تھا اور اوس کی آنکھ
پر صدمہ آنا تھا تیرا اسمین کیا قصور ہے چکاول نے کہا کہ اگرچہ کل کا اس
پر اتفاق ہے لیکن دور اندیشی سے احتیاط کرنے کی بھی تاکید کی ہے
مین جب آپ اپنے فرزند کی آنکھ دیکھین گے اوس وقت دل پر کیا
صدمہ گذرے گا فرض کیا کہ آج غصہ کو عقل سے دفع کر دو گے پھر کل
کیا کرو گے بادشاہ نے کہا کہ یہ خیال کوتہ اندیشون کا ہے اور جو لوگ
ہر وقت اپنے اقوال و افعال کا خیال رکھتے ہین اور بغیر صلاح عقل کے
کام نہین کرتے اونکے حق مین یہ بدگمانی ہے چکاول نے کہا کہ آپ حق

فرمائے ہین لیکن مین کیا کرون مجھے یہ اندیشہ دامن گیر ہے کہ آپ کچھ اور ہی
فکر مین ہین عقلمندون نے کہا ہے کہ تین شخص بے عقل ہین اول اپنے
قوت کے بھروسہ پر بے دریافت دشوار کام کر بیٹھین دوسرے وہ کہ اپنے
کھانے پینے کا اندازہ نہ جانے اور حد سے زیادہ کھائے تیسرے دشمن کی باتون
پر فریفتہ ہو بادشاہ نے کہا کہ مین ہر چند تجکو نصیحت کرتا ہون مگر تیرے خیال
مین نہین آتی اس نصیحت کا بھی وہی حال ہے جیسا زاہد نے ایک بھیڑیئے
کو نصیحت کی تھی چکاول نے کہا کس طرح بادشاہ نے فرمایا حکایت ایک
زاہد نے ایک بھیڑیئے کو نصیحت کی کہ تو ناحق بکریان لوگون کی کھاتا ہے اور
بے فائدہ جانین تلف کرتا ہے انجام اسکا بہت برا ہے بھیڑیئے نے کہا ہان ہو
ایسا نہو کہ تیری آواز سے گڈریا ہوشیار ہو جاوے اور اپنی بکریان گھیر کر
لیجاوے تو میرا شکار ہاتھ سے جاتا رہیگا پس اے چکاول تیرا بھی وہی حال
ہے کہ ایک نہین سنتا چکاول نے کہا مین خوب نصیحت عقل کی سن چکا ہون
ایسی نصیحت کیون سنون کہ جس مین جان کا ڈر ہو ایسی جگہ جاون جہان کسی
گزند نہو بادشاہ نے کہا کہ تو نے کبھی سفر نہین کیا اور اوس کا صدمہ نہین
اٹھایا چکاول نے کہا کہ جو کوئی ان پانچ خصلتون کو اختیار کرے گا جہان جاوے
گا مراد حاصل ہوگی اول بدکاری بچے دوسرے جہان تک ہوسکے
نیکی کرے تیسرے تہمت لگنے کی جگہ سے بچے چوتھے خوش خلقی
اور اچھی خصلتین اختیار کرے درجہ بزرگی اور خوردی کا نگاہ رکھے پانچوین
تھوڑی چیز پر قناعت کرے ۔ بادشاہ نے پوچھا اگر اب تو گیا تو پھر کب
آئیگا چکاول نے کہا کہ پھر آنے کی اُمید نہین میرا قصہ نان بائی اور
عرب کا سا ہے بادشاہ نے دریافت کیا کس طرح چکاول نے کہا
حکایت ایک عرب فاقہ سے عاجز اگر بغداد مین نان بائی کی دوکان پر پہنچا
کہا کہ پیٹ بھر روٹی کس قیمت پر دیتا ہے ایک شخص نے اوسکو ضعیف جثہ

کہا کہ اوسے ورم ہین غرضکہ عرب نے کھانا سب نے بیٹھکر کھانا شروع کیا جب قیمت روٹی
کی ویسی لینے سے بڑھ گئی تب نان بائی گھبرایا اور عرب سے کہنے لگا کہ تو کب
تک کھاویگا عرب نے کہا کہ جبتک اس دجلے کا پانی بہیگا تب تک مین بھی
کھانے مین کمی نہ کرونگا غرض اس سے یہ ہے کہ جب تک جان مین جان
ہے تب تک وہ داو رخوف لگا رہیگا پھر بلا وآفت کی کوئی صورت نہین بادشاہ
نے کہا کہ تو کمال ہوشیار ہے کبھی فریب کے جال مین نہ پھنسیگا جب بادشاہ
نے دیکھا کہ مرغ زیرک دام فریب مین پھنس آتا نہین تو دوسرا جو پھیلا کر گریہ وزاری
شروع کی اور سیکڑون طرح کی قسمین کہائین قرار اول عہد و پیمان سے کئے چکاول نے کہا
کہ جس قدر تو مجھہ یا تیرے کے حق مین بھلائی زیادہ کرتا ہے اوسیقدر میرا اندیشہ اور
خلش بڑھتا جاتا ہے جب بادشاہ نے خوب جان لیا کہ اب کسی طرح قابو مین نہین
آئیگا تو کہنے لگا کہ چند نصیحتین جن مین میری بھلائی ہو تاکہ وہ موجب تیری یادگاری
رہین کہتا جا چکاول نے کہا کہ سب کام تقدیر پر موقوف ہے نیک ہو یا بد لیکن ہمیشہ
آدمی دور اندیشی کرتا رہے کیونکہ اگر کام بن آیا تو بہتر ورنہ عقلمندون کے نزدیک
تجھکو کوئی بدنامی نہ آئیگی دوسرے جان کہ بیکار مال وہ ہے جس سے کسیکو فائدہ
نہ پہنچے اور برا عاقل وہ بادشاہ ہے کہ اپنے ملک کو نہ دیکھے اور داد فریاد نہ
سنے اور برا دوست وہ ہے کہ تکلیف مین دوستی کا خیال نہ کرے اور وہ عورت
بہت بری ہے کہ خاوند کی رعایت نہ رکھے اور وہ اولاد بہت بد ہے جو ماں باپ
کی اطاعت نہ کرے اور وہ شہر ویران ہوگا جسمین گرانی ہو اور حاکم کی طرف
سے رعایا کو دکھ چین پہنچے اور بری صحبت وہ ہے کہ دوستون مین ایک
دوسرے کی جانب سے کھٹکا لگا رہے اب میری اور بادشاہ کے دل مین
صفائی نہین تو بہتر ہے کہ یہان نہ رہون یہ کہکر چکاول اوڑ گیا بادشاہ نے
پچھتا کر صبر کیا خلاصہ اس کا یہ ہے کہ کسی طرح فریب مین نہ آنے

باب بخشیدنِ گناہ کے معاف کر دینے کے بیان میں

رائے داشلیم نے پوچھا کہ سب کچھ تو آپ نے بیان کیا اب فرمایئے کہ جس شخص کو کسی قصور پر موقوف اور عہدے سے معزول کرے تو پھر بھی اوسے بحال اور سرفراز کرے یا نہیں حکیم نے کہا کہ اگر بادشاہ عفو اور درگذر کرنا چھوڑ دیں تو لوگوں کا اعتماد دل سے اٹھ جائیگا اور یہ سبب بد انتظامی کا ہوگا بادشاہ کو دونوں صفتیں مہربانی اور غصہ کی ضرور ہیں لیکن لطف اس قدر ہو کہ جس میں اپنی سبکی اور ضعف نہ پایا جائے اور غضب اتنا ہو کہ ظلم کے درجے کو نہ پہنچے لوگوں کو امید اور بیم میں رکھے دوست ہمیشہ عنایت کے امیدوار رہیں اور دشمن مدام ڈرتے رہیں اگر ہر گناہ کی سزا دی جائے گی تو محال ہے انتظامی امور ملکی اور مالی میں واقع ہوگی جو اہلکار لوگ خیرخواہ دیانت دار رعایا پرور ہوں اونکو نوازے کہ لوگ خیرخواہی کی طرف راغب ہوں اور نمک حرام ظالموں کو سزا دے کہ اور لوگ ایسی حرکت سے باز آئیں اگر بادشاہ قاعدہ یہ مرعی نہ رکھے گا خیرخواہوں کے دل ٹوٹ جائینگے اور بدخواہ دلیر ہونگے اگر اتفاقاً کوئی خیرخواہ بہ سبب کسی قصور کے معرض عتاب میں آگیا ہو تو پھر اوسکو سرفراز کرے اور دلاسا دے مطابق اوسکے قصہ شیر اور گیدڑ کا ہے بادشاہ نے کہا کس طرح حکیم نے بیان کیا۔ حکایت ایک گیدڑ تھا فریسہ نام اور زہد و تقویٰ سبب ایذائے خلایق اوسنے چھوڑ دی اور گوشت کھانا ترک کر دیا تھا جب لوگوں نے سمجھایا اور دنیاداری کی ترغیب دی کہ لذائذ دنیا کو چھوڑنا اور تکلیف ریاضت کی اس قدر کھینچنی عقل سے بعید ہے تو فریسہ نے کہا کہ گذرا ہوا آتا نہیں اور آنے والے پر آنے کا اعتماد نہیں پس موجودہ کو کیوں غفلت میں کھوتے اگر تم سے نہیں بن سکتا تو اوروں کو منع تو نہ کرو کچھ خاموش ہو رہے تھوڑے عرصے میں فریسہ بڑا عابد اور عاقل مشہور ہو گیا

اور اسی جنگل مین ایک شیر کا مجو نام سب جانورونکا بادشاہ تھا اسنے اوسکی
نیک شہرت خداپرستی کی سنکر بلوایا قرلیہ بموجب حکم کے حاضر ہوا شیر نے اوسکو
ہر علم اور فن مین کامل پایا کا مجو نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ مہمات مالی اور ملکی تیرے
سپرد کرون قرلیہ نے انکار کیا کہ مجھے ان امور مین واقفیت نہین آپ کے ملازمون
مین بڑے بڑے عاقل اور کارگذار مستحق اس منصب کے ہین اور علاوہ اسکے مین
ناتجربہ کار ہون کا مجو نے کہا کہ آپکو ناواقف کہنا دہوکا دینا ہے جسکو خدا نے عقل دی
ہے وہ بلے دیکھے بتا دیتا ہے اور بن سنے کہد یتا ہے چہ جائیکہ تجربہ - قرلیہ نے
کہا کہ دو شخص کام کے قابل ہوتے ہین ایک عاقل نڈر کہ اپنی سینہ زوری اور حیلہ گری
سے مطلب نکال لیتے ہین اور کسی کے داو مین نہین آتے دوسرے کم ہمت کہ جسے
ذلت اور خواری کی عادت ہو اور ہر کسیکی خوشامد کرے تو ایسے شخص سے بہی حسد
نہین کرتا اور مین ان دونون طبقون مین سے نہین اسلیئے یہی بہتر ہے کہ حضور
مجھے معاف رکہین کیونکہ ایک مدت سے گوشہ عافیت اختیار کیا ہے اور حضور
اپنے پہلنے آلایش دنیا کے میرا ایسا حال حلوائی کی دکان کی مکہیون کی مانند ہوگا بادشاہ
نے پوچھا وہ کسطرح ہے قرلیہ نے کہا - حکایت

ایک درویش حلوائی کی دکان پر بیٹھا ہوا کچھ نصیحت کی باتین کر رہا تہا کہ اسنے دیکھا
شہد کے طشت پر مکھیون کا ہجوم ہوا حلوائی نے موافق عادت کے پنکھے سے
اونھین اوڑایا جو کنارے پر تہین وہ تو اوڑ گئین اور جو شہد مین پہنسی

ہو ملی تھین وہ وہین پھینک رہین اون بزرگ کو اس مشاہدہ سے حال اگیا
جب ہوش مین آئے حلوائی سے بیہوشی کا سبب پوچھا بزرگ نے
کہا کہ اسکے بھائی سلطنت دنیا ہے اور شہد اوسکی نعمتین ہین اور مکھیان
دنیادار جو کنارے پر بیٹھی ہین وہ فقیر خدا دوست ہین کہ تھوڑی سی دنیا
پر قناعت کرتے ہین حرص مین نہین پھنستے اور جو شہد کے اندر ہین وہ حریص
لالچی ہین جب تک موت کا حلاوہ جو کنارے ہین بہت اسانی سے
بلے الایش دنیا کے اوڑجاوینگے اور جو اوسکے اندر پھنسے ہین اسیر بلا
ہین مبتلا رہینگے ع مرینگے مبتلا ہوکر اٹھینگے مبتلا ہوکر - فرلیبہ بولا کہ ممکن
نہین کہ مین اس الایش دنیا مین پھنسون امیدوار ہون کہ مجھے معذور رکھین کامجو
نے کہا کہ جو عقلمندون اور نیک آدمیون کا اسواسطے ہے کہ اونکے وسیلہ
سے جہان کا انتظام ہو کسی پر ظلم ہونے پائے مظلومون کا انصاف ہو خلق
خدا آرام سے رہے یہی دنیا مین نیک نامی کا موجب اور آخرت مین نجات کا
سبب ہے فرلیبہ نے کہا کہ آپ حق فرماتے ہین لیکن جب کوئی شخص بادشاہی
کامون مین دخل دیتا ہے تو دوست اور دشمن براہ نکتہ چینی اسکے درپے
آزار ہوجاتے ہین پس اس کام مین پڑنا پہلی جنگلی جان کو آپ بلا مین پھنسانا
ہے کامجو نے کہا کہ تو کچھ اندیشہ نکر تیری حسن عقیدت اور اخلاص نے
اس قدر میرے دل مین جگہ کی ہے کہ کسی کے کہنے سننے سے ہماری
طبیعت تیری طرف سے نہین پھرے گی غرض بعد اصرار بسیار اور عہد و پیمان
کے کل اختیار کام کا فرلیبہ کے سپرد کیا گیا فرلیبہ اچھی سلیقہ مندی اور کمال اخلاص
سے سرانجام ہر امر کا کرتا اور روز بروز سبب حسن خدمتی کے عہدہ و قدر
کا بڑھتا جاتا تھا اما بادشاہ دوستو جدا کرتا تھا آخر ہر کمال کو زوال
ہے عروج دیکھ کر بادشاہی مقاحبت فرلیبہ کے پیچھے پڑے اور
اس بات کے درپے ہوئے کہ کوئی تہمت فرلیبہ پر ایسی لگائی جاوے

کہ یہ خراب ہو کر اپنے عہدے سے خارج بلکہ جان پر آبنے ایک دن بہ صلاح
باہمی سب نے متفق ہو کر گوشت بادشاہ کے ناشتہ کا چورا کر قرلیہ کے
گھر میں پوشیدہ کرا دیا صبح کو سب درباری معمول کے موافق دربار میں حاضر
ہوئے بادشاہ قرلیہ کے آنے کا منتظر اور قرلیہ کسی کام کو چلا گیا تھا
اس لئے اوس دن اوسکے آنے میں دیر ہو گئی یہاں تک کہ وقت
بادشاہ کے ناشتہ کا آپہنچا اور بھوک نے غلبہ کیا ہر چند تلاش ہوئی
مگر نملا بادشاہ بہ سبب بھوک کے نہایت غصہ میں آیا ایک نے موقع دیکھ
کر کہا کہ کیا کہا جائے اگر نہیں کہتے تو نمک حرام بنتے ہیں اور جو کہتے ہیں اپنی جان
کا ضرر ہوتا ہے کامجو نے کہا نمک خوار قدیم اور مصاحب ندیم اسیواسطے
ہوتے ہیں کہ جس میں اپنے مالک کی بھلائی دیکھتے ہیں بے خوف کہہ دیتے
ہیں لہذا اصرار بسیار کے عرض کی کہ حضور کے ناشتہ کا گوشت قرلیہ چورا کر
لیگیا دوسرے نے کہا کہ ایسی امور میں احتیاط ضرور ہے شاید کسی نے بہ سبب
دشمنی کے بہتان لگایا ہو تیسرے نے کہا کہ کچھ کیا سمجھو وہ بجا ہے قرلیہ بڑا
امانت دار ہے کسی جانور کو نہیں ستاتا چوتھے نے کہا کہ اگر گوشت قرلیہ کے
گھر میں نکل آیا تو اور باتوں کی بھی تصدیق ہو جائیگی ورنہ جان لینگے کہ یہ سب اس
پر افترا تھا کامجو نے کہا کہ لوگ اوسکے حق میں کیا کہتے ہیں ایک شخص بولا کہ
لوگ اوسے بڑا خائن اور فریبی جانتے ہیں اگر یہی حال واقعی ہے تو جلد اپنی
سزا کو پہنچیگا دوسرے نے کہا کہ میرے شبہ کی بھی تصدیق ہو جائیگی تیسرا
بولا کہ میں نے یہ سب حال اول ہی بیان کر دیا تھا کہ افعال اسکی اس طرح کے بڑے
ہیں کہ اسکا فلان فلان گواہ ہے چوتھے نے کہا کہ افسوس باوجود لاف زنی
و دعوے تمیزی کے ایسی حرکت کر لی بڑی شرم کی بات ہے پانچویں
نے کہا سوچو تو جب ایسی خفیف اور سبک چیزوں میں دست اندازی کی تو بڑے
بڑے مقدمات میں کیا کچھ نکیا ہوگا جب دیکھا کہ بادشاہ کے دل میں کچھ دغدغہ

پیدا ہوا تو ایک نے دست بستہ خیرخواہانہ عرض کی کہ اگر یہ سچ ہوئی تو اوس بیچی
خیانتین ضرور اوسکے ذمہ ثابت ہونگی دوسرے نے کہا کہ کسی کی غیبت اچھی
نہین خدانخواستہ اگر بادشاہ خانہ تلاشی کرائے اور گوشت قرلیہ کے گھر
سے نہ برآمد ہوا تو تمھارا کیا حال ہوگا تیسرے نے کہا کہ واقعی بات کو غیبت نہین
کہتے مین اسکا ذمہ دار ہون ممکن نہین کہ خانہ تلاشی ہو اور نہ نکلے چوتھے نے کہا
کہ اسنے چھپا ہوا اس اصرار سے کیا فائدہ اگر خیانت قرلیہ کی ظاہر بھی ہو جائیگی
تو وہ آپ کو ہر طرح چرب زبانی اور حیلہ گری سے بچائے گا اور اوسکے روبرو
کسی کی بھی نہ چلے گی شیر کا مزاج قرلیہ کی طرف سے بالکل پھر گیا اوسکو طلب
کیا وہ بیچارہ لرزان و ترسان خدمت مین حاضر ہوا شیر نے پوچھا کہ ناشتہ کا گوشت
کہان ہے اُس نے عرض کی کہ باورچی کے سپرد کردیا تھا جب اُس سے
پوچھا باورچی نے بھی بسبب سازش کے انکار کیا بادشاہ نے قرلیہ کی خانہ تلاشی
لی جو لوگ کہ گوشت وہان چھپا آئے تھے جا کر نکال لائے قرلیہ دیکھکر متحیر ہوا
اس عرصے میں ایک بھیڑیے نے بادشاہ سے عرض کی کہ اب خیانت قرلیہ
کی بخوبی معلوم ہو گئی جلد اسکو سزا دیجائے کہ اور ونکو موجب عبرت کا ہو گا کاتجو
نے تامل کیا پھر ایک سیہ گوش بولا کہ مجھو اس کیدڑ کی نمک حرامی پر تعجب نہین
آیا بلکہ تعجب اسکا ہے کہ بادشاہ نے باوجود دریافت خیانت کے اوسکے قتل مین
توقف کیا اور بغیر سیاست کے انتظام ملک کا نہین ہو سکتا جیسا کہ سلطان بغداد
نے مصلحت عام کے واسطے اپنی محبوبہ کو قتل کیا تھا کاتجو نے دریافت کیا کس طرح
سیہ گوش نے بیان کیا۔ **حکایت** سلطان بغداد ایک حرم شکیلہ پر از
حد مفتون تھا حتی کہ امور سلطنت کی طرف بھی متوجہ نہین ہوتا تھا اسلیئے ملک
مین کمال بدانتظامی واقع ہوئی ایک رات خواب مین دیکھتا ہے کہ ایک بزرگ
فرماتے ہین کہ اب بھی ہوش مین آ اور کشتی سلطنت کو گرداب خرابی سے
نکالنا چاہئیے
دیا اُسنے ہرچند چاہا اور تدبیر کی لیکن اُس سے مفارقت کی کوئی صورت نہین

ہوئی آخر کو ایک وقت دجلہ کا تماشا دیکھتے ہوئے محل سے گرادیا اور فوراً اوسکا
کام تمام ہوگیا تب بیفکر انتظام ملک مین مصروف ہوا - خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ
سلطان نے واسطے آسایش مخلوق کے ایک بیگناہ کو مارا تو اس گنہگار کو جسکے
سبب سے ہزارون جانین عذاب مین ہین بدرجہ اولی قتل کرنا چاہیے کامجو اس تقریر
سے اور برہم ہوگیا قرلیہ سے کہا کہ تجھے جو کچھہ عذر ہو بیان کر قرلیہ نے کڑے
جواب دیئے اور سخت گفتگو کی شیر نے جھوٹ کی جھانجھہ مین حکم قتل کرنے کا
دیا جب قرلیہ کو قتل کرنے لیچلے اوسوقت شیر کی مان یہہ حال سنکر شیر کے پاس
آئی اور کہا کہ کس قصور پر قرلیہ کے قتل کا حکم دیا ہے شیر نے سب قصہ بیان کیا
شیر کی مان نے کہا کہ سوچ سمجھکر کام کرنا حکیمون نے کہا ہے کہ آٹھہ چیزین آٹھہ
چیزون سے حاصل ہوتی ہین - آبرو عورت کی خاوند سے عزت لڑکے کی ماباپ سے
عقل شاگرد کی اوستاد سے قوت لشکر کی لشکرکشی سے بزرگی درویشون کی پرہیز
گاری سے آرام رعیت کا بادشاہ سے اور انتظام ملک کا عدل سے رونق عدل
کی عقل سے اور دور اندیشی سے پس چاہیے کہ بادشاہ جو کام کرے اپنی عقل دور
اندیش سے پہلے صلاح لے اور بڑھکر اس معاملہ مین دو چیزین ہین ایک پہچاننا
حال سپاہ و رعیت کا کہ انکو بقدر حوصلہ کے عہدہ دینا اور کام سپرد کرنا دوسرے
اہلکارون کی چغلی اور تہمت لگانے کا خیال رکھنا کہ اکثر ایک دوسرے کو واسطے ترقی
اپنے درجے کے متہم کرنا اون کی عادت ہے اگر ان باتون کا خیال نرہیگا بڑے
بڑے خلل سلطنت مین پڑجائینگے قرلیہ کے کام مین جلدی مت کرو اوسکو مین
نصیحت خیرخواہ جانتی ہون کسی کے کہنے کو مت سن شیر نے کہا مین نے پہلے
...ے کا خیال بھین کیا بلکہ اسکی خود چوری پکڑی گئی شیر کی مان نے کہا کہ اسکو یقین
صادق نہین سمجھتے یہہ سمجھ کی بات ہے اور اتنا سا قصور اس قابل نہین کہ
اسکی تمام خیرخواہی اور نمک حلالی کو برباد کرے جان سے بیجان کرے عقل کب
قبول کرتی ہے کہ ایسا شخص اتنی ذرا سی چوری کرے اور اس عرصہ مین کبھی

لکھتے ہین دریافت کیا جاوے اور یہہ بھی پوچھا جاوے کہ آیا مدت سے قیرلسہ نے گوشت
کھانا چھوڑ دیا ہے یا نہین اگر اسکا اقبال کرین کہ ہان چھوڑ دیا ہے تو پھر اوسپر تہمت گوشت
کے چوری کی لگانی اور گوشت کھانے والون کو بچانا خلاف عقل ہے یقین کامل ہے کہ وہ آخر سچ
سچ حال بیان کر دینگے القصہ کامجو نے اسیطرح تحقیقات کی اوسمین بعض بعض نے حال واقعی بیان کر دیا
دوون نے بھی اقرار کیا قیرلسہ کی بیقصوری ثابت ہوئی کامجو نے حکم دیا کہ ان بدمعاشون کو سزا دے
سمنت دیجاے شیر کی مان نے کہا کہ ان لوگون کو امان دی ہے اوسکے خلاف کرنا مناسب نہین ابھی
کاؤ منتکر کہ ایک عمل تجربہ بیچہ حاصل ہوا کہ کیسی بات برائی کی سنی بہت سے جھوٹ ایسی ہوتے
ہین کہ ظاہر مین سچ معلوم ہوتے ہین اور بہت سے لوگ برائی کی باتین بھلائی کے پردے مین
گڈے گرتے ہین غرض یہہ ہے کہ ہر بات تھوڑی ہو لیکن اوسے عقل سے سمجھے اکثر جگہ دیکھا گیا کہ
تھوڑی سی چیز رفتہ رفتہ بڑھ جاتی ہے کہ پھر اوسکا تدارک نہین ہو سکتا اور بچھو سے بڑے بڑے دریاون
گنگا جمنا کو کہ اصل انکی چھوٹے چھوٹے سے چشمے ہین لیکن ہر جگہ سے بڑہ ملکی نواب گذرنا اونسے بغیر
کشتی کے ممکن نہین شیر نے یہہ نصیحت سنکر مان کی بہت شکر گذاری کی اور پوچھا کہ اب بغیر دلیل
اور بے تحقیقات کامل کے کیسکو سزا دونگا شیر کی مان نے کہا کہ جو کوئی کیسی مطلب کے واسطے تجربہ
ہو وہ اون آٹھ گروہ مین سے ہے جنکے ملنے سے بزرگون نے منع کیا ہے اور اونکی صحبت کو برا سمجھا شیر نے
پوچھا کسطرح اوسکی مان نے کہا کہ حکیمون کا مقولہ ہے کہ آٹھ قسم کے لوگون سے ملنا اور آٹھ قسم کے ملنے کے لوگ
پھرتے ہین اول وہ کہ کسیکا احسان نمانے اور کفران نعمت کرے اپنے ولی نعمت کی ناشکری کرتا ہے
دوسرا جو بلاسبب غصہ کرے اور زیادتی غصہ کے اپنے آپ مین نہ رہے تیسرے وہ جو خالق اور خلق
کے حق اپنی بڑی عمر کے گھمنڈ مین بھول جاتے ہین چوتھے مکر اور فریب جسکی نظر مین سہل معلوم
ہون پانچوین چھچھورا اور بے حیا ہوتے چھٹے بے حیا اور شوخ چشم ساتوین جسکی عقل پر حرص
اور لالچ غالب ہو آٹھوین بے سبب لوگون سے بدگمان ہو اور جن لوگون کی صحبت غنیمت
جانے وہ بھی آٹھ قسم کے ہین اول جو کسی کا احسانمند اور شکر گذار ہو اور حق نہ بھولے
دوسرے وفادار سون جو حق دوستی کا کسی بھلائین علیسے رعایت کرے اور
دوست گنہگار یعنی قول حال مین تعظیم اور بڑائی ہر شخص کے انداز کے موافق رعایت رکھے

مقدمہ اعلان سے تو جھوٹ جاوینگا بادشاہ کو اسکی رائے پسند آئی اور قصور سے درگذرا اور سرفراز کیا غرض اس سے یہ ہے کہ بادشاہوں کو ہمت عالی معقول ہے آپ نے تھوڑے سے غصہ مشتبہ پر سرپے قتل کا حکم دیا بادشاہ نے کہا کہ درست تیری تقریر ہے لیکن نہایت سختی سے قرلیہ نے کہا کہ سچی بات اگرچہ ظاہر میں کڑوی اور بری معلوم ہوتی ہے لیکن نتیجہ اور پھل اوسکا اچھا ہوتا ہے جو سچ بات کا برا مانے وہ عاقل نہیں اس سے میری یہ مراد نہیں کہ بادشاہ پر قصور عقل اور خطا کا ثابت کروں بلکہ خیر خواہوں کیلئے سیکڑوں حاسد نکلتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ دروغ کو فروغ نہیں ہوتا سکر کی جاہیے کہ مجھے تجربہ تازہ حاصل ہو گیا تو بیفکر رہ قرلیہ نے کہا کہ اب اونکی بدگمانی دور کرنی ایک بات اور رہ گئی ہے اوسکا خوف باقی ہے بادشاہ نے فرمایا وہ بھی کہہ قرلیہ نے کہا کہ آپ نے کہدیں کہ قرلیہ جس وقت سے اس مہلکہ سے نکل گیا ہے ویسے انتقام ہے اور اسکی بے شک عزت کا بدلا کیا چاہتے ہیں آدمی کو ان تین شخصوں سے احتیاط ضرور ہے **اول** دوست جفا دیدہ سے **دوم** جسکا منصب چھین لیا ہو **سوم** جس نے دشمن کا مرتبہ اس سے زیادہ بڑھا دیا ہو کامجو نے کہا کہ اسکے بچاؤ کی کیا تدبیر ہے قرلیہ نے کہا کہ عاقل کے نزدیک بعد قصور کے سزا کا ہو جانا مالک اور مطیع کے صفائی کا باعث ہے کامجو نے پوچھا کہ ملازموں کی بدگمانی کتنی وجہ سے ہوتی ہے قرلیہ نے کہا تین وجہ سے **ایک** جو مقصود مرتبہ ہی کم ہو جائے **دوسرے** حاکم کی کم توجہی سے دشمن اوسکا ہو جائے **تیسرے** حاکم کی بے التفاتی سے مال و جاہ جاتا رہیگا کامجو نے کہا کہ پھر اسکا تدارک کس طرح ہو قرلیہ نے کہا کہ اس طرح انکا تدارک ممکن ہے کہ مالک کی رضامندی جس طرح ہو سکے حاصل کرے یہ تینوں باتیں اوسکی تو یہی حاصل ہو جائینگی سو جان بچے ہزار پائے اور حضور نے اس ناچیز کی جان بخشی کی تو اس سے بڑھکر کونسی نعمت ہے جسکی شکرگذاری کیجائے مجلد سے اس عطیہ کبریٰ کے امیدوار ہوں کہ اس طرح مشرف جنت سے بھی مشرف فرمایا جاؤں کہ گوشہ عافیت میں دعاء دولت میں مصروف ہوں کامجو نے کہا کہ میری رضامندی مطابق دستور کام کرنے میں ہے اور تیرا حال خوب معلوم ہو گیا کہ مہربانی کے وقت اخلاص سے پیش آتا ہے اور تکلیف و صدمہ کے وقت ثابت رہتا ہے قرلیہ نے کہا کہ ظاہرا احتیاط مقتضی ان عذرات کی تھی اور جو کہ سعادت دارین حضرت کی رضامندی میں ہے اور رضامندی حضرت کی اسی میں ہے تو لنعم البدنیت با تحیر

ایک تلوار میں کام اوسکا تمام کیا اور کھال لیکر سوار چلدیا وہ بھی سو قدم چلا ہوگا کہ گھوڑا اوسکا
ٹھوکر کھا کر گر پڑا سوار اسکی صدمہ سے مرگیا اب سیہ گوش کو کمال تجربہ حاصل ہوا اور
شیر کے پاس جا کر رخصت چاہی شیر نے کہا کہ بلا سبب ترک خدمت شاہی کرنی مناسب
نہیں سیہ گوش نے کہا کہ میں عرض نہیں کر سکتا ہوں خوف جان سے شیر نے سیہ گوش
کی تشفی کر کے فرمایا کہ تیری جان تجھکو بخشی بلا خوف بیان کر سیہ گوش نے کہا تو ظلم دوست
ہے اور تیرے دل میں مخلوق کا ایذا دینا سما گیا ہے مجھے اسکا از حد اندیشہ ہے شیر نے کہا کہ تجھپر
پر تو کچھ ظلم نہیں ہوا پھر تو کسواسطے ڈرتا ہے سیہ گوش نے کہا کہ دو سبب سے ایک مجھمیں ظلم
دیکھنے کی طاقت نہیں اور جو اہل دل ہیں وہ اسکو کبھی گوارہ نہیں کرتے دوسرے خوف ہے
کہ مبادا اسکے وبال میں تیرے ساتھ میں بھی نہ گرفتار ہو جاؤں شیر نے کہا کہ برے عملوں کی سزا
اور نیک عملوں کی جزا تجھے کہاں سے معلوم ہوئی سیہ گوش بولا کہ جسکو پروردگار نے عقل
دی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جو جیسا بوئے گا ویسا کاٹے گا اس دنیا کو پہاڑ سے تشبیہ دیتے
ہیں کہ جیسی آواز دوگے ویسا ہی جواب پاؤگے اور آج میں نے صفت مکافات آنکھ سے
دیکھی ہے چنانچہ قصہ مفصل جو گزرا تھا جوہے سے لیکر سوار تک بیان کردیا کہ نتیجہ برائی
کے ساتھ برائی کا ہوتا ہے شیر نے اوسکی تقریر پر کچھ التفات نکیا سیہ گوش نے بمصداق
اسکے ع نہیں کچھ کارگر ہوتی ہے ناں خار خارا پر۔ نصیحت بیفائدہ سمجھکر شیر کی خدمت
سے کنارہ کیا اور ایک جھاڑی میں چھپ رہا شیر نے کمال غصہ سے ہر چند اوسکو
تلاش کیا نہ ملا ناگاہ نظر اوسکی ایک ہرنی پر پڑی جو دو بچے لیئے ہوئے چر رہی تھی شیر
اون بچوں پر جھپٹا ہرنی شیر کو دیکھکر بڑی عاجزی سے گڑگڑائی اور عرض کرنے لگی
کہ اے بڑے بادشاہ جانوروں کے ان بچوں پر معافی بخشی کر مجھے ان کی مفارقت میں
مت کڑھا آخر تیرے بھی بچے ہیں خدا انکا بدلا تیرے آگے لائیگا شیر نے اوسکی زاری
پر کچھ خیال نہ کیا اور ان دونوں بچوں کا لقمہ کر گیا ہرنی یہ ماجرا دیکھکر سر پٹکتی ہوئی
روتی چلاتی جنگل میں پھرنے لگی ناگاہ اوسکو وہی سیہ گوش مل گیا اوسنے مصیبت
درد دلکی کہہ سنایا اور بہت آہ و زاری کی سیہ گوش نے اوسکی تسلی کر کے کہا کہ کچھ اندیشہ

مت کر تھوڑے عرصے میں اس ظلم کا بدلا تو بھی دیکھیگا اتفاقاً شیر کے دو بچے تھے جب
شیر نے ہرنی کے بچوں کا قصد کیا تھا تو اوسیوقت ایک صیاد کا گذر شیر کے مسکن پر ہوا تھا
اودھر شیر نے ہرنی کے بچے مارے اودھر صیاد شیر کے بچے مارکر اونکی کھال لیکر چلدیا شیر
اون بچوں کو کہا کر جب گھر آیا تو اپنے بچوں کا یہ حال دیکھا دھاڑیں مار مار کر رونے لگا
شیر کے پڑوس میں ایک گیدڑ رہتا تھا نہایت پرہیزگار وہ تعزیت کیلئے شیر کے پاس
آیا اور سمجھایا کہ بے صبری کرنیسے کچھ حاصل نہیں جو ہونا تھا سو ہوا آخر کب تک روئیگا شیر کو گیدڑ کے سمجھانے سے کچھ
تسلی ہوئی اور ہوش میں آیا جب گیدڑ نے اوسکو اپنی طرف مخاطب دیکھا تو کہنے لگا کہ اسکے
بادشاہ ہر ابتدا کی انتہا ہے اور ہر آغاز کا انجام مقرر ہے جس وقت اوسکی مدت پوری ہو
جاتی ہے پھر ایکدم کی مہلت نہیں ہوتی ہر وقت اوسکی قضا پر راضی رہنا چاہئیے اور
رونا اور واویلا کرنا بیفایدہ وقت کا ضائع کرنا ہے شیر نے کہا کہ یہ بلا کہاں سے نازل ہوئی گیدڑ
نے کہا کہ یہ بلا جو تجھپر نازل ہوئی یہ اوسیکا نتیجہ ہے جیسا اوروں کے ساتھ تو نے کیا اوسی قسم
اسکا بدلا تجھے دیا اور تیرے ہی اعمال کی مکافات ہے تیرا قصہ مثل قصہ ایک لکڑی فروش
کا سا ہے شیر نے پوچھا کسطرح گیدڑ نے بیان کیا ۔ حکایت اگلے زمانے میں ایک ظالم تھا
جو غریب لکڑی بیچنے والوں کی لکڑیاں بزور لیا کرتا اور اپنی ٹال پر بڑی قیمت سے بیچا کرتا ایک دن
اوسنے ایک فقیر کی گٹھڑی بزور لی اور بہت کم دام دئے اوس فقیر نے آسمان کی طرف ہاتھ
اٹھا کر بد دعا کی اوسی رات کو اوسکی لکڑیوں کی ٹال میں آگ لگ گئی اور اوس آگ نے
اوسکو گھر اور سامان کو جلا کر خاک کر دیا صبح وہ اپنے بستر پر بیٹھا کہنے لگا کہ نہیں معلوم یہ
آگ کہاں سے آگئی اتفاقاً ایک صاحبدل وہاں کھڑے تھے اونھوں نے کہا کہ یہ مظلوموں
اور فقیروں کے دل کی آگ ہے نظم بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید ۔ اور یہ اسواسطے بیان کیا کہ جیسا تو نے اوروں کے
بچوں کے ساتھ کیا ویسا تیرے بچوں کے آگے آیا اب جیسا اونھوں نے اپنے بچوں پر صبر
کیا ہوگا تجھے بھی صبر لازم ہے شیر نے کہا اے یار مہربان اور بھی کچھ کہہ گیدڑ نے کہا کہ تمہاری عمر
کی کسقدر ہے کہا چالیس برس کی گیدڑ نے پوچھا کہ اتنی مدت میں آپ نے کیا کھایا کہا گوشت

جانوروں کا گیدڑ نے کہا کہ جبکا آپ نے گوشت کھایا آخر اونکے بھی ماں باپ اور اقربا ہونگے اور
اونھوں نے بھی کیا کیا آہ و زاری اونکی مفارقت مین نکی ہوگی اگر تو اونکو نستاتا تو تجھے
بھی آج یہہ دن نصیب نہ ہوتا اب بھی سنبھل اور ایکو دکھہ نہ دے شیر کو باتین گیدڑ
کی بھلی معلوم ہوئین اور جانا کہ عمر کو مفت خوشی آمدیون کی چاپلوسی اور مستی مین
گذارا اب جو کچھ باقی رہی ہے رضائے الہی مین گذارون تو اچھا ہے شیر نے یہ سوچ
کر یک لخت گوشت کھانا اور جانورون کو ستانا چھوڑ دیا اور میوہ جات پر قناعت
کرنے لگا جب گیدڑ نے دیکھا کہ شیر اسیطرح میوہ کھائیگا تو تھوڑے عرصے مین میوون سے
جنگل خالی ہو جائے گا یہ سوچ کر شیر سے پوچھا اب کیا حال ہے شیر نے کہا کہ مخلوق کی ایذا
رسانی چھوڑ کر میوون سے گذر اوقات کرتا ہون گیدڑ نے کہا کہ اسمین زیادہ ایذا رسانی
مخلوق کی ہے کہ جن جانورونکی خورش میوہ ہے اون کی قوت یکسالہ کو آپ ایک ہفتہ
مین نوش کر جاتے ہین آخر وہ بھی بھوک سے مرینگے یا نہین پھر وبال اوسکا کسکی گردن
پر پڑے گا اور مین ڈرتا ہون کہ آخر تیرا حال ایک بد جانور کیطرح ہو شیر نے پوچھا کس طرح
گیدڑ نے کہا۔

حکایت

ایک بندر دنیا سے کنارہ کر کے جنگل مین رہا کرتا تھا وہان بجز انجیر کے اور کوئی میوہ دار
درخت نہ تھا اسلئے اوسی پر اوسکی گذر اوقات تھی اتفاقاً وہان ایک بد جانور وارد
ہوا اور بندر کو دیکھکر کہنے لگا کہ مین بھوکا ہون مہمان نوازی چاہئے بندر نے کہا کہ اگر پہلے

سے اسکی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو سامان مہمانداری بخوبی کیا بدجانور نے جواب دیا
کہ دوستی میں تکلف کی حاجت نہیں جو کچھ موجود ہو لائیے بندر نے ناچار درخت کو ہلایا جو
انجیر گرے بدجانور لقمہ کر گیا اور کہا بہت بھوکا ہوں اور عنایت کیجئے اسیطرح کئی درخت سے
انجیر کھا گیا جب بندر نے ناچار ہو کر کہا کہ اب زیادہ بیمروتی نہ چاہئے تو اسنے ایک پھلی کی
خورش تھوڑی دیر میں تمام کی اور ہنوز بھوکا ہے بدجانور بکمال غصہ سے اوسی درخت پر
بندر کے سزا کیواسطے چڑہنے لگا جسکی بوجہ سے ڈالی ٹوٹ پڑی اور بدجانور گر کر مر گیا
یہہ داستان اسلئے بیان کی کہ تو بھی دوسروں کی حق تلفی کرتا ہے اسیطرح وبال میں
گرفتار ہوگا اور جنکو اذیت پہنچے گی وہ دشمن تیرے اور تیری اولاد کے ہو جاینگے جب
شیر نے یہہ گفتگو سنی تو میوہ کہانے سے بھی توبہ کی گہاس پھوس پر گذران اور عبادت
کرکے خالق کی عبادت میں مشغول رہا خلاصہ اس بات کا یہہ ہے کہ کسیکو ایذا اور آزار
نہ دے دنیا دار مکافات ہے جیسا کوئی کسیکے ساتھ کریگا ویسا ہی اوسکے پیش آویگا

باب یازدہم

اپنے اندازے سے بڑھکر طلب کرنیکی برائیوں میں

رائے دابشلیم نے حکیم بیدپا سے کہا کہ جو شخص اپنی حد سے بڑھکر قدم رکہے اور وہ کام کرے
جو اوسکے حال کے مناسب نہو نتیجہ اوسکا کیا ہوگا حکیم نے کہا کہ ہر شخص کو اوسکے لائق
حال اور استعداد فطری کے قابل کام عنایت ہوا ہے عاقل کو چاہئے کہ اوسی عمل کو
کمال پر پہنچائے اور اپنے حوصلے سے بڑھکر کوئی کام نکرے اور زیادہ ہوس میں نا
مناسب اپنے مقام کے داستان فقیر گوشہ نشین اور مہمان لوبھی کی ہے رائے
نے پوچھا کسطرح حکیم نے کہا حکایت قنوج میں ایک فقیر تہا گوشہ نشین اکثر مسافر و
صادر و وارد کیخدمت کیا کرتا اتفاقاً ایک مسافر آیا اوس سے فقیر نے پوچھا کہ آپ
آنا کہاں سے ہوا اور کدھر جاؤگے مہمان بولا کہ میں رہنے والا ملک فرنگ کا ہوں ان

کا پیشہ کرتا تھا اوسی زمانے مین ایک کرشن سے دوستی تھی ایک دن اوسنے فائدے زمینداری
کے اسطرح بیان کئے کہ میرا جی سنکر کھیتی کرنے پر لوٹ پوٹ ہوگیا تھوڑے عرصے مین نان
بائی کا پیشہ کو چھوڑ کر زمینداری کا سامان بیل ہل بہم پہنچایا ایک درویش صاحب کمال نے
جو میرے پڑوسی اور میرے حال پر نظر توجہ رکھتے تھے مجھے بہت ملامت کی اور سمجھایا کہ تو نے
نصف عمر برباد کی جب اس پیشہ مین تجھکو فی الجملہ مہارت حاصل ہوئی اب اور نصف
عمر اسمین صرف کریگا تب فن کاشتکاری سے واقف ہوگا غرض تمام عمر اسی کشمکش مین
کٹے اس سے یہی بہتر ہے کہ زیادہ طلبی نہ کر اور قدیمی پیشہ کو مت چھوڑ ورنہ تیرا حال مثل کلنگ
کے ہوگا نان بائی نے پوچھا کسطرح درویش نے کہا **حکایت** ایک دھوبی دریا کنارے
کلنگ کو دیکھا کرتا تھا کہ وہ ہر روز کیچڑ کے کیڑون سے گذر اوقات کرتا تھا ایک روز کلنگ
نے باز کو شکار کرتے ہوئے دیکھا تو اس نے بھی براہ ہوس جانورونکا شکار کرنا چاہا دھوبی
نے فراست سے دریافت کر لیا کہ یہ اس گھات مین ہے اتفاقاً کلنگ نے ایک کبوتر پر جست کی
وہ تو ہاتھ نہ آیا مگر یہ کیچڑ مین پھنس گیا دھوبی نے باآسانی اوسکو پکڑ کر گھر کا راستہ لیا
غرض بیان اس سے یہ ہے کہ جو کوئی اپنا کام چھوڑ کر دوسرے کا پیشہ اختیار کرے گا اوسکا
بھی یہی حال ہوگا چونکہ حرص مجھپر غالب تھی مین نے ایک نہ سنی اور سب سامان نقد و
جنس بیچکر کھیتی مین لگا دیا جب کچھ پاس نہ رہا تھوڑے دنون مین اہل و عیال پر فاقہ کشی
ہونے لگی اب مین سوچا کہ بڑی غلطی جو نصیحت درویش کی نہ مانی پھر کچھ قرض دام
لیکے از سر نو دکان جاری کی اوسپر ایک معتمد مقرر کیا اور مین بھی ہر روز کبھی کھیتی کی
نگہبانی کو جاتا کبھی خانہ داری کے کامون مین مشغول ہوتا جب دو مہینے اسطرح
گذرے دکان کے مہتمم نے خیانت کی اور کھیتی بسبب آفت آسمانی کے برباد ہوگئی آخر
[illegible] اسنے الحمد ایک درویش نے میرا یہ حال سنکر بہت افسوس کیا اور کہا
تیرا حال مطابق اس حکایت کے ہے **حکایت** ایک شخص کے دو جورو تھین
ایک بڑھیا اور دوسری جوان جب یہ جوان کے گھر جاتا تو وہ اوسکے ڈاڑہی کے سفید
بال اکھاڑ ڈالتی کہ مبادا بسبب سفیدی کے بڑھیا سے رغبت کرے اور جب یہ بڑھیا

کے ہان رہتا تو وہ اسی غرض سے سیاہ بال نوچ ڈالتی اس مرد کی یون سب ڈاڑہی
برباد ہوگئی اسیطرح تونے بہی کچہ پوچہی تو کہتے ہین کہ کوئی باقی دوکان مین ڈبولی جسکے
حال قرض خواہ ہونکو معلوم ہوا اتفاقا شروع کیا مین نے تہوڑے روزون اونکو دم جہانسے
مین ٹالا مگر جب نہایت تنگ ہوا روپوش ہوکر غربت اختیار کی اور ایک عرصے تک دور
دراز ملکونمین پہرتا رہا بعد مدت کے معلوم کیا کہ اہل و عیال نے قضا کی اور رہا بدا و باقیماندہ قرض
خواہ قابض ہوگئے دل سے ناامید ہو لقمہ ہر کہان لالی فقیر نے یہ قصہ سنکر تسلی دی
اور کہا کہ اگرچہ تونے تکلیف بہت اوٹہائی لیکن کئی تجربہ بہی حاصل ہوگئے امیدوار ہون
کہ تہوڑے دنون یہین قیام کیجیے۔ مینے مہمان وہان رہا اور اسکی صحبت کو مغتنم جانا فقیر
زبان عبری مین اپنے خدام سے بکمال فصاحت گفتگو کیا کرتا تہا مہمان اگرچہ زبان عبری
سے مطلق آگاہ نہ تہا مگر فصاحت اس زبان کی اسکو بہلی معلوم ہوئی آخر نہ رہ سکا
فقیر سے زبان عبری حاصل کرنے کا سوال کیا فقیر نے کہا کہ مجہے زبان کے سکہلانے مین
کچہ عذر نہین لیکن زبان عرب اور عبری مین کمال منافرت ہے ایسا نہ ہو کہ زبان
عبری نہ آسکے اور بسبب عدم مزاولت و شدت محنت سے زبان اصلی بہی ہاتہ سے جاتی رہے
فرنگی نے کہا جو کوئی کسی چیز کے طلب کرنے مین قدم رکہے اوسکو تکلیفین اور محنتین سہنے سے
ڈرنا نہچاہیے کہو شعر کعبہ مقصود کے وادی مین جب رکہا قدم ؛ فکر کیا ہے گر کرین
خار مغیلان سرزنش ؛ اور طلب علم سے دونا فائدہ ہے اگر حاصل ہوا فبہا والا
خالی ثواب سے نہین اور یہ بہی ممکن ہے کہ جسکام مین کوشش کیجائے حاصل ہو اور تہوڑا
حاصل ہو یا علم کا بہی صحبت ہے دیکہو ایک صیاد بسبب شرکت ایک لقلق کے
مالا مال ہوگیا فقیر نے پوچہا کسطرح مہمان نے بیان کیا حکایت ایک شخص
صیادی سے اپنا اور اہل و عیال کا گذارہ کیا کرتا تہا ایک دن جال لگائے ہوئے
وہ دور بیٹہا ہوا اک کمین مین تہا اور قریب تہا کہ دو تین جانور اسمین گرفتار ہون اسی
عرصے مین دو طالب علم بحث کرتے ہوئے وہان سے گذرے اوسنے دور سے
اون طالب علمون کو کہا کہ آپ خاموش یہان سے چلے جائین اونہون نے ایک نہ

پائی آخر بعد ردوبدل کے یہہ تجویز قرار پائی کہ درصورت گرفتاری جانورونکے صیاد دو
جانور اونکو دے الغرض تین جانور اوسمین پھنسے صیاد نے مجبور ہوکر دو انکو دئے اور
کہا کہ اسکے عوض مین بتائیے جس مسئلے کی آپ تقریر کرتے ہین وہ مجھے بتائیے طالب علمون
نے کہا کہ میراث خنثی مین گفتگو کرتے ہین اور خنثی وہ ہے کہ نہ مرد ہو نہ عورت صیاد
نے اس لفظ کو یاد کرلیا دوسرے روز جال لیجاکر دریا مین ڈالا اور ایک نئی قسم کی
عجیب مچھلی پکڑکر بادشاہ وقت کے نذر کی شاہ نے اوسکو کمال خوشی سے ایک ہزار
روپیہ انعام کے دلوائے وزیر خاص نے عرض کی کہ صیاد بہت ہین اور دریا مین
مچھلیون کی کمی نہین جب فی مچھلی یہ انعام ہے تو یقین کہ تھوڑے عرصے مین خزانہ
مچھلیونکے اخراجات مین دریا برد ہو جائیگا بادشاہ یہہ سنکر سوچ مین
گیا اور کہنے لگا کہ اب زبان بدل نہین سکتا وزیر نے عرض کی کہ حضور اس سے
دریافت فرمائین کہ یہہ مچھلی نر ہے یا مادہ درصورت بتلانے نر کے مادہ طلب
کرین اور مادہ کہنے پر نر منگائین جب وہ اوسکا جوڑا لانے سے عاجز ہوگا تو
بہت تھوڑے انعام پر اکتفا کریگا بادشاہ نے اسیطرح دریافت کیا صیاد
کو وہ لفظ یاد تھا عرض کی کہ حضور یہ خنثی ہے بادشاہ نے اس حاضر جوابی
کے بدلے ایک ہزار روپیہ اور انعام دلوایا غرض اس سے یہ ہے کہ ایک لفظ نے
یہ فائدہ بخشا چہ جائیکہ علم تیتر نے بگلے کو زبان عربی سکھلانی شروع کی ہرچند
کوشش کرتا تھا لیکن وہ الفاظ اسکی زبان پر جاری نہ ہوتے تھے ایکدن کہنے لگا
کہ تو ناحق اس رنج بیہودہ مین پہنسا ہے اپنے باپ دادا کی چال چھوڑکے
اور دوسرونکا طریقہ اختیار کرنا خلاف عقل ہے تیتر نے کہا کہ تقلید ناپسندیدہ
سے سیکڑون مفسدے راستے تقلید کے سبب پیدا ہوتے ہین تیتر نے
کہا کہ تیری تقریر واقعی ہے لیکن میرا کلام اتنا ہی ہے کہ تیری یاد پر مجھی اعتماد نہین
مبادا تیرا حال مثل اوس کوئے کے ہو کہ ع بہولے اپنی بہی کو آ چلا جو ہنس کی
چال ‡ آخر کو لاحاصل رنج اٹھانا ہوگا سب سے زیادہ نادان وہ ہے کہ جو

کام اسکے لائق نہ ہو اوسے کرے ابھی تک تجھے نصیحت کارگر نہیں ہوئی کہ نان بائی کا پیشہ چھوڑ کر کھیتی اختیار کی جسکے باعث ٹوٹا پایا گھر گنوایا اسیکڑوں صدمے خدا کے اٹھائے یہاں تشریف لائے ہرچند فقیر نے نصیحت کی مگر فقیر کی نے ایک نہ سنی جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے عرصے میں بہ سبب استعمال کرنے اپنی زبان کے انگریزی بھول گیا اور زبان عبری بھی بہ سبب دقت الفاظ کے نہ آئی خلاصہ اس باب کا یہ ہے کہ جو کام اپنے حوصلے سے زیادہ ہوا سے نکر سکے ورنہ گانٹھ کا جوڑا جتھا کھوئے گا یا اس کا سرمایہ ڈبوئے گا حاکم کو چاہئے کہ ہر شخص کو اوسکے حوصلے کے موافق علم و ہنر سکھلائیں کیونکہ نہ اہل لوگ علم و ہنر سیکھ کر فتنہ اور فساد پیدا کرتے ہیں جو موجب بدنظمی ملک کا ہوتا ہے —

باب یازدہم

علم اور بردباری کے بیان میں

راے دابشلیم نے حکیم بیدپا سے کہا کہ بادشاہوں کے حق میں سب سے بہتر کونسی خصلت ہے علم یا سخاوت یا شجاعت - بیدپا برہمن نے جواب دیا کہ علم اور بردباری سخاوت اور شجاعت سے بڑھکر ہے اسلئے کہ شجاعت ہر وقت درکار نہیں اور سخاوت بھی ہر آدمی کا منہ نہیں ہوتا مگر بردباری و خوشخولی کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے اور ہر شخص کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے اگرچہ کچھ مکروہات اوسکو لاحق ہوں اہلکاروں سے کرے اور خود رفتہ ہو جائے غصہ فرو کرنا سب سے بہتر ہے اسواسطے اسکو بادشاہ دو ایک راست گفتار منہ پھٹ یعنی آزاد اپنے پاس رکھتے ہیں کہ شاید اگر از راہ بشریت کے غصہ ہو فتنہ سرزد ہو جائے تو وہ اوس حرکت سے روکیں مطابق اسکے ایک داستان لانے کی ہے دابشلیم نے پوچھا کس طرح بیدپا نے کہا حکایت ہندوستان میں ایک راجہ تھا اوسکے پاس کئی

چیزین ایسی تھین جنکے باعث اور بادشاہون پر اپنا فخر کیا کرتا تھا **اول** اوسکے دو
فرزند تھے ایک کا نام سنبل بمبی دوسرے کا ماہ خطی شکیل عقیل **دوسرے** بادشاہ
بیگم ایران دخت نام کہ باوجود کمال عفت و پارسائی کے حسن بیمثل رکھتی تھی اور عقل
بے مثل **تیسرے** وزیر بلار نام ہوشیار دیانتدار رعیت پرور **چوتھے** منشی بکیا سے
روزگار خوش رقم کمال نام **پانچوین** تین ہاتھی بہت سیکرو اور چالاک جسمین ایک
کا رنگ سپید تھا **چھٹے** دو اونٹ قوی ہیکل بزرو **ساتوین** ایک گھوڑا صبا رفتار
آٹھوین ایک تلوار تھی بے نظیر راجہ کو ہر ایک چیز لاجواب سے کمال الفت تھی اور
اکثر اوقات اونکو بنظر محبت دیکھا کرتا اور شکر الٰہی بجا لاتا برہمنون نے راہ راستی ترک
و حید سے پھیر کر بھٹکانا شروع کیا راجہ نے ہرچند اونکو سمجھایا لیکن اونکے خواستہ
نہ آیا راجہ نے بارہ ہزار برہمنونکو مروا ڈالا گھر بار لٹوا دیا باقی ماندون نے دوسرے ہو کر لیک
راہ راست اختیار کی مگر منتظر کینہ کشی کے رہے ایک روز بادشاہ نے رات دن
مین سات آوازین پیہم خوفناک سنین جنکی ہیبت سے چونک پڑا پھر سے بادشاہ
تو خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ دو مچھلیان سرخ رنگ کی دم کے بل کھڑی ہو کر اوسکو سجدہ کر
رہی ہین پھر چونک کر سو رہا غرض اسیطرح ایک رات مین اوسنے سات واقعہ ہولناک
دیکھے **دوسرے** دو بطین رنگین اور ایک قاز کہ پیچھے سے اوڑ کر آگے آپڑے اور یہ
بادشاہ کو دیدی **تیسرے** ایک سانپ ہرے رنگ کا جسپر نیلے اور سپید خال تھے
اوسکے پاؤن سے لپٹ رہا ہے **چوتھے** دیکھا کہ سر سے پاؤن تک خود خون مین لودہ
ہے **پانچوین** یہ دیکھا کہ سپید اونٹ پر سوار ہو کر جانب مشرق چلا جاتا ہے اور بجز
دو فراشونکے اوسکے ساتھ کوئی نہین **چھٹے** دیکھا کہ آگ اوسکے سر پر جل رہی
ہے **ساتوین** دیکھا کہ ایک جانور اوسکے سر پر چونچ مار رہا ہے اوسوقت بادشاہ
بے اختیار چلا اٹھا آواز سنکر خدمتگار اور پاسبان دوڑے بادشاہ نہایت
متفکر تھا کہ بغیر اون کے کس سے کہے آخر بغیر سوچے اونھین برہمنون سے
کیفیت خواب کی بیان کی برہمنون نے بادشاہ کو خائف دیکھکر عرض کی کہ یہ

خواب وحشت ناک ہے ہم سوچ کر اسکی تعبیر عرض کرینگے سب نے کہہ جا کر یاہم صلاح
کی کہ یہہ عمیں موقع ہاتھ آیا ہے پہلے سب مین اتفاق کیا اور ایک زبان ہوکر راجہ سے عرض کی کہ حضور
پر کچھہ حادثے آنیوالے ہین وہ دو مچھلیان حضور کے دونون فرزند ہین اور سانپ
جو آپکے پاؤن سے لپٹا ہے وہ پادشاہ بیگم ہے اور بطین رنگین دونون ہاتھی
ہین قاز بزرگ سپید ہاتھی ہے اور اونٹ راہوار اسپ خاص ہے اور دونون
فراش اونٹ ہین اور آگ جو سر پر چل رہی ہے بلار وزیر ہے اور مرغ جو پیچھے
سر پر مار رہا ہے کمال دبیر ہے اور خون جس سے بدن حضور کا آلودہ ہوتا ہے وہ
اثر تلوار کا ہے جو آپکے سر پر چلیگی اور تدارک اسکا یہ ہے کہ ان سب کو
تلوار سے مار کر اونکا خون ہم ایک جگہہ جمع کرین اور اسمین بادشاہ کو بٹھائین
اور وقت
ان پر کلمہ بلشانی اور بازو اور سینہ پر لگائین اسکو دہوکر روغن زیتون
ملوا کر ہمراہ اون کشتون کے دفن کر دینگے پھر حضور کی ذات بابرکات
پر کبھی کسی آفت نہ پہنچیگی راجہ یہہ گفتگو سنکر کمال غمگین ہوا اور برہمنون سے کہنے
لگا کہ انکو مار ڈالنے سے زندگی کا کیا لطف رہیگا شاید تمنے حکایت سلیمان علیہ
السلام کی نہین سنی برہمنون نے عرض کی کسطرح راجہ نے کہا **حکایت**
سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک فرشتہ پیالہ آب حیات کا لایا اور عرض کی کہ اللہ
تعالی فرماتا ہے کہ اگر ہمیشہ کی زندگی چاہتے ہو تو اسکو پی لو اور جو میری ملاقات
کا شوق ہے تو رہنے دو آپ نے فرمایا کہ بعد مشورے کے جواب دونگا اور حکم
دربار عام کا دیا جسوقت جن و انس وحش و طیور سب جمع ہو چکے تو دریافت
کیا کہ اب تو کوئی باقی نہین رہا عرض کی کہ ایک بگلا رہ گیا ہے آپ نے گھوڑے
کو حکم دیا کہ بگلے کو لاؤ گھوڑا بموجب حکم کے گیا لیکن بگلا نہ آیا پھر کتے کو حکم
دیا اوسوقت بگلا آیا حضرت نے فرمایا کہ گھوڑے کی ذات سب جانورون مین شریف
ہے کیون ہمراہ نہ آیا اور کتا نجس ہے اسکے ہمراہ آنیکا کیا سبب بگلے نے عرض
کی کہ گھوڑا باوجود شرافت کے بیوفا ہے اور کتا باوصف رذالت کے وفادار

حضرت اس تقریر سے خوش ہوئے پھر آپنے آب حیات کے نوش کرنیکو پوچھا
بگلے نے عرض کی کہ تنہا حضور کے لئے آیا ہے یا سب دوستوں اقرباؤں کیواسطے
آپنے فرمایا کہ فقط میرے ہی واسطے بگلے نے کہا کہ لطف زندگی دوستوں اور اقارب
کے ساتھ ہے جب یہہ نرہے اور آپ اونکے صدمے مفارقت سے تو پھر تنہا
جینے میں کیا مزا اور ایسی زندگی کس کام کی حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہہ تقریر
پسند آئی اور آب حیات نہ پیا۔ یہہ داستان اسیواسطے بیان کی کہ بغیر دوستوں کے
زندگی کسی کام کی نہیں پس حیف کہ میں ہی اس زندگی چند روزہ کیواسطے مرتکب
اس امر قبیح کا ہوں اور اپنے آپ کو بانی سلطنت کہوں اگر تمسے ہو سکے اور کوئی
تدبیر کرو برہمنوں نے کہا کہ سچ بات بری لگتی ہے بنا ہے ملک و دولت آپکی ذات سے
ہے پھر عورات اور اولاد بھی ممکن ہے خیر خواہ لوگ بھی ملجائینگے اور اگر خدانخواستہ
معاملہ دگرگوں ہوا تو تدارک اسکا ممکن نہیں راجہ پھر باتیں سنکر اداس ہو پلنگ
پر جالیٹا اس سوچ میں کہ الٰہی کیا کروں انہیں ماروں یا آپ مروں ایک رات دن
اسی سوچ میں گذر گیا آخر کار وزیر نے وخشت ایران سے کہا کہ جس دن سے بادشاہ
نے برہمنوں سے مشورہ کیا ہے اوسی روز سے بادشاہ کو بہت اندیشہ مند پایا ہو نہ
ایسا ہو کہ اون مکاروں نے کچھ مکر کیا ہو میں بے اولی کے باعث پوچھ نہیں سکتا
آپ محرم اسرار ہیں اسکی کیفیت جلد دریافت فرمائیں وخشت ایران نے راجہ
سے حال اوداسی کا پوچھا راجہ نے کہا کہ جس حال کے بیان کرنے سے سننے والے
کو مضرت ہو اوسکا بیان نکرنا اولی ہے وخشت ایران نے کہا کہ شکر آزردہ خاطر
ہونا کیسا اگر حضرت کی بہتری میں جان تک کام آوے تو عذر نہیں خیر خواہ اپنی
دل کیلئے ہوتے ہیں کہ غیر اپنا و دشمنوں کی خوشی اور دلیری کا باعث ہوتا ہے
راجہ کو اس تقریر سے فی الجملہ تسکین ہوئی مفصل حال خواب کا اور تعبیر کا
بیان کیا۔ وخشت ایران نے اپنے آپکو ضبط کر کے کمال شفقت سے کہا کہ میں اور
میرے دونوں بیٹے آپ پر سے قربان اگر ایسی دن کام نہ آئینگے تو پھر کس کام

ہے اگر آپ کی ذات شریف سلامت ہے تو عورت اور اولاد بہت - آپکو اس کام میں ہرگز
ڈھیل نہ چاہیے و اللہ پھر سوچ لیجیے کہ برہمنوں کی چال ڈھال سے میری راے ناقص
میں تو وفاداری نہ پائی جاتی ہے شاید اونھوں نے اس ضمن میں انتظام اور بدلے کا
خیال کیا ہو تو اس صورت میں بادشاہ اپنے دل کی طرف رجوع کرے اگر انکا کہنا صحیح
معلوم ہوتا ہو اور کچھ خدشہ نہ آئے تامل نہ چاہیے اگر کچھ شبہ ہے تو آپ کا ریدون
حکیم الٰہی ہے کہ ایک غار میں گوشہ گزین ہے دریافت کریں اگر راے اوسکی مطابق
ہو تو درگذر کیجیے ورنہ اختیار باقی ہے راجہ بموجب صلاح رخت ایران کے کاریدون
حکیم کے پاس گیا اور حال خواب مفصل معہ تعبیر کے بیان کیا حکیم نے کہا کہ جو دو مچھلیاں
سرخ دم پر کھڑی ہیں وہ راجہ سراندیپ کے دو ایلچی ہیں کہ تحفہ میں دو ہاتھی
اور یاقوت سرخ لائینگے اور دو بطیں اور قاز جنکو آپ نے خواب میں دیکھا ہے
کہ پیچھے سے اوڑکر آگے آپڑیں وہ دو گھوڑے اور ایک اونٹ ہے کہ شاہ دہلی
آپ کو بھیجے گا اور سانپ جو پاؤں سے لپٹا ہے وہ تلوار ہے کہ بطور تحفہ کے آئے
گی اور خون جس سے بدن آلودہ ہو گیا ہے وہ خلعت سرخ رنگ ہے کہ بادشاہ غزنی
بھیجیگا سفید اونٹ جسپر سوار ہیں وہ سفید ہاتھی ہے کہ بادشاہ بیجانگر تحفہ میں
روانہ کرے گا اور سر پر جو آگ جلتی تھی وہ تاج ہے کہ شاہ میلان بھیجے گا اور وہ
مرغ جو چونچ سر مبارک میں مار رہا ہے اسمیں البتہ کچھ خدشہ ہے اسقدر کہ
چند عرصے تک کسی دوست سے جدائی ہو جائیگی اور وہ سات آدمی جو ہیں
ساتھ ایلچی ہیں کہ تحفوں کے آوینگے اب مہاراج ہرگز کسی نااہل سے دل کا بھید
نہ کہیں راجہ نے جب یہ حال سنا خدا کا شکر ادا کیا اور خوشی خوشی گھر آیا تھوڑے
دنوں کے بعد بموجب تعبیر حکیم کاریدون کے ایلچیوں اور تحفوں کا آنا شروع ہوا
ایکدن راجہ نے خلوت میں سبکو بلا کر عذر کیا کہ مجھ سے بڑی غلطی واقع ہوئی
کہ بھید اپنا دشمنوں سے کہدیا کہ عنایت الٰہی شامل حال نہ ہوتی تو بڑی خرابی ہوتی
اب اسکے شکریہ اور رخت ایران کی نصیحت کے صلے میں یہ بخشش میں عنایت

عنایت کرتا ہون الیمین ۔ کرو بلار وزیر نے عرض کی کہ فرمان بردار اسیواسطے ہوتے ہین کہ حادثون کے وقت جان تک دریغ نکرین اور نشانی خیرخواہی کی یہی ہے کہ جان وہال ہے کام آئین اور آقا سے اوسکی عوض مین بخشش کی امید نرکہین البتہ دخت ایران اسیکے مستحق ہے ۔ راجہ مجلس مین وزیر کو لیکر گیا وہان بزم افروز خرم شاہی ہی جاتی تہی حکمدیا کہ ان دونون تاج اور جامہ سے حسب پسند اول دخت ایران نے اور باقی ماندہ بزم افروز کو دیا جائے دخت ایران نے تاج کو پسند کر کے بطور صلاح کے بلار وزیر کی طرف دیکھا بلار نے اشارہ جامے کیطرف کیا اسی عرصے مین بادشاہ کی نظر اوسپر جاپڑی بلار نے بخوف بدگمانی بادشاہ کے جبتک زندہ رہا آنکھہ کو اوسیطرح کیے رکہا غرضکہ دخت ایران نے تاج اور بزم افروز خرم نے جامہ لیلیا ۔ راجہ اوس روز دخت ایران کے پاس شب باش تہا کہ بزم افروز جامہ سرخ پہنے ہوئے راجہ کے روبرو سے گذری راجہ اسے دیکھکر بیخود ہو گیا اور اوسکے ساتھ شب باشی کا ارادہ کیا دخت ایران نے راجہ کو وہان دیکھکر سوت کے جلن سے طاق طلائی طبق لذیذ کا کہیر اسوا جو روبرو رکہا تہا اوٹہا کر راجہ کے سر پر مارا کہ منہہ اور ڈاڑہی آلودہ ہوگئی راجہ نے حالت غضب مین بلار کو بلا کر حکمدیا کہ اِس بے ادب گستاخ کو ابہی قتل کرو بلار دخت ایران کو اپنے ہمراہ لیجا کر سوچا کہ یہہ حکم حالت غضب مین دیا ہے اور غصہ کا اعتبار نہین اوسے لیجا کر اپنے مکان مین خفیہ رکہا اور تعمیل حکم کی اطلاع کر دی جب راجہ کا غصہ فرو ہوا اور حسن خدمتی دخت ایران کی یاد آئی طبیعت گھبرائی بہتیرا پچتا یا کرا فسوس کھانے لگا اور دل ہی دل مین یہ صدمہ سہتا کسی سے لحاظ کے مارے کچھہ نہ کہتا بلار نے قرینے سے دریافت کر کے خلوت مین عرض کی کہ گذری ہوئی بات کی فکر کرنی عقلمندونکا کام نہین بیفائدہ جان پر صدمہ ہوگا اور لوگ دلمین کہینگے کہ بادشاہ بڑا کم حوصلہ اور شتاب کار تہا اگر اپنے غصہ پر قادر ہوتا تو یہ نوبت نہ آتی جیسا کہ بادشاہ ذی رقاع نے اپنے غصہ کو مغلوب کر لیا تہا راجہ نے پوچہا کسطرح وزیر نے عرض کی حکایت بادشاہ یمن نے

نہ سنی اور اسقدر مارا کہ وہ مرگئی پھر جب موسم بارش آیا تم کے باعث غلہ اوسی
قدر پھول گیا اوسوقت کبوتر کو بڑا افسوس ہوا —
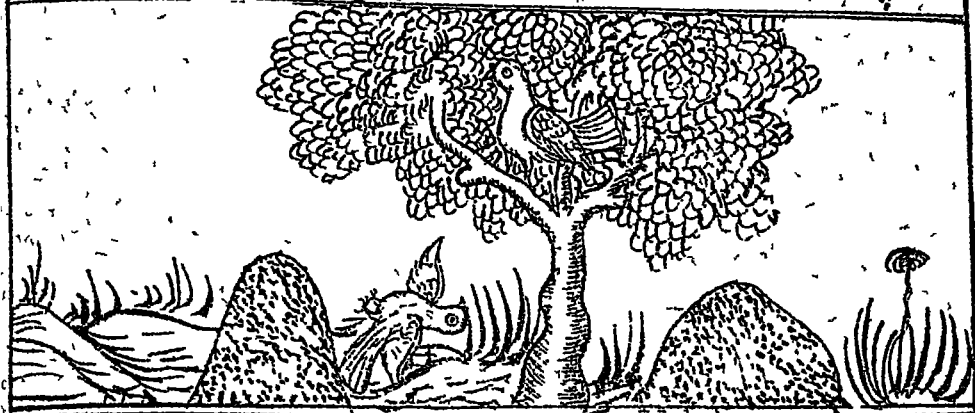
یہ مثل اسواسطے بیان کی کہ عقلمند کو چاہئے کسی کام میں خصوص ہلاکت جان میں جلدی
نکرے راجہ نے کہا کہ میں نے گو جو کچھ کہ نہیں جلدی کی لیکن تو نے بھی اوسکے امر میں جلدی
کرکے مجھے بھی رنج میں ڈالا وزیر نے کہا کہ تین آدمی ہمیشہ اپنے آپکو رنج میں ڈالتے ہیں اول وہ جو
لڑے اور لڑائی کے وقت غفلت کرے دوسرے وہ جو باوجود رکھنے وارث کے
مال حرام جمع کرے تیسرے وہ جو بڑھاپے میں جوان عورت سے شادی کرے راجہ نے
کہا کہ یہ کام بڑا حماقت کی دلیل ہے وزیر نے کہا کہ حماقت دو شخصوں کا ضرور ہے ایک
اوسکا جو اپنا مال غیروں کے پاس رکھے دوسرے جو اپنے اور دشمن کے فیصلہ مقدمہ کیلئے کسی احمق کو
پنچ مقرر کرے — راجہ نے کہا کہ عشرت ایران کی جدائی کا بڑا صدمہ ہے وزیر نے جواب دیا کہ
کہ عقلمند پانچ قسم کی عورتوں کی جدائی کا رنج کرتے ہیں — ایک اچھی خصلت والی
اور اشراف عورت ہو دوسرے عقلمند اور بردبار اور خاوند سے بیدل ہو تیسرے
روبرو خاوند کو اچھی باتوں کی نصیحت کرے اور پیچھے ذکر خیر سے یاد رکھے چوتھے
خوشی اور رنج میں خاوند کے شریک حال رہے پانچویں مبارک قدم اور نیک
فال ہو سو جدائی عشرت ایران میں یہ سب صفات موجود تھیں
جسقدر اوسکو چاہئے بجا ہے راجہ نے فرمایا کہ تو گفتگو میں حد سے زیادہ بڑھ گیا

ہو جاتے ہیں اور کوئی اوسکا اعتبار نہیں کرتا سوم وفادار اور شکرگذار ہوں کہ سوفالی سے
بہتر کوئی عیب نہیں لہ لقمہ کو پھر الفت میں رہ ثابت قدم مانند خاک بلکہ مثل
صبا پھر نہ آ بیگا کو تجھ :: اور مناسب اسکے داستان ایک ستار کی ہے بادشاہ نے پوچھا اس
طرح حکیم نے کہا — **حکایت** بادشاہ حلب ایکوقت اپنی پیارے لڑکے کیواسطے رو برو ایک ستار
سے زیور بنوا رہا تھا ستار نے کہ از بس خوشکل اور ظریف و ہنرمند تھا اکثر اپنی کاریگریاں اور گفتگو
سنجیدہ سے بادشاہ کو اپنی طرف راغب کر لیا تھا یہانتک کہ بغیر اوسکے ایکدم بادشاہ نہ رہ سکتا تھا رفتہ رفتہ
اکثر امور سلطنت میں ستار دخیل ہو گیا وزیر نے ایکدن براہ دور اندیشی عرض کی کہ ستار کو محرم راز بنانا
خلاف مصلحت ہے باری اور اخلاف کی صحبت سے اکثر بزرگوں نے پرہیز کیا ہے علی الخصوص بالکل قابل
صحبت نہیں میں نے بارہا دیکھا کہ جب حضرت نے کسی کے ساتھ سلوک کیا تو آثار ناراضی کے
اوسکے چہرہ سے ظاہر ہوئے اور یہ بد ذاتی کی شناخت کی بڑی نشانی ہے کہ کسی کا احسان کرنا
اوسے نہ بھاوے بادشاہ نے کہا کہ صورت اسکی خوبی سیرت پر دلیل کامل ہے وزیر نے کہا کہ
عاقل صورت ظاہری کا اعتبار نہیں کرتے چنانچہ ایک حکیم نے کسی خوبصورت سے ارادہ صحبت کیا بر
وقت امتحان کے اوسکی برائی معلوم ہوئی فرمایا کہ کیا اچھا گھر تھا جو اسمیں کوئی ہوتا بادشاہ
نے کہا کہ خوبصورتی دلیل اعتدال مزاج کی ہے اور جسکا مزاج معتدل وہ جلد تربیت پا سکتا
ہے اور بُرے افعال اخلاق بد بسبب عدم تربیت کے ہیں وزیر نے عرض کی کہ اصل بد ہرگز
تربیت پذیر نہیں ہوتا گو ہزار برس کوئی اوسکی اگر ہمیشہ پرورش کرے لقمہ نجاستکی کبھی ہرگز نہ پاکی
پلیدی کی :: ہزار سال اگر آب حیات سے دہوئیں :: اور جو نااہل کی صحبت اختیار
کریگا اوسکا وہی حال ہو گا جو ایک شیر اوسے کا ہوا تھا بادشاہ نے پوچھا کسطرح وزیر نے
بیان کیا **حکایت** بادشاہ ارمن کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو اوسکے سینے پر ایک داغ سیاہ
تل کی برابر تھا نجومیوں نے بوقت استخراج طالع کے بیان کیا کہ اسے اول خطرہ عظیم ہوگا
پھر اچھا ہے بادشاہ اوسکی پرورش اور حفاظت میں مصروف رہا کرتا تھا جب جوان
ہوا ایک گوشہ نشین کے لڑکے سے دوستی پیدا کی وزیر نے عرض کی کہ صحبت لڑکونکی اچھی نہیں
گفتگو کا اسکے ساتھ نہ کیا کرے بادشاہ نے کہا کہ یہ الہی ہے سمجھ ہم نے سب خوش

ایگا منع کر دیا جائیگا وزیر چپ ہو رہا ایکدن بادشاہ نے کفشگر کو بلا کر کہدیا کہ تو بھی شاہزادہ کا خیال
اپنا شاہزادہ کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ کبھی کبھی شاہزادہ کفشگر کے گھر انکو بھیجا تا اتفاقاً ایکوقت بادشاہ
تو کسی مہم پر چلا گیا اس کفشگر نے شاہزادہ کو سیر کے بہانہ کسی باغ مین لیجا کر نشہ کھلایا اور
بیہوش کر دیا زیور شہزادہ کے پاس کہ لاکھون روپیہ کا تھا اوتار کر اپنے قبضہ مین کیا اور بخوف
افشاے راز شاہزادہ کو صندوق مین بند کرکے کسی دوسری ولایت مین لیجا کر ایک سوداگر کے ہاتھ
فروخت کر دیا جب ہمراہیونکو یہان ہوش آیا اور شاہزادہ کو نہ پایا تب وحشت ناک خبر اوسکی ماکو دی
وہ بیچاری اپنے پیارے اکلوتے بچے کے غم مین مرگئی اوسوقت بادشاہ نے یہ حال سنا کہنے لگا کہ جو اپنے خیرخواہ
نصیحت نہ سنیگا اس سے زیادہ صدمہ اٹھائیگا غرض سوداگر نے دس برس کے عرصہ مین
کو خوب لکھا پڑھا کر بادشاہ فارس کے ہاتھ بیچا بادشاہ نے اوسکو لائق دیکھکر اپنی حضوری مین
رکھا شہزادہ فرصت کے وقت اکثر ایک جوہری کی دکان پر بیٹھا کرتا رفتہ رفتہ اوس سے کمال
ہوگئی ایکدن جوہری نے اس سے ازراہ فریب کے کہا کہ بادشاہ کے ہاتھ مین ایک انگوٹھی ہے اگر تو اوسکو
کسی حکمت سے لا دے تو اوس مین یہہ خاصیت ہے کہ جو کوئی اوسکو ایک نیک ساعت مین پہنے بادشاہ
ہو جاوے اور تجھی اس شرط سے وہ انگوٹھی پہنا دونگا کہ تو مجھے اپنا وزیر کرے شاہزادہ نے اس
کو منظور کر لیا ایکدن اوسنے بادشاہ کو سوتا ہوا دیکھکر انگوٹھی اوتار لی چاہی اتنے عرصہ مین
بادشاہ کی آنکھ کھلگئی اوسکا ہاتھ پکڑ لیا کہ یہہ کیا حرکت ہے اوسنے ڈر کے مارے کچھ نہ کہا
نے اوسکے قتل کرنیکا حکمدیا جلاد نے جب قتل کرنے کو کرتہ اوسکے روبرو بادشاہ کے اوتارا
تو ایک داغ سیاہ نظر آیا بادشاہ بیہوش ہوکر گر پڑا جب ہوش آیا تو شاہزادہ
گیا اور سمجھنے لگا کہ اگر نصیحت وزیر کی سنتا اور کفشگر کی صحبت مین نہ بیٹھتا تو یہ
نہ اٹھاتا شہزادہ نے عرض کی کہ مجھے بھی جوہری کی صحبت نے یہہ دن دکھایا ــ غرض اسکا
یہہ ہے کہ کمینوں کی صحبت سے نتیجہ بد ہوتا ہے بادشاہ نے کہا کہ یہہ تقریر تیری سچ ہے
کسیکو بغیر ہدایت الہی سرفراز نہین کرتے اور آدمی کی بزرگی کسب سے نہین
وزیر سنکر چپ ہو رہا کئی دن گذرے تب سنار نے ہاتھ پاؤن نکالے نالی
اور تکلیف و ایذا دینی شروع کی ایکدن شہزادی کو زیور کے واسطے کچھ جواہرات کی ضرورت

اوس سونار نے ایک جوہری کی لڑکی کے ہان بتایا شہزادی نے اوسے طلب کرکے دریافت
اوسکے پاس جو موجود تھی پیش کئے وہ شہزادی کو پسند نہ آئے سنار نے کہا کہ یہہ بغیر تنبیہ اور سزا کے
نہ قبول کریگی یہانتک اس بیچاری کو اسقدر تنگ کیا کہ وہ مرگئی جب یہہ خبر بادشاہ کو معلوم
ہوئی ——— ازراہ خفگی کے شاہزادی کو ایک باغ مین قید کر دیا اور سنار کی نسبت سزاے
سخت کا حکم دیا سنار یہہ خبر سنکر فرار ہوا کئی دن تک جنگل جنگل بھاگا پھرا اور اندھیری رات مین
ایک اندھے کنوئے مین گر پڑا اتفاقاً اوسی کنوئین مین ایک شیر اور ایک بندر اور ایک سانپ
بھی گرا ہوا پڑا تھا الا بسبب اپنی جانون کے صدمے کے کوئی کسیکو ایذا نہین دے سکتا تھا تھوڑی
دیر کے ایک سوداگر کا بھی وہین گذر ہوا اوسنے یہہ دیکھکر آدمی کو نکالنا چاہا جب رسی ڈالی تو
بندر اوس سے لپٹ کر چڑھ گیا دوسری مرتبہ شیر تیسری مرتبہ سانپ چڑھ آیا اور تینون
نے سوداگر کی بہت شکر گزاری کی اور کہا کہ ہم تینون کے مقام یہان سے بہت نزدیک
ہین اگر آپکا اوسطرف گذر ہو تو حسب مقدور ہم شکر ادا کرینگے اور آپ اوس آدمی کو کنوئین سے ہرگز نہ
نکالین کہ یہہ بدذات اور شریر معلوم ہوتا ہے مگر سوداگر نے ازروی رحمدلی کے اوسے بھی نکالا سنار نے کہا
اگر آپ غریبخانہ پر تشریف لیچلین تو بڑی سرفرازی ہو سوداگر نے وقت واپسی کے وعدہ آنیکا کیا
اور اپنی منزل مقصود کی راہ لی سنار خفیہ اپنے مکان مین آ چھپا بعد ایک برس کے سوداگر بہت روپیہ
کما کر اوسی راہ سے واپس آ کر وہین پہنچا تو شب ہوا اتفاقاً چورون نے اوسکو لوٹ لیا اور ہاتھہ
پاؤن باندھکر تنہا چھوڑ گئے جب صبح ہوئی وہی بندر وہان آنکلا سوداگر کو اس حال مین دیکھکر
بہت افسوس کیا اور جلدی ہاتھہ پاؤن کھولکر اپنے گھر لیگیا اور اوسے وہان بٹھا کر چورونکے پیچھے روانہ
ہوا اور تھوڑی دور جاکر کیا دیکھتا ہے کہ چور رات بھر کے ہارے تھکے ایک درخت کے تلے سوتے ہین اور مال
ایک طرف رکھا ہے بندر نے چالاکی سے اوس سامان کو تھوڑا تھوڑا اوٹھا کر ایک گوشہ مین پوشیدہ
کر دیا اور خود بھی چھپ بیٹھا جاگ اوٹھے تو آنکھہ کھلی اور سامان نہ پایا مارے ڈر کے بھاگ گئے بندر نے
وہ سب سامان سوداگر کے حوالہ کیا سوداگر رخصت ہو کر آگے بڑھا ناگاہ شیر کی صورت کو دیکھکر
ڈر گیا مگر شیر نے اوسے سمجھایا اور تسلی کی اور کہا کہ مین تیرے لیے لایا ہون یہہ کہکر سامنے رکھنے لگا
ناگاہ گذر اوسکا اوسی باغ مین ہوا جہان شاہزادی قید تھی شیر نے ایک حملہ مین اوسے مار کر اوسکا

زیور و جواہرات لا سوداگر کے آگے رکھدیے سوداگر خوش ہوکر مع مال و اسباب شہر میں سنار کے گھر آیا اور
خیال ہے کہ حیوانوں نے یہ سلوک کیا ہے تو آدمی ہے بہت کچھ احسان مانیگا سنار نے دیکھکر بڑی لطف سے اور دل
اپنے میں اپنی مفلسی کا بیان کیا سوداگر نے کہا تو اندیشہ مت کر میرے پاس بہت سامان ہے اپنے بازار سے بکھا
بیچ لا کچھ مجھکو دے اور کچھ اپنی احتیاج میں صرف کر اور چونکہ اسی روز یہ سیب مارے جانے شاہزادی
کے شہر میں کھلا کہ سر رہا تھا سنار نے یہ سب سامان زیور شاہزادی کا پہچان لیا اور مال و مجرم کو
سرا بلند ہونیکا ذریعہ اپنے عفو قصور کا گردان کر وہ زیور بادشاہ کے نذر کیا کہ میں نے بڑی تلاش اور
جانفشانی سے شاہزادی کے قاتل کو گرفتار کرلیا ہے فوراً بموجب حکم کے وہ سوداگر مع سامان حاضر کیا گیا
بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے گرد شہر کے تشہیر کرکے قید کرو پھر حکم قتل کا دیا جائیگا حسب حکم شاہی اہلکار
لوگ سوداگر کو تشہیر کیلیے جب شہر کے گرد پھرا رہے تھے کہ ناگاہ سانپ نے اوسے دیکھکر پہچان
لیا اور جسوقت قید خانہ میں اوسے مقید کیا اوسوقت سانپ نے اوسے آکر ملامت کی کہ تیرا
کہنا نہ مانا اور اس بدذات کو کوئیں میں سے نکالکر اپنے سر پر آپ بلا لی سوداگر نے کہا کہ اب بلا
سے کیا ہوتا ہے صورت مخلصی کی سوچنی چاہیئے سانپ نے کہا کہ بادشاہ کی ماں کو میں ڈستا ہوں
تو یہ جڑی کو اپنے پاس رکھ جب وہاں بلایا جائے اوسکو پلا دینا صبح ہوتے ہی بادشاہ
بلند اپنی ماں کے سرہانے بیٹھا تھا کہ یکایک سانپ نے دیوار کے سوراخ سے آواز دی کہ دوا کا
ایک شخص بیگناہ کے پاس ہے جو باشتباہ قتل شاہزادی کے مقید ہے بادشاہ نے چاروں
طرف دیکھا کہیں آواز دینے والے کا پتا نہ پایا آخرش آواز غیب تصور کرکے اوس سوداگر
کو بلوایا سوداگر نے دوا پلائی اور اوس صحن میں اپنی بیقصوری کی سرگذشت مفصل بیان کی
تھوڑی دیر میں صحت حاصل ہوگئی بادشاہ نے اوسے خلعت دیکر رخصت کیا اور سنار
کو مروا ڈالا — خلاصہ حکایات کا یہ ہے کہ بادشاہ ہر کسیکو اپنا معتمد بنکر لے اور کمینوں
منہ نہ لگائے اگر بادشاہ سنار کو اسقدر گستاخ نکرتا تو چوری کی اسکی نوبت نہ
آتی اور اوسکے وبال میں شاہزادی کیجان پر نوبت نہ آتی پس چاہیئے کہ آدمیوں کے
پرکھنے میں کمال احتیاط رکہیں اور یہ بھی جان لیں کہ نیکی کسی کی ضائع نہیں جاتی اور

باب چہارم

اسکے بیان میں کہ آدمی دکھ اور صدموں کا کچھ خیال نہ کرے اور گھبرائے نہیں جو کچھ ہوتا ہے اچھا یا برا سب تقدیر سے ہوتا ہے

راے دابشلیم نے کہا کہ حکیم بیان کرے مفاد اِس نصیحت کا کہ عقلمند اور متین کیوں اکثر خراب ہوتے
ہیں اور کوتاہ فہم کیلیے مرفع الحال اور آسودہ ہوتے ہیں حکیم نے جواب دیا کہ ترقی درجوں اور مرتبوں
کے بڑھنے کیلیے کسب اور ہنر بڑا وسیلہ ہے لیکن جب تقدیر الٰہی بھی مددگار ہو ورنہ کچھ عقل کام آتی ہے
نہ کوئی پیشہ فائدہ دیتا ہے ایک شاہزادے نے شہر قسطنطنیہ کے دروازے پر اس مسئلہ کو بہت وضاحت
سے لکھا ہے قصہ جسکا عجیب ہے راے نے پوچھا کس طرح حکیم نے بیان کیا حکایت روم کے ملک میں
ایک بادشاہ کے دو بیٹے تھے باپ کے انتقال کے بعد بڑا بیٹا تخت پر بیٹھا اور چھوٹے نے بڑے بھائی
کے خوف سے بھیس بدلکر سفر اختیار کیا راستے میں تین شخص ایک جوان خوبصورت دوسرا
زمیندار تیسرا سوداگر ہمراہ ہوئے پھر چاروں چلتے چلتے ایک شہر کے قریب پہنچے جب اونکے
پاس کچھ نہ رہا آپس میں کہنے لگے کہ جسکو جو ہنر آتا ہو وہ بیان کرے اسمیں جو شکیل تھا کہا
کہ حسن سے بڑھکر کوئی چیز نہیں دوسرا زمیندار تھا اسنے خوبی کوشش اور محنت کی بیان
کی تیسرا جو سوداگر تھا اسنے فائدے سوداگری کے بیان کیے جب نوبت شاہزادے
کی آئی اسنے کہا کہ توکل سے بڑھکر کوئی چیز نہیں بجز تقدیر الٰہی کے نہ حسن کام آتا ہے نہ
سوداگری فایدہ دیتی ہے نہ کوشش سے کچھ حاصل ہوتا ہے اور حال اسکا حکایت
ایک زمیندار کی ہے دونوں نے پوچھا کس طرح شاہزادے نے بیان کیا حکایت اندلس
میں ایک زمیندار نے تین سو روپیہ بمشکل جمع کرکے ایک تھیلی میں رکھے اور اوس
تھیلی کو کبھی کمر سے جدا نہیں کرتا تھا اور احتیاط کے سبب روز گن لیتا تھا ایکدن معمول
کے موافق گن رہا تھا کہ اوسکے ایکدوست نے آکر دروازہ پر دستک دی یہ جلدی
میں وہ تھیلی کمر سے نہ باندھ سکا گھر کے ایک گھڑے میں ڈالکر باہر گیا اور وہاں کسی
ضروری کام کو ہمراہ دوست کے چلا گیا اور جو وقت جانیکے عورت سے جلد کیا اظہار کرنیکی

تاکید کر گیا جب عورت نے کہا پکانا چاہا تو پانی نہ پایا ایک قصاب سے جو وہاں آمد و رفت رکھ
تھا دیکھکر پانی لانیکے لیے کہا قصاب وہی گھڑا جسمیں تھیلی رکھی تھی اٹھا کر چلدیا راستے میں
بوجھل ہونیکے سبب جو دیکھا تو ایک ہمیانی میں تین سو زر دیکھی تھیلی میں رکھے پانسے جلدی سے
گھڑا پھینک کر ایک گائے خرید کی اور اپنے گانوں کا رستہ لیا شہر کے باہر چوروں نے لوٹے
وہ تھیلی گائے کو لگا دی تھوڑی دور پر اسی قصاب کا لڑکا کسی ضروری کام کو آیا تھا
ملا قصاب نے وہ گائے اوس لڑکے کو دی اور آپ شہر کو واپس آیا لڑکا گائے لیے جاتا
تھا کہ راستے میں وہی زمیندار ملا اوسنے نذر مانی تھی کہ ایک گائے قربانی کرونگا یہ گائے
دیکھکر وہ نذر یاد آئی بقیمت مناسب اوس لڑکے سے گائے خرید کر گھر لایا آگے
ہی گھر میں ہمیانی تلاش کی نہ پائی بہت رویا آخر صبر کیا اور گائے کی قربانی کری
اوسکے پیٹ میں سے وہی ہمیانی نکلی بہت خوشنود ہوا اور یقین کیا کہ اوسکو گھر کو
اب کبھی جدا نکرونگا اپنی عورت نے کہا کہ بات غلط ہے لوگ کہتے ہیں کہ جو مقدر
میں ہے لیکے کبھی ہاتھ ہی ملتا ہے - زمیندار نے کہا کہ عالم اسباب میں احتیاط ضروری
عورت چپ ہو رہی - ایکدن وہی زمیندار تھیلی کمر سے کھولکر ندی کے کنارے رکھکر
نہانے لگا بعد غسل کے وہ تھیلی وہیں بھولکر چلا گیا اوسکے پیچھے ایک گڈریا بکریوں کو پانی
پلانے اوسی جگہ لایا اوسے تھیلی ملی وہ تھیلی اٹھا کر چلدیا جب راستے میں زمیندار
کو وہ تھیلی یاد آئی واپس آیا اور ہر چند تلاش کی تھیلی نہ ملی بہت اداس گھر آیا عورت
کچھ ملامت کرنے لگی زمیندار نے توبہ کی اور نذر مانی کہ اگر وہ اب کی مرتبہ ملجائیگی تو روپیہ
جمع نکرونگا القصہ جب گڈریئے نے وہ روپئے پائے تو تھیلی ہمیشہ اپنی پاس رکھتا ایک
دن جنگل میں اوسے کئی سوار نظر آئے لوٹ لینے کے ڈر سے وہ تھیلی ایک کنوئیں
میں ڈالدی کہ فرصت کے وقت نکال لونگا اتفاقاً وہ زمیندار اوسی کنوئیں پر آیا اور
آندھی کے جھٹکے سے اوسکی پگڑی ناگاہ کنوئیں میں گر پڑی جسوقت وہ پگڑی نکالنے
کو اوس کنوئیں میں اوترا تو ہاتھ پگڑی کے اوسی وہی تھیلی پائی شکر خدا
کا ادا کر کے گھر لایا اور اوس مال کو بال بچوں کی نان نفقہ میں خرچ کرنا شروع کیا

اشتہار

جو کہ حق ترجمہ و ترتیب اس کتاب کا
حضور نواب محمد عمر علیخاں صاحب بہادر
والی ریاست پاسودہ دام اقبالہ نے کمترین
محمد خلیل کو عطا فرما دیا لہذا کوئی صاحب
اہل مطالع و تاجر بلا اجازت قصد طبع نفرماوین

المشتہر

محمد خلیل مہتمم مطبع گلزار محمدی میرٹھ

صناع … کمال و فضل خلاق زمین و زمان نسخه
… با تصویر
در مطبع فیض عام واقع دهلی … شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وسپاس بے نہایت وثنائے بیقیاس وبیغایت اُس جناب احدیت اور شان الوہیت کو جس کا ظہور یہ نور ہر جا جلوہ گر ہے فی الحقیقت بقول میر درد کے ٭ جگ مین اگر ادہر اودہر دیکھا ۔ نظر آیا وہی جدہر دیکھا ۔ اصحاب عملیجان ۔ یون کہتے ہین ۔ از بسکہ چہار ہائے عالم مین نور اُس کا ۔ ہر برگ و ہر شجر مین دیکھو ظہور اُس کا ۔ اور یہ اشعار آبدار میر حسن مرحوم کی بھی مشہور ہین نہ گوہر مین ہے وہ نہ ہے سنگ مین ۔ ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین ۔ تامل سے کیجی اگر غور کچھہ تو سب کچھہ وہی ہے نہین اور کچھہ ۔ اور چشم حقیقت و دیدۂ معرفت سے بغور جو دیکھئے تو وصالی مرد متقی نے سچ کہا ہی کہ بہ چشمان دل مبین جز دوست ۔ ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست ۔ لیکن اے یار وا ے مہربانون رباعی ایکدن عیش وطرب کا مبتلائے جگ مین ۔ گلزار یہ جی سے فدا ہی ۔ جگ مین ۔ مین اوسپہ فدا ہون جان دل سے محبوبو جس کا جلوہ یہ ہو رہا ہے جگ مین ۔ مناجات تری درگاہ مین اے ذات باری ۔ بدل میری یہی ہے خواستگاری کہ اس قالب مین جبتک دم مین دم ہو ۔ ہر اکدم یاد بے تیری بہم ہو ۔ کوئی دم یاد سے غافل ہون مین ۔ سدا اُس یاد سے شادان ہون مین ۔ جہان کی یاد کر دل سے فراموش ۔ کر اپنی عشق مین دن رات مدہوش ۔ اگرچہ واقعی تو وہ خدا ہے ۔ کہ بندے سے نہین اکدم جدا ہے ۔ ولی چشم حقیقت بین ہین ہم کور ۔ بظاہر گرچہ ہین کہنے کے مشہور ہر اک یہ جانتا ہے اور جو جتا ہے ۔ ولی مطلق نہین کچھہ سو جہتا ہے ۔ خداوندہ مرے جرم وخطا کو ۔ بدامان عطا تو تو چھپا سبھو ۔ بحق احمد و مختار و حیدر ۔ بحق حضرت زہرا و شبر ۔ بحق حضرت شبیر یارب ۔ بحق عابد و دلگیر یارب تری درگاہ مین از بہر حاجات ۔ مرے مقبول یہ مناجات ۔ نعت سید المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ٭ ٭ ٭ اور درود اُس سرور کائنات پاکذات ٭ ٭ ٭

عالی درجات نیکو صفات کو سزاوار ہے کہ جسکو اللہ تعالی نے اپنے نور سے خلق کیا چنانچہ قول شیخ سعدی اظہر من الشمس ہے۔ کلیمہ کہ چرخ فلک طور اوست۔ ہمہ نورہا پرتو نور اوست۔ اور محمد قاسم بھی سچ کہتے ہین۔ نہوتا وہ اگر زینت دہ خاک۔ تصدق خاک پہ ہوتے نہ افلاک۔ غرض جو کچھہ اُس کا مرتبہ ہے۔ وہ خود ہے عالم اُس کا یا خدا ہے۔ اور اپنے نزدیک یہ ہے رباعی کیا اُس کی صفت کرے زبان ادراک۔ خود حق نے کہا ہو جس کے حق مین لولاک۔ ظاہر مین تو یون ہے پر باطن دیکھو۔ ظاہر کیا نور اُس نے اپنا از خاک۔ فی الواقع اس مین کچھہ دروغ نہین چنانچہ اُس کے مطابق یہ کبت ہے کبت جاؤن نور نبی کو نہوتا دن ہو نہین لوح نہ کلم۔ گیتی اکاس پتال گئی اور گیتی رہے جگ مین سکلم۔ ایک لاکھہ کئی ہزار پیمبر کا ہو کو دین رہو نہ مسلم۔ آخر نور ظہور رچی بہی صلی اللہ علیہ وسلم

منقبت حضرت امیر المومنین حامی دین اسد اللہ سرور غالب ابن ابو طالب علیہ السلام

اور درود و سلام اُس نام عالیمقام نائب خیر الانام پر واجبات سے ہے کہ جس شکنندۂ قلعہ خیبر اور قاتل عمر و انتر کی شان مین باغ جنان مین ہر زبان حور و غلمان یون کہتے ہین لافتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار شعر بیان ہو کس سے اور اُس کے مقامات مثل ہے یہہ کہ چھوٹا منہ بڑی بات صفت آل و اصحاب فیض مآب رضی اللہ عنہم اور ہزارون تحائف کبار اور ہدایائی بیشمار اُس کے آل و اصحاب فیض مآب پر نازل ہو جیو ابیات کہ ہے جس کے باعث قیام جہان کسی نے یہ پایا ہے رتبہ کہان۔ انہین کے سبب حشر تک بر زمین۔ رہیگا شگفتہ یہہ گلزار دین۔ احوال خود سخندان عیسی نفس اور نیشان سخن رس پر مخفی اور پوشیدہ نہ رہے۔ کہ یہ ہیچدان دل پریشان محمد بخش نام متخلص بہ مہجور خلف حکیم خیر اللہ مغفور شاگرد میان جرات ہمیشہ نقلہائے عجیب و قصہ ہائے غریب سے ذوق و شوق رکھتا تھا اگرچہ اس نالائق ر و خلائق نے سابق مین انشاء گلشن نو بہار غیرت گلزار اور انشاء چار چمن دل لگن پر از قصص دلفریب و فسانہائے عجیب بعبارت رنگین اور مضمون نو آئین زبان اردو مین تحریر و تسطیر کئے ہین مگر اس زمانہ مین تعطیل اور زندگی قلیل مین بلبل فکر گلشن خیال مین یون چہچہ زن ہوا کہ اب اور سادہ عروس کاغذ کو حلیہ نگارش فسانہ رنگین اور حکایات نگارین سے محلی کیجئے اور زلف معشوقۂ سخن کو شانہ کاری زبان خامہ جادو طراز سے بصد آراستگی سنوار کر نام دلارام اس نیک انجام کا انشاء نورتن رشک چمن گلزار جہان مین سرسبز کرے اور اُس کا گلدستہ نو رستہ نو باب پر مرتب کیجئے بقول میر حسن رہیگا جہان مین مرا اس سے نام۔ کہ ہے یادگار جہان یہ کلام اور مولوی جامی علیہ الرحمہ بھی سچ کہتے ہین بیت نوشتہ بماند سیہ بر سفید۔ نویسندہ را نیست فردا امید۔ پہلا باب عاشقون اور معشوقون کے افسانہ مین دوسرا باب عورتون کے چرتر دن مین تیسرا باب دادخواہون کے عدل مین چوتہا باب بادشاہون کو اور فقیرون کے مصرع لکہنے اور شاعرون کی فی البدیہہ مطلع کہنے اور بادشاہون کے چہچہے کہنے اور کبیشرون کے کبت کہنے

مین پانچوان باب ظریفون سے لطایفمین چھٹا باب عاقلون کی نقلون مین ساتوان باب احمقون
کی نقلون مین آٹھوان باب افیونیون کی نقلونمین نوان باب بخیلون اور منحوسون کی نقلون مین +
لیکن جوہریان سخن سنج اور مقومان بیرنج کیخدمت فیضدرجت مین التماس ہے کہ فکر رسا اور طبع تیز یا دریائی سخن مین
غوطہ زن ہو کر اس انشائے نورتن رشک چمن بے بہا کو جواہر عبارت سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے مسلسل بیانی و تسلسل
معانی مین کوئی گوہر لفظ بے جا نظر آئے تو اسکو دستیاری صنعت کاری سے چرخ اصلاح پر چڑھا کر جلا کرین کہ اسکی
شعشعہ خورشید نظر جو کیرد و بر سنگ + بتحقیق کہ لعل بے بہا شد + مگر اے مہجور بے شعور اس کتاب نایاب کی دستار
رشک بہار پر حضور پر نور کی توصیف کا طرہ نہو تب تک اس عبارت پر فصاحت کی بندش اور لپیٹ آگے سے
پیچھے تک کسی پیچ سے نہ کہلیگی تو لازم کہ قصیدے کے طور پر الفاظ رنگین اور مضامین نگارین بہم پہنچا کر اس رنگ کا
باندہو باندہ کر کہ جسکے صلہ مین ایسی دستار سربستہ مع خلعت پر نور حضور لامع النور سے عنایت ہو کہ جس سے افلاس
بقیا اس تیرے سر سے لتی کر جائی اشعار ہدیہ تجکو بنانا تہا ضرور + اس لئے کہتا ہون سن اے بیشعور شاخ
نرگس سے کوئی لیکر قلم + یہ قصیدہ برگ گل پہ کر رقم

قصیدہ نواب وزیر الممالک رفعت الدولہ رفیع الملک غازی الدین حیدر خان بہادر شہامت جنگ کی مدح مین ابیات مدح تیرے

کیا کرون اے زینت ہندوستان کشور تقریر مین گویا ہین میری زبان + جود و بخشش مین ترا ثانی نظر آتا
نہین + روم سے لے شام تک اور شام سے تا اصفہان برسے اے ابر کرم جیسا ترا ابر عطا + در کنون کیا عجب ہے جو کہ ہو
پیدا وہان + بار احسان سے ترے اے مہر بخشش آجتلک + ہے زمین زیر بر ساری اور دوتا ہے آسمان + چار سو تیری
سخاوت کا ہے شہرا آجکل ترے رفیق + زر سے پر رکہتے ہین اپنی جیب کو اب ہر زیان + اسطرح گر دیکہو تو چرخ پر انجم
کے جمع + اپنے کیسے مین نہ رکہتی ہوگی ہرگز کہکشان + جسپہ کی تونے سخاوت کی نظر اسنے کبھی + اپنے جیتے
جی نہ دیکھا پھر کسیکا آستان + ہر تونگر سے یہان کے ڈیوڑہی دولت رکہتے ہین + تیری دولت سے دردولت کے
ستارکے پاسبان + تیری ہمت ایسی عالی ہے کہ ادنی سا نفر + بخشدے اصطبل سے کتنون کو گھوڑے گھوڑیان تعریف
شجاعت مین شجاعت کے ترے اوصاف کیونکر لکھہ سکون + میر نامی اور زبان مین اتنی طاقت ہے کہان + تو وہ
وہ حق نے دیا ہے تجہکو اب اس دورین + گیو اور رستم سے گو پر زور ہون وہ پہلوان + شک نہین اسمین کہ ان دونون کو
وہ انگشت سے + اسطرح مکر لئے تو جیسے ہو طفل بے زبان + اور اگر دست مبارک سے ذرا انکو فشار + دونون آپس مین ہم
ہو جائین یک قالب و جان + اور زمین پر دے ٹپک نے کا جو عزم طبع ہو + تو نہ پہر ڈہونڈہے ملے انکا کہین نام و نشان +
تعریف شمشیر وصف کس منہ سے کرون تیری حسام تیز کا + جوہر معنی اگر پیدا کرے تیغ زبان + لیکن اتنا جانتا
تو اگر بیفرتہ لگائے + کاہ سے بدتر نظر آنے لگے کوہ گران + شک نہین اس مین کہ اسکو کاٹکر شل حباب

یکقلم کردے قلم گاؤزمین کے اُستخوان + تعریف اسپ تیرے گلگون کی صفت مین کیا کرون اے شہسوار
فرشِ گل پر تو گلستان مین جو ہو گرم عنان + یون پھرے نرمی اسپہ جسطرح بادِ سحر + چلتی ہے آہستہ آہستہ میان
بوستان + اور اِس گلگون کی جلدیکا بیان مین کیا کرون + گر اُسے پھینکنے ڈپٹ کر منہ سے اتنا کہکر ہان اِس
طرح غائب ہو ہانکے ساتھہ وہ جیسطور سے + دیکھکر معشوق کو اُڑجاوے رنگِ عاشقان تعریف فیل آسمان
جان وحشمت ہی سواریکا جو فیل + کیا کہون اُس کی بلندی اور اُسکی خوبیان + وصف مین دانتون کے اُسکے
ایسے دو مصرعہ کہون + روز و شب روشن دلون کے جو ہین ورد زبان + مطلع دیکھکر دانتون کو اُسکی یون کہین
اہل جہان + یہ شبِ تاریک مین روشن ہین دو شمعین عیان + عقد پروین کہئے اُس کے پانون کی زنجیر کو + کہکشان
کا بان ہی اور مہر و مہ کی چرخیان + ماہ نے پیچک کو اپنی کہولکر اُس کے لئے + چرخکی گردش مین راتون کو بٹی ہے
ریسمان + اُسکی ہو وجمین جو تُو بیٹھکر تو رشکِ مہر + دیکھکر تجکو عجب ہے یون کہین اہل جہان + عمر بھر دیکھا نہ تہا
خورشید تابان رات کو + سیر یہ دیکھی زمین پر آج زیرِ آسمان + تعریف محفل بزم کا تیرے یہ نقشہ ہی اگر دیکھی
کوئی + عمر بھر ششدر رہی گھر جا کے وہ آئینہ سان + دیکھی تو ہمنشین پہنے ہوئے زرین لباس + گرد بیٹھی ہین
تیرے یون سب بچھائے کرسیان + جسطرح تارے چمکتے ہین قمر کے آس پاس + تیرا کمرہ صاف دکھلاتا ہے
رنگِ آسمان + ہولی کے موسم مین تیری بزم کا دیکھا یہ رنگ + غٹ کے غٹ باندھی ہوئے دامن حسینان
جہان + چہرے ہین رنگ شفق مین شکل مہ ڈوبی ہوئے + ہاتھہ مین مثل ثریا بھر کے سب پچکاریان + آنکھہ اٹھا کر
جسطرف دیکھا تو باندھی اپنا غول + ہر طرف کو پھرتے ہین اِس وضع سے سب رنڈیان + دستِ رنگین مین ہی دف
اور گیند گل صد برگ کے + چہاتیو پر بھی ڈو پٹون کی نبدہی ہین گاتیان + اور کہین آپسمین ہولی کہیلتی ہین وہ
سبھی + اِن پریرویون کا نقشہ کیا کرون مین اب بیان + کوئی ملتی ہے عبیر اور کوئی ملتی ہے گلال + اور کوئی پھینکے
دے رہی ہی تالیان + اور کوئی منہ سے گلابی کو لگائے اینڈتی + پھرتی ہی ہر سمت کو کہولے ہی نشہ مین
چہاتیان + کوئی ہاتھہ اپنا دوگانہ کے گلے مین ڈالکر + اُسکے ہونٹون کے لب جو پڑا لیتی مچہلیان + کوئی پہنی لال کپڑے اور ہی منہ
پر گلال + جلوہ گر یون ہے شفق مین جیسے مہرِ آسمان + اور کوئی سادہ رو منہ پر ملے ہی یون عبیر + دیکھکر جسکو یہی کہتی
ہین دانائی جہان + غور سے دیکھا تو یہ جانا کہ ہلکی ابر مین + چاند اُترا ہی زمین پر چھپکر زیرِ آسمان + اور کسی نے جو کسی کے منہ پہ
پہینکا ہی عبیر + تو وہ خم گردن کئے ملتی ہی اپنی انکھڑیان + اور کسینے جو کسیکی زور سے مارا ہے گیند + وہ تو جہنجہلاتی ہی بیٹھی اپنے
پکڑے چہاتیان + اور کسیکو جو کسی نے تر کیا ہی رنگ مین + اور ٹھٹھری وہ کانپتی ہین بیدسی تہر تہر وہان قطعہ اور کوئی
دستِ حنائی مین چھپائے قہقہہ یون کھڑی ہی اُن پریرویون کے غٹ کے درمیان + دیکھکر جسکو یہ کہتے ہین عجب ہے جو ہرے
پنجہ مرجان مین کوئی لعل ہے گویا نہان + آپسمین سب وہ بادف و چنگ و رباب + یہ غزل مہجور کی پھرتین ہین ہر سو گاتیان

چمن سے کام ہے اے مہربان - خار آنکھون مین نظر آتا ہے اُس بن بوستان - آپ ہم ڈوبے ہوئے ہین اپنے
غم کے رنگ مین - کس سے کھیلین پھاگ کس کے ساتھہ گائین ہولیان - چنگ کی آواز تیر آہ ہے دل کیلئے - ہے صدائے
نوحہ سے بدتر سرود مطربان - تب سے چلاتے ہین بیٹھے گوشۂ زندان مین ہم - جب سے باہر اپنے قبضہ سے ہے وہ ابرو
کمان - دشت اُلفت مین حباب عشق کا ہو کیون نہ لطف - لیلی محمل نشین کا قیس ہو جب ساربان - الغرض اُن ماہرویون
کی زبان سے یہ غزل - محفل عشرت مین سُن اور دیکھہ ہولی کا سمان - یون جناب احدیت مین کی دعا بصد خشوع - یا آلہی
جب تلک قائم رہے سارا جہان - یون ہی با عیش و طرب دنیا مین دائم خوش رہے - غازی الدین حیدر نواب فخر خسر
وان - اور جو دشمنی باطنی ہون دوست ہو آئی اجل - خواہ اس مین طفل ہون یا پیر ہون یا نوجوان ہو

پہلا باب عاشقون اور معشوقون کے افسانہ مین داستان ایک عورت کی طلب کرنے
مین ایک مرد نویسندہ کو خط لکھنے کیواسطے اور اُس کا عاشق ہونا اُس عورت پر اور
اُس کا ڈوبنا تالاب مین اُس عورت کے شوہر کے فریب سے اور آب اجل کا گذرنا سر
معشوق سے اُسی تالاب مین آٹھہ روز کے بعد نشان نامۂ حقیقت اور حاکیان لطائفۂ محبت یہہ
حکایت پُر غم نوک قلم سے یون رقم کرتے ہین کہ قلمرو ہندوستان مین ایک شخص نجیب الطرفین صحیح النسب جواہر
رقم صاحب دست قلم قدیم الایام سے سکونت رکھتا تھا قضائی کار فلک کجرفتار بیدار نے اُس کا ذکر یک قلم ایسا
تیر کیا کہ وہ جگر خراش برائے تلاش معاش اپنی بود و باش چھوڑکر جلا وطن ہوا بعد انقضائے چند ایام اُس ماہ تمام کی
عورت مہر طلعت نے خط نویسی کے لئے ایک نویسندہ شکستہ احوال وابستۂ ملال کو بلاکر ڈیوڑہی مین بٹھایا اور زلیخا
حرف زن ہوئی کہ اے راقم صحیفہ یون تحریر کر کہ اے آب آداب مکتوب الفت واسطے القاب منسوب موہ وہ اس
بات کا خدا شاہد حال ہے کہ جس دن سے اس دل پر حسرت کے جگر مین خار ہجران چھوڑکر ادھر روانہ ہوئے ہو اُس دن
سے مین پر ملال اپنی بیقراری اور آہ و زاری کا حال کیا لکھون دولہن بیگم صاحب کے بقول شعر دن کٹا
فریاد سے اور رات زاری سے کٹے - عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہے خواری سے کٹی - اور سچ ہے بقول شخصے دوہرا
اپنے پیتم لال سے مل بچھڑے جن کوئی - بچھڑت دکھہ جانے وہی کہ جو کوئی بچھڑا ہووے - فی الحقیقت شعر
جدا کسی سے کسی کا کبھی حبیب نہ ہو - یہ درد وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو - لیکن دیکھئے کہ یہ حجاب
شب تنہائی اور پردہ روز جدائی ہوائے وصال سے جامع المتفرقین کس دن اوٹھائے گا اور ہم تم باہم
بس باغ جہان مین بے تامل مثل بلبل چہچہہ زن کسدن ہون گے اور دل جو افسردہ مثل گل پژمردہ ہے شکل گل خندان
صبح امید سے دیکھئے کب شگفتہ ہوگا اور طائر روح وصال کو باغبان قضا و قدر فصل امید کب جلوہ گر کرے گا
اور عندلیب یہ عشرت شاخ تمنا پر گلشن ہستی مین دیکھئے کسوقت کربال کرتی ہے اور اگر خدانخواستہ یہ صحرا لیئے مفارقت

ہمارے اور تمہارے درمیان اسی روش پر حائل رہا تو یہ چشم اشکبار مثل آبشار دریا بہاکر طوفان برپا کریگی اور یہہ یقین ہے کہ چمنستان جنون کشتِ دماغ مین وحشت کی چمن بندی کرکے حرمان کی ٹہری جماویگا تو بقول سراج اکبرآبادی حالت ہوگی شعر چلی سمت غیب سے ایک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا۔ مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی اب آگے اشتیاق مواصلت اور اتحاد موانست کہانتک تحریر اور تسطیر کیجئے بقول اس دوہرے کے سراج پریتم پتیان تو لکھون کہ جو کچھہ انتر ہوئے۔ ہم تم جیورا ایک ہین پر دیکھت کے ہین دوئے۔ فی الحقیقت اس شعر کے موافق شعر جسکی نسبت مین آہ آٹھہ پہر جی جلے۔ اوسکو جدا جان خط کیونکہ لکھا کیجئے۔ لیکن رسم زمانہ قدیم الایام سے نامہ وپیغام کی ہے اس سبب سے اس دور افتادۂ غم آمادہ نے اپنے حال کثیر الاختلال کا عریضہ ارسال کیا ہے پر اس دل طپیدہ غم کشیدہ کی امید ہے کہ اس خط پر فرحت کے پہنچتے ہی وہان سے آپ بھی نامۂ محبت شمامہ اس طرف کو روانہ کیجئے تاکہ مہجوریا دیہ غربت یہ صعوبت کی تشفی خاطر فاتر ہو چنانچہ مشہور و معروف ہے المکتوب نصف الملاقات غرض وہ نازنین ماہ جبین بادل اندوہگین ادہر اُس نویسندے کے روبرو ایک پردہ کی اوٹ مین بیٹھی یہ حال پر ملال کہہ رہی تھی اور ادہر عشق کا فراش پردہ پردہ مین اس نویسندہ آفت رسیدہ کا پردہ فاش کرنے کے درپے ہوا اور حکم عشق کا افواج غم کو یہہ شقہ پہونچا کہ صبر و شکیبائی کا خیمہ اس کے ملک دل سے باہر نکالو اور درد و محن کا اسپک وسعت سینہ پر چوب آہ سے استادہ کرو اور تمگیرہ چشم کے آگے حیرت کی قنات روک کر بیخودی کے سراچہ اس ہرزہ گرد پر درد کو وحشت کی سلامت کوچہ مین چھوڑ دو تب تو بقول سراج شہ بیخودی نے عطا کیا اسے جب لباس برہنگی۔ نہ خرد کی بخیہ گری رہے نہ جنون کی پردہ دری رہی۔ حاصل کلام اُس ماہ تمام سے یہ دلفگار ناسازگار روزگار جو ایکبار دوچار ہوگیا یک بیک مثل آئینہ ششدر و حیران ہوکر چپ ہو رہا ایک لحظہ کے بعد بصفائی دل کہنے لگا کہ اے آئینہ رو اگر تیرے دل مین غبار کدورت نہ بیٹھی اور عارسی نہ آئے تو ذرا اس حال پر ملال کو زبان مبارک سے پھر دوبارہ ارشاد کر کس واسطے کہ میرے عقل ناقص مین ذرا نہین آیا اس مین اُس پری رخسار رشک گلزار نے پھر دوبارہ وہ حقیقت محبت آمیز وحشت انگیز اُس مبہوت عشق کے روبرو زبان جادو بیان سے بیان کی غرض اس بخت سیاہ جانکاہ کے منہہ سے پھر یہی سخن نکلا کہ اے طوطی خوش الحان وائے سحر البیان پھر کہو پھر کہو المدعا اُس رشک ماہ منیر صاحب تقریر نے اُس کشتہ الفت خستہ محبت کے سامنے مکرر سہ کرر حقیقت ہجرت زبان سحر البیان سے اظہار کی مگر اُس نویسندۂ جفا کشیدۂ دل طپیدہ کی زبان سے پھر یہی سرزد ہوا کہ اے نازنین ماہ جبین پھر کہو الغرض اُس ماہ طلعت مہر برج عفت کو صاف دریافت ہوا کہ یہ عزیز بے تمیز کچھہ سڑائی سودائی سا نظر آتا ہے یہ خیال کثیر الاختلال وہ تمثال دل مین کرکے اپنے محل برج آسا مین رونق بخش ہوئی اور آہ یہ بخت سیاہ بہ شکل خامۂ چاک جگر سرنگون ہوکر صحرا کی طرف یہ کہتا ہوا چلا اے بلبل گل نو دمیدۂ شاخسار ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

پہر کہو اسے صلصل سرو جویبار پہر کہو غرض اُس بندۂ خدا عاشق بت جانفزا نے یہ کلام صبح و شام ورد کیا
اور اپنے ملت سے دست بردار ہو کر مذہب عشق اختیار کیا اور امیر خسرو کا یہ شعر زبان پر لایا شعر کافر عشقم
مسلمانی مرا درکار نیست + ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست + اور بتون کی پرستش سے ایکبار بیزار ہو کر
بتخانۂ دل مین اُس صنم حور لقا بیوفا کو تصور کر کے سنگ استی پر بٹہا کے پوجا کرنے لگا اور کسی دلفگار کا یہ شعر آبدار
با دیدہ اشکبار زبان پر لایا شعر قد الگنگ و جمن بر سر و چشم اشکبار من + نمی آئی چرا از بہر آشنان در کنار من
اور بجائے زنار وہ عاشق زار تسلسل اشک کی سیلی گلے مین ڈالکے بستر خاک آسنی پر بیٹہکر آہ و فغان کا ناقوس پہونکنے
لگا اور بجائے اشنان وہ خستہ جان سر پر خاک دہول اڑانے مین مصروف ہوا اور رام رام کے نام جپنے سے اپنے آرام کو
مطلق آرام نہ تہا مگر اس دلآرام خوشخرام کو تعشقین یہ شعر ورد زبان تہا شعر کبہی دلکو مرے آرام ہوگا + مرا وحشی جو کبہی رام ہوگا +
اور کبہی وہ تو گرفتار دیوانہ وار کوبکو پہر کہو پہر کہو کہتا پہرتا تہا اور کبہی وہ صحرا نورد پر درد صحرا مین بگولے سے ہمسری کرتا اور میر ضیا
کا مطلع پر درد پڑہتا مطلع کبہی صدمہ بگولہ کا کبہی صرصر کی زحمت ہی + ہماری خاک مین اٹہی پہر اے ابر رحمت ہی اور
کبہی وہ غریق ورطۂ محبت شفیق بادیہ غربت لب دریا بیٹہکر اشک کا دریا بہاتا اور سلیمان شکوہ کا یہ مطلع پڑہتا بیت +
دل اب تو عشق کے دریا مین ڈالا + توکلت علی اللہ تعالی + اور کبہی زیر کہسار بادیدہ اشکبار اپنی بیکسی بے بسی پر
سر و تہر سے ٹکراتا اور یہ شعر پڑہتا شعر کوہ کن مین اور قیس صحرا مین + سر پٹکنے کو رہا کوئی نہ ہمسر اپنا + رفتہ رفتہ اس

قصہ پُر آشوب نے یہانتک سربلند کیا کہ اُس ماہ برج عفت اور مہر آسمان عصمت کا شوہر رشک قمر سفر سے گھر مین جو
آیا تو اُسکے بھی گوش ہوش تک یہ احوال پُر ملال پہنچا اِس واردات واہیات کو سنتے ہی وہ نیکذات دریائے
غیرت مین مستغرق ہوگیا آخرکار لجۂ فکر مین غوطہ زن ہوکر اُس شناور بحر الم نے دل ہی دلمین بقول میر تقی
اشعار مشورت کی کہ مار ہی ڈالین۔ وقضیہ اِس بلا کو ہم ٹالین۔ پھر یہ سوچی کہ ہون گے ہم بدنام۔ سُنکے
آخر کہین گے خاص و عام۔ کیا گنہ تھا کہ یہ جوان مارا۔ کس نے مارا ہے کہان مارا۔ فتنہ خفتہ یہ جو ہو بیدار
کھینچنی ہونگی ذلتین بسیار۔ کیجئے ایک ڈھب سے اِسکو تنگ۔ تا نہ آید ہو اپنی جانب ننگ۔ یہ تدبیر اُس بے
پیر نے دلمین ٹھیراکر ایک شخص غیر سے کہا کہ اے بھائی اِس مرد سودائی محبوب ناشکیبائی سے کہدو کہ وہ
عزیز باتمیز جس ماہرو مہر جبین پر تو ذرہ وار بیقرار ہے وہ دریکتائی بحر خوبی اور لعل بے بہائے کان محبوبی کل
ہمدمان دلسوز کے ساتھ بیرون شہر تالاب پر آب مین غسل کیواسطے تشریف لیگئی تھی سو قضا و قدر سے
اُس تالاب آفت آب مین وہ رشک مہتاب مثل گوہر نایاب ہوگئی قطعہ لیکن افسوس بجز دنیا مین زندگانی
سے تجھے ہے کیون سیراب۔ منصفی عشق چاہتی ہے یہ۔ توبھی جاکر وہین ہو غرق شتاب۔ ورنہ اے ننگ
محبت واسطے بے عزت و بیمروت مثنوی تیری اِس زندگی پہ لعنت ہے۔ سخت تو مرد بے حمیت ہے۔
یعنی جس سے کمال الفت ہو۔ وہ بدریا غریق رحمت ہو۔ بحر ہستی مین اور تو و ثبات۔ اسطرح جیسے رہے بقید حیات
بس اسیمین ہے آبرو تیری۔ اور عزت ہے گو بکو تیری۔ جسطرح ڈوبکر موئی وہ نگار۔ اسطرح توبھی جان دے
اے یار۔ ورنہ اس عاشقی کا اے ناکام۔ پھر نہ لانا زبان پر اپنے نام۔ یہ سب گفتگو وہ بد حواس شخص کی
کو سکہا کر آپ تو اپنے گھر مین آبیٹھا اور اُس خانہ خراب بے حجاب نے اُس غریق بحر الفت اور رفیق رنج و محنت
کے سامنے بادیدہ اشکبار یہ اظہار کیا کہ اے شناور بحر الم واے ہمکنار لجۂ غم کل بلائے ناگہانی سے تیری مایۂ
زندگانی فلانے تالاب آفت آب مین ڈوبکر مرگئی یہ احوال پر ملال وہ توجہ کر دل مضطر سنکر پہلے تو دو ایک گھڑی
گرداب الم مین غوطہ زن رہا آخر الامر یہی جبین لہر آئی کہ اِس بحر ہستی سے کنارہ کیجئے اور دریائے فنا سے بادیدۂ
اشکبار ہمکنار ہو جیئے اور امواج اجل کی زنجیرون سے پائے زیست کو سلاسل کیجئے کیونکہ بقول جرأت شعر
بدریائے محبت زورقِ آسا غم کے مارے ہم۔ کبھی ہین اِس کنارہ ہم او کبھی ہین اُس کنارہ ہم۔ آخرکار وہ غریق ورطۂ محبت
اور رفیق لجۂ محنت اُس تالاب پر آب مین جاکر رنج و زحمت سے غریق رحمت ہوا القصہ چند ایام کے بعد اُس ماہ خوش
خرام کو معتبران صادق اور مخبران فایق سے جو یہ خبر وحشت اثر تحقیق معلوم اور مفہوم ہوئی کہ وہ نوشیدہ مل طہور
اِس واردات سے ہیہات فلانی تالاب مین ڈوبکر مرگیا اِس قصہ جانگداز اور ماجرائے غم انباز کی آگہی سے اشک حسرت
پیکر حیپ ہوگئی پر دلمین یہ کہنے لگی۔ قطعہ اُسنے یہ کیا بُرا کیا افسوس۔ کس مصیبت سے جی دیا افسوس۔ مین اُس

بیٹھ جھلانے کیوں کیا افسوس۔ غرض وہ روز شمع شب افروز جگر سوز کو روتے روتے کٹا لیکن دلہن عشق کا چور رشتہ
محبت کو آتش غم سے بھڑکانے لگے اور دل مثل پروانہ اُس کے شعلۂ شوق وصال مین جلنے کی پروانہ رکھتا تھا اور آنکھون
مین تیرگی غم کی چربی سے جانے لگے اور گلگیر اجل بھی اُس شمع رو شعلہ خو کے سر سے لگن لگا کر یہہ کہنے لگا شب میرا جگر سوختہ کی
جلد خبر لے۔ کیا یار بھروسہ ہی چراغ سحری کا۔ المدعا جبکہ رات کا وقت مہمات در پیش آیا تو بے اختیار بحر محبت نے یہ جوش مارا
کہ اُسکی کشتی عقل باد مخالف بیقراری سے پارہ پارہ ہوئی اور صبر و شکیبائی کا لنگر ٹوٹ گیا اور حواس خمسہ کا مستول
جہاز دماغ سے گر پڑا غرض ناخدائے عشق کے مشورہ سے وہ ماہ مانند ماہی بے آب سب کنارہ کر کے اُس تالاب
پُرآب لگے کنارہ پہنچکر یہ کہنے لگی۔ اشعار پاس تیرے اب اے تمنائی۔ جان دینے کو مین بھی یون آئی۔ تیرے
مرنے سے عاشق مضطر۔ زندگی اب وبال ہی مجھپر۔ جان اپنی کرے تو مجھہ پہ تباہ۔ اور مین جیتی رہون جہان مین آہ
یہہ نہین چاہتی ہے غیرت عشق۔ طعنہ زن مجھہ پہ حمیت عشق۔ یہہ اشعار جانگداز وہ مایہ ناز آواز شیرین سے لا کے
اُس تالاب مین کود پڑی لیکن بقول میر تقی۔ موج ہر اک کمند شوق تھی آہ۔ لپٹی اُس کو بہ رنگ مار سیاہ۔ دام گستر
عشق تہا تہ آب۔ جس کے حلقہ تمام تھے گرداب۔ حسن موجون مین یون نظر آئے۔ نور مہتاب جیسے لہرائے +
تھین جو اُسکی حنائی انگشتان۔ غیرت افزائے پنجہ مرجان۔ جسدم وہ آب ہو کے بہا۔ سطح پانی کا آئینہ سا رہا۔
کشش عشق آخر اُس ماہ کو۔ لیگئی کھینچی ہوئی تہ کو۔ کہتے ہین ڈوبتے اچھلتے ہین۔ ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین۔ یون
جو ڈوبے کہین تو جا نکلے۔ غرق دریائے عشق کیا نکلے۔ مگر اُس عاشق زار پر اضطرار تہ آب میر معصوم کا یہ مطلع
زبان پہ لایا۔ مطلع پس از مردن مرا آن سرو قامت بر مزار آمد۔ قیامت آمد اما بعد چندین انتظار آمد۔ الحاصل
وہ ماہ پارہ جذبہ عشق سے اپنی غرقی سے ہمکنار ہوئی۔ اور واقعہ حیرت افزا رقت انتما اُس شمع رو نیکو کے شوہر خستہ جگر
کو وقت سحر جو دریافت ہوا تو آہ بحال تباہ گریان با دل بریان لب تالاب حیرت مآب پر آ کر کیا دیکھتا ہے کہ ہر طرف
مردون کا ہجوم با دل مغموم بصد شور و شیون میر تقی کا یہ شعر پڑھا ہے شعر محبت نے کام اپنا پورا کیا۔ کہ ان دونون
لعلون کو چورا کیا۔ اُس روداد کو یہ خانہ برباد ملاحظہ کر کے مثل ماہی بے آب بیتاب ہو کر کہنے لگا۔ مثنوی
گھر ڈبو دیا میرا۔ دُر نایاب کھو دیا میرا۔ ہم لگا ہو وہ مین کو بکو میری۔ ڈوبی عزت اور آبرو میری۔ ہائے اے قاضی
الحاجات وائے مجیب الدعوات یہ حرف روسیاہی بقلم مہہ شکر شگاف کے تیر رگون پر کس شکل سے آیا۔ کہ ایک عفیفہ
دامن دریدہ شکستہ احوال وابستہ ملال کے ہمراہ میرے دلخواہ نے عشق کی فیلسوفی سے اپنے جان دی یہ
بھی قسمت کا لکھا او پیش آیا جو میرا خانمان یون بقلم زیر و زبر ہو گیا بقول قصّہ مین اس زیست سے بہتر ہے کہ اب
موت پہ دل دہر نے۔ جی میں ہے جا کہین یا ڈوب کہین مر نے۔ کس طرح کٹتین راتین کسطرح سے کٹتین راتین
کسطرح سے دن بھرین۔ کچھہ نہین بنتی آنا ہی حیران ہون کیا کرے۔ کیا کام کیا دل نے دیوانہ کو کیا کہئے۔ اے سامعان تعص

شاعران ترجمۂ الفت وہ طپیدہ غم رسیدہ مائل رقت و حیرت تہا مگر اُس کے خویش و اقربا نے اس تالاب پر غذاب مین
جال فی الحال جوڑلوائے تو وہ دونون غریق بحر الفت باہم دست و بغل بقول میر تقی اس شکل سے نکلے مثنوی
ایک کا ہاتہہ ایک کا بالین۔ ایک کے لب سے ایک کو تسکین۔ جو نظر اُنکو آن کرتے تھے۔ ایک قالب گمان کرتے
تھے۔ نکلے باہم ولی موئے نکلے۔ دونون دست و بغل ہوئے نکلے۔ غرض ہر چند باول درد مند لوگون نے
چاہا کہ اُن دونون کو جدا کر کے تجہیز و تکفین کیجئے۔ لیکن ممکن عقل تہا کہ جنہون نے اس شکل کی مصیبت سے جان
دی ہو وہ یون سہج مین جدا ہون بقول میر تقی بیت کیون نہ دشوار ہوے اُنکا فصل۔ جان دیکر ہوا ہو جنکا وصل
آخر ش چار و ناچار اُن دونون جان دادہ کو ایک ہی قبر مین با دیدۂ پرخون مدفون کیا۔ اب آگے اُس کے شوہر خستہ
جگر کی بیقراری اور اشکباری کی حالت کیا لکھون بقول جرأت شعر قلم کو بھی طاقت نہین رقم کی۔ کہ اب چھاتی سے
پھٹتی ہے قلم کی۔ لمولفہ زبان کو تہام سے اب تو بھی مہجور۔ نہایت طول رکھتا ہے یہ مذکور۔ نہ اونی اسمین ہے
تاثیر مخلوق۔ نہ عاشق اس سے بچتا ہے نہ معشوق واستان بیگما کے عشق مین عظیم بیگ کا جان
دینا اور کوئی محبوب مین تابوت عاشق کا بھاری ہونا اور اس اعجوبہ تماشہ کے
بعد اُس محبوبہ کا آپ کو جوہر کرنا اور جنازہ معشوقہ کے ہمراہ تابوت عاشق کا سکبار ہونا
اے سامعان تشریح محبت وا سے سخن بیرشان تلویح بلاغت سابق مین جلاد عشق نے کیسے کیسے جوان پر
ارمان اپنے قبضہ مین لاکر تیغ الم سے بے آب جوہر کئے ہین کہ تمام اصیل و نجیب پناہ مانگتے ہین چنانچہ مشہور
و معروف ہے بقول میر تقی۔ گیا قیس ناشاد اس عشق مین۔ گئی جان فرہاد اس عشق۔ ہوئی اُس سے شیرین
کی حالت تباہ۔ کیا اُس نے لیلی کا خیمہ سیاہ۔ سنا ہوگا وامق پہ جو کچھ ہوا نل اس عشق مین کسطرح سے مرا
جو عذرا پہ گذرا سو مشہور ہے۔ دمن کا بھی احوال مذکور ہے۔ کوئی شہر ایسا نہ دیکھا کہ وان۔ ہوا اس سے آشوب محشر عیان
کب اس عشق نے تازہ کاری نہ کی۔ کہان خون سے تمازہ کاری نہ کی۔ ترا نہین ایسا نہین تازہ کار۔ غرض ہے یہ اعجوبہ روزگار
اور حال ہین ایک پیر زال سکمقال عدق مقال باشندہ لکھنو کی زبانی ہے کہ ایک میری ہمجولی منہ بولی بہن رشک چمن بیگما
نامی مجھسے نہایت محبت رکھتی تھی لیکن وہ ماہ لقا رشک بدر الدجی بارہا فرماتے تھے کہ بنیا یہ اتحاد تیک نہاد عالم کتخدائی
اور خانہ آبادی مین موقوف کرنا کیونکہ بقول شاعرہ غنیمت شمر صحبت دوستان کہ گل پنجروزست در بوستان الحاصل
وہ آئینہ رو نیکخو محلہ سنگین محل مین ایک اہل دول کو خدا ہوئی اور وہ جو زنگ بدرنگ کدورت و حسرت اُس کے آئینہ دل پہ رہتا تہا
سو صفائی کے ساتہ صیقل خوشی سے دور ہو گیا اور نہال امید شبنم حرفت سے گلشن دل مین سرسبز ہوا اور غنچہ آرزوئے
عشرت نسیم نشاط روز بروز شگفتہ ہونے لگا اور بلبل عنفوان شباب شاخ مراد پر پہول پہولکر ٹہنی لگا غرض وہ غنچہ حدیقہ
محبوبی اور وہ گلستان خوبی اپنے مکان دلستان رشک بوستان مین لیل و نہار مثل جوش بہار رہنے سہنے لگی قضا اُس دور

پیرزال صدق مقال کی زبانی ہی کہ جب اُس جگر کباب خانہ خراب کی یہ حالت پُر ملامت دیکھی تو ایک شب بصد ادب
مین نے چرب زبانی سے اس تیرہ بخت کی رشتۂ الفت اور سوز محبت کو اُس شمع رو پر روشن کر کے کہا کہ چراغ خاندان
عصمت وائے دودمان شبستان عفت سچ ہے بقول گنا بیگم شعر شمع کی طرح کون رو جانے ۔ جبکہ دلکو لگی ہوئی ہو
سو جانے لیکن قائم کی زبانی ۔ شعر درد دل کچھ کہا نہین جاتا ۔ آہ چپ بھی رہا نہین جاتا ۔ آخر کار بصد قول و قرار
اُس سے کہا کہ اے بہن رشک چمن ایک عاشق نوراد ہمسر مجنون و فرہاد نے شادی کے روز تجھے رشک لیلیٰ و غیرت
شیرین کو محافہ سے اُترتے دیکھا تھا اُس دن سے اُس رشک باغ پُر داغ کا احوال پُر ملال کیا بیان کرون سر پر تو بال
وبال جان بسان سنبل پریشان ہین اور اُس گل کا گریبان مانند گل بداَمان چاک ہے اور تیری نرگسی چشم کے خیال
مین وہ روز و شب آنکھون سے آب جو جاری رکھتا ہے اور تیری مژگان رشک سنان کی تصویر مین شام و سحر
خار ہجران اُس کے دل مین کھٹکتا ہے اور تیرے لعل خندان کے دھیان مین غنچہ کی طرح آٹھ پہر گردن جھکائے
چپ چپاتا رہتا ہے اور کبھی تیرے دست حنائی رشک پنجہ مرجان کی یاد مین بے رنگ اور رنگ قطرۂ خون دیدۂ خونبار
سے ہر دم ٹپکتا ہے اور اُس کے دل کی بیکلی کا یہ عالم ہی کہ کسی روش نہین جاتی اور تیرے فراق پر اشتیاق مین
روز و شب بحال پر تعب مانند بلبل دور از چمن نعرہ زن ہے اور رنگ رخسار جو اُس گلعذار کا مثل گل ورد سرخ
تھا سو کاہش غم سے مثل صد برگ زرد ہو گیا اور ہر بار وہ دل افگار بجناب پروردگار مثل بیمار ہاتھ اوٹھا کر مرزا
سودا کی طرح یہ دعا مانگتا ہی نظم یا درد دل کا دور ہو یا دل کو تاب ہو ۔ قسمت مین جو لکھا ہی آلہی شتاب ہو ۔
اس کشمکش کے دام سے کیا کام تھا ہمین ۔ اے الفت چمن ترا خانہ خراب ہو ۔ غرض اُس غیرت گل نے بصد تامل
یہ فسانۂ دلسوز و قصۂ غم اندوز سنکر جواب نہ دیا ۔ لیکن دلمین یون کہنے لگی کہ ہائے مین نے یہ کیا ستم کیا کہ وہان
جا کر ایک سرو رعنا کو پامال الم کیا اور بظاہر اوس دلربائے بیوفا نے اُس فسانۂ جگر سوز و غم اندوز کو ٹال کر اور ہی گفتگو درمیان
لائی الحاصل اُس تغافل شعار سلیقہ وار نے بقول مصحفی ابیات ۔ دل بستۂ عیش و ناز رکھا ۔ رسوائی سے خود کو
باز رکھا ۔ مقدور تلک رہے وہ خندان ۔ گہر اُس کا رہا یہ اثر گلستان ۔ اور ادھر اُس دشت پیمائی ہجران بستۂ حرمان
کی حالت پر مصیبت کیا بیان کرون رفتہ رفتہ جب اُس از خود رفتہ کو بیخودی نے بستر ضعیفی پر بٹھا دیا
اور توانائی بھی اس لاغر مضطر کا ہاتھ ہیہات ناتوانی کے ہاتھ مین دیکر پہلو تہی کر گئی اور آواز عشق نے اُس مریض
الفت کو صبح و مسا رنج و محن کی دوا پلانی شروع کی اور مادۂ جنون کو خلط صفرا سے زائل کر کے مرض یرقان
اُسکو عاشقون کے روبرو زرد رو کیا اور گرمی فرقت آہ جان سوز نے تپ ہجر دوری کو تیز کرنے لگی اور اعراض مہجوری و
مجبوری نے التہاب جگر سے طپش دل کو مختلط کر کے سرسام کیا الحاصل وہ گرفتہ دل نیم بسمل اُس حال پر ملال سے
ایکسال اور بسر لیگیا لیکن اس عرصہ مین وہ عورت نیک خصلت کبھی ہر بار اُس دلفریب کے پاس آئی مگر اُس نے غرور کبریائی اور بیپروائی

سے اُس بندۂ خدا کو کبھی نہ پوچھا کہ رنجور مذکور کا حال پراختلال کیا ہے مگر دوسرے سال کے بعد بقول مصحفی اشعار باوصف
غرور کبریائی - اوسکی بھی طبیعت اُسپر آئی - گھروالون سے اپنے بیٹھکر دور - سننے لگی جی سے اُس کا مذکور - اور گاہے
بحالت بیقراری و اشکباری وہ گرفتہ دل نیم بسمل بقول مسرور ابیات کرتی تھی آہستہ آہ جان گداز - نہ کھلجائی
کہین چاہت کا راز - نہ کسی سے گفتگو کی بات تھی - رات دن رونے کی بس اوقات تھی - اُس پریزاد ناشاد کی یہ حالت
پر از رقت دیکھکر مین یون گویا ہوئی کہ اے ماہر دیکھو تیری تو چند روز جانسوز مین یہ حالت پر ملالت بہم پہنچی کہ تیرا
جی ہی جانتا ہے اور وائے بجان اُس کے کہ جو دو برس کامل یونہین درد و محن مین گذر گئی پر اب اے غنچہ لب بقول
قاصر مطلع دل سیر مسیحا سے ہی بیمار تمہارا - وارستہ عالم ہے گنہگار تمہارا - کیونکہ بقول مسرور ابیات صبر کی اب تو نہین
طاقت اُسے - ایکدم دشوار ہے فرقت اُسے - زندگی اُسکی ترے ہی ہاتھ ہے - تجکو مردہ کو جلانا بات ہے - لیکن تو بقول حسن
شعر نہین تو یہ رُک رُک کے مرجائیگا - اسیطرح جی سے گذر جائیگا - یہ سخن دلشکن وہ ماہ پیکر سُنکر آہ پر درد کھینچکر کہنے لگی
بقول جرأت شعر ملین کیونکر اگرچہ غلبۂ اُلفت کی شدت ہے - انہین ہے پاس رسوائی ہمین لوگون کی دہشت ہے لیکن
اسے بہن دل لگن میری اور اُس کی ملاقات بے آفات کی اُس صورت کے سوا اور کوئی شکل نہین ٹہرتی کہ اس مہینے
مین کچھ تقریب شادی درپیش ہے سب عورات قبیلہ اور زنانِ ہمسایہ باہم آوینگے اگر تو اسکو بھی لباس زنان مین
آراستہ و پیراستہ کرکے اپنے ہمراہ لے آئے تو مضائقہ نہین الغرض اس طور اُس مہجور رنجور کا مدار وصل ٹہیرا
لہ روز دل افروز بھی شب ہجر کو کوتاہ کرکے درپیش آیا اُس نازنین مہ جبین نے پوشاک زنانے برنگ زعفرانی
مع زیور جواہر نگار عجوبہ کار ایک کشتی دریا تراد مین لگاکر میرے گھر مین پہنچا دیے الغرض اُس رشک حور و غلمان
اور غیرت مہر درخشان کو بنا سنوار کر لباس عروسانہ سے ایک محافۂ زرنگار مین سوار کرکے رونق بخش محفل شادی
ہوئی لیکن اُس دانائے دہر یکتائی عصر نے بدانائی بصد زیبائی الگ الگ مکان دلستان مین اُس گل حیا
کو کو داکر اُترواد یا اور ادہر اودہر پھر کے گاہے اپنے جمال ماہ تمثال سے اُس تشنۂ دیدار کو سیراب کر
جاتی اور گاہے ایک جھلک برق وار اُس دلفگار کو دور سے دکھا کر غائب ہو جاتی لیکن اس تشنہ رنج و محن خستہ
تن کا یہہ نقشہ تھا بقول مصحفی ابیات آنکھونسے سرشک عمل جاری + دلپر وہی جوشش بیقراری + اس عین خوشی
مین ہجر کا غم + اجزائے نشاط وصل درہم + اور اس مہمان خانے مین وہ سب جو عورات عمدہ اور زنان حور لقا صاحب
بصد تزئین رونق افزائے محفل تھین اسکے الگ بیٹھنے سے سب باہم متنغص ہوکے کہتی تھین کیا معنی یہ عورت
نا سیرت ایسی کونسی خاندان عالیشان سے ہے جو ہم سب سے نفرت کرکے الگ بیٹھی ہے علی ہذا القیاس یہہ ہمارے پاس آپ
اسکی تکلیف کرتی ہے اور نہ ہمکو خوشی سے کہتی ہے کہ اے بیبیو بحضرت عباس تمہین میرے پاس بلا وسواس تشریف لاو صاف
اس بات سے یہ معلوم و مفہوم ہوتا ہے کہ یہ عورت اپنے حُسن پر نہایت مغرور ہے اور کوئی کہتی تھی کہ بی بیو مین دریافت

پہر اس بد دماغ کو خلل دماغ ہے جو یون ہم لوگون سے منتظر ہے اور کوئی زرگر یہان کہتے تھے کہ یہ سیتمین کم سخن اپنے زر و زیور کے گہمنڈ مین بالا بالا رتبہ جہانگیری کو پہنچی ہے جو اس روپے اوسکو الگ سونا بیٹہنا پسند خاطر ہے جامہ زیب لقریب ہاتہ ملکے کہتی تہی کہ یہ گلبدن رشک چمن اپنے لباس فاخرہ بیش بہا کی تمکنت مین ایسا کارخانہ دماغ رکہتی ہے کہ حجرہ کے صحن تک بہی نہین آتی یہ رمز و کنایہ اُن بیبیونکا صاحب خانہ سنکر یون حرف زن ہوئی کہ اے بیبیو یہ خوش جمال نیک خصال کچہ اپنے لباس بیقیاس اور زیور جواہر نگار کے سبب کار پر بد دماغ ہوکر الگ نہین بیٹہتی ہے اس مہر پیکر رشک قمر کو کچہ خلل دماغ اور خفقان ہے یا ان سبب اس سبب وہ نازنین رشک حور عین تم سبکے قرین نہین آتی کہ کسی پریرو نیک خو کی خدمت مین کچہ گستاخی نہو جاوے بقول شخصی مصرع ہیچ آفت نرسد گوشہ تنہائی را۔ اس گفتگوے دلجوئے سے سب مہمانون کی تشفی خاطر کرکے کہنے لگی کہ اے بیبیو اگر ایک گہڑی کی اجازت بشاشت سے عنایت کیجئے تو ایک بازی چوسر کہیل کر اُس پری حجاب رشک مہتاب کو شگفتہ خاطر کر آؤن یہ کلام فرحت انجام سنکر ہر پری پیکر کہنے لگی کیا مضائقہ ہے مصرع خوشی اپنی بہی اسیمین ہے خوشی جسمین تمہاری ہے۔ المدعا وہ ماہ دلخواہ اس رشک آفتاب کے پہلو مین جلوہ گر ہوکر حجرۂ برج آسا مین جلوہ قران السعدین دکہانے لگی اسوقت اُس حجرہ کا اُن دونون ماہرویون سے یہ عالم تہا گویا ایک ہالہ مین دو ماہ یا ایک صدف مین دو گوہر آبدار یا ایک فانوس مین دو شمع کافوری روشن اور منور ہین اس کیفیت مین اور کیفیت سنو کہ جسوقت چوسر بچہا کر اُس نازنین ماہ جبین نے پہلے پانسہ پہینکا تو چہہ تین تو آئے تو وہ تو گرفتار محبت بیمار الفت یون بولی کہ اے دلدار غمگسار سچ فی الحقیقت یہی کہ تو نے اس محبت پر صعوبت کی بڑی مصیبت اوٹہائی ہے لیکن مین ابہی ہنوز تو آموز عشق ہون بہر تو ہم تجہکو میری غمگساری اور دلداری کرنی ضرور ہے تاکہ میرا حال پُر ملال تو تدبیر ہو اسکے بعد اُس دل تفتہ جگر خستہ نے جو پانسہ پہینکا تو پو بارہ پڑے اُس پانسہ کو دیکہکر یون حرف زن ہوا کہ اسے یار جانی واسطے مایۂ زندگانی یہ پو بارہ نہین ہین یہ میرے حسب حال صدق مقال ہے کہ مجکو دو برس بیتے ایک بیگ اور ایک مہینہ ہوا کہ تیرے عشق مین عقل کے چہکہ چہوٹ گئے تو اس خمسہ کے پنجہ بند ہین کوئی رہائی کی چال نہین سوجہتی دو سرے یہ ہوش و حواس کا بہی جگ ٹوٹ گیا اور خرد کی نرد کٹ گئی آگے دیکہئے حضرت عشق اس بازی مین کیا رنگ کہاتے ہین اس غم سے جی پک گیا اور کوہ الم کی سل چہاتی کی متصل اڑی ہی تہی ہی اور خیال خام سے دماغ مین خلل پیدا کیا اور وحشت دل گہربار چہوڑتی ہی تاب و طاقت نے سب ہار دی کوئی داؤن ایسا نظر نہین آتا جس سے اس غم کے ہاتہون سے چہوٹ کر لال ہو جاؤن یا بساط جہان سے مرک عدم کو چلا جاؤن کیونکہ بقول جراءت شعر سخت تجہ بن قلق اس دل کا ستاتا ہے مجہے۔ کہ اوٹہاتا ہو تو یہ کاٹنے دوڑ آتا ہے چہٹی الخ

چوسرکی بازی دو تو دل دو نیم کی میر بساط عشق نے دو ئے ہین لاکے اسواسطی سنزاوی که دو مہینہ کے بعد اُنکی
ترنجان پرارمان کومارڈالے اس گفتگو نے دو بدو من شب وصال اُس پائمال الم سے پہلوتہی کرنے لگی
اور وداع سحر کا آثار ہونے لگا اس پری عجلت وہ کبک دری نے بدانائی برائے رفع بدنامی اس نیجان
پرارمان سے کہا که اے دلدار مونس غمگسار جی تو نہین چاہتا ہے که تجھکو اسوقت رخصت کرون لیکن کیا کیجئے
مصرع زمین سخت اور آسمان دورہے - اور بقول شخصی شعر جدائی کا ہم تیرے غم کیا کرین - فلک یون نہین چاہے
تو ہم کیا کرین - مگر تو اپنی خاطر فاتر جمع رکھ انشاء اللہ تعالی اسی شکل پر گاہے گاہے مواصلت کی صورت
رہیگی پر اسوقت صلاح وقت یہ ہے که ابھی روز روشن نہین ہوا مبادا ابوقت فروا تیری چال ڈہال سے
کوئی پہچان جائے تو موجب ہتک جانبین ہے بصد اشکباری اور بے قراری اُس مہر درخشان کو اُس ماہ
سیماسنے تارون کے وقت چشم فتنہ مین خاک ڈالکر رخصت کیا بعدازان زنان ہمسایہ کو باری باری داغ
کرکے مسرور کی یہ غزل زبان پر لائی غزل یون نہ کوئی عشق کا بیمار ہو - ہائے دشمن کو بھی یہ آزار نہ ہو -
اے خوشا اوقات اُس وارفتہ کی - رات دن جسکی بغل مین یار ہو - کسکو طوبی کی ہوس ہے دوستو
ہم ہون اور وہ سایۂ دیوار ہو - ہجر کی شب کیا کرے ضبط فغان - دل کی بیتابی سے جو ناچار ہو - حضرت
عیسے کی قم سے کیا اُسے - جو کسیکا کشتہ رفتار ہو - کیا بجھے شربت سے اُسکی تشنگی - یار کا جو تشنۂ دیدار ہو
زیست ایسے شخص کی مسرور کیا + یار جسکے پاس غمخوار ہو - ادہر تو اُسکی یہ حالت پر رقت تھی ادہر وہ نیم
بسمل بیجان و بیدل جو گہر گیا تو بقول میر تقی یہ حالت ہوئی ابیات نہ جی کو تسلی نہ دلکو قرار - کف غم مین سر
رشتہ اختیار - کبہو یاد کر اُسکو نالان رہے - کبہی ٹک جو بہولے تو حیران رہے - نہ دم بہر کبہی دیدہ تر لگے - نہ
گہر مین سے لگے جی نہ باہر لگے - کبہی یان کبہی وان بحال خراب - وہی بے قراری وہی اضطراب - لیکن گاہے
گاہے وہ پری رو نیکخو برائے تشفی خاطر فاتر اُسکے پاس بادل پر یاس اصیل بہیجکر خبر وحشت اثر منگوا
لیتی تھی اسی عرصہ مین آزار غم نے یہانتک طول کہینچا کہ وہ غریب قریب مرگ ہوا آخر کار یہ دل افگار
خستہ تر از روار زنانی سے ملک تہا کو رحلت کرگیا یہ واقعہ غم افزا بر ملا اُسکی ماد رخستہ جگر دیکھکر با دیدۂ گریان دل
بریان یون کہنے لگی مثنوی اے نور نگاہ ماہ ثانی - افسوس تری یہ نوجوانی - افلاک نے خاک مین ملائی -
تجکو تری موت کیون نہ آئی - اے کاش تمہارے بدلے بیٹا - مرجاتی جوان تو خوب ہوتا - مجھ پیر آ گئے ہائے
صد وائے - افسوس کہ تو جوان مرجائے - یہ بے چین کرکے اُسکی مادر مضطر بستر خاک پہ بیہوش ہوگئی لیکن اُسکے
دوست و آشنا اور خویش اقربانے غسالون سے غسل دلواکے پارچہ نفیس سے کیا اور میت کو صندوق مین رکھکر برائے تزئین
ایسا ایک دوشالہ سبز اُسپر ڈالا کہ جس سے وہ تابوت عاشقون مین سرسبز ہوگیا اور اُسپر پہولونکی چادر لہلہاتی ڈالکر جو جال

اُس تابوت پُرالم کا یہ عالم تھا گویا تختۂ چمن پُر از نسترن دوش صبا پر روان ہے رفتہ رفتہ اس تشنۂ محبت خستۂ الفت
تابوت جذبۂ عشق سے اُسی طرف کو روانہ ہوا جدہر اُسکی معشوقہ جان نثار و محبوبہ غمگسار کا مکان دلستان تھی آخر الامر
وہ تابوت بنات النعش وار بے اختیار سنگین محل مین سنگین ہو کر یون اشارہ زن ہوا مزا گیسٹا عشق کے بقول شعر
تو ساتھ ہو حسرت دل محروم سے نکلے ۔ عاشق کا جنازہ تو ذرا دہوم سے نکلے اور بقول حکیم حیات اللہ قلاش
شعر بعد کشتن رحم بر حالم نہ فرمائی چرا ۔ بہرہ تابوت بر گورم نمی آئی چرا ۔ غرض حمالون نے ہر چند چاہا کہ یہ گرانبار
محبت اور آثار قیامت کسیطرح سے چلے لیکن مطلق اُس تابوت حیرت افزا کو جنبش نہ ہوئی اس واردات کا عجائبات
دیکھکر ہجوم خیر و کل مین بے تامل غل ہوا اور آپس مین یون ہم سخن ہوئے کہ آیا دیکھئے اس وقت کیا قیامت برپا ہوتی ہے
جو یہ تابوت گرانبار مثل کوہسار یہان آ کے نہین ہلتا ہے اس واقعہ عجیب و غریب کے نظارہ کو بر ملا تمام اپنے اپنے
بام پر جلوہ گر ہوئین القصہ یہ خبر وحشت اثر اس عشوہ گر خستہ کو جو پہنچی حد مین اُس مضطر نے پنجۂ ضبط سے دل
کو تہام کر غسل کیا اور پوشاک سفید بجان تو امید تن پر آراستہ کر کے اور پیش قبض شوہر ہاتھہ مین لیکر بطور افسانۂ
خویش وہ جگر ریش برلب بام باشتیاق تمام نظارہ کنان ہوئی تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ تابوت عاشق مبہوت
بقول مصحفی اشعار چلتا نہین جا سے اڑ رہا ہے ۔ کہرام گلی مین پڑ رہا ہے ۔ بس دیکھتی ہی اُسے پھرا کے اُس
مارا بہ شکم وہ دشنہ ناگاہ ۔ لگتی ہی اُس پیش قبض آبدار خونخوار کے وہ لالۂ خون مین غلطان ہو کر جان بحق
تسلیم ہوئے اور تیغ عشق نے یہ جوہر دکھلائے کہ اُس گلبدن رشک چمن کی خونناب کی دہار زیر بام آئی یہ
روداد بیداد دیکھکر اُس کا شوہر خستہ جگر کوٹھے پر جو آیا تو کیا دیکھتا ہے بقول مصحفی شعر
ہے بام پر غرق خون وہ گلفام ۔ خورشید ہو جیسے برلب بام ۔ آخر کار اُس مبتلائے الم پر جحم کو اُس دم
کچھہ نہ بن آیا ۔ چار و ناچار اُسکو با دل زار اپنے ہاتھون ہاتھہ تکفین کر کے وہ جنازہ غم آمادہ لیکر گہر سے باہر نکلا تو عجب
طرح کا ایک شور محشر برپا ہوا گویا قیامت آئی کوئی تو زار زار مثل ابر بہار گریان با دل بریان یون حرف زن تہا شعر
کبھی دیکھا نہ سنا ہے ۔ جو اس دم اس گلی مین ماجرا ہے ۔ اور کوئی خاک پر پچھاڑین کہا کہا کر یہہ کہتا شعر اس عشق
نے کیا غضب دکہایا ۔ اس ماہ کو جو خاک مین ملایا ۔ اور کوئی عالم حیرت انگشت در دندان کاٹتا اور یہہ سخن دلشکن
کہتا تہا کہ شاید ان دونون مین پوشیدہ آگے سے محبت ہو گی جو آج یون اکبار اظہار ہوئی قصہ مختصر جب
جنازہ غم آمادہ معشوقہ جان نثار کا آگے ہوا تو پیچہے وہ تابوت بہی خود بخود چل نکلا لیکن بقول مصحفی نظم
دونون وہ جنازے جب روان تھے ۔ حیرت زدہ پیر اور جوان تھے ۔ کہتے تھے یہ طرفہ ماجرا ہے ۔ کیا مردے نے
زندہ کو لیا ہے ۔ آخر ان دونون خاکسار جان نثارون کو تکیہ پر باہم زیر خاک تسلیم کیا اُس دم بقول الہی بخش
شعر جب قبر مین اُن دونون کو اکبار اُتارا ۔ غل تہا یہی الفت نے اُنہین مار اُتارا ۔ معشوقے

اب آگے کیا لکھوں ہیہات ہیہات - نہین ہوتا کیسکا اسطرح ماتھہ - غرض یہ عشق تو وہ بڑا بلا ہے - کہ جس کی آگ مین ہر اک جلا ہے - کہان مجنون کہان فرہاد بے دل - کہان شیرین کہان لیلی کا محمل - کہان عذرا کہان وامق دل افگار - کہان نل اور دمن سے ماہ رخسار - ہزارون گھر لٹائے عشق نے آہ - ہزارون جی جلائے عشق نے آہ - نئی اسکی حکایت ہر جگہہ ہے - سنئے اُس کی شکایت ہر جگہہ ہے - بس اے مہجور آگے اب الم کے - نہین ہاتے کو طاقت ہے رقم کی - اور بقول شخصے فی الحقیقت شعر یہ جینے کیا لکھا ہے اور کیا پڑہا ہے - محبت کا قصہ ابھی تہرا ہے

داستان یعنے ایک شہر کے مسافرخانہ مین نقش صندلین دست نازنین پر تاجر کا عاشق ہونا اور اُس کے فراق مین مرنا اور اُس کی وصیت کے موافق اُسی مکان مین دفن کرنا اور دریافت حال کے بعد جذبہ عشق تاجر سے معشوق کا جان دینا

تجاران دلفروش و خریداران متاع جوش و خروش ہیہم قصہ اندوز و فسانہ جگر سوز کاغذ شغاف پر کلک جگر شگاف سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک سوداگری پری پیکر نو رستہ گلشن جوانی و گلدستہ باغ کامرانی بلبل شاخسار عنوان شباب و صلصل سرو بوستان شاداب ایسا حسن و جمال رشک بدر کمال رکھتا تھا کہ اگر اس دور مین زلیخا ہوتی تو اُس یوسف ثانی کے روبرو کبھی یوسف مصری سے ثبات کرتی اور اگر لیلی ماہ رخسار اُس روزگار مین قید حیات ہوتی تو اُس کے عشق مین خود مجنون ہو جاتی اور اگر شیرین اُس شیرین دہن رشک یمن کو ایکبار دیکھتی تو مثل کوہکن وہ خستہ تن اپنی جان شیرین تیشہ غم سے ہلاک کرتی اور اگر عذرا اُس کا شہرہ سنتی تو بشکل وامق وہ سفینہ شق گرفتار رنج و بلا ہوتی اور اگر دہن رشک چمن اُس غنچہ دہن کی نرگسی چشم کو ایک نظر دیکھتی تو اپنے دل کی بساط نل کیطرح چوسر غم مین ہار دیتی غرض سچ تو یون ہے بقول شخصے شعر گویا بزمین ستارہ آمد - یوسف بجہان دوبارہ آمد - لیکن اس حسن اور جمال بیمثال پر بقول میرتقی اشعار عشق رکھتا تھا اس کی چہاتی گرم - دل وہ رکھتا تھا موم سے بھی نرم - سر مین تھا شور شوق دل مین تھا - عشق ہی اُس کے آب گل مین تھا - اور دولت و حشمت سے منعم حقیقی نے اُس عالی قدر کو اسقدر آسودہ خاطر کیا تھا بقول میر حسن شعر طویلہ کے جو ادنے تھی خرہ - نہین نعلبند مین ملتا تہا زرہ - الغرض وہ رشک گلزار برائے سیر شہر و دیار رفقائے خوش کلام و ندمائے نیک انجام اپنے شہر سے عازم سفر ہوا مگر اُس کے جاہ و حشمت اور شان و شوکت کا کیا بیان کرون مثنوی اسباب تمام خسروانہ - بہلون پہ لدا تھا سب خزانہ لشکر مین جو کوئی لشکری تھا - دولت سے اُس کے وہ جوہری تھا - کہنے کو تو تھا وہ شخص تجار - شاہون کی ہوگی پر یہ سرکار - الحاصل وہ رشک حاتم بن طی منزل بمنزل مراحل بمراحل راہ طے کرتا ایک شہر عالیشان مین داخل ہوا

داخل ہوا مثنوی اُس شہر کیا لکہون مین اوصاف - ہر کوچہ تہا آئینہ سا شفاف - عجوبہ نگار ہر کان تہی - اور ہر گلی گل رو ان تہی - پتہر کے مکان تہے وہ اعلی - جنت سے جو تہے کہین وبالا - الغرض یہ سوداگر پری پیکر اُس شہر مینو چہر کی سیر کرتا اُس عمارت عالیشان جنت نشان کے قریب گیا کہ جس حویلی رشک گلزار مین شاہان ذوالاقتدار اور تجاران عالی وقار اکثر آکر مقیم ہوتے تہے غرض اُس مکان عالیشان مین وہ عالی وقار معہ خویش و تبار رونق بخش ہوا لیکن بقول ضمیر شعر سمجہا نہ کہ ہونگے ہم نہین کے - دنیا کے رہین گے اور نہ دین کے - القصہ اس مکان دلکشا جانفزا کے جلوخانہ مین تمام سپاہ اور بنگاہ ما خیمہ و خرگاہ متنزل گزین ہوئے اور رفیق قدیم اور شفیق ندیم اُسکے خانہ باغ مین اپنے رخت سفر اُتار کر پہر کار یکبار مشغول ہوئے کوئی پاک طینت نیک خصلت برلب جو وضو کرنے لگا اور کوئی آئینہ رو اور آلودہ گرد و غبار قریب آبشار نہانے مین مصروف مالوف ہوا اور کوئی رشک چمن غیرت سمن لبعد آرزو ولب جو زین پوش گلدوز بچہا کر بہار وانش ملاحظہ کرنے لگا اور کوئی بیوطن مثل بلبل دور از چمن اپنے گلرو کی تصویر مین اُس باغ کو دیکہکر شمیم کا یہ شعر پڑہنے لگا

شعر تیرے دیوانہ کو ہے جینے سے حرمان باغ مین - زخم آتے ہین نظر گلہائے خندان باغ مین - اور کوئی تاک کا سایہ تاک کر استراحت فرما ہوا اور کوئی ماہ وش روش پر کسی گل اندام کے ساتہ گلبازی کرنے لگا اور یہ شعر سودا کا زبان پر لا شعر رونق کسی گلشن کے نہ زینت کسی سر کے - مثل گل بازی نہ اودہر کے نہ اودہر کے

بیان شب اس ضمن مین جسوقت مطرب فلک نے دائرہ آفتاب کو غلاف آفتاب مین کیا اور رقاصۂ شب نے لولی زہرہ اور مشتری کو ستار ثریا اور قانون کہکشان دیکر چاندنی کے فرش پر نوشاہ قمر کے سامنے مجرے کے واسطے بہیجا اُسوقت اُس سوداگر پری پیکر نے طائفہ ہائے رشک گلزار اور مہر رویان پری رخسار کو یاد فرمایا غرض کہ ہر ایک ماہ وش پوشاک نفیس معہ سازندہ ہائے جلیس فرش محمودی پر سامنے آکر جلوہ گر ہوئی مثنوی ناچ کا اُنکی کیا کرون مین بیان منہ مین لکنت ہے کرتی میری زبان - بہاؤ بتلاتی تہی کوئی ہر دو - کوئی آنکہین لڑاتی تہی ہر سو - کوئی گہونگہٹ نکالکر منہ پر - سر دامن لگاتی تہی ٹہوکر - ناچتی تہین وہ جب باین انداز - نقد جان کرتی تہی ہر ایک نثار - کوئی دستار باندہ کر بانکی - کہولکر بال مار کر گاتی - پیشواز اپنی کو اوٹہا کر آہ - تا کمر دونون ہاتہہ لا کر آہ - کہڑی بہرتی تہی اس طرح سی گت - جس طرح سے ہو برق کو حرکت - اور کوئی ایک سمت ٹہس کر - رکہ کے انگشت کو زنخدان پر - سر و گردن کو اپنے کرکے خم - بہاؤ بتلاتی تہی کہڑی ہر دم - اور کوئی ایک سمت کو اٹہا کر ہاتہہ - ناچتی تہی وہان سبہون کے ساتہ - اور یہ گاتی تہین خوش ادا پیٹا - میرا بانکا سمہ وہیون دالا - غرض کیفیت رقص و سرود و لغیس فرش عجب عالم رکہتا تہا کہ بیان سے باہر ہے

ایک طرف کو سوچ کہیان اور ردیوار گیریان اور کنول ہائے مینائی ایسے روشن اور منور تھے کہ جنکے ملاحظہ سے
دل کا کنول کہلتا تہا اور ایک طرف کو لالٹینین اور فانوسین جواہر نگار عجوبہ کار سبز و سرخ آبی و آتشی شمعہائے
مومی و کافوری اسقدر روشن تہین کہ جنکے دیکہنے سے فانوس تن مین دل کو فروغ ہوتی تھی اور
ایکطرف طائفوں کے غٹ نفیس نفیس پوشاکین تن پر آراستہ کئے اور سرتا فرق جواہر مین غرق اس شکل سے
بیٹہے تھے۔ شعر دیکہکر جنکو جائے بہوک اور پیاس۔ کبہی بہجت سے دل نہووے اوداس۔ حاصل کلام
وہ تاجر عالیمقام اس کیفیت سے دو پہر شب بسر لیگیا اسکے بعد معہ ہمنشین و ہمدم و انیس و محرم خاصہ نوش
جان فرماکر بارہ دری مین برلئے استراحت پلنگ پر لفاست پر جلوہ گر ہوا اقتضائے کار نامساعدت روزگار
سے لیٹے لیٹے اُس ماہ طلعت مہر صورت کی نگاہ ناگاہ بارہ دری کے گوشہ مین صندل کی چہاپو پر پڑی تو کیا
دیکہتا ہے کہ اُن صندلی چہاپو مین ایک چہاپہ خوش نگار غیرت گلزار اُس روش پر کسی غنچہ دہن کے ہاتہہ
کا ہے کہ جسکے دیکہنے سے پنجۂ غم سینہ سے دل کو کہینچتا ہے اُس چہاپہ کو دیکہکر وہ سوداگر خستہ جگر دست
افسوس تا انوئے غم پر مارکر یون گویا ہوا کہ ہائے مجہہ جگر افگار دل بیمار کے دیکہتے خنجگل شہباز عشق سے کیونکر
رہائی ہوگی۔ بقول شخصے شعر کوئی صورت نہین ہے زندگی کی۔ رہی جاتی ہے جی مین بات جی کی۔ اور کبہی وہ نو
گرفتار محبت اور سرشار مئے الفت بے اختیار سیماب وار بیقرار ہوکر پلنگ پر اٹہہ بیٹہتا اور بچشم پرنم بعد الم
اُس چہاپہ کو دیکہتا اور یہ کہتا بقول میر مظہر علی زار شعر چہوٹ جائین غم کے ہاتہون سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین اور کبہی وہ مبتلائے غم والم و آشنائے ستم آنکہون پر رومال رکہکر
بے اختیار زار زار مثل ابر نو بہار روتا اور ضمیر کی یہ غزل پڑہتا غزل نہ سر کی خبر نہ ہوش پا ہے۔
کیا جانیئے مجکو کیا ہوا ہے۔ دیکہی نہ کسی کی مینے آبرو۔ خنجر سا دل مین کیون لگا ہے۔ واقف بہی نہین
شکل سے جسکے۔ افسوس کہ جسپہ دل چلا ہے۔ یوسف کو بہی تو نے اسے زلیخا۔ دل خواب مین دیکہکر دیا ہے
یہ عشق مرا تو دیکہہ مینے۔ دیکہا نہ صنم کو تہ سنا ہے۔ آگاہ نہین جسکے نام سے بہی۔ اسے واسطے وہ جمین کہب
گیا ہے۔ کیا کہئے ضمیر تجہہ سے واللہ یہ عشق ہے یا کوئی بلا ہے۔ بیان سحر اس عرصہ مین پنجۂ خورشید نے گریبان
سحر کو چاک کیا اور خادم فلک آفتاب کا آفتابہ لیکر معہ زیر انداز شفق سمت مشرق سے ممنو ہوا اسوقت وہ سوداگر
خستہ جگر منہہ ہاتہہ دہوکر جو مسند زر نگار رشک بہار پر آبیٹہا تو عجب حالت تھی کہ آنکہون کو جو دیکہئے تو
چشم بد دور یہ نقشہ تہا بقول میر تقی شعر ڈبڈبائی آنکہہ آنسو تہم رہے۔ کاشانہ نرگس مین جون شبنم رہے
اور جو اُسکی لب خندان رشک گل تر تہے اُن پر عشق کی گرمی اس قدر غالب تہی کہ مارے خشکی کے پپڑیان
بندہ گئی تہین اور اُسکے چہرہ کا رنگ جو مثل فروغ سرخ تہا سو کاہش......

تشکل گل صد برگ ہوگیا اُس پامال کا یہ احوال پُرملال دیکھکر کوئی انیس ہمدم اور جلیس محرم جو پوچھتا تھا کہ
اے گل باغ واے غنچۂ حدیقہ محبوبی یہہ اس گرفتگی طبعیت پر از رفت کا موجب و سبب کیا ہے نصیب اعداشب
کو سوائے شگفتگی خاطر کوئی آثار حزن وملال نہ تھا تو وہ از خود رفتہ دلخستہ لفتہ جگر ایک آہ سرد بھر کر حسرت
کا یہ شعر زبان پہ لاتا شعر کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھہ جسم ناتوان کی ۔ رگ رگ مین نیش غم ہے کہئے کہان کہان کی +
اور جو کوئی غمگسار غم خوار تشفی اور تسلی دیکر کہتا تھا کہ اے غریق ورطۂ محبت واے رفیق دجلۂ الفت اسقدر مضطر
ہو تو وہ ہیجان کشتۂ ہجران اور زیادہ ڈہاڑمین مار مار کر روتا بقول خواجہ حسن سچ ہے شعر دل ولاسے سے
ہی کرتا بیقراری بیشتر ۔ خانۂ ماتم مین ہو پُرسے سے زاری بیشتر ۔ آخر کار وہ دل افگار رخت گدائی تن پر آراستہ
کرکے فقیر ہو بیٹھا اور وہ اسباب بیحساب لٹا کر ہمہ تن ہوش کہنے لگا کہ اے صاحبو تمہارا جدہر جی چاہے ادہر تشریف
لیجاؤ کسواسطے کہ اب مجکو انیس غم اور جلیس الم کے سوا کوئی نہین خوش آتا بقول مرزا صاحب شعر عشق است غمگسار
دل دردمندرا ۔ آتش گرہ ز کار کشاید سپندرا ۔ غرض اُس دل طپیدہ آفت رسیدہ کا سوائے غم کے کوئی
یار غمگسار نہ رہا ۔ تو یہہ شعر خواجہ حسن زبان پہ لاوے شعر پایا ہے بیکسی مین عجب مین نے یار دل ۔ مین
غمگسار دل کا مرا غمگسار دل ۔ اور گاہے وہ عاشق زار جو کوچہ و بازار کی طرف جاتا تو اُس کی حالت پر ملالت پر
کوئی دست بسینہ ہوتا ۔ اور کوئی لوگون مین انگشت نما کرکے یون کہتا کہ یہ سودائی چہاپہ کا شیدائی ہے القصہ
اسی حال پر ملال سے یہ ماہ رنجخو کئی مہینہ بسر لیگیا ۔ لیکن جس مکان دلستان مین یہ تمامہ حسب نقش
دیوار ہوا تہا اُس مکان جنت نشان کی ایک عورت صاحب عصمت ملکیت رکھتی تھی اور اُس کی طرف سے
ایک پیرزال شیرین مقال اس حویلی رشک گلزار کی مختار تھی آخر کار ایک روز یہہ غم اندوز با دل زار اُس مختار
مکان کے پانون پر سر رکہکر یون گویا ہوئی کہ اے سرمایۂ خوبی واے پیرایۂ محبوبی برائے خدا بحق مصطفےٰ
سچ کہہ کہ اس مکان دلستان مین کس پریزاد رشک شمشاد کے ہاتہہ کا وہ چہوٹا صندلی چہاپا ہے کہ جسکو
میہات اپنی حیات سے دست بردار ہون یہ تقریر اُس دلگیر تشویر کی وہ سنکر کہنے لگی کہ اے کان ملاحت
واے معدن صباحت اس صندلی چہاپے پر تو نے درد سر پیدا کیا تجکو کچہہ خبط ہے یا تو وحشی سٹری
سودائی ہے کہین بہی دل دینے کا دستور ہے جو تو اپنے بہلے چنگے جی کو روگ لگاتا ہے یہ کلمات نصیحت آمیز
دُرریز اُس مختار مکان کی سنکر یہ کہنے لگا کہ اے نیک بخت صاحب عصمت تو سچ کہتی ہے لیکن جامی کا قول ہے
شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ۔ بسا کین دولت از گفتار خیزد ۔ الحاصل اُس مختار مکان کو دریافت ہوا کہ یہ دل
افگار زبان شمار ۔ عاشق صادق ہے تب بلبل زبان گو گلشن تقریر مین یون نطق مین لائی کہ اے گل گلزار محبت واے
بلبل نغمہ سار الفت یہہ مہینے کے قریب ہوئے ہین کہ ایک تاجر عالی وقار مع عیال و اطفال اس مکان عالیشان مین نازل ہوا تھا

چنانچہ شادی سالگرہ کی تقریب جو در پیش ہوئی تو اُس عالیمقام نیک انجام نے کئی مقام بسبب اتفاق اس مشتاق مین کئی
اور اُسکی وہ عورتین ماہ پیکر رشک مہر انور رسومات شادی سب بجالا دین لے عاشق صادق یہ چہاپہ اُن حور لقا عورتون
کے ہاتھہ کے ہین اور حسن بت چین کے دست نازنین کے چہاپنے پر تو جگر اوگار نقش دیوار ہے وہ اُسکی دختر رشک قمر
کے مبارک ہاتھہ کا ہے آگے اُس کے حُسن و جمال کی تعریف کرنا کلام کی فضولی ہے مگر بقول میر حسن شعر برس پندرہ یا کہ
سولہ کا سن - جوانی کی مرادون کے دن - اور اُس کے سراپا کی صفت سراپا کیا بیان کرون اس قدر کافی ہے کہ
وہ حور لقا ماہ سیما سراپا قیامت کا ٹکڑا ہے بقول میر تقی شعر جدہر وہ ذرا گرم رفتار ہو - قیامت اودہر سے نمودار
ہو - اس گفتگو دو بدو سے اُس نغمہ جگر کے شعلۂ شوق کو اور اشتعال ہوئی بقول شخصے شعر شعلہ بھڑک کے اوٹھنے
لگے دل کے داغ سے - آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے - الحاصل یہ سوختہ آتش فرقت اور رشتہ الفت آہ جگر
سوز دلدوز کھینچکر یون حرف زن ہوا کہ اے مختار مکان واسطے آرام جان وہ تاجر قافلہ سالار تشریف کدہر لیگیا ہے
اور کس شہر مینو چہر کا متوطن ہے اس کے جواب مین وہ مختار مکان باہ و فغان کہنے لگی کہ اے دور افتادہ منزل
محبت واسطے غم آمادہ مراحل الفت اُس کے وطن رشک چمن سے تو مین آگاہ نہین ہون مگر اُسکے قبائل حور شمائل کی
زبانی یون سننے مین آیا ہے کہ ایک سال فرخندہ مال کے بعد پہر اس مکان دلستان مین مقرر مقرر آئینگے سواسطے
مبتلائے روزگار واسطے شیدائے نقش دست نگار اس بات کو چہہ مہینے گذر گئے ہین اور چہہ مہینے کا عرصہ اُس کا
روان سبک عنان کی اودہر مراجعت کرنیمین باقی ہی یہ گفتگو اُس نیکخو کی گوش زد کرکے یہ شعر کسی کا پڑہنے لگا شعر
جیسے پر وصل یار کی ٹہیری - آہ پہر انتظار کی ٹہیری - لیکن یہ عشق خانہ خراب بقول میر تقی اشعار خار دل
غریبان ہے - انتظار بلا نصیبان ہے - آرزو ہے امیدوارون کی - دردمند جگر فگارون کی - اور کبہی اُس کے
خیال پُر ملال مین یہ کہتا تہا کہ اے یار جانی واسطے سرمایۂ زندگانی بقول طوفان شعر نگویم بوصلت مرا شاد کن +
زمحرومی من دمی یاد کن + القصّہ اس دوچار بلائے ناگہانی اور مبتلائے آفت آسمانی کو اسی شش و پنج مین پانچ مہینے
ور چند روز غم اندوز گذر گئے کہ دیکھیے وہ ماہ مقصد سپہر امید پر کب جلوہ گر ہوتا ہے اور جب چہہ مہینے مین دس پانچ
روز باقی رہے اُس دور افتادۂ غم آمادہ کی وہ حالت ہوئی کہ الانتظار اشد من الموت اور بقول خلیفہ شاہ محمد
سچ ہی شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک - آتش شوق تیز تر گردد - اس عرصہ مین اُس بیدل کو وہ چہہ مہینے
کامل حالت اشکباری و بیقراری مین گذر گئی تو بستر ناتوانی پر غلطیدہ ہوکر میان جرأت کا یہ شعر زبان پہ لایا
شعر نہ آیا پر نہ آیا یار افسوس - چلی اب تن سے جان زار افسوس - آخر کار اُس مختار مکان کو بلوا کر یہ وصیت
کی کہ لے دوا واسطے دردمندان واسطے شفا سے مریضان امیدواران برائے خالق کون و مکان بعد انتقال
مجہہ بے وصال کو اسی مکان بے نشان مین دفن کیجو کہ جس مقام پر وہ صندلی چہاپے ہین کیون کہ ...

حرارت شعر غم دلبر سے دل بریں نہین ہی۔ امید اب مجھکو جینے کی نہین ہے۔ اسے مختار مکان اے غمخوار
یان اسواسطے کہتا ہون کہ جیتے جی تو اُس سرمایۂ زندگانی یار جانی سے وصل میسر نہ ہوا مبادا وہ ماہ
لقا ادہر کو رونق افزا ہو اور میری تربت کو بخرام ناز بصد انداز ٹھوکر لگا کر سرافراز و ممتاز کرے تو عجب نہین
کہ زیر خاک مجھ غمناک کی تسکین خاطر ہو جائے اب مختار مکان اس میری وصیت اور نصیحت مین جو قصور
کرے گی تو واللہ باللہ مین چاک گریبان محشر مین تیرا دامنگیر ہونگا آخر کار وہ جگر افگار یہ گفتگو کرتے کرتے
یک آہ جانسوز مانند چراغ سحری گل ہو گیا یہ ماجرائے جگر سوز و حیرت اندوز دیکھکر مختار مکان بے اختیار
زار زار مثل نو بہار رونے لگی اور ضمیر کے یہ اشعار آبدار زبان پر لائی مثنوی ایسا تجھے اپنے
غم نے گھیرا۔ آخر کو ہوا وصال تیرا۔ لذت نہ اٹھائی زندگی کے۔ حسرت رہی ہائے جی مین جی کی۔
دل تیرا ہوا نہ شاد ہی ہے۔ اسے عاشق نامراد ہی ہے۔ القصہ مختار مکان دل بریان نے
مکان وصیت مین اُس کشتہ الفت کو دفن کیا اس عرصے مین کئی دن کے بعد وہ تاجر عالی وقار
معہ خویش اقربا اُس مکان جنت نشان مین نازل ہوا کہ جس کے انتظار مین وہ سوداگر خستہ جگر اپنے
متاع زیست بازار عشق مین بیچکر عدم کو روانہ ہو گیا تھا۔ لیکن بے یار بقول مرزا علی لطف اشعار
عشق کوئی زور ہے خونریز ہے۔ عشق کوئی طرفہ آفت خیز ہے۔ واقعی گر چارہ سازی پہ آئے۔ لاکھ
معشوقون کو عاشق کر دکھائے۔ دل مین گر لائے خیال آہ گرم۔ موم سا آہن کو کر دکھلائے نرم
زندگی مین گر رہے عاشق سے فصل۔ خاک مین دے بعد مرنے کے یہ وصل۔ چنانچہ اس کے مطابق
میر تقی بھی یہ کہتے ہین شعر وصل جیتے جی ہو میسر گر۔ لائے معشوق کو یہ تربت پر۔ المدعا وہ قافلہ چیرہ نما
اُس مکان دلستان مین اترا مگر وہ نازنین مہ جبین کہ جس کے نقش دست کے عشق مین کوئی دست
اجل مین گرفتار ہو گیا تھا وہ سرمایہ زندگانی غافل از بلا سُنے ناگہانی اس جائے راحت افزا مین کیا دیکھتی ہی
کہ ایک تربت کسی غربت زدہ کی ایسی ہے کہ سوائے باد صبا اُس کا جاروب کش کوئی نہین نظر آتا اور بجائے
چراغ اُس تیرہ روزگار کا داغ دل روشن ہے اور پاسبانی کو اُسکی تربت پہ غربت پر بعد حسرت موجود ہے لیکن
لیکن بقول ضمیر اشعار اس قبر کو دیکھتے ہی وہ گل۔ کہنے لگی دل سے کر تامل۔ آگے تو نہی قبر اور اب ہے
معلوم نہین کہ کیا سبب ہے۔ یہ احوال پر ملال حیرت افزا و ناشکیبائی دیکھکر مثل سیماب ایسی بیتاب ہوئی
کہ عنان صبر سب دل سے چھوٹ گئے۔ اور توسن طبع میدان وحشت مین جولانی کرنے لگا آخر کار مختار مکان کو
بلوا کر سبب اشک ریزی بعد گفتگو بسیار وہ دل افگار یون کہنے لگی کہ اے شگفتہ صاحب عصمت تیرے جو مکان دلستان
مین ہم آگئے اُترے تو یہ تربت پر حیرت نہ تھی یہ کہاں ہے یہ قبر ہونے کی کیا وجہ ہے یہ سخن دلشکن

وہ مختار مکان سُنکر بادیدہ تر یون کہنے لگی بزبانی ضمیر نظم اے تو گل بوستان خوبی - وے زیب وہ مکان خوبی
اے کام دل امیدواران - وے عقدکشائے بستہ کاران - غم ہووے تجھے نہ تا قیامت - اللہ رکھے
تجھ سلامت - اے مایۂ ناز و پیرایۂ اعجاز شعر اب آگے کیا کہون احوال جی تو سنتا ہے - زبان کرتی ہے
لکنت اور کلیجہ منہ کو آتا ہے - قصہ کوتاہ اے غیرت ماہ اس تربت پرحسرت کا یہ واقعہ جگر سوز حیرت
اندوز ہے کہ ایک سوداگر پری پیکر حشمت شاہانہ اور شوکت خسروانہ سے اُترکر اِس مکان دلستان کو مطبوع
و وسیع ملاحظہ فرماکر نازل ہوا تھا قضائے کار بوقت خواب اس بیتاب کو تیرے ہاتھ کا چھاپہ جو نظر آیا تو سیتوقت
سے اُس دل طپیدہ جگر دریدہ کی اجل دست گریبان ہوئی الحاصل تیرے فراق پر اشتیاق مین سب اسباب
بے حساب لٹا کر چند روز ہوئے ہین کہ وہ جگر سوز غم اندوز ملک عدم کو سفر کر گیا اگرچہ مجھ جگر کباب بیتاب نے
تیرے ادھر پھر آنیکا وعدہ بھی کیا تھا لیکن بقول ضمیر شعر مین غمزدہ کیا کہون کہ کیا ہے - اِس قبر کا سن یہ جبرائیلے
اِس احوال پر ملال کثیر الاختلال کو جو گوش زد کیا تو مرزا علی لطف کے بقول اشعار تھی مجال اس گفتگو کی
پھر کسے - بات کی دل نے ندی فرصت اُسے - بیکلی سے ایسی ہی گھبرا گئی - رکِ کے جان ایک دم
مین لب پر آگئی - اپنے ہی مطلق نہ تھی اوسکو خبر - ہووے کسکو پاس ناموس پدر - مضطرب افتان
و خیزان برق وار - پہنچی اُس مرقد تلک حد بیقرار - کرکے اک آلودہ حسرت کی نگاہ - گر پڑی مرقد پہ اُسکے
کرکے آہ - ہوگیا اکدم مین سب قصہ تمام - عشق نے آخر کیا اپنا ہی کام - کہ یکایک اُس کشتۂ حسرت
کی تربت شق ہوئی اور اُسمین وہ غیرت ماہ آسما سا گئی یہ واقعہ جگر سوز حیرت اندوز اُسکی مادر خستہ جگر دیکھکر
بحالت مضطر خاک پر تڑپ کر یہ اشعار زبان پر لائی مثنوی اے راحت جان من کجائی - وے روح روان
من کجائی - جسطرح سے تو نے جی دیا ہے - اسطرح کوئی بھی مرگیا ہے - افسوس ہے صد ہزار افسوس - مرجائے تو یون نگار افسوس
آخرکار اُسکی مادر اور پدر اہل ماتم پرغم کو ہر ایک نے یون سمجھایا کہ مشیت ایزدی سے کسیکو چارہ نہین بہرحال اُس ح رتمثال کو
تمہین اب صبر کرنا واجبات سے ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے (الصبر عند صدمة الاولی) یعنے صبر کرنا نزدیک صدمہ پہلے کے ہے
المدعا وہ سوداگر بادل زار بصد بیقراری و اشکباری چہلم تک اُس مکان فرخندہ نشان مین مقیم رہے بعد چہلم وہ اہل ماتم سنگ صبر
اپنے سینہ بریان پر رکھکر وہان سے بصد تباہی راہی ہوئے مثنوی اب آگے کیا لکھون اِس غم کا دفتر - ہوا جاتا ہے میرا
حال ابتر - بس اب مجبور تو اپنی زبان تھام - ہمیشہ سے یہی ہے عشق کا کام - کہ بعد از مرگ عشاق دل افگار - رہ واقتل معشوقان

داستان ایک بادشاہ طفل ماہی گیر پر عاشق تھا اور بادشاہ کی بیٹی ماہی گیر کے عشق
مین ماہی وار بیقرار تھی ایکدن جوان ماہی گیر شہزادی پر عاشق ہوا اور شہزادی نے اُس

سیارگان غنست کہکشان مین ماہ کا چارہ لگاکر دریائے فلک مین پہنکی وہ ماہی اگر دلپذیر اپنے معمول سے سرشام
شہزادی غیرت ماہ کے قریب آکر مے نوشی مین مالوف و مصروف ہوا اسی کیفیت اور نشہ عشرت مین وہ شب بوالعجب
جب پہر کے قریب گذری تو وہ ماہی گیر رشک ماہ منیر بخوف شاہ بحر و بر نشہ غفلت سے ایکبار ہوشیار ہو کر شاہزادی
رشک پری سے رخصت طلب ہوا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اے دریائے جود و سخا واے صدف گوہر بے بہا آج
تلاطم امواج عیش و عشرت کے باعث سے میرے وام داری کا وقت گذر گیا مگر اس گرداب فکر مین دل غوطہ زن
ہے کہ اگر آج مچھلی کا دل بادشاہ بحر و بر کے متصل نہ پہنچیگا تو خدا جانے اس آن کیا طوفان برپا ہوگا اے مایہ عشرت
اسوقت میرے حال پر ملال پر بقول مرزا بیدل شعر بحر سے پیچ بموج اشک غم پرور دما ۔ خرج میگرد د و وتا و فکر یار
ور دما ۔ یہ سخن دلشکن اُس ماہی گیر دلپذیر کا شاہزادی رشک پری سنکر یون حرف زن ہوئی کہ اے غریق بحر ہراس
واے رفیق دریائے یاس ایک مچھلی کے دل کے واسطے اپنے لجۂ غم مین ناحق ڈبوتا ہے اے دلدار دلفگار تجھکو
مچھلی کا دل اِس منزل مین منگا دونگی اپنے خاطر فاطر کو ساحل امید سے ہمکنار کر اس کلام بدانجام سے اُس ماہی
گیر دلپذیر کو شگفتہ دل کر کے ایک خواص خاص سے یون چپکے سے فرمایا کہ اے محرم راز پردہ ناز ایک کارد تیز خون
اور طشت طلائی اُس بیدل کے پیچھے لے جا اور وہ جوان پر ارمان دلفگار جو میرا تشنہ دیدار کھڑا ہے اُس سے
یون کہہ اے عاشق صادق دختر شہریار تیری دلدار کہتی ہے کہ اپنے دل ناشاد نامراد کو سینہ سے فی الحال
نکال کر میرے پاس بلا وسواس بھیجدے تو مین جانون کہ بیدل عاشق کامل ہے ورنہ بقول میر تقی شعر
دل اگر تھا عزیز اے ناکام ۔ کیون عبث عشق کو کیا بدنام ۔ الحاصل وہ خواص خاص حسب ارشاد دختر
شہریار ایکبار وہین جاکر موجود ہوئی کہ جس جا یہ وہ جوان پر ارمان بے آب و تان محو خیال جانان کھڑا
تھا ایکایک چھری اور طشت کو آگے رکھ کے یہ سخن زبان پر لائی کہ اے گرفتار اجل و اے دلفگار بیدل
تیری مایۂ زندگی او پیرایۂ کامرانی تیرا دل طپیدہ آفت رسیدہ طلب کرتی تھی اگر تو نے میدان عاشقی مین قدم
مارا ہے تو دل تہہ دریائے یاس مین دہو کر موت کا بیڑا اٹھاے اور حکم دلدار بلا تکرار بجا لا چنانچہ مرزا بیدل کہتے
ہین شعر بیدل آن صید کہ ممنون گرفتاری بود ۔ ساغر سرشار واندو حلقہائے دام را ۔ یہ گفتگو وہ بیدل اس مزیدہ
خونی وہ کشتہ المنتہ ۔ زلفۂ آتش محبت سنکر بقول شخصے کہنے لگا ۔ شعر دل لیکے ہمارا کہین برباد کروگے ۔ لو دل
مین ہم دیتے ہین کیا یاد کروگے ۔ الحاصل اُس بیدل نے اپنا دل سینہ بے کینہ سے نکالکر اُس خواص خاص کے حوالہ
کیا اور یہ شعر کیکا زبان پہ لایا شعر نقد دل رکھتے تھے سو یار کو مطلوب ہوا ۔ للہ الحمد چھٹے رنج سے کیا خوب ہوا ۔ غرض وہ
نیم بسمل بیدل تو خاک پر تڑپ کر جان بحق تسلیم ہوا اور وہ خواص خاص اختصاص اُس بیدل کا دل دختر شہریار جفاکار
کے پاس لیگئی مگر اپنے دل مین بقول عشرت یون کہتی تھی شعر دیکھو نیرنگ بازی عشق کی ۔ بیدل اپنے حیلہ سے کن عشق کے

سرکار وہ ماہی گیر نابکار اُس صید شاہباز عشق کا دل باورچیخانہ مین لیگیا اور لیجا ہے پر جلد کباب بنا لا نسی کا سیخ
پر لگا کر براسئے شاہ عالیجناب کباب طیار کرون کہ یکایک اُس دلفگار سے یہ آواز خدا ساز صادر ہوئی مصرع ظلم
بروی و دلداری نہ کردی ۔ یہ احوال کثیر الاختلال کباب پر جگر کباب اور تمام احباب سُنکر حیران و ششدر رہگئے القصہ یہ خبر
وحشت اثر بکاول باورچیخانہ کا سماعت کرکے بعد ادب دست بستہ شہنشاہ عالم پناہ سے بقول عشرت یون عرض
کرنے لگا اشعار کاٹئے شہ مہر سپہر عز و جاہ ۔ ماہتاب سلطنت عالم پناہ ۔ وسے شہ عالیقدر والا گہر آج دیکھا ماجرائے
طرفہ تر ۔ یعنے مہر شب بہر شاہ نیکنام ۔ ایک دل مچھلی کا آتا تھا مدام ۔ آجکا دل اُن لونسی کچھ کلان ۔ طرفہ تر آیا ہی بے نام
ونشان ما ورُسکے سوا یہ ماجرا عجیب غریب ہے کہ اس دل بیدلسی یہ صدا بارہا آتی ہی ۔ مصرع ظلم بردی و دلداری
نکردی ۔ لیکن بقول عشرت شعر مین یہ حیران ہون یہ کیا اسرار ہے ۔ یہ دل ماہی عجب پر خار ہی ۔ یہ کلام وحشت التیام
وہ شاہ بحر و بر سنکر گرداب حیرت مین غوطہ زن ہوا اور لجۂ تفکر مین غ و بکرتا ن بسیار ایکبار اُس بکاول سے یون فرمانے
لگا کہ اس دل شکوہ کن کو حضور پرنور مین حاضر کرنا کہ دریافت صاف ہو کہ وہ دل کس تیغ جفا کا نیم بسمل ہے الحاصل
حسب الرضا و عالی متعالی وہ دل میان طشت زرین بارگاہ شاہی مین حاضر ہوا اور بعد اضطرار ایکبار یون آواز دینے
لگا مصرع ظلم بردی و دلداری نکردی ۔ یہ ماجرا حیرت افزا بادشاہ عالیجاہ ملاحظہ فرما کر دم بخود ہوا اور تمام حضار محفل مین
اُس دل نیم بسمل کے احوال پر ملال پر ماندہ ماہی بے آب بیتاب ہوئی اور میان عشرت حضرت عشق کی شانمین یون
کہتے ہین نظم ۔ واہ رے ظالم تری پیبا کیان ۔ طرفہ تر ہین کچھ تری چالاکیان خاک مین کہا کہین دلکو چھپا ۔ دلکو تریا و
کہین ظاہر کیا ۔ الغرض بادشاہ جمجاہ نے اُس ماہی گیر بے پیر کو طلب فرما کے پوچھا کہ اے صیاد ماہیان دریا واسئے جلاد
مظلومان باوفا تو نے آج کس صید نا امید کو تہ دام بلا کیا ہی جو یہ دل نیم بسمل مچھلی کے ویسی تپہا نہایت افزون ہے اور اُسکے
سوا ہر زمان شکوہ کنان ہے یہ ارشاد حضور پرنور دہ صیاد بے شعور سُنکر یون گویا ہوا کہ اے مہر سپہر حشمت و اسے ماہتاب
آسمان شوکت اس دل کی آواز خدا ساز ہی مین بھی حیران ہون مگر اس دل کی گلا نی الاتی کا یہ سبب ہے کہ آج ایک مچھلی کلان تہ دام
کے درمیان آکر پھنسی تھی غرضکہ آپکے اقبال دولت سے غلام نے بزور تمام اُسے تہ دام کرکے اسکا شکم چاک کیا تو اگر
معلوم مفہوم ہوتا ہی کہ یہ مچھلی کسی بحر عشق کی ہی کہ جسکے دل سے درد کی صدا آتی ہی اور یا یہ ماہی کسی عاشق صادق کو
نگل حضرت یونس علیہ السلام نگل گئی تھی اور یا اس ماہی کی سرشت مین صانع قدرت نے عشق مخلوق کیا ہی غرضکہ
وہ ماہی گیر بیکس فرجام تقریر بے تاثیر کرتا تھا لیکن بادشاہ عالم پناہ کے دلکو اصلا تشفی نہوتی تھی بہرحال و شب پر تعب تو
گذر گئی ۔ میان سحر اور تیسوشتہ جلاد فلک نے خورشید کو خون شفقین غلطان کرکے مثل نیم بسمل طشت مشرقین کہا اُس شہنشاہ
عادل زمان رشک نوشیروان نے کوتوال خوشخصال سے فرمایا کہ اس دلفگار آواز دار کو سر بازار دروازہ شاہی
مین رکھوا دیجئے اور چند اشخاص خاص پاسبانی اور خبرداری کو تعین کر دیجئے شاید اسکا راز مخفی کسیطرح ظاہر ہو

افشا ہوجائے تو عجب نہین القصہ وہ دل نیم بسمل ادہر سر بازار مصروف شکوۂ یار روانہ ہوا اور ادہر کا احوال پُر
ملال کلک جگر شگاف قرطاس پُر الم پر کیا رقم کرے یعنی دختر شہریار ماہ رخسار جفا کار نے اُس بے دل کا دل بیدلی سے
طشت آزمائش مین لیتے تو لیا مگر جسوقت وہ جوان پُر ارمان کشتۂ تیغ جفا اور ذبیح خنجر دغا زیر زمین دفن ہوا
اُسیوقت اُسی ساعت سے جذبہ عشق نے مرزا علی لطف کے بقول مثنوی یان کیا ہو ہنداِس کو تپاک
کا۔ دل وہان پہ ہے اُس سفاک کا۔ شاد و خندان یا تو مثل گل تھی وہ۔ یا کہ رشک افزائے
صد بلبل تھی وہ۔ پر حیا از بسکہ دامنگیر تھی۔ چپ مثال بلبل تصویر تھی۔ گرچہ تہا شدت سے ضبط
اضطرار۔ پر کہین ہوتا ہے دلپر اختیار۔ رفتہ رفتہ اشک سے خون ہوگیا۔ یا تو غم تہا یا کہ جیحون ہوگیا۔ ہمسری
تھی گل سے جس عارض کو ننگ۔ ہوگیا صد برگ سا صاف اُس کا رنگ۔ فرش گل پہ بیکلی سے زار تھی۔ ہر رگ گل
اُسکو نوک خار تھی۔ اور میان عشرت کشتۂ الفت کی زبانی ہے مثنوی سونپتے ہی خاک مین وہ دلفگار۔ ہوگئی داغ
محبت کی شکار۔ آتش غم دل پہ جو بھڑکی دوچند۔ مضطرب جلنے لگے مثل سپند۔ غرق دریائے ندامت تھی
مگر۔ جذب دل اسیر ہوا یہ حملہ ور۔ روز و شب بے خواب و خور با چشم تر۔ بیٹھتی تھی آکے اُسکی خاک پر۔ سیر صحرا
سے ہوئی وہ دلفگار۔ کشت گلشن ہوگیا آنکھون مین خار۔ بیٹھتی غرفون مین سیر آب کو۔ رو کے اُٹھتی اُس
دل بیتاب کو۔ ذکر جام بزم سے تہا اوسکو ننگ۔ ہوگئی تھی زندگی سے اپنے وہ تنگ۔ تھی جو آمد
و رفت اُس صیاد کی۔ سدرہ اُسکی وہ حالت ہوگئی۔ اے سامعان حکایت پُر غم و اے شاعران
عطار و رقم ادہر تو دختر شہریار دل افگار اپنے عاشق زار جان نثار کی سوگوار تھی اور ادہر وہ دل نیم بسمل
طشت طلا مین دروازہ شاہی پر مانند قندیل بے عدیل لٹکتا تہا اور ایک ہجوم با دل مغموم اُسکے گرد روز و شب
اِس قدر رہتا بقول میر تقی شعر تہا ہنگامہ اک سر یہ یان اسکے جمع۔ پتنگے اکٹھے ہون جو گرد شمع۔ لیکن
اس راز مخفی اور آواز غیبی سے کوئی ماہر نہ تہا قضائے کار بقدرت کردگار ایک فقیر روشنضمیر عاشق دل
صادق منزل سر پر تاج الفت رکھے گلیمین محبت کی کفنی ڈالے اشک مسلسل کی سیلیان ڈالے ہاتھ مین
آہ کی بیراگی لئے فراق کا کچکول کمر سے لگائے اُس جائے حیرت افزا پر وارد ہوا کہین ہنگذرین وہ دل
باہ و فغان شکوہ کنان دلبران ہوتا تہا یہ فقیر روشن ضمیر اس بے نصیب کے قریب گیا اور یون گویا
ہوا بقول عشرت ابیات ہے دلون کو عاشقون کے اضطرار۔ لیکن اے دل ہو نہ ایسا بے قرار۔
پردہ ہائے غم مین ہے پنہان سرور۔ بے قراری اتنی اے دل کیا ضرور۔ یہ حرف تشنگرف وہ درویش
جگر ریش کہکر راہی ہوا اور یہ دل طپیدہ آفت رسیدہ چپ ہوگیا اور فی الحقیقت ہے شعر بہر زبان
سے کس طرح نکلے جواب۔ جبکہ حاصل ہو جواب با صواب۔ اور یہ واقعہ حیرت افزا ہوش ربا

سرو جوان اس زمانہ کی دیکھکر ششدر ہوے اور یہ ماجرائے عجیب و غریب خبرداران صدق مقال اور چوکیداران کوتوال
کی زبانی بادشاہ عالم پناہ کے گوش ہوش مین پہنچا کہ ایک فقیر روشن ضمیر کے ہمکلام ہونیسے وہ دل پر آواز
گشتہ ناز چپ ہوگیا ہے۔ شعر اب نہین وہ بیقراری کی صدا۔ ہے گل شمع مردہ سا بیحس پڑا۔ اس سخن حیرت
افزا سے شہنشاہ عالیجاہ کو اور حیرت زیادہ ہوئی۔ لیکن وہین ارشاد فرمایا کہ اُس درویش کو جلد ہی تلاش کر کے
بارگاہ شاہی مین حاضر کرو غرض لوگون نے بہ تلاش بسیار اُس درویش کو جلد تلاش کر کے بارگاہی شاہی مین حاضر کیا
غرض لوگون نے بہ تلاش بسیار اُس درویش والا مقدار کو روبروئے بادشاہ عالم پناہ کے حاضر کیا کہ اے صاحب کشف و
کرامات واے فخر فقیران عالی درجات اس دل کی شکایت بے نہایت کا اور چپ ہو جانے کا کیا سبب ہے یہ کلام شاہ
عالیمقام کا استماع کر کے فقیر روشن ضمیر نے کہا کہ اے بادشاہ بحر و بر و اے شاہ والا گہر یہ دل ماہی کا نہین ہے یہ دل کسی
نا امید دام عشق کے صید کا ہے یہ دل دریائے الم کا غریق رحمت ہے یہ دل گرداب ستم کا آشنا ہے یہ دل کشاکش الم کا
مستغرق ہے اور اس کا ماجرائے پوشیدہ کیا بیان کر دن بقول شخصے مصرع کہین کہنے سے اولی ہے نہ کہنا
حاصل کلام کی یہ بادشاہ عالیمقام جب اس راز مخفی کے افشا کرنے مین نہایت درپے ہوا تو اُس درویش دلریش
نے اُس دل نیم بسمل کو مثل ید بیضائی حضرت موسے علیہ السلام ہاتھہ مین لے کر یہ کہا کہ اے بادشاہ عالم پناہ
اگر تجھکو کوہ طور عشق کی تجلی دیکھنی ہے تو بسم اللہ میرے ہمراہ چل اس دلفگار کا حال پر ملال تجھپر ظاہر ہو جائیگا غرض شاہ
و گدا باہم اُس دل پر غم کو لئے جو اُٹھے تو وہ دل بیتاب مثل سیماب اس درویش دلریش کے ہاتھہ مین جذبۂ عشق سے یون
چل نکلا کہ گویا کوئی دست درویش خود بخود کھینچے لئے جاتا ہے آخر کار وہ دلفگار بادشاہ اُس گدا کو اپنے پیچھے لئے اُس
مکان حیرت نشان پر آیا جس جا یہ قالب تن بیوطن تہ خاک پڑا تھا اُس تربت بے نشان لامکان پر وہ نابود اپنے بود موجود
سمجھکر کھڑا ہو گیا اور اُس فقیر روشن ضمیر کے ہاتھہ سے مثل سپند آتش رسیدہ چٹک کر گر پڑا اور ماہی بے آب تڑپنے
لگا کہ یکایک گور کن عشق نے اُس کشتہ محبت کی تربت شق کی اور بقول عشرت ابیات دل نے وا دیکھی جو اُس کشتی
کی قبر۔ پہر کہین دل کو بہلا آتا ہے صبر۔ دیکھہ خالی آپ سے اپنا مکان۔ جا پڑا اُس قبر پر شکوہ کنان۔ یہ حالت
طرفہ تر وہ شاہ بحر و بر ملاحظہ فرما کر دریائے تحیر مین مستغرق ہوا اور تمام خدام مع خاص و عام زبانی مرزا علی لطف
یون کہتے تھے نظم عشق کوئے طرفہ آفت خیز ہے۔ عشق کوئے زور ہے خونریز ہے۔ وا در ے اے عشق
نیرنگی تیری۔ گاہ خوشی اور گاہ دلتنگی ترے۔ اور ادہر دختر شہریار سوگوارہ اپنے دل افگار کی تربت پوشیدہ
غرفے سے دیکھہ رہی تھی کہ یکایک وہ رشک لیلی مجنون وار بے اختیار قصر شاہی سے اس طرح تربت عاشق
پر کود پڑی کہ جس طرح کوئی شہباز اپنے شکار پر بے اختیار گرتا ہے لیکن بقول عشرت ابیات
آہ پہر کر قبر مین جو وہ گرے۔ گرتے ہی بس جان بحق تسلیم کی۔ جذبہ تھا از بس دل بیتاب کا ؏

ہوگیا پھر چاک سینہ تاک کا۔ مثل گل جو قبر اُس کی کھلگئی۔ یہ مثال اشک یہ سین مل گئی۔ نام ہی باقی رہا اُس کا وہان
پھر نہ پایا اس سوا کچھ بھی نشان۔ اب آگے حالت پُر رقت شہنشاہ جانکاہ اور خادمان محل کی مشق نالہ و آہ کیا
بیان کرون بقول مصحفی **ابیات** ہر اک وہان جو پُر عجب تھا۔ وندان کے ساتھ ربط لب تھا۔ کہتے تھے کہ
انمین چاہ ہوگی۔ مدت سے دلون مین راہ ہوگی۔ اور گریہ وزاری و اشکباری کا اُس محل کے دل مین یہ تلاطم
تھا کہ گویا طوفان نوح دوبارہ برپا ہوا بقول عشرت **اشعار** غرق جسمین درخت شاہی ہوگی۔ کشتی شاہی تباہی
ہوگئی۔ لیکن اسے مہجور تھام اپنی زبان کو۔ نہ اتنا طول دے اس داستان کو۔ یہ ادنے اس محبت کا اثر ہے۔
نہ لیلی ہے نہ مجنون ہے نوحہ گر ہے۔ نہ شیرین ہے نہ خسرو ہے نہ فرہاد۔ نہ وامق ہے نہ عذرا۔ رشک شمشاد۔ ایاز
مہر وش ہے اور نہ محمود محبت سے ہوئے سب بود و نابود۔ ہوا ان کا نہین جینا گوارا۔ و من کو بھی محبت ہی نے
مارا۔ **داستان خاص محل کے خواص پر خدمتگار بادشاہ عاشق ہوا اور زہر ہلاہل کھا کر
نہ مرا بادشاہ یہ ماجرائے حیرت افزا سنکر متعجب کمال ہوا اور حکمائے حاذق کو طلب فرما
کر مستفسر حال ہوا طبیبون نے جواب دیا کہ تاثیر عشق کے سبب سے زہر نے اثر نہ کیا ورنہ اسکی
زیست محال ہے فقط وصل معشوق مانع وصال ہے بادشاہ نے دونون عاشق معشوق
کو باہم واصل کیا پہلے عاشق نے جان دی تھوڑے دنون کے بعد جذبۂ عشق سے معشوق
نے دار بقا کی راہ لی۔** راویان رطب اللسان اور حاکیان شیرین بیان یہ افسانہ غم آلودہ زہر الم [illegible]
بر نوک قلم الماس سے یون تحریر کرتے ہین کہ زمانہ سلف مین شہر بغداد مین ایک بادشاہ جمجاہ اس قدر ممسک و
منحوس کمبخت ہوس کہ سپاہ خیر خواہ کو تنخواہ ماہ بماہ نہ دیتا تھا آخر کار اطبائے عالی مقدار و حکمائے والا اعتبار سب
متفق ہوکر کہنے لگے کہ کوئی تدبیر پُر تاثیر مفرح القلوب اس قانون کی حکمت سے کیجئے کہ یہ بادشاہ کسی نحوسے
ہماری صرف اوقات کا خبر گیران ہوا اور آزار افلاس نے قیاس تملق کا اُس کی آرزوئے بخشش سے دور ہو جائے
المطلب ان اطبائے حاذق اور حکمائے صادق نے بہم ہوکر ایک زہر ہلاہل بارنجل اجل ایسا بنایا **شعر** کہ سونگھنے سے جسے
مار ہی دے۔ یہ بحر مرگ مثل موج لہرائے۔ الغرض وہ زہر ہلاہل ایک چھوٹے شیشہ مین بھر کر حکیمان ممالک محروسہ قریب شہنشاہ گیتی پناہ
لیگئے۔ بعد آداب تسلیم ایک حکیم فہیم وہ تحفۂ عجیبہ نذر گذرانکر یہ سخن زبان پر لایا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ اس تحفہ نادر بیدار کا پر اثر
کی توصیف و تعریف مین زبان رطب البیان المتکلم ہے یہ گفتگو وہ بدو طبیب نیکخو کی بادشاہ مسموع فرما کر یون حرف زن
ہوا کہ اس چیز عجیب و غریب کا خواص تمام بیان کر کہ یہ دوا پُر بلا کس درد مند کو فائدہ مند ہے یہ کلام شاہ عالیمقام کا
کا سنکر وہ طبیب حاذق و لبیب حاذق ارسطو طبیعت فلاطون خصلت لب زہر خوردہ رعب شاہی کو تقریر تریاق سے
کھولکر یون گویا ہوا کہ اے رونق گلستان شاہی و اے زیب بوستان آگاہی یہ شیشہ زہر پُر قہر کی ہے اگر اس کی ایک سینک

میل فیل کے دانت پر بطور خط کھنچید ہی تو مانند آب بہ جاتا اُس کا ایک قطرہ سر کوہ پر شکوہ پر ٹپکائی تو عجب نہیں ہے مانند حباب دریا فنا سی ہمکنار ہو یہ سخن حیرت افگن بادشاہ سنکر کہنے لگا اشعار ارے حاضر ہو کوئی جلد جاؤ ۔ وہ ہاتھی فیلخانہ میں سے لاؤ کہ جسکو دیکھکر فیل فلک کا ۔ خطرے سے آب ہو جاتا ہے زہرہ ۔ غرض حسب الحکم شاہی ایک فیل نہایت طویل ایسا حاضر ہوا کہ جسکو وصف میں مرزا یون کہتے ہین ۔ سہ ۔ بیٹھے میں ہے کوہ لٹنے میں ہے ابر سیاہ ۔ عرش رفعت میں وحش میں ہے چرخ اٹھک ۔ المدعا بادشاہ نے بہر امتحان بقول حکیمان مسیح الزمان ایک بیسنک اُس زہر پر قہر سے تر کرکے جو ہاتھی کے دانت پر آفات پر لگوائی ایک خط کھنچتے ہی یہ معلوم ہوا کہ ہاتھی تھا یا کہ کالی پانی کا حباب تھا کہ ہوا کے لگتے ہی آب ہو گیا دیا کہ جھاگ پانی کی تھی کہ ٹھیس لگتے ہی روان ہو گئی ۔ یہ تاثیر بے نظیر اس ہلاہل قہر اجل کی دیکھکر بادشاہ نہایت شگفتہ خاطر ہوا اور اُس کے صلہ میں ہر حکیم قدیم کو خلعت فاخرہ اور جواہر بے بہا سے سرفراز و ممتاز فرمایا اور رخصت بصد بشاشت کیا اور اسیدن سے زہر پر قہر نے اُسکے دلکو یہ تاثیر بخشی ہے کہ وہ باتین زہرناک جو تھین اُسنے دست بردار ہوا اور اشعار آبدار رنگین زبان پر لایا ۔ مثنوی ۔ ظلم ارے رنگین بہت معیوب ہے ۔ جابر و بیرحم کرنا خوب ہے ۔ کرلے نیکی تجھسے جتنی ہو سکے ۔ تخم یہ چھا ہی لو گر ہو سکے ۔ نیک و بدکی کیا تجھے اٹکل نہین ۔ راہ سچ بیراہ ہرگز چل نہین ۔ اور فی الحقیقۃ ہے بقول شخصے ۔ سہ ۔ نحستی سم ظلم بد باشد ۔ زہر کے بارہائے قند کند ۔ عاقبت در زمانہ ظالم را ۔ داد مظلوم دردمند کند ۔ القصہ اُس بادشاہ جمجاہ نے وہ شیشی زہر پر قہر کی ایک خدمتگار امانت دار کو دیکر ارشاد فرمایا کہ اس شیشی کو سنگ حوادث سے بچا کر محافظت سے خاص محل میں کی ڈیوڑھی پر لیجا کر شیرین خواص خاص داروغہ دار الشفا کو سپرد کرکے رسید لے آ ۔ بموجب حکم بادشاہی وہ خدمتگار دلفگار شیشی زہر پر قہر کی لیکر چلا لیکن اثنائے راہ میں وہ بدخصال یہ خیال ملعون لایا کہ ایسی چیز شاذ و نادر کہان میسر ہوتی ہے برائے دشت آمد بکار امرا انت مین خیانت کیجیے بقول ظہور ۔ شعر ۔ چرالون مین تو کوئی کیا کہیگا ۔ کبھی کچھ کام میرے آرہیگا ۔ المدعا وہ عزیز بے تمیز اس مین سے چہارم بخوف و غم لیکن جو آگے بڑھا تو قضائے کار ایکبار قضا بصورت انسان بکر نمودار اور آشکار ہوئی اور یہ شعر ظہور کا زبان پر لائی ۔ شعر ۔ ہنسا ہے ہاتھ مین گو تو قضا کے ۔ قضا کو بیچلا ہی یہ چرا لے ۔ یہ بات واہیات اُسکی سنکر اُسکے دل کو کمال زہر معلوم ہوئی اور یون گویا ہوا ۔ اشعار ۔ مین کسکا چور ہون چوری ہے کیسی ۔ نہ کہنا کسیکو پھر تو ایسی ۔ جو زہر آلودہ کہتا ہے کوئی بات ۔ قسم ہے سخت ہوتا ہے وہ بد ذات ۔ یہ گفتگو وہ بد قضا سی کرکے حضور پرنور کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا اور فرمایا د خواجہ سرا کو محل کے اندر برائے طلب شیرین خواص غنچہ لب بھیجا لیکن بقول ظہور ۔ شعر ۔ تبسم کہ خواص خانم آئی اٹھا پردہ کو شکل اپنی دکھائی ۔ خواص خاص کیا تھا ہمہ بلا تھی ۔ تھی انسان پر وہ پردہ مین قضا تھی ۔ اب آگے اسکو سراپا کی ہمت کیا کرون ۔ حقیقت میں وہ سراپا قیامت تھی ۔ شعر ۔ اگرچہ نام کو شیرین تھی وہ ماہ ۔ ولیکن زہر کی تھی گانٹھ واللہ ۔ غرض اُس خدمتگار دلفگار سیہ بخت بسر فرمان بادشاہ کو پہلے تو اُس شیرین بخت کے بال شک سنبل نے سم الفار عشق کہلایا اور زلف افعی مثال نے تفنا کی سانپ آنکھوں مین لہر آنا شروع کر دئے اور پیشانی لاثانی کو دیکھکر آئینہ وار ششدر و حیران ہوا اور ابرو کی ایک ایک تیغ آبدار بلا کی دو دو

سروِ دست گھایل کر دیا اور تیرِ مژگان نے ہدفِ سینہ کو مانند خاک تودہ چھلنی کیا اور خنجرِ نگاہ نے اُسکے دلِ نحیف کو
دیکھتے دیکھتے نیم بسمل کر دیا اور عارضِ رشکِ گل ملاحظہ کر کے بوستانِ حیرت مین مثلِ نرگس حیران ہو گیا اور بینی کو
دیکھکر جانِ غمناک ناک مین آ رہی اور لبِ لعل فام کو دیکھکر جان بلب ہو گیا اور تنگیِ دہن اُس غنچہ دہن کی دیکھکر
درِ گنجِ گویائی پر قفلِ خاموشی لگ گیا اور دانتون کی آبداری دیکھکر چشمِ گہربار تارِ نظرہ مین موتی پرونے لگی چاہِ ذقن
کو دیکھتے ہی عشق نے چاہِ الم مین جھنکا کر دلکو ڈانوان ڈول کر دیا اور اُس مہرو کی صفائی گلو نے اُس فریفتۂ سیمعذار
کا دستِ غم سے گلا گھوٹنے لگی اور گردن صراحی دار نے گردن پکڑ کر جلادِ عشق کے حوالہ کر دیا اور شانہ دیکھکر تیرِ قضا
کا نشانہ ہو گیا اور بازوون کے عالم نے نقدِ جان دست برد کر لیا اور ساعدِ سیمین نے گریبانِ وحشت پھاڑ کر دامنگیر
جنون کر دیا اور کلائی کی نزاکت کا صدمہ جگر تک پہونچا اور دستِ حنائی بصد خونخواری دلِ نیم بسمل ہم پنجہ ہوئی
اور انگلیون کے عالم نے عشق کی ناخن بندی کر کے عاشقون مین انگشت نما کیا اور چھاتیون کو دیکھکر کچھہ چوٹ سی
سینہ مین لگ گئی اور پیٹ کی صفائی ملاحظہ کر کے عشق کے پیٹ مین آ گیا اور نافِ پُرآب و صاف نے گردابِ غم مین
غوطہ زن کیا اور سرین کی گلاوٹ دیکھکر دل بر مین پہلوتہی کرنے لگا اور ران کی صفائی نے مثلِ آئینہ حیران کر دیا
اور ساقِ سیمین نے اس دلِ غمگین کو ہمزانوے اجل کیا اور پاے نگارین کو دیکھکر بیقراری اور اشکباری نے پانون پھیلائے
غرض ہر صورت وہ کشتۂ وحشت پامالِ غم و الم ہوا قصہ مختصر اُس تفتہ جگر نے اُس عشوہ گر سے دوچار ہوکر وہ شیشی
زہرِ پُرقہر کی آگے لیجا کے بقولِ ظہور شعر کہا لیجئے امانت شہ کے جانی۔ ہوئی زہر اب ہمین یہ زندگانی۔ غرض وہ
خواص خاص اُس کشتۂ یاس بجواس کے ہاتھ سے ہیہات وہ شیشی زہرِ پُرقہر کی لیکر اور زہرِ عشق ملا کر محل کے اندر چلی وہ مسموم
تیغِ الم اور کشتۂ تیغِ ستم یہ دوہرہ کسی کا زبان پر لایا وہ ہرا بانہ چھڑائے جات ہو نین جان کے موئی۔ ہر دو مین بچے جاؤگی تو مرد
بدن لگی تو ہے۔ القصہ وہ حور لقا اپنے مکان جنت نشان مین جا کر زینت بخش ہوئی اور طبیعۂ جفا کشید بصد ملال یہ خیال
پُرملال مین لایا کہ اُس آرامِ جان عاشقان کا وصل بجز از وصال محال ہے بقول جرأت شعر وصل ہونیکا کچھہ بناؤ
نہین۔ وہان لگاوِ دل جہان لگاو نہین۔ یہ بیقراری اور آہ و زاری دل سے دور ہونی نہایت اشکال ہے پس اب
تو بہتر ہے کہ اس جان شیرین کو شیرین کے اشتیاق مین فرہاد آسا تیشۂ زہرِ ہلاہل سے ہلاک کیجئے بقول میر سوز
مصرع فرہاد ہم نہین جو مرین سر ٹپک ٹپک۔ غرض وہ دلگیر پُرتشویر یہ تدبیر دلنشین کر کے اُس زہر کے پینے پر مستعد
ہوا مگر پھر دل مین یہ خیال پُراختلال آیا کہ اگر اِس زہرِ پُرقہر کے پینے سے جان شیرین شیشۂ قالب سے
فرار ہو گئی تو موجبِ بدنامی شہنشاہِ عالم پناہ ہے کسواسطے کہ جمیع صغیر و کبیر برنا و پیر کہینگے کہ یہ عزیز بے
تمیز پادشاہِ عالیجاہ کے خواص خاص پر مفتون و شیدا ہو کر مر گیا اس بات سے یون بہتر ہے کہ یہ زہر پُر
قہر یہان سے لیکر گھر مین چلئے اور وہان جا کر چپکے سے مر رہئے یہ مشورہ غم افزا اُس مسموم عشق نے

وسلے کرکے اُس زہر پُر قہر کو لیگیا اور یہ اشعار آبدار ظہور کے پڑھنے لگا اشعار خوشی رہ تو چلے ہم اپنے گھر کو
وصیت کرتے ہین تجھ بے خبر کو ۔ نہ تو آئیگی میرے پاس جب تک نہ نکلیگی میرے جان تن تب تک ۔ تغافل کی قسم
توجلد آنا ۔ عدم کو تا مین ہون جلدی روانہ ۔ نہ دکھلانا عذاب نزع مجکو ۔ قسم ہے نشہ الفت کی تجکو ۔ چلا یہ کہہ کے پیر وہ
سجان ناشاد ۔ چلے ہم اپنے گھر کو خانہ آباد ۔ القصہ وہ زہر پر قہر اُس مسموم عشق نے شیشہ حلق مین پر کر کے اپنے خانہ ویران
اوسکا شبانہ روز شاہ ... اور بادشاہ جمجاہ بعد فراغ سیر و شکار محل خاص مین آ کر جب کہ جویان شیرین گویا ہوئی
کہ وہ شیشی زہر پر قہر کی فلانا خواص جو شیرین خواص کو دے گیا تہا وہ کہان ہے یہ کلام شاہ عالیمقام شیرین شکر سے امانت
خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئی لیکن بقول ظہور اشعار جو ہین دیکہی وہ شیشی شہ نے خالی ۔ یکایک آگئی چہرہ پہ لالی ۔
یہ فرمایا کہ ہے یہ جائے حیرت ۔ امانت مین ہماری ہو خیانت ۔ یہ کس کی زندگانی دار فانی مین تلخ ہوئی جو اُس نے زہر
ہلاہل کو چرالیا یہ گفتگو بادشاہ تُند خو کی سُنکر سب خواصین دست بستہ عرض کرنے لگین اے شاہ بحر و بر والا گہر ہم پرستارون
جان نثارون کا کیا زہرہ ہے جو حضرت کی امانت مین خیانت کرین اُس حالت پر غضب مین وہ شاہ عالم پناہ محلسرا سے
برآمد ہوا اور امین خاص کو طلب فرما کر یون ارشاد کیا اے عزیز بے تمیز تجکو مین نے زہر پر قہر کی شیشی کیا اس قدر تہی سپرد
تہا ہین واللہ باللہ اس کی تعزیر ایسی دونگا کہ تیری زیست تلخ ہوجائیگی اس کے جواب مین اُس مسموم عشق نے ڈرتے ڈرتے
عرض کی اے شاہ گیتی پناہ فی الحقیقۃ بقول ظہور سے اُسی جب مین در شاہی پہ لایا ۔ بنا کامی مرے وہ کام آیا ۔ یہ احوال کثیرالا
ختلال بادشاہ سُنکر مانند تصویر بلبل گلستان حیرت مین خاموش ہوگیا ۔ اور دلمین کہنے لگا کہ یا الہی یہ عزیز نا چیز کیا کہتا ہے اپنے ایسا
زہر پُر قہر نوش کرے اور ابتک جیتا رہے یہ بات حسب ظاہر کچھ عقل مین نہین آتی القصہ بادشاہ عالیجاہ نے وزیر حکیمون کو طلب
فرما کر یون ارشاد کیا کہ یہ مسموم مغموم کس سبب سے ابتک قید حیات مین ہے الغرض حکیمون نے اُس بلبل زہر خوردہ کی نبض
دیکھکر عرض کی کہ اے شاہ فلاطون طبیعت ارسطو خصلت یہ مسموم مغموم ظاہر مین زندہ ہے اگر نبض اسکی سے معلوم
ومفہوم ہوتا ہے کہ اسکو کسیکی افعی زلف نے ڈسا ہے کہ تاثیر زہر کو فرو کردیا اگر اس مضطر خستہ جگر کو اس کا شربت دیدار پیئے تو قاتل
کہ یہ جان بلب کہتی ہی اپنے دلبر کو پانی کیطرح بہ جائے بقول ظہور اشعار کسیکی زلف پیچان کا سیہ مار ۔ بس اسکو ڈس گیا
ہے ظاہر آثار ۔ اگر وہ سانپ اُس کے آگے لہرائے ۔ یہ کہکر لہر پانی ہوکے بہ جائے ۔ یہ سخن حیرت افگن حکیمون سے سُنکر بادشاہ کہنے لگا
یہ بات خلاف عقل ہے اُس کے جواب مین حکیمون نے عرض کی اگر اس بات مین مو برابر فرق ہو تو ہم خانہ زادون کو زہر سے
ہلاک کیجئے اور حضرت کو اسمین کچھ تامل ہو تو ہماری نسخہ تشخیص کو امتحان کیجئے الغرض بادشاہ نے حکیمون سے ارشاد کیا اگر
اس کا معشوق دریافت ہوا تو اسکو بلوا کر موصل کیجئے تاکہ یہ مسموم تلخی ہجر کے عذاب سے مخلصی پاوے یا جان شیرین ناگاہ
دار فانی مین آسانی سے گنوائے یہ کلام بادشاہ عالی تبار کا سُنکر سب اطبائے حاذق اور حکمائے صادق باہم ہوکر عرض کرنے
لگے کہ خداوند نعمت سپہر کرامت غالب ہے کہ جو رشک حور اُس کے ہاتھ سے زہر کی شیشی لیگئی ہے اُسی اسیر نے وانہ کو عشق سے

حکیمون کا سنکر بادشاہ نے اُس مسموم مغموم سے پوچھا اے تفتہ جگر دل مضطر سچ بتا تیرے ہاتھ سے زہر پُر قہر کی مشتی
کون بس کی گانٹھہ لیگئی تھی یہ گفتگو بادشاہ تُند خو کی سُنکر وہ عازم ملک عدم مسموم زہر غم یون گویا ہوا کہ اے بادشاہ عالم
پناہ وہ جو شیرین خواص سرکار والاتبار کی ہے اُس کا افعی زلف میرے دل حزین کو ڈس گیا لیکن اے شہنشاہ گیتی پناہ
بقول تنہا سے بسے جی مین اُسکی کاکل پرخم کو دیکھئے ۔ اس آدروہ کو دیکھئے اور ہمکو دیکھئے ۔ قصہ مختصر بادشاہ جمجاہ
نے فرہاد خواجہ سرا خوش زیبا کو ارشاد کیا کہ اسوقت خلوت کر کے شیرین خواص خاص کو بلالا الغرض جسوقت بادشاہ
عالیجاہ کے قریب اطبائے خاص اور اُس کشتہ یاس کے سوا کوئی نہ رہا تو وہ فرہاد خواجہ سرا مہر لقا شیرین خواص کی
طلب کے واسطے محلسرا مین گیا اور ادہر اس ناشاد رشک فرہاد کو جو دریافت ہوا کہ وہ شیرین دہن شیرین نام مجھہ تلخ
کام منہ برت ملانے کو آتی ہے مگر بقول میر حسن شعر کہہ اک دل کو امید اور جسکو یاس ۔ لہو سر بسی لبک جہرہ اودا اس +
اور ہر بار وہ دل اندوہ ناک کو تشفی دیتا تہا کہ اے دل اب تیرا وصل نہایت متصل ہے بقول ظہور شعر ملیگا بوسہ لعل شکر
خند ۔ یہ زہر تلخ سب ہو جائیگا قند ۔ اور کبہی وہ جگر افگار اُس کے انتظار مین مصدر بیقراری ہر باری شمیم کا یہ مطلع زبان
پر لاتا مطلع دم نکلتا ہے کہین مجھہ نحیف زار کا ۔ یا کہین جلدی میسر وصل ہو دلدار کا ۔ اس حالت پر ملالت مین وہ ماہ رخسار ایکبار
نمودار ہوئی غرض بقول ظہور نظم قریب شاہ وہ جب آن پونہچی ۔ تو اُس مردہ مین گویا جان پہونچی ۔ محبت کا جب آیا
جوش پر جوش ۔ ہوئین شرم و حیا دونون فراموش ۔ یکایک اُس تمنائے ہم آغوش مین اُس مسموم مغموم نے خوف بادشاہ
کو گوشہ دل سے فراموش کر کے کمان صبر سے مثل تیر پران ہو کر اپنے لب کو لب معشوق کیا اور اُس کمان ابرو کو قبضہ
آغوش مین کہینچکر یہ شعر کسی کا زبان پر لایا ۔ کمان ابرو میرے گھر کیون نہ آئے ۔ کہ جسکے واسطے کہینچے ہین چلے ۔
لیکن بقول مرزا سودا شعر فائدہ اب کیا کرے تریاق وصل ۔ زہر غم ہجر اثر کر گیا ۔ غرض وہ جگر افگار عاشق زار
ہدف سینہ پر تیر قضا کہائے مرنے پر لیس بیٹہا تہا ۔ پر چکان شادی مرگ کی خواہش مین یکایک اُس ماہ کے گلے لگتی
ہی زہر پر قہر نے ہجر کی تاثیر کو شربت وصل سے مبدل کرتا تہا جو اثر بخشا تو وہ مسموم مغموم مثل موج دریا آب ہو کر بہ
گیا لیکن حرارت عشق اور تاثیر زہر سے وہ بانی آفت کی نشانے اس قدر گرمی رکہتا تہا کہ جس زمین پر وہ آب
روان ہوا احباب آسا اُس مقام پر پہپہولے پڑ گئے لیکن بقول ظہور اشعار بہ رنگ ابر پانی ہو بہا وہ
سحاب غم سے نکلی مہ لقا وہ ۔ یہ چمکی برق جو ابر سیہ مین ۔ ہوئی حیرت دل حیران شہ مین ۔ القصہ وہ شاہ
عالم پناہ اُس مسموم مغموم کے آب ہونے سے نہایت ملول و اندوہگین ہوا اور وہ جو زہر پر قہر کے کم ہونیکا دل
پر غضب پر تعب تہا سو اُس تلخکام کی جان شیرین جانے سے فرد ہو گیا اور پریزاد ستم کی حالت پر ملالت
کا احوال نہ پوچھو دریائے حیرت مین اور لجۂ ندامت مین غوطہ زن ہو کر یون کہتی تھی نظم یہ کیسی
اُس کے دل پر آئی ۔ جو اپنے جان شیرین یون گنوائی ۔ نہین مین جانتے تھی سے فی الحقیقت

ہ یہ یون ہے غریق بحر الفت ۔ غرض وہ پری خسار جگر فگار بخوف شاہی سے قلق کو ضبط کر کے مثل بلبل تصویر
خاموش ہوگئی اور حبجا پر وہ دل بیتاب آب ہو کر بہ گیا تھا اسیر بادشاہ والا گہر کی نظر جو پڑی تو کیا نظر آیا کہ
ایک لعل بے بہا مثل اخگر چمک رہا ہے یہ احوال پر اختلال بادشاہ دیکھکر حکیموں سے پوچھنے لگا کہ یہ لعل بے بہا اسکے
جسم پر آب سے کس طرح پیدا ہوا یہ گفتگو بادشاہ کی اطبا سنکر کہنے لگی اے شہنشاہ گیتی پناہ یہ لعل بے بہا نہیں
ہے اُس مسموم مغموم کا دل بسمل ہے لیکن حرارت قلق جگر سے پتھر ہوگیا ہے لعل بدخشان اُسکے پاسنگ
کو نہین پہنچتا غرض بادشاہ جمجاہ نے ہر ایک جوہری رشک پری کو جو دکھلایا تو وہ جوہری باشعور بقول ظہوری یون
گویا ہوا شعر بہلا اُس بے بہا کا کیا بہا ہو ۔ سر قاتل پہ جسکے خون بہا ہو ۔ غرض بادشاہ عالیجاہ نے اُس لعل
عجیب و غریب کو توشکخانہ مین سپرد کرکے توشکچی سے یون فرمایا کہ اُس لعل خوش نگار رشک بہار کو پیچ مین نصب
کرکے خلعت فاخرہ مین لگا رکھنا انشاء اللہ تعالی بشرط زیست بروز عید اوسکو ہم اپنے سر پہ چڑہائین گے اور
شیرین خواص بیحواس کو فرمایا کہ تیرا عاشق جان نثار کہسار عشق پر فرہاد آسا کوہ کنی کر گیا لیکن تو اپنی جان کو
تیشہ غم سے نہ ہلاک کرنا الغرض بادشاہ جہان پناہ نے شیرین مائل رقت کو رخصت کرکے استراحت فرمائی
مگر شیرین بادل اندوہگین جو اپنے مکان دلستان کیطرف چلی تو یہ آواز خداساز گوش ہوش مین آئی مثنوی
اے قاتل عاشقان محروم ۔ وے ظالم بیدلان مظلوم ۔ میرا تو عدم ہوا ٹھکانا ۔ تو بھی مرے بعد جلد آنا ۔ تجکو
قسم اپنی کافری کی ۔ سوگند تجھے ستمگری کی ۔ عاشق کو نہ اپنے کر فراموش ۔ خالی ہے تیری بغیر آغوش ۔ یہ ندا سنکر
زیادہ مبتلا ہوکر بحالت بے صبری اپنے مکان دلستان مین جا کر زینت بخش ہوئی لیکن اُسی شب سے یہ حالت
پر ملالت بہم پہنچی کہ وہ جو عارض رشک دانہ انار رخ گل پر طعنہ زن تھے سو کاہش غم سے بسان زیب زرد ہوگئے
اور بقول میر حسن ابیات وہ آنکھین جو روئین تھین بس پھوٹ کر ۔ تو گویا تھے موتی بھرے کوٹ کر ۔ ٹھہرنے لگا جان
مین اضطراب ۔ لگی دیکھنے وحشت آلودہ خواب ۔ تپ ہجر گھر مین کرنے لگے ۔ اور اشک سے چشم بھرنے لگے ۔ خفا
زندگانی سے ہونے لگی ۔ بہانہ سے جا جا کے سونے لگی ۔ نہ اگلا سا ہنسنا نہ وہ بولنا ۔ نہ کھانا نہ پینا نہ لب کھولنا ۔ جہان
بیٹھنا آہ کرنا اوسے ۔ محبت مین دن رات کٹنا اوسے ۔ غرض وہ نازنین اندوہگین ایسی بیقراری اور آہ و زاری سے
تنگ ہوکر دم بدم کسی کا یہ شعر پڑہتی تھی شعر دو روزہ دور ہے آن یار جانی میکشد مارا ۔
بیا اے مرگ ورنہ زندگانی میکشد مارا ۔ اور اپنے تنہائی ناشکیبائی پر یہ مطلع مصحفی کا پڑہتی
مطلع مریض عشق را کس از پئے درمان نمے آید ۔ اجل از بیم بدنامیش بر بالین نمی آید ۔ اور کبھی بحالت
جان کنی کہتی تھی اجل پر وفا کیا کرے ۔ سے فراق دار چنان ازو ناتوانم ساخت ۔ کہ بارہا اجلم آمد و مرا نشناخت
القصہ اس عرصہ مین روز عید سعید بعد عرصہ بعید پدید ہوا ہر ایک خواص خاص و بیگمات محل بے تامل اپنی اپنی آرائش مین

مصروف و مالوف ہوئین لیکن وہ ماہ بحال تباہ اپنے عاشق جانبازدہ کے فراق مین یہ مطلع مصحفی کا پڑہتے تھی
مطلع تری دوری سے اے پیارے یہ دلبر درد و غم ہی - کہ روز عید بھی گویا ہمین ماہ محرم ہے - اور ادہر بادشاہ
عالم تباہ نے خلعت فاخرہ تن آراستہ و پیراستہ کرکے وہ حیفۂ دل کشتۂ زہر جفا کار سر پر چڑہا کے بعد ادائے
دوگانہ نماز عید الضحی سوار ہوا الحاصل بعد انفراغ نماز دوگانہ عید ندکور ہر ایک سے نذرین لیکر او خلعت سے سرفراز
و ممتاز فرماکر محلسرا مین داخل ہوا وہان بھی ہر ایک بیگم جواہرات برائے تصدق و نذر لاکر موجود ہوئے قضارا شیرین
با دل غمگین نذر معمولی مع نقد جان ہاتہہ مین لئے شہنشاہ کے آگے جو آئی شعر جو پہر مین کیا کہون اللہ اللہ
عجائب طرح کا ہی ماجرا آہ - کہ یکایک دل مقتول اپنے قاتل کو غافل سمجہکر مثل مرغ نیم بسمل جیغہ سے تڑپ کر جدا ہوا اور
اُسکے قدمونکے آگے گر پڑا اسمین شیرین دل خرین چاہتی تہی کہ اس بلیات سے بہاگ کر الگ ہو اتفاقاً پائے حنائی جو اُسکو ٹہوکر
بخیر لگ گئی تو وہ لعل بے بہا اپنا خون بہا لیکر مثل دریائے خون بہ گیا اور جوئے خون سے یہ آواز خدا ساز سرزد ہوئی شعر
بہا خون ہوکے دل زخمی دوبارہ - یہی تہا خون بہا صاحب ہمارا - یہ نداہوش ربا اس خونی جگر کی شیرین اندوگین نے
سنکر گریبان کو تا بدامان مثل گل چاک کیا اور مانند سنبل بالونکو پریشان کرکے با دیدۂ پُرخون اُس سیل خون پر بیٹہہ گئی
اور بقول ظہور شعر یہ کہکر اپنے سر پہ ہاتہہ مارا مین آئی جسکو تہا تو نے پکارا - کہ یکایک جذبہ عشق نے اُسکو بزنگ شمع
جانگداز ایکبار بہاکر اُس سیل خون سے ملا دیا تو اُسوقت اُن دونونکا یہ رنگ ظاہر ہوا گویا لعل و مروارید کا دریا نمایان ہی یا
شفق شام سفیدی سحر سے دست و گریبان ہی غرض بقول میر تقی شعر محبت نے کام اپنا پورا کیا - کہ اُن دونونکا لعلونکو
چورا کیا - یہ واقعہ حیرت افزا غم انتما اُن دونونکا وہ بادشاہ دیکہکر یکایک بحر حیرت مین غرق تا فرق ہوکر کہنے لگا کہ
دیکہا نہ سنا تہا یہ تماشا - اے وائے جو ہمنے آج دیکہا - اور اُسکی ہمجولیان بدیدۂ گریان بصد تاسف یون گویا تہین
مثنوی گو تیری یونہین لکہی تہی جانی - افسوس گر تیری جوانی - ہر دم ہی ہمین پہ یکہا - کیا تو نے ابہی جہان کا دیکہا
مرنے سے ترے تمام گہر مین - کہرام ہے صبح و شام گہر مین - ہر سمت سے ہی صدا یہ آتی - شیرین ترے بن
ہے جان جاتی - مجبور غرض ہر ایک عورت - کرتی تہی الم مین ہر ایک رقت - اور جس نے سنائی نئے یہ
روداد - کرنے لگا وہ بہی آہ و فریاد - آگے نہین اب قلم کو طاقت - اس غم کی لکہی جو سب حقیقت

داستان ایک شخص طوائف پر عاشق ہوا اور محفل رقص مین تپنچہ مار کر آپکو ہلاک کیا اس جوان پُر ارمان کے مرنے کے بعد جذبہ عشق سے وہ طوائف بھی فوت ہوئی

کاتبان دست و قلم بیکار او محرران سینہ دلفگار اس افسانہ جگر سوز اور قصۂ غم اندوز کو محفل یاسمین یون جلوہ

کرتے ہین کہ ایک جوان پُرارمان نہال باغ جوانی گل حدیقہ کامرانی یوسف ثانی زلیخا طبیعت مجنون صفت
ایک کسبی رشک لیلی پر اسقدر مبتلا تہا کہ اُسکو بقول مروت شعر نہ اندیشہ یا نہ اندوہ فرق۔ شب و روز دریائے
وحدت مین غرق۔ لیکن وہ کسبی غیرت لیلی جس محفل عالی منزل مین برائے رقص جاتی تھی وہ جوان دل پریشان بھی
اُس شمعرو کے ساتہ مانند پروانہ رہتا تہا اور جو کوئی یاردن رشتہ واردن غمخواردن مین چرب زبانی سے کہتا کہ اسے
چراغ بزم محبت واسئے سراج دیدہ الفت تو اُس شمعرو کو دیکھ کے لگن لگا کر کیون اس شکل سے گریان رہتا ہے
تو وہ جگر سوز غم اندوز بقول گنا بیگم یون کہتا شعر شمع کی طرح کون روجائے۔ جس کے دل کو لگی ہو سو جانے۔ القصہ
وہ ماہ لقا دل افروز ایکروز کسی دولتمند دل خورسند کے مکان دلستان مین گئی۔ وہ عاشق جان نثار پروانہ دار بھی اپنے
شمعرو کے ہمراہ اُس محفل مین جا پہنچا قصہ مختصر تو وہ ماہ پیکر زہرہ جبین بصد تمکین ناچنے کو کھڑے ہوئی تو اُسوقت کے عالم کا کیا
بیان کرون شعر کھڑی بہرتی تھی اسطرح سے گت۔ جسطرح سے ہو برق کو حرکت۔ اور ہتیلی کو ہتیلی پر رکھکر اور گردن کو
خم دیکے جو بصد ناز و ادا آگے چلتی تھی۔ تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ کسی بیدل کا دل وہ سنگدل دونون ہاتھون مین لیتی ہے اور
جو ساعد سیمین رشک شاخ نسترین کو بالائے سر لیجا کر پنجہ رشک مرجان کو جنبش دیتی تھی تو یون ظاہر ہوتا تہا بقول
جراءت شعر خریدارون کو کہتی تھے کہ تم جاؤ۔ متاع حُسن کا ہے اب بڑا بہاؤ۔ اور کبھی وہ مہر و شعلہ خو جو دونون ہاتھون
سے دوپٹہ کو سر سے آگے کہینچکر بصد خرام ناز چلتی تھی تو یون دکہائی دیتا تہا کہ گویا ماہ تابان زیر سائبان آگیا ہے اور بقول
میر حسن کیا کہون اشعار وہ گتنا وہ بڑہنا اداؤن کے ساتہ۔ اوکہانا وہ رکہ رکہ کے ہاتہ۔ کبھی دل کو پانون
سے مل ڈالنا۔ نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا۔ دوپٹہ کو کرنا کبھی منہ کے اوٹ۔ کہ پردہ مین ہو جائین دل لوٹ پوٹ۔ اور گانے
کا احوال پرملال کیا بیان کرون اگر تان سین ہوتا تو اُسکی تان دلستان پر خیال کرکے علم موسیقی سے دست بردار
ہوتا۔ غرض بقول میر حسن ابیات عجب تال پڑتی تھی انداز سے۔ کہ بجلی تھی ہر تال آواز سے۔ وہ بھی گتنا گرے پالرنے
نور کی۔ مسلسل تھی ایک پہلجہڑی نور کی۔ اور اُس کے ساتہ کے سازندوں کا اس قانون سے ساتہ تہا کہ
جنکی سارنگیون کی آواز خوش انداز پر عاشق زار دل افگار کمانچہ الم سے گلا کاٹتے تھے اور دست وحشت
گریبان تا بدامان تار تار کرتے تھے اور طبلے کی گمک پر اُس بزم مین دائین بائین کے لوگ عالم حیرت مین ہوکر
بیٹہتے تھے اور منہ چنگ خوش آہنگ کی آواز اسقدر خوش تھی کہ ہر خوش لہجہ کے منہ پر قفل خاموشی لگ گیا
تہا لیکن اسے یارو وہ جوان دل پریشان محفل کا یہ عالم دیکھ کر دل مین یون کہنے لگا سچ تو یون ہے کہ مرد
دستان یاد داستان اس کو کہتے ہین اور کبھی اُس شمعرو کے روبرو جا کر آہ جگر سوز و غم اندوز
زبانی قاصر یون کہتا شعر کیا سوز جگر اپنے کی تحریر کرون مین۔ جل جائے وہین
زبان تو تقریر کرون مین۔ لیکن بقول میر تقی۔ شمع سے دل تڑپتا ہے متصل ملا

مرغِ بسمل ہے یا کہ دل میرا۔ بیکلی جی کو تاب دیتی ہے طاقتِ دل جواب دیتی ہے۔ اب ٹھہرنا نہیں ہے یارے ثبات
ایک مین اور ہزار تصدیعات۔ یہ احوال پُر ملال اُس جوان خستہ جان کا وہ آئینہ رو دیکھ سُنکر نہایت مکدر خاطر
خاطر ہوئی اور بعجز درسر رعنائی اُس کے چہرہ آرزو کو غازہ مرادسے آراستہ نہ کیا پھر تو وہ جوان خستہ جان کیسا یہ
قطعہ زبان پہ لایا قطعہ درد دوری کا مبتلا جانے۔ دل بے درد کی بلا جانے۔ جو گذرتی ہے جان پر میرے مین ہی
جانون ہون یا خدا جانے ۔ ایک لحظہ کے بعد وہ برق رفتار تیز گفتار ایک بار رقص کرتے کرتے جو آگے بڑھ سکے پھر پیچھے
ہٹے تو وہ جوان پریشان اُس کے گوش ہوش کے قریب جاکر بقول مسرور یون کہنے لگا اشعار صبر کی اب تو نہیں
طاقت مجھے۔ ایکدم دشوار ہے فرقت مجھے۔ صدمہ ہجران سے گھبراتا ہے دل۔ کب تک رکھون چھاتی پہ غم کی سل
زندگی میری ترے ہی ہاتھ ہے۔ بجھ کو مردوں کا جلانا بات ہے۔ یہ سخن اُس خستہ تن کا وہ حور لقا ماہ سیما
سموع کرکے بناز معشوقانہ اور باندازِ محبوبانہ کہنے لگی۔ شعر یون ہی سب کہتے ہین ہر جا عشق مین۔ پر کوئی
مرتے نہ دیکھا عشق مین۔ یہ سخن اُس شمع انجمن کا وہ نفتہ جگر کشتہ تیغ الفت مذبوح خنجر محبت سُنکر اپنے پیٹ
مین آپ تپنچہ مار کر یون حرف زن ہوا شعر جو عاشق ہین سو اس طرح سے مرجاتے ہین۔ جسطرح جان سے
ہم اپنی گذر جاتے ہین۔ یہ کلام رقت التیام زبان پہ لاکر وہ غمناک آغوش حسرت مین عروس غشی لیکر بستر
خاک پر غلطیدہ ہوا اور روح نفسانی وحیوانی پیالہ تن سے رنجک کی طرح اُڑ گئین اور فرزول حواس کا کندہ دماغ
سے گر پڑا۔ اور کمانی تاب وطاقت کی دستِ غم سے ٹوٹ گئی اور نال قالب حرارت عزیزی سے خالی ہونے لگی
اور قبضہ حیات پُر صفا کا دستِ قضا سے چھوٹ گیا اور آہ و نالہ کا فرو تنجر سے مین تنگی کرنے لگا یہ واقعہ حیرت
افزا وہ کبھی رشک لیلی دیکھکر وہین مجنون وار بیقرار ہو گئی اور اُس جوان نیمجان کے سر کو اپنے زانو پہ رکھکر یہ
اشعار آبدار بشکل سوگوار زبان پہ لائی۔ مثنوی اے عاشق جان نثار میرے۔ وائے مونس غمگسار میرے
اے کشتہ تیغ ابروئے من۔ وائے مائل چشم جادوئے من۔ اے شمع دودمان الفت۔ وے بلبل بوستان
الفت۔ کیا یہ تیرے جی مین ہائے آئی۔ جان اپنے جو تونے یون گنوائی۔ صدقہ تیرے وقتِ آپسین کے
صدقہ تیرے نالہ حزین کے۔ منہ کی تری مرد نے کے صدقہ۔ جان تری جان کنی کے صدقہ۔ مرجائیگا تو جو
کوئی دم مین۔ تو مین بھی مرون گے تیرے غم مین۔ بے تیرے یہ میری زندگانی۔ کس طرح کٹے گی یار
جانی۔ مرنا ہی مرا غرض بجا ہے۔ یہ شعر کسی نے سچ کہا ہے شعر دل سے طپید از غم نہانی۔ اے سلے تو
حرام زندگانی۔ یہ ابیات پر نکات وہ نازنین اندوہگین اُس کے لاشہ جگر خراش پہ پڑہ رہی تھی نہ یکایک رد
داد بیداد کا غل بے تامل جو اٹھا تو اُس محفل رشک بزم اندر کا یہ احوال پر ملال کیا کہون بقول میر حسن شعر
خوشی کا جو عالم تھا سو ماتم ہوا۔ ورق کا ورق سب وہ برہم ہوا۔ اس عرصہ مین اس جوان

اس جوان نیم جان کے خویش و اقربا کو یہ خبر وحشت اثر جو پہنچی تو ہر ایک بیحواس ہو ہو اُس کے پاس آ کر بقول
میر تقی نظم اک اُسی تیر سے ڈراتا تھا۔ ایک برچھی اُسے دکھاتا تھا۔ ایک آیا تو ہاتھ مین شمشیر۔ ایک بولا کہ اب ہے
کیا تاخیر۔ اسے یار و اس فسون ساز جادو طراز نے خنجر ناز اور تیغ انداز سے دیکھو تو کیسے نوجوان پُر ارمان کو
قتل کیا ہے تو اب اپنی زندگی نظم قتل کرنا ہی اس کا بہتر ہے۔ آج مرتا ہے اس کا بہتر ہے۔ کیونکہ یہ بر ملا ستم ایجاد
کرتی ہے عاشقون کے گھر برباد۔ یہ گفتگو دو بدو ایک تند خو عربدہ جو کی وہ نگارین سُنکر اپنا سر ہر ایک کے پانون
پر رکھکر کہتی تھی نظم قتل کا میرے گر ارادہ ہی۔ تو بھلا اسمین دیر کیا ہے۔ ہاتھ کھینچو نہ قتل کرنے سے۔ زندگانی
ہی میرے مرنے سے۔ میری غیرت کو یہ نہین ہے قبول۔ میری الفت کو یہ نہین ہے قبول۔ کہ مین جیتی رہون یہ دنیا سے
کیونکہ بے یار زندگی بہائے۔ یہ نہین چاہتی طریقت عشق۔ طعنہ زن ہی مجھپہ حمیت عشق۔ یہ سخن دلشکن اُس نازنین
اندوہگین کے وہ جوان نیجان عالم نزع مین سُنکر ہر خویش و برادر و یارون سے کہنے لگا اے بھائیو جو کوئی اس مہ
جبین غمگین کو کچھ کہیگا واللہ باللہ مین چاک گریبان اُسکا بروز جزا دامنگیر ہونگا۔ نظم کیونکہ اُس نے مجھے نہین
مارا۔ یہ جبر قضا کا ہے سارا۔ اسمین اُسکی بھلا کیا ہی تقصیر۔ چاہتی تھی میری یون ہی تقدیر۔ سچ ہی قسمت
مین جو کچھ ہے لکھا۔ وہ کسی شکل سے نہین مٹتا۔ یہ کلام وہ ماہ تمام نہین کہنے پایا تھا کہ بات کی بات مین تمام
ہو گیا یہ واقعہ رقت انتما حیرت افزا وہ کسی رشک لیلی دیکھکر مجنون وار زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا اور سر پر جو
بال سراسر غیرت سنبل تھے اُنکو دست الم سے نوچ نوچکر صبا کے حوالہ کئے اور عارض جو رشک گل فردوس تھے اُنکو
مارے تھپڑون کے لالہ سان پر خون کیا اور گریبان کو مثل گل بالکل چاک کر کے صبح محشر پر طعنہ زن ہوئی
اور گاہے اُسکے منہ پر اپنا منہہ رکھکر کہتی شعر کس و تر سے رو سے شمر نثرہ ہون۔ مجرم تر سے منہ سے منہ ہو ہو
اور کبھی اُسکی پیشانی ماہ ثانی سے اپنی پیشانی رگڑتی۔ اور کہتی اے نیر سپہر تحیر ہتہ و اسکے مہر جبین التفات
ہے مصرع پیش آتی ہی وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے۔ یہ آفت رسیدہ دل طپیدہ تو اس طرح زار و نزار تھی لیکن
اس جوان نیجان کی مادر مضطر جو ڈولی مین سوار ہو کر آئی تو بے اختیار منہ پر دو تھپر مارتی یون کہنے لگی
مثنوی اے رونق گلشن جوانی۔ وے زینت باغ کامرانی۔ مرنے کے تیرے ابھی نہ تھے دن۔ پورا نہ
ہوا تھا بیس کا سن کیسا جبین تیر سے یہ آئی بپتا۔ جو خاک مین بانس لخ لیا۔ کس سے تیرے غم
کی بات بہات۔ ظاہر کرون آہ مین خاک پر آفات۔ اس پیر فلک کو ہنستہ جانی۔ بھائی تہ تیر سے تو جو
مرنے کو تو سب جہان مرتگیا۔ پر کوئی نہ یون جوان مرے گا۔ افسوس کہ تو نے جان دیکر
برباد کیا مجھے بھی دلبر۔ بے تیرے مین جی کے کیا کرونگی۔ جس طرح سے بنیگا مین مرونگی
القصہ اُسکے اقربا اہل عزا وہ نعش جگر خراش روتے پیٹتے جو گھر مین لاتے تو پھر دوبارہ

قیامت برپا ہوئی یعنے ہر ایک کنبہ کی عورت بعد رقت بین بجین کرکے رونے لگی اشعار کوئی کہتی تھی اے میرے
بہائی - بے اجل تیری موت کیون آئی - بس تری بیکسی کے مرینکے - جان سے جائیے یہ ہین صدقے - تونے دنیا کا
کیا ابھی دیکھا - یک بیک آگئی جو تیری قضا - الحاصل اُس بیدل کو تجہیز و تکفین کرکے اور غسالون نے نعش کو غسل
دیکر کفن صاف مین رکھکر ایک صندوق مین روپوش کیا اور بقول مصحفی نظم تابوت پر ایک میزاک دوشالہ لالک
پازیب و شان جوڑا لا - چادر پہولون کی لہلہاتی - بہشتی تھی صبا کی جس سے چہاتی - یون سبز دوشالہ تہا
بہ تزئین - جسطرح کہ آسمان پہ پروین - تابوت کہ تختہ چمن تہا - جس تختہ پہ جوش نسترن تہا - الغرض اُس تابوت
کو سب روتے پیٹتے سوئے گور غریبان گریہ کنان لیچلے - اور وہ کسی رشک لیلی پابرہنہ با سر عریان چاک گریبان
تا بداماں افتان و خیزان بآہ جانگاہ ہمراہ تھی لیکن جس بازاری کی ایکباری اُسپر نگاہ پڑتی تھی بے اختیار دیدۂ گہربار
سے گوہر اشک اس لعل بے بہا پر نثار کرتا تہا المطلب بعد بیقراری و آہ وزاری گور غریبان مین پہنچکر نماز جنازہ سے
فراغت کرکے جو اُسکو دفن کرنے لگے تو وہ کسی غم آمادہ دلدادہ بھی سر قبر عاشق آکر کہنے لگی مثنوی اتنا میلا
کام یہ کردم - مجکو بھی اسمین گاڑ دو تم - بے اسکے مین جی کے کیا کرونگی - مین بھی اسی قبر مین گڑونگی - یہ میرے کہان
نصیب ہے - جو اُسکے گردن قریب ہاہر - جو اب سے مجھے جدا کریگا ناحق مجھے درد و غم وہ دیگا - غرض اُسکو ہر ایک نے
بعد منت و نصیحت قبر سے جدا کرکے اُس عاشق جانزادہ کو با دیدۂ پُر خون مدفون کیا بعد رسوم چادر گل وغیرہ
اُس کسی رشک لیلی کو ہر ایک نے بدریدہ گریبان بآہ و فغان کہا کہ اے بی بی اب گہر چل یہان بیٹھنے سے کیا حصول
بقول شاہ قدرت اللہ ابیات یاران و ہمرفیق و شفیقان دوستدار - سب آشنا ہین زندگی مستعار کے - جب
مند گئی یہ آنکھہ تو اے دوست بعد مرگ - بہٹکے ہا ہی کون گرد کسیکے مزار کے - لیکن وہ سوگوار پُر اضطرار اس قدر
بیتاب ہوئی کہ ہا ہر کسی سے مطلق ہمکلام ہوئی آخر کار ناچار سب خویش و تبار اُس جوان جان نثار کے گہر مین آئی
اور اُس نازنین اندوہگین کا احوال پُرملال مادر عاشق جانزادہ سے بتفصیل اظہار کیا یہ روداد بیداد اُسکی مادر مضطر مُنکر بعد
بیقراری و آہ وزاری ڈولی پر سوار ہوکر تربت دلبر آئی اور اُسکے سوگوار غمگسار سے کہنے لگی اے بیٹی مجھہ کمبخت
ان کا گہنا مان کسواسطے اس خاک کے ڈہیر پر بیٹھی ہے اے بیٹی اگر تیرے یہان بیٹھنے سے وہ
جی اوٹھے تو کیا مضایقہ مین بھی تیرے شریک حال ہون ابیات ورنہ اس غم الم سے
کیا حاصل - میری جان یہ مقام ہے مشکل - اس مین چارہ نہین کسی کو ذرا - چہ امیر و وزیر
شاہ و گدا - کوئی مرنے کے ساتہ مرتا گر - تو نہ جیتا جہان مین کوئی بشر - اسمین چارہ نہین کسیکو ذرا -
اے نور ضیائے چشم امیدواران وائے ولئے دل دردمندان اُٹھکر میرے گہر چل مین تجکو اپنی بیٹی کی جا پر
رکھونگی اور جو کچھہ خدمتگاری اور دلداری ہو سکے گی بسر و چشم بجا لاؤنگی کیونکہ تیرے دیکھنے

دیکھنے سے بیٹے کا غم پر ستم ذرا فرو ہوگا اور تیرا بھی وہان زنان ہمسایہ مین قدرے قلیل دل حزین بہلجائیگا ورنہ بقول میر حسن شعر وگرنہ تو رک رک کے مرجائینگے - اسیطرح جی سے گذر جائیگی - غرض ہرچند باول دردمند اُسکی مادر مضطر نے اُس نازنین اندوہگین کو سمجھایا لیکن اُس بلبل حدیقہ سکوت نے گلشن تقریر مین ذرا بھی زبان نطق سے آشیانہ کیا بلکہ درج دہن کو اور قفل خاموشی لگ گیا الحاصل وہ بیدل پھر اپنے گھر مین آکے مصروف رقت ہوئی مگر وہ نازنین اندوہگین صبح وشام اُس قبر کی جاروب کشی کرتی اور شب کو اُسکے تعویذ کو چھاتی سے لگاتی اور وقت صحرا اوٹھکر پھر اُس قبر کے گرد جاروب کشی اور چھڑکاؤ سے فراغت کرکے بیٹھکر با دیدہ اشکبار حرارت کے یہ اشعار وہ دل افگار چپکے چپکے پڑہتی مثنوی یہ درد وغم سے حال دل ہوا ہے کہ وہم لینا بہے مشکل ہوا ہے - مری قسمت مین گریہ دکھہ لکھا تھا - تو یارب کیون مجھے پیدا کیا تھا - کوئی جز غم نہین ہے غمگسار اب - فقط ہے بیقراری قرار اب - کسی صورت سے کل آتی نہین ہے - الٰہی کیون اجل آتی نہین ہے - مرون تو جائے یہ درد جدائی - الٰہی کیا اجل کو موت آئی - اس عرصہ مین جو کوئی کبھی زبردستی سے کھانا کو کھلا دیتا تو جبرا اور کرہا کچھہ کھاکر چلو پانی وہ تنگ زندگانی پی لیتی مگر بقول میر حسن اشعار نہ کھانیکی سدھہ اور نہ پینے کا ہوش - پھر اُسکے دل مین محبت کا جوش - جو پانی پلانا تو پیتا اُسی - غرض غیر کے ہاتھہ جیتا اُوسے - الغرض اُس جوان جان دادہ کا چہلم بھی ہونے پایا تھا کہ ایک روز وہ جگر سوز قبر کو سینہ سے کینہ سے لگاکر بقول سرور یون کہنے لگی مثنوی دیکھتا جو ہے وہ کہتا ہے مجھے - ہاے ننگ و نام کچھہ بھی ہے تجھے یہ بھی جینے کا کوئی اسلوب ہے - ایسے جینے سے تو مرنا خوب ہے - تنگ کرتا ہے مجھے اب اضطراب - اے اجل تو کیون نہین آتی شتاب - الغرض درد والم سے وہ نگار - ابر باران کیطرح لیل و نہار - اسقدر روئی کہ آخر مرگئی - عاشقون مین اپنا نام کرگئی - مرگئی رد روکے جب وہ گلعذار - دیکھکر ہر اک رہا حیران کار - ذکر یہ آپسمین سب کرنے لگے - سچ ہے جذبہ عشق اسے کہتے ہین - المطلب اُس غنچہ لب کو اُسکے عاشق کی تربت کے برابر بصد شور وشیون دفن کیا لیکن سچ تو یون ہے مثنوی واہ رے اسے عاشق چالاکی ترے - واہ رے اسے عشق سفاکی تری - ایک کو غیرت سے مارا اسطرح - ایک کو فرقت سے مارا اسطرح ہر جگہہ تیرے سے انداز ہین - عقل سے پوشیدہ ترے راز ہین - جسکو چاہا بات مین گھائل کیا - جسکو چاہا آن مین بسمل کیا - عاشقون کا تو غرض سرتاج ہے - ہر کوئی عاشق ترا محتاج ہے - وصف تیرے کیا لکھے مہجور ما عاشقون سے

داستان لکھنؤ کے قاضی زادہ کی ایک ماہر و نیکخو پر اثناے راہ مین عاشق ہونا اور اُس داستان کے زیر مکان جان دینا اور معشوقہ دل افگار کا اُسکی لاش پہ مرنا

راویان حکایت غربت اور حاکیان روایات عجیب شاہد سخن کو حجلۂ مینا سے یون جلوہ گر کرتے ہین کہ خلافت شہنشاہ
اکبر بادشاہ مین ایک قاضی زادہ خوش زادہ لکھنؤ کا باشندہ برائے سیر کوچہ و بازار ہمراہ یاران غمگسار گھر سے
باہر نکلا کہ بقول میر تقی شعر ناگہ ایک کوچہ سے گذر ہوا - آفت تازہ سے دوچار ہوا - یعنے ایک ماہ تمام بر لب
بام نظارہ کنان تھی کہ یکایک اُس مہ رہ بیقرار کی آنکھہ جو اس جادو چشم سے دوچار ہوگئی تو بقول میر تقی کیا
کہون ابیات تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی - وہ نظر ہی وداع طاقت تھی - ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ - بے قراری نے کج ادائی کی - تاب و طاقت نے بیوفائی کی - القصہ وہ
نازنین مہ جبین تو بصد ناز و انداز منہہ کو موڑ کر کوٹھی کے نیچے اُتر گئی اور اُس خاک بستر بام عشق کے اول
زینہ پر قدم رکھکر یہ شعر قائم کا پڑھا شعر قسمت تو دیکھہ ٹوٹی ہے جاکے کہان کمند - دو چار ہاتھہ جبکہ لب بام رہگیا
غرض وہ عاشق زار و دلفگار اُس گلی مین بستر خاک پر بحال مضطر بیٹھہ گیا اور آنکھون کو بالائے بام بخواہش آن
ماہ تمام مثل نرگس حیران و نگران کیا لیکن وہ ماہ جبین رشک لعبت چین پھر کبھی سر بام آکر جلوہ گر نہوئی آخر کار اُس
عاشق زار دلفگار جگر سوز کے ایکروز تپ فرقت کی شدت سے ہاتھہ پانون مثل برف سرد ہوگئے لیکن آنکھین سوئے
بام بخواہش آن ماہ تمام جو نظارہ کنان تھین اُنکی ٹکٹکی مین فرق نہ آیا تب تو ہر اک عقلمند و دانشمند کی عندلیب تجویز
گلشن بیانی مین یون نعرہ زن ہوئی یعنے جس سمت اس مُردہ دل افسردہ کی آنکھین مثل نرگس حیران و نگران
ہین اُسی مکان رشک گلستان مین اسکا غنچہ مقصد پوشیدہ ہے اگر وہ کسی وش اُس مرد افتادہ غم آمادہ کے
قریب آئی تو غالب ہے کہ اُسکا گل مراد نسیم وصال سے شگفتہ ہوجائے کیونکہ یہ عاشق بقول میر تقی شعر خار خار
دل عزیزان ہے - انتظار بلا نصیبان ہے - القصہ اہل ہمسایہ نے بصد منت و سماجت اُس محبوبہ مایہ ناز و معشوقہ فسون
ساز کے پدر عالیمقدار سے جاکر عرض کی کہ اے معدن نجابت و اے کان شرافت ایک نوجوان کا خون ناحق تیرے
سر پہ ہوتا ہے اگر تو اپنی دختر رشک قمر کو ایکدم کیواسطے اُس بے دم کے پاس بلا وسواس بھیجدے تو غالب ہے
کہ اُسکا دم اُسدم اپنے دمساز کو دیکھکر سوئے عدم نجائے یہ کلام حیرت التیام اُسکا پدر مضطر سنکر نہایت
ششدر و حیران ہوا آخر کار ناچار ہوکر اُس عالیمقدار والا تبار نے دختر رشک قمر کو مواصلت کی اجازت دی لیکن
وہ ماہ جبین جو ہین اُس اندوہگین کے قریب آکر چشم دوچار ہوئی یکبیک قوت عشق کی بدولت اُٹھہ بیٹھا اور
اُسکی طرف بغور دیکھکر یون کہنے لگا شعر کہ تجھکو دیکھہ لین پھر ایکباری - بس اتنی ہی تمنا ہے ہماری - یہ کہکر وہ مضطر
بستر خاک پہ گر کے جان بحق تسلیم ہوگیا یہ واقعہ حیرت افزا اُس کے محبوب دل مرغوب نے ملاحظہ کیا کر بے انتہا
بے قرار ہوکر اُسکی نعش جگر خستہ اش سے لپٹ کر یون بیان کرنے لگی مثنوی اے عاشق
جان نثار میرے - قربان مین عشق کے ہون تیرے - کیونکہ نہ ملون مین ہاتھہ ملکے - جی کی رہی جی جی مین

ت پہ ہے - اپنی نہ کہی سنی نہ میری - فرصت ہے نہ دے قضا نے تیری - یہ کہتے کہتے وہ مضطر خستہ
جگر بہ آخر کو آخر ہو گئی - یہ واقعہ الم افزا اُسکی خویش و اقربا دیکھکر نہایت بیقرار اور اشکبار ہوئے لیکن صبر
کے سوا کچھہ چارہ نہ دیکھا بعد رقت اُن دونون کشتہ الفت کو ایک ہی قبر مین مدفون کیا مثنوی خاک مین خاک
ملگئی آخر - بات کو کہنے کو یہ ہی آخر - عشق کی یہ بھی ایک حرفت ہے - ورنہ انسان کی کیا حقیقت ہے
عشق کی داستان اسے میر - بحد العقل سے بہت ہے دور

دوسرا باب بدکار عورتون کے چرترون مین نو ایک عورت نے بید شوہر مین حیلہ
بیماری سے بڑہیا کے ہاتھہ جوان مجرو کو گہر مین فریب جادو سے سر شوہر پر
طلب کیا اور اُس سے بدفعلی کرکے بہیجدیا اور اُسکے شوہر نے کچھہ دریافت نہ کیا

افسون سازان فصیح شعار جادو طرازان بلیغ گفتار کا ندمکاید یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ ایک جوان
ذوفنون سیرت فیلسوف صورت زنان مکار و نسوان بدکار کا حال سنکر اپنی زن کم سخن کو یون رکہتا تہا کہ نہ
زن ہمسایہ و پیرزن دایہ تک بھی اسکے پاس آنے دیتا بقول بخشی اشعار بخشی زن فروا
دارد - خویشتن را بقید او برہانند - مار زہر است از سر تا دم - زن فریب است از سرتا پا کہ...

کے قول کو نہ سمجھا سے نہ ہر زن زشت و نہ ہر مرد مرد۔ خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد۔ غرض وہ نابکار اُس غیرت گلزار
کے پہلو مین آٹھ پہر مانند خار بیٹھا رہتا تھا اور گاہے کسی کار ضروری کو مجبوری جاتا تو گھر کے دروازہ کو باہر سے
مقفل کرجاتا قضائے کار وہ نابکار اپنے معمول سے دروازے کو مقفل کرکے ایک روز کہین کو گیا تھا اُسکے
بعد حسب اتفاق ایک نخود فروش باواز پرخروش اُس کوچہ مین وارد ہوا وہ گرفتار بلا اور مبتلائے جفا
چنے والے کو بلاکے دریہ آئی اور ایک ایک کوڑی پٹ کی دراڑ سے باہر نکالکر وہ ہم بازوئے خورشید
وہم ترازوئے ناہید اُس نخود فروش باہوش سے کہنے لگی کہ اے مرد دانا سیر گرد زمانہ تو دو اس
کوڑی کے چنے تولکر دہلیز کے راہ سے پھینکدیجیے یہ دانہ زر ناچار اشد چنے لیکر اٹھا لیگئی اس عرصہ مین
وہ مردک اچانک آپہنچا اور اُس نخود فروش کو دیکھکر آتش غضب سے جل بھنکر مثل گلخن بنگیا اور اُس
قفل کو جبر سے کھولکر اپنے زن کم سخن سے کہنے لگا کہ اے خاتون بدطالع واسطے پیرامون اوقات
ضائع یہ کون سی حرکت ناشایستہ تجھ سے وقوع مین آئی شعر کہین بھی عورتین نیکون کی آکر کھڑکی
رہتی ہین یون سو دیکھو در پر۔ یہ سخن زشت گو وہ زن پُرفن سُنکر درج دہن کا قفل سکوت کلید زبان سے
کھولکر کہنے لگی۔ کہ اے عزیز بے تمیز تو عبث خفا ہوتا ہے کہین بھی کوئی بھلا آدمی اپنے جورو بیچاری کو
قید حیات مین یون محبوس اور خائف رکھتا ہو اور کوئی بڑے بوڑھی مجھ بیکس کی پاس ہوتی تو بہتر
احیاسے کار بہر طور بند نہ رہتا اور اُسکے سوا گھر کی بستی دونی نظر آتی اُسکے جواب مین وہ جوان بے ایمان
کہنے لگا کہ ہمکو زنان وفادار کا اعتبار نہین ہے بقول شخصے قطعہ بخشی زن سرشتہ نکراست۔ پارسا را
دماہ فکر کنند۔ گر بخواہد زن جفا کارہ۔ بر بدیہ ہزار مکر کنند۔ اس کلام بُرا تہام سے وہ زن کمال
بدظن ہوئی اور یون کہنے لگی کہ اے عزیز ناچیز یہ گفتگو واہی تباہی ناحق کرتا ہے حق تو یون ہے کہ
وہ زنان مکار اور نسوان بدکار ہین وہ اپنے خاوندون دانشمندون کے سر پر سب کچھ کر گذرتی
ہین اور کچھ نہین ہوتا اگر اپنی وہ مثل ہے کہ توڑ نکر توڑ بقول شخصے شیر کھائے تو منہ لال نہ کھائے تو
منہ لال یہ گفتگو وہ عربدہ خو زشت رو کی سُنکر بولا کہ وہ اور ہی نامرد ہوتے ہین کہ جنکی جوروین یہان خرچ
جاتی ہین اور شعور۔ اردون کی زنون کا کیا مقدور ہے جو کسی سے چشم بد دور آنکھ ملا سکین اور خیال بدکا تو
کیا ذکر ہے یہ سخن وہ زن پُرفن سُنکر خاموش ہوگئی مگر دل مین کہنے لگی کہ دیکھ تو گیدی تیری خبرداری اور
ہشیاری کیسی راہ سے نکالتی ہون القصہ بعد چند روز وہ شمع شب افروز بستر ناتوانی پر غلطیدہ ہوئی
اور یکبارگی بہانہ درد جگر کی اظہار کی ہرچند اُس جوان نے اطبائے حاذق اور حکمائے صادق کو
آسمی تالیف نزدیک کر دکھلایا لیکن کسی سے مکار کا آزار تشخیص مین نہ آیا مگر ایک حسن حکیم فہیم

حکیم فہیم نے اُس سقیم بے حرارت اور رالیم پرفطرت کی نبض دیکھکر بقول شمیم اُسکے شوہر شکستہ کمر کو کہا شعر
نے مسیحانہ فلاطون کی دوا ہی مرغوب + تیرے بیمار کو کیا جانئے کیا ہی مرغوب + قصہ مختصر جب اوسکا شوہر
بی پر دعا اور دوا بجا لا کر چکا اور گلشن امید مین گل مقصد نسیم فرحت سے نہ کہلا تو بحالت یاس وہ بجوان
شعر کسیکا زبان پر لایا شعر طبیب عشق را در مان کدام است + علاج جان کند او را چہ نام است یہ گفتگو اسکی
جو رسنکر کہنے لگی اے جوان نادان میری بیماری بے اختیاری کی تو نے بہت تدبیر بے نظیر کی لیکن کسی سے شفائی کلی
حاصل ہوئی خیر انچہ گذشت الماضی لا یذکر مگر اے ناکام ایک کام یہہ بھی کر مجھ گرفتار اجل کو کسی دایہ کاملہ
کو دکہلا کیونکہ عورتونکا معالجہ عورتونسے خوب ہوتا ہی بقول آنکہ الجنس مع الجنس کلام وہ نافرجام سنکر
کہنے لگا اے بی بی کیا مضایقہ مجکو ہر طرح تجھ رشک حور کی صحت منظور ہے الحاصل وہ سادہ لوح تلاش بسیار
اور تجسس بیشمار سے ایک پیرزن علامہ دہر اور دلالہ عصر کو اپنے گھر مین بلایا غرض اوس دایہ کا ادنی ہر ایک کل سے
اس بیکل کو دیکھا تو کوئی کل بیکل نپائی یہ ماجرا حیرت افزا وہ دایہ قابلہ دیکہکر اُس بیمار مکار سے یون حرفزن ہوئی
کہ اے افسر مکاران و اے رہبر بدکاران تو نے آزار مکائدہ سے اس بیچارے کو کیون دق کیا ہے یہہ بات اُس
دایہ صاحب کرامات کی سنکر وہ زن پرفن کہنے لگی کہ اے دایہ گرانمایہ میری بیماری پرفطرت کا یہ باعث ہے
کہ اس بدبخت کو میری عصمت اور نیکبختی کا مطلق اعتبار نہ تھا اور ہر چند کہ مجھ دل افگار نے آج تک سوا اسکی
صورت کے سوا کسی نامحرم مرد کی آجتک شکل نہین دیکھی اسباب کا خدا دانا اور بینا ہے مگر یہہ میرے
سامنے بڑا بول بولا ہے سو اسکا نتیجہ مین دیکھایا چاہتی ہون اسمین کچھ کیون نہو یہ کلام اوس بلا رام
کا وہ دایہ کاملہ سنکر بولی کہ اے کدبانو یہ کتنی بڑی بات ہے اس حال مین تیرے شریک ہون غرض
وہ دایہ اُس بیمار کے پاس سے اٹھکر اُس جوان بدگمان کے قریب آکر کہنے لگی کہ اے عزیز نا چیز تو نے
ایسی عورت خوبصورت ماہ طلعت کو یون گہلا گہلا کے تمام کیا مصرع افسوس ہے صد ہزار افسوس
بقول آنکہ شتر طالع بند کا نہ کیونکر بیسہ ہوہ ماہرو پر جسکے یہ انداہیر ہوے اس کے جواب
مین وہ جوان بدگمان کہنے لگا اے پیرزال نیک خصال بقول شمیم شعر تدبیر کوئی اب سوجہتی نہین
آتی ہے مجھکو۔ وہ دیکھون ہون تقدیر جو دکھلاتی ہے مجھکو وہ دایہ گرانمایہ کہنے لگی کہ اے عزیز
باتمیز تو ناحق اسقدر اس کی فکر کرتا ہے اور غم کہاتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ مین تھوڑا اس بیمار کو
ایک روز مین مسند صحت پر بٹہا دیتی ہون اُس کلام نیک انجام کو سنکر وہ سادہ لوح کہنے لگا از ین
چہ بہتر ہے نیکی اور پوچھ پوچھ اے پیرزال نیک خصال مال و منال تو کیا چیز ہے اگر میرا نقد
جان اس آرام جان کے کام آئے تو ایکبار نثار کرنے کو حاضر ہون یہ سخن وہ پیرزن پرفن مسموع کر کے

کہنے لگی اے جوان نادان اگر تو نے مبلغ خطیرہ اُس ماہ منیر کی تدبیر مین صرف کئے ہین تو ایک پانچ سو روپیہ
اور بھی خرچ کر بقول اُسکے جی ہے تو جہان ہے، واللہ باللہ تیری شمع شب افروز جو ایکروز مین محفل صحبت مین نہ
جلوہ گر ہو تو گلگیر شمشیر سے میرا سر کاٹ ڈالنا کیونکہ میری بھی بیٹی کو بھی مرض ہوگیا تھا غرض مین نے بھی
تمام جہان کے ملا سیانے حکیم طبیب چھانے لیکن کسی سے میرا مطلب نہ بر آیا آخر کار بقدرت کردگار
ایک فقیر روشن ضمیر سیاح بے پرواہ میری قسمت سے آکر وارد ہوا اُس بندۂ خدا نے میرے حال پر
ترحم کر کے ایک ٹوٹکا جادو کا پانچ سو روپیہ لگا کے ایسا بتا دیا کہ اُس بیمار کا آزار بالکل دفع ہوگیا سو وہ
ٹوٹکا میرا بیٹا اپنی جان اور ایمان کے برابر رکھتا ہے اگر تو پانچ سو روپے خرچ کرے تو ایک شب کی شب
اوسکو چوری سے لے آؤن اور تیری جورو کا آزار گر انبار دور کر کے پھر وہین پونہچا دون مگر یہ بات
پیر کرامات کسی پہ ظاہر نہ ہو کیونکہ میرا بیٹا نہایت بد مزاج ہے جو اسحال محال سے آگاہ ہو جائیگا تو
مجکو جیتا نہ چھوڑیگا یہ کلام فرحت انجام وہ ناکام سُنکر اُس پیرزال کذب مقال کے پانون پر سر رکھ
کے کہنے لگا یہ بات تو میری جان بخشی کرے گی تو تمام عمر تیرے گرانبار احسان سے سر نہ اوٹھا و
نگا اس کے جواب مین اُس پیرزال کذب مقال نے کہا کیا مضائقہ لیکن اُس ٹوٹکے کی یہ شرط ہے
کہ تو آپ اپنے سر پہ اوٹھا لا اور ابھی پہنچا دے کیونکہ غیر جنس کو اُس کو نہین چھونا آگے تو مختار ہے
غرض اُس پیرزال کذب مقال نے جو جو اُس سے کہا اُس نے قبول بے عدول کیا بقول شخصے مرتا کیا
نہ کرتا القصہ وہ پیرزن پُرفن اُس الو کے دام فریب مین لا کے اپنے گھر مین آئی اور ایک جوان دلستان
المجرو کو بلا کر کہنے لگی کہ اے ہمایون بخت عنقا رخت تیرے لئے ایک چڑیا سونے کی مین ناچیز لے آئی
ہون شعر شوق سے باز کو اُڑایا کرئے۔ اور گھوڑے کو نت کدایا کرے۔ وہ مثل ہے کہ ہم خرما و ہم ثواب مگر ایک
مٹکے مین بیٹھکر چلنا پڑیگا وہ جوان خوش آن موچھون کو تاؤ دیتا ہوا کہنے لگا اے بڑی بی صاحب
مٹکا تو کیا چیز ہے اپنے افسون سازی سے تم ہمکو آبخورہ مین بند کر کے لیچلو گی تو چلنے کو حاضر ہون
شعر ہم نہین ایسے جوان باتون سے ہٹ جائینگے۔ اور اگر لڑنے کو چاہو گی تو کٹ جائینگے۔ غرض
وہ دلالہ اکالہ اُس جوان دلستان کو گھر مین بٹھا کے پھر اُس جوان بدگمان کے پاس بلا وسواس آئی
بیان شب اس عرصہ مین جسوقت جادوگر سپہر نے دیو آفتاب کو سبوچۂ مغرب مین بند کیا اور عامل
فلک نے مجمر کہکشان پر سپند انجم چھڑکنا شروع کیا اُسوقت وہ پیرزال افسون ساز اُس جوان سادہ
لوح کو اپنے گھر لائی اور اُس بدنظر کی نظر سے پنہان اور پوشیدہ اُس جوان سحر نشان کو مٹکے مین بٹھا
اُس سادہ لوح سے یون حرف زن ہوئی کہ لو میان صاحب یہی مٹکا ٹوٹکے کا ہے اسے اپنے سر پہ آہستہ آہستہ

پہونچی ساده لوح بخوشی تمام اُس شکلے نافرجام کو سر پہ چڑہا کر گہر مین لایا لیکن یہ سمجہا کہ اسمین سراسر شگوفی ہے الحاصل اُس پیرزن پُرفن نے اُس بیچار کو بلباس نفیس آراستہ و پیراستہ کیا اور عطر سے معطر کرکے ہار پان اور چنگیر اور پاندان رکہوا دئیے اور ہر چار طرف اگر کی بتیان بے پایان روشن کر دین اسکے بعد وہ پیرزن صاحب خانہ سے یون کہنے لگی کہ میان صاحب تم کوٹہری کے اندر رہنا کیونکہ اسمین جان کا ضرر نہایت ہے غرض وہ جوان بدگمان اپنے جورو سے نہایت تعشق رکہتا ہے چیز سنگ آمد سخت آمد سمجہکر کوٹہری کے در پر پلنگ بچہا کر بستر خاک پہ لیٹ گیا اور آغوشی و یوقی مین عروس حسرت کو لیکے سرگرم خواب غفلت ہوا اور ادہر اُس جوان یکتائی دمان نے فتیلہ کام دیو کا لگا کر چراغ ملبوسی مین روشن کیا غرض اس ابلیس پر تلبیس نے تمام رات حاضرات خاطر خواہ کی بیان سحر اور جسوقت شب کی پیرزادہ کے سر پر سے قمر کا تسبیح سدو اُترنے لگا اور شہید مرد مشرق کو موذن خروس مصلائے شفق پر بانگ دی وسے بلانے لگا اُسوقت اُس پیرزن پُرفن نے اپنا ٹوٹکا جادو کا پہر شکلے مین بند کیا اور اُس ساده لوح سے کہا کہ لو صاحب اپنی بی بی کو دیکہو وہ آزار گرانبار کیا ہوا یہ کاٹہ کا اُلو اپنے جورو کو صحیح و سالم دیکہکر مثل گل خندان پیرہن مین پہولا نہ سمایا اور بسان بلبل بے تال چہچہہ زن ہوکر یہ شعر مسرور کا زبان پر لایا

شعر کیون نہ وہ گل کی روش باغ جہان مین شاد ہوا ۔ خانما برباد ہوکر جسکا پہر آباد ہو ۔ یہ عالم اُس فرحت دل عشرت منزل کا وہ پیرزال بدخصال دیکہکر کہنے لگی کہ میانصاحب اُس خوشی اور فرحت مین صبح رخصت ہوئی خدانخواستہ اگر نور کا تڑکا ہو جائیگا تو تمکو مشکا لیجانے مین خفت اور ندامت ہوگی اور مجہ بیوہ کا بیٹا پو کی خانہ سے جو گہر مین آئیگا اور مشکا نہ پائیگا تو میرے کاشد سر کو سنگ غضب سے توڑیگا اب الکریم اذا وعد وفا کو بجا لائیے ۔ اور اس ٹوٹکے کو جہان سے لائے ہو وہان پہنچا آئیے تاکہ ہماری تمہاری دونون کی حُرمت اور عزت مین فرق نہ آئے القصہ وہ پیرزن پُرفن مشکا سر پر فریب کا ساده لوح کے سر پر رکہوا کر ساتھ چلی اتفاقاً اُس نور ظہور کے وقت ایک حلوائی اپنے دوکان کے نیچے کڑہائی دہو رہا تہا کہ یکایک اُس حلوائی خوش چشم کی نظر اُس عزیز بے تمیز پر پڑی تو کیا دیکہتا ہے کہ ایک جوان خوش سلوب دل مرغوب پوشاک نفیس پہنے سر پر مشکا لئے سامنے سے چلا آتا ہے اور اُسکے پیچہے پیچہے ایک پیرزال بدخصال لکڑی ہاتہ مین [illegible] سر کو ہلاتی کہٹ کہٹ کرتی چلی آتی ہے اس کیفیت عجیب و غریب کو وہ حلوائی دیکہہ رہا تہا کہ [illegible] مشکا سر پہ لئے قریب آ پہنچا مگر اُس جا پہ کڑہائی وغیرہ کے دہونے سے وہان کی زمین [illegible] اتفاقاً اُس ساده لوح کا پانو جو لغزش پر آیا تو چاروناچار شانہ چت گرا اور وہ مشکا فریب جادو کا ٹوٹ گیا مگر وہ جوان نادرہ [illegible] کو [illegible]

ہاتھ مین جوتی لئے اٹھہ کھڑا ہوا اور اس سادہ لوح کے گریبان مین ہاتھ ڈالکر کہنے لگا او ابلہ مسخرے راہگیرون پتھکے
مٹکا ڈھیے ڈہے مارتا ہے وہ تو خدا نے خیر کی کہ کوئی ٹھیکرا اُسکے کا میرے سر پر نہین لگا ورنہ ابھی جوتون کے مارے
تیرا سر گنجا کر ڈالتا ادہر تو وہ جوان جرات نشان جوتی اُسکے سامنے لئے اپنی گھری گھری کہ رہا تھا لیکن اس سادہ لوح
کو کچھہ بن نہ آتی تھی جو کٹھہ جوتی پیزار لڑتا تھا اور ادہر وہ پیرزن پُرفن اس جوان غیرت بُریان کے ارتیلے مین پاپوش
فریب سے پاون خاک ہو کر دامن کو پکڑے کہتی تھی کہ بلالون مجھکو تمنے ناحق ناک چوٹی گرفتار کیا یہ میرا
سکا ہیرے پنے کے مول کا بازار رسوائی مین غارت کیا میان صاحب مین خانہ خراب جو اس ٹھکے کو کبھی ہاتھ
لگاتی تھی تو میرا بیٹا مجھکو ہمیشہ کہتا تھا نہ ری اسکو ہاتھ نہ لگا نہین تو تیری ٹانگین تن سے جدا کر ڈالونگا غرض
یہ سادہ لوح ایک تو اس کی باتون سے چوکنا تھا کہ جو اس کی جورو سے جفت ہو گیا تھا اور دوسرے اُس
بڑھیا کی زاری اور بیقراری سے روح قالب تن مین تل کی تھی الغرض اس جوان دلستان کو ہزار سماجت
اور بصد منت ہاتھ پاون پڑکر رخصت کیا اور اُس پیرزن پرفن کو کچھ اور زر نقد دیکر راضی کیا لیکن وہ
حلوائی یہ رسوائی دیکھکر کمال متعجب ہوا پر دل مین کہنے لگا یہ شعبدہ کبھی نہ دیکھا تھا جو آج دیکھنے مین آیا مگر یہ
اسرار اے یار خالی از علت نہین ہے اور یہ سادہ لوح اس رسوائی اور بے عزتی کو جورو کے اچھے ہونے کی خوشی
مین مطلق خیال مین نہ لایا لیکن وہ مسخرا یہ نہ سمجھا کہ جو اُسنے کہا تھا سو کر دکھایا مگر کسی شخص نے سچ کہا ہے
کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے **مثنوی** گرچہ رنڈی کی ذات ہے بدذات + مرد کو چاہیئے ہے یہ بات +
کہ سدا اس سے الامان مانگے - اس سے محفوظ ہی خدا رکھے + ہے اگر تجکو کچھہ بھی عقل و شعور
قول سعدی پہ کر عمل مجبور + زن بد در سرائے مرد نکو - ہم درین عالم است دوزخ او +

چرترا ایک زن مکارہ نے اپنے آشنا کو اُسکے شاگرد سمیت شوہر کے سامنے گھر سے باہر نکالدیا اور اُس سادہ لوح نے کچھہ نہ دریافت کیا

محرران عبارت رنگین و منشیان حقیقت نگارین کاغذ بوقلمون کلک گلگون سے بخط گلزار یون لکھتے ہین کہ ایک رنگریز
رنگین وضع تماشا بین طبع ایک عورت ماہ طلعت کے رنگ عشق مین نہایت سرابور تھا لیکن اُس عورت گلزار
رشک بہار کو وہ رنگریز عشق تو انگیز انواع انواع رنگ کے دوپٹے اڑہا کر جمال خوش رنگ کی بہارین لوٹتا اور
برای ملاقات نظم کبھی پوشیدہ اُس تک آپ جاتا - کبھی فطرت سے اپنے گھر بلاتا + غرض وہ ہجر مین ہوتا نہ دل تک
موصل تھا بہر صورت بہر رنگ - قضاے کار اس بدکار نا ہنجار کو ایک روز شمع شب افروز کی محفل تک
جانے کی دوکانداری سے فرصت ایک ساعت نہوئی اور آتش عشق نے قرمز اشتیاق کو

دیگ محبت مین جوش کرنا شروع کیا تو وہ رنگریز غم انگیز آپ کو رنگریز بدبیش خود درماندہ سمجھکر ایک شاگرد امرد سے کہنے لگا
لیے فرزند دلبند ہمدم بقول ہمدم شعر نہ قاصدی نہ صبا ی نہ مرغ نامہ بر سے - کسی ز بیکسی بمیرد خبر سے + از برائے خدا
و بحق مصطفے تشکل صبا تیز پا جاکر میری محبوب دل مرغوب کو بلا لا تاکہ بقول میر حسن شعر ہوویے لفیب جلیے کہین وصل یار
احوال اسطرح ہے دل بیقرار کا + الحاصل وہ شاگرد یگانہ استاد زمانہ اس فاسقہ فاجرہ کے بلانیکو روانہ ہوا اور در مقصد پر
پہنچتے ہی اُستاد نافرجام کا پیغام بدانجام اشتیاقی کے گوش گذار کیا لیکن وہ استادنی اغوائے شیطانی سے شاگرد امرد
کو نعم البدل سمجھ کے اسکو گوشے مین لیگئی اور دونو ہاتھ سے بلائین لیکر یون گویا ہوئی کہ یہ زرد رو تیرے اس حنائی رنگ
بادامی چشم پر قربان ہوگئی اور اس سرمئی انکھڑیون پر یہ تیرہ بخت کی آنکھین ہزار ہزار بار نثار ہو جائین لے رشک گل معشوق
اسوقت عشرت کے شہاب سے میری اشتیاق کو سرخرو کر تو دل کی جا نکاہی سے چمن حلاوت مین سرسبز و شاداب
ہو جاؤن الغرض وہ روسیاہ اس مضطر نژاد سے رنگ عشرت جما کے لالون لال ہوگئی اور اُس طفل گلابی جسم
کی وہ حالت ہوگئی جس طرح کوئی کہار سے ایک بار رنگ کاٹ لیتا ہے اور بقول میر حسن شعر یہان تو یہ عالم
تھا اور طور یہ - اب اسپر مزا تم سنو اور یہ + کہ وہ رنگریز دلاویز شاگرد امرد کو ادہر بیچارہ چشم براہ تھا اور
یہ شعر عماد الملک کا زبان زد تھا شعر دل تڑپے ہے اور دیدہ تکے راہ کسی کی - ایسی نہ لگا نا مرے اللہ کسی کی
آخر کار اُس بدکار بیقرار کو صبر نہ آیا تو ایک بار سیخ یار دار ہاتھ مین لے کر اٹھا کھڑا ہوا اور غصے سے نیلا
پیلا ہو کر آنکھین شنگرفی سے نکالکے یہ کہنے لگا معلوم اور مفہوم نہین ہوتا کہ کس سبب سے وہ مردک
ابھی تک نہین بقول جرات شعر یا گھر تری کو وہ بھولا یا راہ بھیر کی ہے - یارب تو خیر کیجو قاصد نے دیر کی ہے
المدعا وہ رنگریز محبت انگیز دروازہ مطلب پر جب آیا تو اُس فاحشہ نے جلد ہی سے اُس شاگرد یگانہ
اُستاد زمانہ کو ایک مکان پوشیدہ مین چھپا رکھا اور اُس رنگریز دلاویز سے کہنے لگی اے یار وفادار
و اے غمخوار جان نثار نظم خیر تو ہے فراج کیسا ہے - آج تیرا جو حال ایسا ہے ہائے تیری
آئی بلا لگے مجھکو - نت سلامت خدا رکھے تجھکو + یہ واردات واہیات آج کیا درپیش ہے جو تو طرح
تیغ بکف نکال عجیب مجھ بے نصیب کے قریب آیا یہ بات وہ بدذات سنکر کہنے لگا اے غفلت شعار
لعنت نکار ایک پہر کامل ہوا ہے کہ وہ شاگرد بوالعجب تیری طلب کو آیا تھا نہ تو جواب باصواب لے کیا اور
نہ تو میرے پاس بلا وسواس آئی اسکا کیا سبب ہے موجب ہے یہ گفتگو عربدہ جو اُس رنگریز وحشت انگیز کے
وہ فاجرہ فاسقہ سنکر کہنے لگی اے تو بھی نرا کاٹ کا الو ہے کوئی زن پردہ نشین مخفی سکے قریب مرد
آشنائی کو پیغام و سلام کے واسطے بھیجتا ہے وہ کمبخت زبان سخت در وا تیرے پر آیا تھا دور

یک ڈہیلا سا مار کر بہاگ گیا مجکو اس بات سے ندامت کمال ہوئی اور ہمچشمون مین آنکھ چرانی پڑی کیونکہ
لوگون کو دریافت ہوا ہوگا کہ یہ عورت نیک خصلت بھی کسی سے لگاوٹ رکھتی ہوگی اسے عزیز بے تمیز
عورت کے بلانیکو عورت بہیجتے ہین کسواسطے کہ وہ موقع اور بے موقع سمجھکر سلام و پیغام کرتی ہے
مثل مشہور ہے ہر کارے و ہر مردے اور قول بخشی کا بھی ہے شعر بخشی کار ہر کسی مپسند - طبیعت عود
از خسے ناید + مرد باید کہ کار مرد کند - کار ہر کس زہر کسی بناید + یہ گفتگو دوبدو اُن دونون مین ہو رہی
تھی کہ یکایک اُس زن پرفن کا شوہر بے خطر سامنے سے ایک بار نمودار ہوا اور اُس زنکر یز وحشت انگیز
کا طائر رنگ گلشن رخسار سے پرواز کر گیا اور بے حواس ہوکر کہنے لگا اے کان فطرت و اے معدن
فراست بڑا غضب پر تعب ہوا کہ اب مین جان بلب کیا کرون اسکے جواب مین وہ زن پرفن بولی کہ اے وحشی جوف
غلط اس تلوار بارہ دار کو ننگا کرکے بہ شکل سودائی ادہر اُدہر دوت دہک کرتا ہوا یہان سے کافور ہوجا
آگے مین سمجھ لونگی غرض اُس رنگریز طبع تیز نے یہی کیا اور جہٹ تلوار کو میان سے ایک بار کہینچکر میدہ مست
کہیلتا ہوا دروازے سے باہر نکلا یہ ماجرائے عجیب اور واردات غریب صاحب خانہ دیکھکر بحالت ششدر
اپنی زن پرفن سے کہنے لگا کہ اے بی بی یہ کون ننگی شمشیر دست بقبضہ تیز رفتار تند گفتار تجھسے دوبدو گفتگو کرکے
یون ایک بار فرار ہوگیا وہ زن پرفن اپنے شوہر بیخبر کی سر سے پاؤن تک بلائین لیکر کہنے لگی اے میان کچھہ نپوچھہ
مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت + خدا و رسول نے تیری آج بڑی مدد کی اگر آج تیرے اوپر سے اپنی
جان قربان کر ڈالون یا گہر بار سب لٹا دون تو بھی بجا ہے کیونکہ اس مست بدسرست کے ڈر سے ایک لڑکا کسی
نیک آدمی کا بہاگا ہوا میرے گہر مین آکر کہنے لگا اے بی بی مجھہ نادان کی جان سوقت ایک شریر کے ہاتہ سے بچالے
اسکا اجر تجکو خدا و رسول مصطفے دیگا اے میان سو اُس لڑکے کو مینے کوٹھری مین چھپا رکھا ہے ہرچند مجھہ سے
اس شریر اور سودائی نے کہا کہ وہ لڑکا کہان ہے مجکو بتا دے نہین تو تجھے اس تیغ تیز سے چورنگ کرڈالونگا یہ
گفتگو عربدہ جو وہ مجھسے دوبدو کر رہا تھا کہ اسمین تو جو سامنے سے نمودار اور آشکار ہوا نہین معلوم اُس بوم کو
کیا خوف و خطر نیر آیا کہ جو وہ یہان سے بکتا جہکتا دفع ہوگیا یہ واردات واہیات وہ الّو اس جہانیوں کی زبانی
سنکر کہنے لگا کہ اے بی بی وہ لڑکا خوف و خطر کا سہا کہان ہے وہ زن مکار کار کہنے لگی اے میان اُس کوٹھری
کے درمیان پنہان ہے غرض وہ سادہ لوح اس لڑکے کی جبین اور ابرو کو بوسہ دیکر کہنے لگا کہ اے نازنین
نہین تجکو خدا نے آج بڑی آفت سے نجات دی سچ تو یوں ہے جسکو خدا رکھے اسکو کون چکھے حاصل کلام
اُن بدانجام نے اُس طفل کو آب و طعام سے سیر کرکے بصد تشفی و تسلی رخصت کیا اور یون کہا کہ
اے بیٹا این خانہ خانہ شما ست جب تمہارا جی چاہے بے تکلف چلے آنا اور اپنی زن مکارہ سے کہنے لگا

کہ اے زن وفادار اس طفل دلدار کو تو بھی ذرا چھاتی سے لگا پیار کرلے تاکہ اسکے دل سے خوف وخطر نکلجائے
مثنوی نہوں مرد ایسے ہی احمق اگر - نہ کیوں عورتونکو ہو خوف وخطر - غرض ایسی زن سے خدا کی پناہ
جو شوہر کے ہو سامنے بد نگاہ + خدا اُسکو اندہا کرے قہر سے - بذلت نکالے دیار شہر سے - تری بات
مہجور سچ ہے تمام + ولے شیخ سعدی کا سُن یہ کلام بیت زبیگانہ گان چشم زن کور باد - چو بیرون شد از خانہ در گور باد

چرتر ایک شخص نے کئی دفتر عورتون کے مکر وفریب کے لکہکر اپنے پاس رکہے تھے ایک دن ایک عورت نے ایسا چرتر کیا کہ اُسنے کبھی دیکھا نہ سنا تھا

دبیران سخن سنج اور محرران بے رنج یہ حکایت پر ندرت صفحہ حریر پر یون تحریر وتسطیر کرتے ہین کہ ایک عزیز باتمیز
نے زنان حیلہ ساز اور عورتان دغاباز کی مذمت مین چند دفتر چرتر کے اسواسطے تحریر کئے تھے کہ اُنکے پڑہنے
سے کوی زندی بدکار ناہنجار فریب پیش نہ لیجائے اور ہمیشہ زن مکار وبدکار کو میں ہی ہر ایک قاعدہ سے
سے زیر وزبر کیا کرون لیکن قول بخشی کا نہ سمجھا نظم بخشی مکر در زنان پیدا است - تا ندانی تو سہل غدر
زنان + گر نویسد کسی زشغف در دن - صد سفینہ شود ز مکر زنان + اتفاقاً وہ عزیز باتمیز ایک نوآباد محلہ میں
مین گذرا تو ایک مکان جنت نشان مین متقیم ہوا لیکن اُسکے قریب ایک محل بے بدل کے دریچے مین ایک
عورت خوبصورت نیر فطرت بیٹہی تھی اس مین ناگاہ اُس کی نگاہ جو اُس جوان نادان کے اسباب پر پڑی تو کیا دیکہتی
ہے کہ اور تو اسباب انتخاب بیحساب ہے لیکن کتابین کچھ جلد سے افزون ہین یہ احوال کثیر الاختلال ر
لقا با وفا ملاحظہ کرکے خاموش ہوگئے لیکن اُس جوان نادان کو ایک کنیز جان عزیز سے بلواکے کہنے لگی اے
عزیز باتمیز تیرے اسباب انتخاب مین جلدہاے کتاب بیحساب جو ہین اسکا کیا موجب اور جہت ہے یہ کلام
وہ جوان کام سنکر کہنے لگا یہ کتابین زنان فاجرہ فاسقہ کے مکر مین مینے تصنیف کی ہین کیونکہ انکی ذات
نہایت قسم واہیات سے ہے بقول عنایت اللہ شعر عزیزا مکن تکیہ بر زنان خوار - بفیند زنا بود ناگرفتار
یہ گفتگو وہ زن بد خو اُس عزیز باتمیز کی سنکر کہنے لگی اے صاحب اب آپ پوشاک بیباک اُتار کر آرام فرمائیے
پلنگ خوش رنگ موجود ہے دو چار گہڑی کے بعد تشریف شریف اپنے مکان دلستان پر لیجائیگا الحاصل
زر وسیاہ کے ہمراہ شراب نوشی ہم آغوشی مین وہ جوان انجان مصروف ومالوف ہوا اس عرصی مین اُسکا شوہر
بیخبر در پر آواز زن ہوا تو اُس زن پرفن نے ایک کنیز باتمیز سے کہا ارے فلانی دروازہ کہول دے میاں صاحب آئے
ہین وہ جوان نادان کہنے لگا بی صاحب اب مین کہان جاؤن اُس زن پرفن نے کہا اس صندوق مین تم جا
بیٹہو اوپر سے قفل دیدونگی تمہارا پردہ فاش نہوگا وہ جوان نادان صندوق مین جاکر مخفی ہوا اور صاحب خانہ

گہر مین آکر دیکھا تو عجب ماجرا حیرت افزا ہے کہین دستار رشک بہار رکہی ہے اور کہین جامہ گہیر دار مردانہ پڑا ہے اور کہین سپر اور تلوار اعجوبہ کار رکہی ہے اور شراب ناب کے شیشے مع گلاس زرنگاری بصد طیاری جلوہ نما ہین نقشہ اپنے گہر کا وہ حیرت زدہ دیکہکر اپنی زن پرفن سے کہنے لگا اری یہ کیا واردات واہیات ہے وزن پرفن جوابدہ ہوئی میان صاحب ایک جوان مہمان آیا تہا سو اُسکے واسطے یہ سامان بے پایان مہیا کیا تہا صاحب خانہ یہ سخن دل شکن سنکر کہنے لگا وہ جوان بیجان کہان ہے اس عورت پرفطرت نے کہا اِس صندوق مین پنہان ہے اِسکو کہولکر دیکھ لے جسمین اُس نے صندوق کی کنجی زن پرفن کے ہاتہ سے لی کہ یکایک وہ عورت پرفطرت کہنے لگی اے جان مرا یاد ترا فراموش واللہ تجہہ باہوش کو کس فطرت سے آج بہلایا ہے کہ تجکو عمر بہر یاد رہیگا اور لونڈی سے کہنے لگی اے کنیز عزیز یہ سپر و شمشیر اور پوشاک مردانہ جسبیگانہ کی لائی ہے اُسکو پہنچادے بخدا یہ بت جانفزا اگر یہ فطرت بر حیرت نکرتی تو بازی نہ لیجاتی اِس گفتگو دو بدو سے اُس اُلو کو اس جہانیونے ایسا خاموش کیا کہ اُسکا قفل سکوت کلید تقریر سے نہ وا ہوا اور وہ جوان نادان صندوق فطرت مین پنہان رہا آخرکار وہ زن مکار پہر شوہر بیخبر سے کہنے لگی کہ آج میرے سر مین درد اسقدر ہے کہ جس سے سراسر دل کو الم ہے کسی حکیم فہیم سے اسکی دوا پوچہہ آتو اس درد واہیات سے نجات پاؤن کیونکہ بقول میر تقی شعر درد سر کا پہر پہر ہے اب - زندگانی ہے درد سر ہے اب + وہ اُلو اُسکے دام فریب مین آکر باہر دوڑا گیا اور اُسکے بعد وہ زن پرفن صندوق کو کہول کر کہنے لگی کیون جی یہ بہی چترتر تمہارے دفتر مین لکہا ہے یا نہین غرض اس جوان نادان نے اُسکا چترتر خوشتر دیکہکر وہ دفتر کا تمام دریا ے حیرت مین ڈبو دیا اور یہ قطعہ بخشی کا زبان پر لایا قطعہ بخشی زن تجلگی مکر ہست - بینت خالی زمانہ از ابلیس + کید و مکرے کہ از زنان آید + نا ید آن ہیچ وقت از ابلیس + نظم - سچ ہے مہجور فرقۂ نسوان + ہے عجب طرح کا میرے جان

انکے مکرون سے خدا کی پناہ - گہر کے گہر انسے ہوگئے ہین تباہ ‡

چترتر ایک شخص ناتجربہ کار زنا ہنجار نے دلالہ کے ہاتہ عورت کو طلب کیا اور دلالہ نادانستہ اُسکی جورو کو اُسکے پاس لیگئی اور عورت نے ایسا حیلہ کیا کہ وہ شخص آپ ہی دم بہوا

تجاران جنس معانی اور خریداران متاع خوش بیانی یہ حکایت بیش قیمت و دلپذیر بہ بازار تقریر یون بیان مین لاتے ہین کہ سوداگر پیر پیکر برای سوداگری براہ تری کسی ملک کو روانہ ہوگیا تہا اور اُسکے بعد گہر والی بیبی نے صندوقچہ عصمت کلید بیحیائی سے کہلوا کر متاع ناموس اور جنس پارسائی کی فروخت ناجائز شروع کی بعد مدید و عرضہ بعید اُس سوداگر نے سفر سے آکر اپنے شہر کے کاروان سرای مین داخل ہوکر ایک پیرزن پرفن کو

طلب کیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اے پیرزال نیک خصال میرا جی چاہتا ہے کہ چندے روز دل افروز اس شہر مینو چہر مین کر زندگی کی حلاوت اٹھالے کیونکہ بقول فہیم شعر دم کا یہ مہمان ہے دم جو دم ہے سو غنیمت ہے۔ زیست نفراٰنی کم جو دم ہے سو غنیمت ہے * یہ کلام اس عالیمقام نیک انجام کا وہ پیرزال نیک خصال سنکر کہنے لگی اے سوداگر پری پیکر رشک قمر مہر انور تیرے واسطے ایسی پری رخسار غیرت گلزار شعلۂ نور رشک حور لاؤن بقول مصحفی شعر کیا حسن ہے ہو اسکی خبر اہل زمین کو سورج نے کبھی دیکھا ہو جس پردہ نشین کو * یہ گفتگو وہ بانجو سوداگر سے کرکے مادانستہ اسکی جورو ماہرو دل فریب کے قریب آکر کہنے لگی اے ماہ تمثال خوش خصال تیرے واسطے ایک شکار فربہ طیار لائی ہون اسکو اپنے دام فریب مین لاکر طائر دولت اور کبوتر حشمت کو شوق سے اڑا لینے ایک سوداگر ملک التجار مالدار کسی شہر کا تیرے ملک مین صادر اور وارد ہوا ہے سو اسکی یہ خواہش دل ہے کہ کوئی عورت خوبصورت ہو تو اس سے چندے روز اس شہر فرحت اندوز مین اوقات بسر کیجیے سو اے ماہ لقا با وفا مین نے تجکو تجویز کیا ہے اگر مزاج وہاج مین گذرے تو اس امر مین تامل نکر بقول شخصے مصرع درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست * یہ کلام وہ بد انجام اس پیرزن پر فن کا مسموع کرکے کہنے لگی ازین چہ بہتر المطلب وہ غنچہ لب بصد زیب و زینت آراستہ و پیراستہ ایک ڈولی مین سوار ہوکر اُس پیرزن پر فن کے ہمراہ ہوئی رفتہ رفتہ وہان پہنچی تو کیا دیکھتی ہے کہ اُس مکان دلستان مین تو میرا شوہر جلوہ گر ہے القصہ جو اُن دونون کی نگاہ ایک بار دوچار ہوئی یکایک وہ عورت پر فطرت چادر سر سے پھینک کر بصورت مہیب اور بحالت عجیب اس غریب کے قریب جاکر ایک دوہتڑ اسکے سر پر چڑ کے یہ سخن زبان پر لائی اے بھڑوے مسخرے مین تو تیرے فراق پر اشتیاق مین ایک ایک روز ماہ جانتی تھی ایک ایک سال کے برابر کاٹا اور تو آج اس شہر مین وارد ہوا اور صادر تو یہان اسواسطے مقام ناکام کیا کہ رنڈی بازی یا دغابازی بشوق تمام کیجیے چہ خوش چرا ایسا نشد اے جہنڈو نکھٹو اتنے روز دن باہر رہا اور تاحال تیرا رنڈی بازی سے جی نہین بھرا جو آج کے روز یہان ٹھیر رہا ہے اے بے حیثیت بے حقیقت وہ تو تجکو دین خیر و حسنت اثر تیرے داخل ہونیکی ہوئی تھی کہ جسوقت تو اس شہر مین داخل و صادر ہوا تھا لیکن اس بڑھیا کا خدا بھلا کرے کہ جسنے تیرے مکان بے نشان کا پتا لگا دیا غرض وہ عورت پر فطرت اس احمق کو مارتی دھاڑتی گھر کو لیگئی مثنوی واہ ری تیری عقل واہ شعور۔ بخشی کا ہے قول پیچ ہا محور * بخشی زن کہ جنگجو باشد۔ طاقت جنگ او ندارد گیو۔ ہمہ عالم زد بو بگریزد۔ اززن جنگجو گریزد دیو *

چترزن دہقانی بدکار حاضر جواب

باغبان گلزار خوش بیانی و مزارعان کشت زار معانی مزرعۂ قرطاس صافی مین اس حکایت نغز کے یون تخم ریز کرتے ہین کہ ایک زن عربدہ دہقان دہقانی بے معانی کی بے حساب حاضر جواب تھی چنانچہ ایک روز

وہ تیرہ روز اپنے شوہر گیدی خر کیواسطے ستو مثل لڈو گوندہ کر ایک رکابی مین بہر کر کاشتکار پُر بہار کو لیچلی لیکن اثنائے
راہ مین ایک جوان نونہال خوش جمال گندم رنگ کو دیکھکر خرمن ننگ و ناموس کو آتش شوق سے جلا کر
اُسکے قریب گئی اور یون گویا ہوئی اے گل خوبی ولے حدیقہ محبوبی بقول سعدی نظم غنیمت شمر صحبت دوستان
کہ گل پنج روز ست در بوستان + ترے بہلائی کا گر ہو سکے + شتابی سے بولے جو کچھ ہو سکے + الحاصل وہ عورت
پُر فطرت اُس جوان عالیشان کو دام فریب مین لاکر ایک مکان ویران مین لیگئی اور بعد الفراغ تخم پاشی
عیاشی وہ زن رہزن استنجے کو گئی اور ادہر اُس جوان انجان نے رکابی کو شتابی جو وا کیا تو ستو مثل لڈو
نظر آئے اُس جوان شیرین دہن نے چالاکی دست صنعت سے اُس ستو مثل لڈو کا ایک پیل مست
بدصورت پُر ہیبت بنا کر پہر اُس رکابی کو غلاف کر دیا اور یہ زن پرفن بعد خلاصی عیاشی اُسکے پاس سے
بلا وسواس اُٹہکر اپنے شوہر کے قریب جا کر ستو کی رکابی رکہکے چپ ہو گئے وہ خر بے دم جو زہر مار کرنیکو بیٹھا
تو کیا دیکھتا ہے کہ ستو کا ایک ہاتھی رکابی مین رکہا ہے یہ ماجرا عجیب و غریب دیکھکر کہنے لگا اے الست
عقل کی نسبت یہ ستو کیسے واہی تباہی بنا کر لائی ہے تو وہ زن پرفن بولی اے میان کچھ نہ پوچھ آج کی شب پُر
غضب مینے یہ خواب پر عذاب دیکھا تھا کہ تیرے پیچھے ایک فیل بدہیبت دوڑتا ہے اور تو اُسکے ڈر سے بہاگا
بہاگا پہرتا ہے یہ خواب پُر عذاب مین نے ایک بزرگ سے وقت سحر بیان کیا تو اُسنے یہ تعبیر پر تاثیر دی کہ ایک
ہاتھی ستو کا بنا کے اپنے بیجر کو کہلا دے تو اُسکی نحوست پرکدورت دور ہو جائیگی اے اُلو ستو کا یہ موجب
سبب ہے لیکن وہ احمق یہ گفتگو جورو بدخو کی نہ سمجہا اور بخوشی تمام یون گویا ہوا مثنوی خدا اجر اسکا بہت
دیوے بجہے - کہ ایسی بلا سی بچایا مجہے + ولیکن نہ سمجہا وہ اس بات کو + کہ یہ پیل پُر مکر تہا تند خو + جو مجہور
ایسا ہوتا و مست + تو گہر اُسکا رہتا نہ بے بندوبست + زن بد ہے لیکن ہمیشہ بلا - رکہے حفظ مین اپنی ہمیشہ خدا

بتر زن دہقانی نے ایک شخص سے بدفعلی کی اور سسیر کو حفت دی اور خاوند کو راضی رکہا

زارعان مزرعہ حکایت اور جامعان خرمن روایت سطح کاغذ پر دانہای سخن کی یون تخم پاشی کرتے ہین کہ ایک زن
ن دہقانی بیمغزی کی نہایت پر فطرت تہی اتفاقاً وہ نافرجام ایک روز بالائے بام نظارہ کنان تہی قضا سے کار ایک
ان طرحدار سے دوچار ہو گئی تو وہ جوان پر ارمان اس گندم گون کو دیکھکر خرمن صبر و شکیبائی کو بدست فروغ عشق
بیٹھا اور بقول میر حسن یون کہنے لگا شعر صبر و قرار و ہوش و دل و جان کہو چکا - اب چہوڑون کیونکہ تجکو
ہونا تہا ہو چکا یہ احوال پر ملال اُس جوان ماہ تمثال مہر خصال کا وہ زن بدفعال بدانائی کمال دریافت کرکے نیچے

کو ٹھے کے آئی اور اس جوان نادان کے گوش ہوش اور گردن رشک سمن کو ملکر گہر مین چلی گئی یہ جوان پر ارمان
بعد انتظار بیشمار اپنی گہر مین آیا مگر یہ عقدہ دل مین گرہ بند ہوا بالمطلب ایک پیرزال بد اعمال سے پوچہا کہ اے
پیرزال میرے احوال کثیر الاختلال کا کیا بہید ہے براے خدا سچ بتا وہ پیرزن پرفن جوابدہ ہوئی کہ اے جوان
نادان تیرے گوش اور گردن ملنے سے چشمک زن پرفن کا یہ اشارہ اور ایمان ہے کہ تو کسی زنڈی ذات کو میرے
پاس بلا وسواس براے پیغام و سلام روانہ کرتا میرے اور تیری ملاقات بے آفات ہو یہ کلام بد انجام اوس پیرزال
کذب مقال کا وہ جوان نادان سنکر کہنے لگا شعر تجہسا غمخوار و ہمراز کہان پاونگا۔ اس فسوں ساز کے نزدیک جو پہنچا اونگا
غرض ایسے جوان نادان نے پیرزن پرفن کو اپنے دلدار ماہ رخسار کے قریب بہیجا القصہ وہ پیرزال بد اعمال جو ہین اوس ماہ پارہ
کے قریب گئی وہین اوسنے اوس پیرزن کا منہ خاطر خواہ سیاہ کر کے تابدان کی راہ سے نکالدیا یہ پیرزن دلشکن بایں
صورت ہوا دس جوان مہر رفعت کے قریب جو آئی تو وہ جوان حیران و پریشان ہو کر کہنے لگا ہائے یہ رسوائی اور
بے حیائی کیا درپیش آئی یہ گفتگو وہ پیرزن بذ جو سنکر کہنے لگی اے جوان نادان اوسکو رسوائی اور بیحیائی نہ سمجہہ
یہ اشارا تیری ملاقات بے آفات کا ہے یعنے اس روسیاہی اور تابدان کی نکاسی کا یہ مطلب بوالعجب ہے کہ تو
بوقت شب تابدان کی راہ سے اوسکے پاس بلا وسواس جانا یہ سخن حیرت فگن وہ جوان نادان سنکر خاموش ہو گیا
بیان شب اس عرصے مین جسوقت شام سیہ فام نے سیاہی شب سے رخ خورشید کو کالا کیا اور تابداں کہکشان
کو سطح فلک پر نمود کیا اسوقت وہ جوان پر ارمان تابدان کی راہ سے اوس زن مکارہ کے قریب گیا اور یہ شعر
شمیم کا زبان پر لایا شعر دل کو یقین ہوا کہ بس جی سے جا چکے۔ جب ہم تمہارے دام محبت مین آچکے الحاصل
وہ زن پرفن ایک گوشہ مین بیجا کر کشتکاری بدکاری مین مشغول ہوئے قضاے کار یہ دو نونابکار ایکبار خواب
غفلت مین بیہوش ہو کر سو رہے بیان صبح اس عرصہ مین جسوقت کہیت ستارون کا آغاز سحر سے مرجہانے
اور کمہلانے لگا اس وقت زنڈی کا شوہر پیر دغا ایک بار کشتکار کو راہی ہوا اتفاقاً جس گوشے مین یہ دونون
نابکار نایکبار خواب غفلت سے کہیت آگے تہے اوسیطرف سے ہو کر نکلا یہ احوال کثیر الاختلال وہ دقائق
بے معنی دیکہکر خاموش ہو گیا لیکن پاون کی گجری نقرئی اسواسطے اتار لی کہ بوقت سحر منکر نہو جائے غرض
وہ گجری شہری لیکر اپنے کشتکار رشک بہار کو روانہ ہو گیا اور ادہر جو اوس زن پرفن کی آنکہہ کہل گئی
تو اپنے حال بد اعمال سے ماہر ہوئی اوس جوان پر ارمان کو بصد بشاشت رخصت کیا اور اپنے شوہر
بے خبر کے پاس بے ہراس آکر کہنے لگی اے مونس و غمخوار اور اے جان غمگسار آج یہ گنہگار رہے
مزگی طبیعت جہان لیٹی تہی وہین سو رہی اور اسی وقت خواب غفلت سے جو میرے آنکہہ وا
ہوئی تو تمہنے اپنے پہلو مین بجنہ زینت آغوش کو نپایا اے جان جہان اس مکان پریشان مین کیا سوتا ہے

شعر چل اُٹھہ یہان سے ہمراہ میرے وہان + مین غفلت سے سوتی تھی تجھہ بن جہان + دیکھہ تو کیا خوب
دل مرغوب ٹھنڈی ٹھنڈی سہانی ہوا چلتی ہے کوئی دو چار گھڑی با فراغت الگ استراحت کیجئے وہ الو
اس غوغائی کے کہنے سے وہین آکر سو رہا ایک گھڑی کے بعد اپنے شوہر بے خبر کو جگا کے کہنے لگے دیکھہ
یہ کیا غضب پر تعب ہے ایسا کہین سنا ہے کہ جس جا جورو خاوند خواب مین ہون اور وہان سُسر
بڑا بوڑہا آن کر اپنے بہو کے پاؤن کی گجری اپنے ہاتھہ سے لیجائے + شعر ہائے کیسا یہ بد زمانہ
ہے وہ بیگانہ جو یگانہ ہے + یہ کلام وہ نافرجام اپنے شوہر ناکام سے کر کے پہر سو رہی الحاصل دو
پہر کے وقت اس کا خسر گھر مین آکر اپنے فرزند دلبند سے کہنے لگا اے نادان انجان دیکھہ اپنی جورو
بدخو کا تماشا بے محابا کہ شب کو ایک شخص غیر کے ساتھہ فلانے گوشہ مین با فراغت ایسی سوتی تھی کہ
یہ اُسکی گجری مین نے اُتاری اور اُس بیخبر کو خبر نہ ہوئی یہ گفتگو عزیزہ جو وہ بدخو باپ کی سُنکر کہنے لگا یہ
بڑہاپے مین تجکو اے بوالہوس کیا ٹہرہس لگا تہا جو تو نے یہ حرکت ناشایستہ کی ارے وہ تو میرے
باہم سوتی تھی چنانچہ اُس نے تو مجکو وہین اُس بات واہیات سے آگاہ کر دیا تہا غرض تو بھی
احمق مطلق ہے کوئی بھی بہو بیٹی سے یہ سوانگ کرتا ہے جو تو نے یہ اختراع کیا مثنوی یہ سنکر کہا
اُس نے ہان واقعی + یہ تقصیر مجھہ سے نہایت ہوئی + اگر مجھکو معلوم ہوتی یہ بات + تو ہرگز مین اُسکو
لگاتا نہ ہاتھہ + غرض اُس کا سُسر بصد انکسار + یہ کہنے لگا مین ہون تقصیروار + نہ مہجور زن ایسی حراف ہو نہ اپنی

خبر ایک عورت نے اپنے آشنا کو شوہر سے روپوش کیا اور وہ جوان انائی سے اپنے گھر گیا

فیلسوفان زمان اور واقفان جہان کاغذ افشان پر نوک قلم سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک زن پُرفن
یار دلخواہ کے ہمراہ عیش و طرب مین مصروف و مالوف تھی کہ یکایک اُس کے شوہر گیدی خر نے دروازہ
پر آکر آواز دی اس عرصہ مین اُس زن پرفن نے اپنے دلبر کو مرغی کے ڈربہ مین چھپایا اور مینڈہا
جو گھر مین بندہا تہا اُسکو کھولدیا اُس کے بعد دروازہ کی کنڈی کھولکر خاوند دلپسند کو بلالیا وہ گیدی خر
اوسکو ننگے سر حال پریشان اُتر آن دیکھکر کہنے لگا ارے کیا سبب ہے موجب ہے جو تو نے اتنی دیر مین دروازہ
کی کنڈی کھولی اور اُس کے سوا تیرے بال بال جان کیون سراسر پریشان نظر آتے ہین مثنوی یہ سُنکر کہا اُسنے
اے مرجان + بہلا اس سبب کا کرون کیا بیان + تیرے گھر مین مینڈہا جو یہ بندہا + مجھے اُسنے آج ایسا عاجز
کیا + کہ جس سے مرا ناک مین دم ہے آج + بجز قتل اُس کا نہین کچھہ علاج + یہ احوال کثیر الاختلال وہ مرد کہ از یک
سنکر ایکبارہ تلوار برہنہ لیکر مینڈہا مارنے کو طیار ہوا غرض یہ ڈر تیر مینڈہا بے تقصیر کو مارنیکی داؤ گہات کرتا تہا لیکن وہ
مینڈہا تیر بالسکے ہاتھہ نہ چڑہتا تہا اتفاقاً وہ مینڈہا دوڑتا دوڑتا تہک جو گیا تو اُس مرغی کے ڈربہ پر کہڑا ہو گیا کہ جبر

اوزبک نے ایکبار تلوار زور سے اُس ہنڈیا ہی پر ماری تو وہ تو چوٹ بچا لیا لیکن اُس کی دھمک سے ذرا سا ڈبہ
ٹوٹ گیا اُسمین اُس جوان اور اُس بے ایمان کی آنکھہ وچار ہوگئیں تو یون حرف زن ہوا ہے تو کون فرغا
بگم جو اس ڈبے سے نکل آیا وہ بولا اسے تو مجھکو نہین پہچانتا ہے ابے مین ملک الموت صاحب فوت ہون یعنی
تمام جنس انسان اور حیوان کی جان میرے قبضے مین ہے سو اس ہنڈیا کی جان اے نادان قبض کرنے آیا ہون
یہ سخن دلشکن اُس جوان انجان کا سنکر کہنے لگا اگر مین اسکو قتل نکرون تو تو کیا کرے وہ جواب دہ ہوا کیا مضایقہ ہم اپنے آسمان
کے ستون پر چلے جائینگے مثنوی یہ کہکر وہان سے وہ پرفن جوان + بچا لیگیا صاف ہی اپنی جان + بچا آپ بھی اور
ہنڈیا ہے کا جی + بچایا عجب طرح سے جی + جو مجبور ہوتا نہ وہ ذوفنون + تو دونون مین ہوتا عجب کشت وخون +

چیتر ایک عورت نے مکاری سے چراغ بجھا دیا اور شوہر کے روبرو اپنے آشنا کو گھر سے باہر کیا

راویان روشن ضمیر اور حاکیان خوش تقریر اس حکایت دل افروز کو محفل بیان مین یون روشن کرتے ہین کہ
ایک زن پرفن تیرہ روز اپنے یار دلسوز کو ساتھ لئے ہوئے پلنگ خوشرنگ پر بیٹھی تھی کہ یکایک اُس کا شوہر
بیخبر دروازہ پر آ پہنچا اُس روسیاہ پُرگناہ نے اُسکی پانوکی آہٹ پاکر چراغ جھٹ باد ہوائی سے بجھا دیا اور اُس
آشنائے دلسوز کو اپنے پیچھے چھپا کر بٹھا لیا اس عرصہ مین وہ گیدی خر آنکر کہنے لگا اے تیرہ بخت روسیاہ رخت آج
کیا واردات واہیات درپیش ہے کہ ابھی تک گھر مین چراغ نہین روشن کیا وہ کہنے لگی کہ اے محرم رازدوائی ہمدم دلنواز یہ تیرا
محلہ نہایت پر فطرت ہے واللہ باللہ مین محلہ مین لوگا کر چھوڑونگی اشعار رہا کیون نہ میری طبیعت جلے + جلن ہون یہان
کے جو ایسے برے + خدایا محلہ یہ ہو جو تباہ + ویا اُس کا دنیا مین ہو روسیاہ + یہ گفتگو جبر روزشتہ رو کی سنکر وہ الّو
کہنے لگا اے بی بی خیر تو ہے یہ ماجرا حیرت افزا کس صورت پر ہے وہ کہنے لگی اے میان یہان کی رنڈیان عجب
پر غضب ہے یعنے آج اس محلہ مین ایک رنڈی نے یہ چیتر اپنے شوہر بیخبر کے ساتھ کیا کہ ایک مستنڈا آشنا پاس
بیٹھی تھی اور اس کا شوہر بیخبر جو باہر سے آیا تو اُس نے جھٹ پٹ چراغ کو بے تامل گل کر دیا اور آشنا کو پیچھے چھپا کر
بٹھا دیا اس گفتگو مین اپنے سر کی چادر شوہر کے منہ پر ڈالکر کہنے لگی اے میان اسیطرح اُسنے اپنے خاوند کے منہ پر چادر
اپنے دوپٹے کو نکالدیا یہ سخن پرفن اُس کا یار دلدار سنکر چپکے سے دبے پاؤن وہان سے راہی ہوا اور یہ گیدی خر کہنے
لگا اے بی بی تجھ اس واہی ماجرے سے کیا تعلق ہے شخصی مثل اپنی کرنی اپنی بھرنی + مصرع مارا چہ ازین قصہ کہ گاو آمد و
خر رفت مثنوی واہ حرفت تیری زبان عیار + کس چلن سے نکالا اپنا یار + دیکھکر عقل زن کی اور شعور + بخشتی [illegible]
اسے مجبور بخشی زن تمام حیلہ بود + تا نداری تو قول شاہ باور + صد جگر از زبان تو خستہ + تر نشستہ باشد زن بالآخر

چیتر تنبولی کی جورو نے ایک مرد مفلس کو بدفعلی کے واسطے نوکر رکھا اور وہ شخص اُس تنبولن کے شوہر کا آشنا

تھا ہر روز جو حال گذرتا نادانستہ تنبولی سے بیان کرتا تنبولی نے اُس شخص کو

اور اپنی جورو کو بچون مین طلب کیا اور حال گذشتہ پوچھا اُس نے مفصل بیان کیا پھر عورت کی اشارت سے بیان واقعی کو خواب و خیال سے مبدل کیا اور تنبولی کو انفعال دیا

محرران اوراق بوستان اور رو بیران اشتیاق نخلستان اس حکایت پر فطرت کو بیان کی نیواڑی مین یون سرسبز کرتے ہین کہ ایک زن پان فروش با ہوش کی دکان دلستان پر ایک سپاہی بحالت تباہی آنکر یہ سخن زبان پر لایا کہ اے بہار سبز بختان گلشن دولت واسطے آبشار خیابان چمن حشمت تیری خدمت فیضدرجت مین عرض ہے کہ افلاس بقیاس نے میری دولت دنیوی سب ڈہول ہے اب کوئی انوبان اس آن سرسبزی کا نظر نہین آتا اور گردش افلاک نے مجھہ غمناک کے آہ تباہ کرنے کا بیڑا اوٹھایا ہے غرض اُس زمانہ کی نیرنگی نے کمال بدرنگی دکھائی ہر اگر تو اپنی دکان دلستان کا تبگلہ رہنے کو دے اور کچھ اکل و شرب کی خبر لی تو مجھپر تیرا احسان بے پایان ہوگا اور اس عرصے مین جو میرا روزگار پیدا ہو جائیگا تو مین بھی تیری خدمت بجالاؤن گا یہ کلام اُس خودکام کا وہ تنبولی سنکر کہنے لگا شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست + الحاصل یہ جوان پریشان اُسکی دکان دلستان رہنے سہنے لگا لیکن اُس تنبولی کی جورو بدخو نہایت بدکار تھی اتفاقاً ایک روز یہ سپاہی غم اندوز اُس کے مکان عالیشان کیطرف ہوکر گذرا اور وہ تنبولن رشک چمن دریچہ مین بیٹھی نظارہ کنان تھی ناگاہ ایک روز جوان پریشان پر جو نگاہ پڑی تو ایک چیرسے سے جوان کو طلب کرکے کہنے لگی کہ اے جوان پریشان تو ہمارے نوکری کریگا تو ایک دو روپیے روز کا فرحت افزا روز حاضر ہے یہ جوان پر ارمان کہنے لگا بی بی مین اس تلاش دلخراش مین سرگردان ہون بقول فدوی شعر آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے + سایہ کیطرح ہم نہ اِدہر کے نہ اودہر کے + غرض اُس عورت بدبخت کے اسی ایک گوشہ مین لیجا کے اُس تنبولی کی نیواڑی کو کام دیو کے ہاتھہ سے پامال کیا بعد الفراغ مباشرت اُس عورت نے دو روپیے اس جوان پریشان کو تنبول بیچنے کو دیئے اور یہ کہا اسی وقت تو با فراغت یہان آیا کر نا غرض یہ سپاہی واہی دو روپیے لیکر خوش خوش تنبولی کے قریب آکر کہنے لگا اے یار وفادار آج ہمنے ٹرا شکار خوش نگار مارا یعنے ایک عورت خوبصورت نے ہمکو دو روپیے روز پر نوکر دلبرانہ کر رکہا ہے وہ تنبولی دل شکستہ نادانستہ پوچھنے لگا اے یار غمخوار اُسکا مکان دلستان کہان ہے اُس نے جواب دیا اے یار وفادار اس کوچہ کے قریب وہ حویلی دلفریب ہے وہی ہم مجہوردن کا ٹہکانا ہے بقول میرحسن شعر جو تو تو ہمدم ہے دن رات کا + مجھہ تجھسے پردہ ہی کس بات کا + یہ بات واہیات تنبولی سنکر کہنے لگا کہ کچھہ دال مین کالا نظر ہوتا ہے کیونکہ اس نے سب پتہ میرے مکان دلستان کا دیا ہے پھر کہنے لگا اے یار وفادار کل بھی وہان جائیگا یا نہین وہ جواب دہ ہوا کہ اے میرے بہائے

آئی جس کا نمک کہائیلے اُس کی نوکری نہ بجا ئین گے یہ بات آدمیت سے بعید ہی اور اُس کے سوا تحفہ حاصہ کہانا کہانے کو اور پری رخسار بوسہ وکنار اور عیش و طرب کو پہر اس سی بہتر اور کیا بات ہوگی یہ گفتگو عربدہ جو تنبولی سنکر چپ ہو رہا دوسرے روز اُس جوان دل افروز نے جو ارادہ چلنے کا کیا تو وہ تنبولی بولا کیون یار غمگسار وہین جا ئیگا اب قصد ہے کہنے لگا شعر ہان مرے یار وہین اس گہڑی ہم جاتے ہین + دو روپیے روز جہان سے ہمین ہاتہ آتے ہین + یہ بات واہیات اس بدذات کی سنکر کہنے لگا کہ بہلا جا تو سہی آج تیرا جانا معلوم ہو جائیگا یہ سپاہی واہی تباہی تو اپنے مکان مقصد کو گیا اور اُسکے بعد یہ تنبولی بہی دکان سے اُٹھکر اُس کے پیچھے ہوا جو ہین وہ سپاہی واہی اُس تنبولن دلفریب کے قریب بیٹھا تہا کہ اُس تنبولی نے دروازہ کھڑکھڑایا اُس عورت پرفطرت نے اُس سپاہی کو ایک بورئیے مین لپیٹ کر گوشہ مین کھڑا کر دیا اور چیرے سے کہا دروازہ کہولدے کہ یکایک وہ تنبولی بصورت مہیب اور بحالت عجیب اودہر اودہر دیکہہ بہال کے اپنی جورو بدخو کے قریب آبیٹہا اور کہنے لگا آج مجکو اشتہا بے انتہا سویرے معلوم ہوئی تہی اسواسطے آیا ہون کہ کچہہ مٹہائی رکھی کہائی ہو تو لے آ کہ اُسے نقل کرون غرض وہ زن شیرین دہن کچہہ لڈو اندر سے لے آئیے اور ایک جا دونون بیٹھکر کہانے لگے اس مین اُس رنڈی نے کہا اے رشک یوسف مصری اگر کچہہ دل مین نہ شک کر تو اس بورئیے کے اندر لڈو پہینکدین دیکہین تو سہی کس کا لڈو بورئیے کے اندر جاتا ہی اور جو میری یہ نہ بات مانیگا تو خوب بیزار پٹی کرونگی وہ احمق مطلق رپوٹی کے پہیر مین آکر کہنے لگا تمسخر مین اے دلبر نے کیا ہی آخر کار دونون نابکار اس بورئیے مین لڈو پہینکنے لگے غرض جو لڈو اُس بورئیے کے اندر گئے وہ گزک اس حلبیی جوان کے ہوکر گویا اندر بہشت کے گئے المطلب یہ بوالعجب جب اپنی دوکان پر شیان پر گیا تو اس زن پُرفن نے اُس سپاہی واہی کو بورئیے سے نکال کر کہا اے دلبر سولی میرے پاس نہین تو مارے تہپڑون کے تیرا حلوا نکالونگی اسمین میرا ہاتہ کا کنگنا اور کنگن کیون نہ ٹوٹ جاوے غرض اُس بدقوام نے اپنی چاشنی چکہا کر سپاہی کو بعد بشاشت رخصت کیا اور کہا یہ گپ چپ کی مٹہائی اتنویہان سے کہا جا لیکن اسکی چرخیان الٹہیان تجہسے بہرلونگی غرض وہ سپاہی واہی پہر اُس تنبولی کے پاس بلا وسواس آنکر کہنے لگا کہ اے یار وفادار آج تو بڑا غضب پُرتعب ہوا یعنے جو ہین مین وہان پہونچا تہا کہ وہین اُسکا شوہر بجبر با ہر سے آیا غرض وہ عورت نہایت پُرفطرت تہی کہ اُسنے ایک بورئیے مین مجکو چہپایا بلکہ لڈو بہی وہین کہلائی کو پہنچائی یہ سخن دلشکن اس سپاہی واہی کا سنکر کہنے لگا ارے یہ تو صاف صاف اُس شخص کا ماجرا حیرت افزا ہی الحاصل پہر در رویش بر جان درویش سمہکر چپ ہو رہا تیسرے روز وہ جوان فرح اندوز جو وہان چلنے کو ایکبار طیار ہوا تو وہ تنبولی کہنے لگا کیون جی وہین کا ارادہ کیا یا کہین اور کا قصد ہے اُسنے جواب دیا

بہلا جائین + دو روپے روز جس جگہہ پائین + یہ سپاہی واہی تو کہکر ادہر راہی ہوا اور اُس کے بعد
وہ تنبولی اوتہا + غرض جو ہین یہ گہر مین جاکر مبٹہا تہا کہ وہین تنبولی بہی آپہنچا اُس جوان پریشان نے
کہا اے جان اب کیا کرون اُس عورت نے کہا اس حوض پُر آب مین غرقاب ہوجا اور ایک تربوز کا چہلکا
اپنے سر پر رکہہ لو ادہر اودہر ٹہلا کرتا المدعا وہ سپاہی واہی یون ہی عمل مین لایا لیکن مارے خوف کے
زہرہ آب تہا اسمین وہ تنبولی جنونی آکر تلوار آبدار سے بوریئے کو چورنگ کرنے لگا یہ ماجرا حیرت افزا وہ
تنبولن پُرفن دیکہکر کہنے لگی اے ملعون ذوفنون تجکو خیر تو ہی جو کل سے وحشی خبطی کیطرحسی حرکتین کرتا ہی غرض وہ
تنبولی حیران و ششدر ہوکر اُس کے پاس بیٹہہ گیا وہ زن پُرفن کچہہ امرود انار اور نارنگی اور فالسے اور سیب
اُس کے روبرو رکہکر کہنے لگی ابہی سوئی ہو تمہین دیر ہی کیونکہ تیری والدہ شریفہ آج انمول سری بائی پکا کے بہیج گئی
اور اگر زیادہ بہوک ہو تو اس کو نہ مین اناس بقیا اس اکٹہہ رکہے ہین جامن چاہی تو کہا لو اور جو بہوک کم
رکہتا ہو تو کچہہ کیلے تو ہی اکیلے کہا کر سبزی منڈی کو روانہ ہوجا الحاصل وہ خود غرض مردود کہنے لگا
اور اُس زن پُرفن کو اپنے یار دلفگار کا خیال ہوا تو اپنے شوہر بیخبر سے کہنے لگی اے میان تجہپر قربان ہو
گئی مین یہ جو حوض مین تربوز کا چہلکا پڑا ہی اوسکو جو نشانہ مارے وہ سو تربوز جیتے یہ گیدی خربے
خبر اُسکو امرود اور نارنگیون سے نشانہ زن ہوا وہ جوان پریشان وہ امرود بے شو اور وہ نارنگیا
وہان نوش جان کرنے لگا دو چار گہڑی کے بعد وہ تنبولی ادہر اپنی دُکان دلستان کو گیا ادر ادہر
اُس عورت بدخصلت نے اپنے قوارے کو حوض سے نکالکر حوض مطلب کو پُر کیا غرض بعد خلاصی
از دست زن بدکارہ وہ جوان طرحدار تنبولی کے پاس آنکر کہنے لگا اے یار وفادار آج تو مجکو خدا
نے بہت بچایا یعنے اُسکے شوہر گیدی خر نے آتی ہی گہر مین جس بوریئے مین آگے چہپایا تہا اُس کو
اُس نے ایک بار تلوار سے پرزہ کیا نہین معلوم کس بوم نے اس بداعمال کو میرے احوال سے آگہ کر دیا
لیکن وہ عورت نہایت پرفطرت تہی کہ اُس نے مجہے ایسا چہپایا تہا کہ وہان فرشتہ کو بہی دخل نہ تہا وہ تنبولی
بولا اے عزیز بے تمیز پہر تو کہان پنہان تہا کہنے لگا آج اُس دلدار نے مجکو حوض پُر آب مین میرے سر پر
تربوز کا چہلکا رکہکر چہپا رکہا تہا بلکہ امرود وغیرہ بہی وہین اُس مہ جبین نے کہانے کو پہنچائے تہے یہ تقریر
اُس کی سنکر دل مین کہنے لگا بقول شخصے شعر یار در خانہ و من گرد جہان میگردم + آب در کوزہ و من تشنہ
لبان میگردم بروز چہارم وہ سپاہی بے غم جو چلنے کو طیار ہوا تو وہ تنبولی کہنے لگا کہ کیون جی کہین جانیکا
ارادہ ہی وہ جواب وہ ہوا شعر بہلا کیونکر نہ جائین وان جہان سے + بظاہر زر ملے کار نہان سے + یہ کلام
وہ نافرجام زبان پر لاکے وہان سے راہی ہوا اور اُس تنبولی نے جاکر جہین کہا رہ تو مرغ خانہ خراب آج تیرا

ں مرجائیگا یہ دلمین کہہ کر اُس کے پیچھے چلا اِس مین جو ہنوز وہ سپاہی واہی اُس کے پاس بیوسواس آ کر بیٹھا
تہا کہ تنبولی بہی جا پہنچا اُس عورت صاحب فراست نے اُسکا کہٹکا پاکر ایک صندوق مضبوط مین اُس سپاہی
کو بند کر کے قفل لگا دیا اور وہ تنبولی آگ ببہوکا ہوا ہوا جو آیا تو نہ دیکہا آؤ نہ دیکہا تاؤ ایک بار گھر کے سائبان
کو آگ لگا دے اُس زن پُر فن نے یہ خانہ خرابی شتابی دیکہکر کہا کہ اے خانہ خراب جگر کباب گھر تو اپنا تونے آتش
نادانی سے جلایا خوب کیا مگر میرے جہیز کا صندوق لاکہون روپیہ کا جلیگا تو میرے والی وارث تجھکو بورئیے مین
رکہکر پہونک دینگے یہ گفتگو اپنے جورو بدخو کی سُنکر جہٹ صندوق کو سر پر اُٹھا کر باہر رکہدیا بارے مردان
ہمسایہ نے جہٹ پٹ ہاتہون ہاتہ آگ تند کو بجہا لیا آخرکار اُس نابکار کو سب نے لعنت ملامت کر کے قائل
کیا القصہ تنبولی اپنے مکان کی سوختگی بیچ دُکان پریشان کو گیا اور ادہر اِس زن فاجرہ فاسقہ نے اُس کو
صندوق سے نکال کر بعد حصول مطلب بصد بشاشت رخصت کیا یہ سپاہی واہی تباہی پہر اُس تنبولے
کے قریب آ کر کہنے لگا اے یار دلسوز آج کے روز اور بہی آفت قیامت ہوئی یعنے آج تو اِس کمبخت بدبخت
نے آتی ہی سارا گھر کو جلا دیا لیکن وہ زن شعلہ رو نہایت باشعور تہی کہ مجہے صندوق مین چہپا کے اپنے شوہر کو
کہنے لگی تیری اسمین خیریت اور حرمت ہے کہ میرے باپکا صندوق آتش نادانی سے بچا وے تو تو خاک مین
ملجاوے گا اے یار گرانبار آج اِس صورت سے خدا جانے بچایا نہین تو جل بہنکر کباب ہو گئے
ہوتے یہ گفتگو دوبدو سُنکر تنبولی کہنے لگا اے عزیز باتمیز یہ ماجرا حیرت افزا تو اور لوگون کے ساتہ
بہی بیان کرے وہ سپاہی واہی کہنے لگا اے احمق مطلق سانچ کو آنچ کیا اگر کوئی بادشاہ شہنشاہ
ہم سے پوچہیگا تو ہم صاف صاف کہدینگے القصہ اُس تنبولی نے اپنے جورو بدخو کو تو اُس کی
مان کے گھر پہنچا دیا اور اُس سپاہی واہی کو ساتہ لیکر سسرال بداعمال مین گیا اور پنچایت
جمع کر کے کہنے لگا اے بہائیو میرا کہنا سراسر جہوٹ ہے لیکن جو یہ سپاہی لُچی کہے اُس کو تم
سب سچ جانو غرض سب لوگون نے قبول بصد دل کر کے کہا اے میان سپاہی تمہاری سرگذشت
کیونکر ہے صاف صاف بیان کرو یہ سپاہی واہی کہنے لگا اے پنچو سچ تو یون ہے کہ پنچ ملے خدا اور
خدا ملے پنچ اِس تنبولی مرد اجنبی نے ہمارے ساتہ کمال احسان کیا ہے کہ اُس سے عہدہ بڑا ہونا مشکل
ہے لیکن اُسکی دوستی مجہے ایسی بہاگوان ہوئی ہے کہ دو چار روز نہ گذرے تھے کہ فلانے محلہ مین بڑی حویلی
والی عورت خوبصورت نے مجکو عہدہ اردلی کا دیکر دو روپیہ روز کا نوکر کہا چنانچہ پہلے روز جو مین غم اندوز گیا تو پہلا
خیچگا نکل آیا دوسرے روز نہین معلوم کسی جاسوس منحوس نے اُسکے شوہر گیدی خر کو خبر کی کہ اُس نے مجہے آدبایا
لیکن وہ عورت پر فطرت نہایت تہی کہ بورئیے مین چہپا رکہا بلکہ اڑدو وہین کہانی کو پہنچا سنے الغرض

غرض تیسرے دن مجھہ غریق بحر الفت اور شناور دریائے محبت کو اُس نے حوض پر آب مین نایاب کیا جو
روز بدآموز نے میرے جلانے مین اپنا تمام گھر جلا دیا لیکن اُس شعلہ خو نے مجھکو ایک صندوق مین چھپا رکھا
اور اُس کے سر پہ رکھوا کے آتش غضب پر تعب سے بچا لیا یہ گفتگو و بدو سپاہی و اہی کی پنج لوگ سن رہے
تھے کہ اُس تنبولن پرفن نے دل مین کہا ہائے اس احمق مطلق نے شیشہ ننگ و حیا کا سنگ رسوائی سے ناحق
توڑا یکایک وہ دلآرام بالائے بام نکھاری کہ اس واہی کی گفتگو و بدو مین جو آنکھہ اوپر اٹھ گئی تو کیا دیکھتا ہے
کہ وہی عورت ماہ طلعت بالائے بام جلوہ گر ہے اور زبان غنچہ سان دہن مین ڈالے سر ہلاتی ہے اس ایمائی پُر
فریب کو معلوم کرکے وہ چپ ہو گیا اُس مین پنچون نے کہا اے بھائی سپاہی آگے کیا ہوا کہنے لگا اس
عرصہ مین کہین جو غل بے تامل ہوا تو ایکبار میرے آنکھہ بیدار ہو گئی وہ پنچ پر پنچ کہنے لگے اے باتمیز یہ ماجرا
تو سچ کہتا ہے یا خواب پر اضطراب بیان کرتا ہے وہ بولا مین بیچارہ غریب آوارہ نصیب محل بدل
کہان سے نصیب ہو لیکن یہہ تو البتہ ہے کہ جھونپڑی رہتا ہون اور خواب دیکھتا ہون محلون کا اے یارو
بچشم غور تو خیال کرو کہ جو کوئی دورو یہہ روز کسیکو دیگا آٹھہ پہر اپنے پاس نہ رکھیگا یہ گفتگو و بدو سنکر
سب پنچ پر پنچ کرکے کہنے لگے کہ یہ سپاہی بیچارہ آفت کے مارے سے متہم کرتا ہے قطعہ الغرض اُس
تنبولی کو + الشاقائل کیا خفا ہو ہو + وہ تنبولن ولیکن لے مہجور پاک طینت بنے سبھون کے حضور +

چترا ایک عورت شکر مول لینے کو گئی شکر فروش سے بدفعلی کی اور شاگرد شکر فروش نے عیاری سے شکر کے بدلے خاک باندھ دی شوہر اُس کا متغصر ہوا اُس عورت نے حاضر جوابی سے اُسکو خوشحال کیا

راویان شیرین دہن اور ناقلان رنگین سخن بجا لا کر زبان یون بیان کرتے ہین کہ ایک زن پرفن بقال بد
افعال کی دکان پر طوفان مین شکر لینے کو گئی وہ بقال بداعمال اُس زن شیرین سخن کی گفتگو مین محبت
کی چاشنی پا کر کھل کھل کے باتین کرنے لگا اور وہ زن بدکار ناہنجار بقال بداعمال کو گندم رو خرمن جوانی کا خوبرو
پا کر ایک بار بے اختیار آسیائی حسرت آٹے کیطرح پس گئے الحاصل اُس بقال بدخصال اُس زن شیرین دہن
کے گوشہ چادر مین ایک آثار شکر خوشگوار تولکر باندھی اور کہنہ سار کے گوشہ مین اپنا منہ کالا کرنے لو لیگیا لیکن
بقال بدخصال کے شاگرد اُستاد زمانہ نے جو دیکھا کہ یہ زن پُرفن سیر بھر شکر ناحق لئے ہوئے جاتی ہے
وہین دور کر وہ شکر خوشتر تو گوشہ چادر سے کھول کر مشک مین ڈال لی اور اُس کے عوض تھوڑی خاک بدست

چالاک سے گوشۂ چادر مین باندہ کر جب ہو رہا اِس مین وہ زن پرفن بعد انفراغ جسمانی او خلاص نفسانی کے کان
بقال سے بزودی تمام بجائے شکر خاک ناپاک لیکر گہر کیطرف روانہ ہوئی ایک ساعت کے بعد وہ گہر
مین پہونچی تو چادر رکہہ کے استنجے کو گئی تو اُس کے شوہر گیدی خر نے اُس گوشہ چادر کو جو کہولا تو کیا دیکہتا ہی
شعر نہ بورا ہی نہ او شکر تری ہے + سراسر خاک چادر مین بہری ہی + یہ ماجرا حیرت افزا دیکہکر وہ اُلّو جیسے بیٹہا تہا
کہ وہ جہانیوا استنجا کر کے جو آئی تو وہ خفگی سے کہنے لگا اے ناپاک زبان چالاک تو شکر خوشتر لینے کو گئی تہی یا
چورا ہی کی خاک ناپاک اٹہانیکو اسمین وہ زن بیحجاب حاضر جواب جوابدہ ہوئی اے شوہر خجستہ پیکر اِس کا ماجرا
حیرت افزا کچہہ نہ پوچہہ جسوقت مین گہر سے نکلکر چار سوئے بازار رشک گلزار مین پہنچی تہی کہ یکایک کسی کے
جہگڑے کا بیل خونی جنونی چہوٹا ہوا ایک طرف سے نمودار ہوا اور اُس کے خوف و خطر سے لوگون کا ہجوم
با دل مغموم بہاگتا پہرتا تہا چنانچہ مین بہی اُس کے ڈر سے جو بہاگنے لگی تو میرے پیسے خرید شکر کے
آنچل سے کہلکر گر پڑے مین نے اُس ہیٹر مین بیٹہکر پیسے چننے کی فرصت نہ پائی جلدی سے اُس جگہہ
کی خاک ناپاک گوشۂ چادر مین بہر لائی سو وہ یہ خاک ناپاک ہے از برائے خدا ذرا اِس مین سے پیسے
ڈہونڈہ کر نکالدے تو مین پہر جاکر شکر بے خوف و خطر لا دون کیونکہ اب اُس بیل کی بہی آفت فرو ہوگئے
ہوگی مین کمبخت ناشدنی تو ہنوز شکر والے کی دکان تک بہی نہ پہنچی تہی کہ بیچ مین یہ شگوفہ پہولا یہ کلام
اُس بدانجام کا وہ نافرجام سنکر اُس خاک ناپاک مین پیسے ڈہونڈہنے لگا جب اُس لحم مطلق بیکلے احمق
کو پیسے خاک مین نہ ملے تو ایکبار بے اختیار جورو کی بلائین لیکر کہنے لگا تصدق ہوئے تری جان پر سے
ہین اے گلعذار + تصدق کردون ایسے پیسے ہزار + تری جان و عزت تو آفت سے آج + بچی ہے خدا
کی عنایت سے آج + گیا مال جوتی سے پر جان کی + میرے جان اب خیریت تو ہوئی + غرض
اُوسکو مجبور وہ بیحیا + تسلی یہ دیتا تہا لیکر بلا + جب ایسے نہ ہون بے حیا + تسلی یہ دیتا تہا لیکر
بلا + جب ایسے نہ ہون بے حیا مسخرے + تو کیون آنکی جورو نہ سر پر کرے + غرض خداوند کریم ایسے

چہتر چار عورتین ایک عورت کے لاشہ بے سر پر اُس کے چشم و دندان و لب کا بیان
کرتی تہین اُن مین سے تین عورتون نے اپنے لکھے کا بادشاہ کو نشان دیا
اور اپنا رستہ لیا اور چوتہی عورت بادشاہ کے قید مین رہی ایک سال کے بعد جو
کیا تہا وہ دکہاکر دانائی سے بہاگ کر بادشاہ کو خجالت دے +

دانایان جہان اور عاقلان زمان بالانے کاغذ فطرت یہ حکایت پر فراست یون رقم کرتے ہین کہ ایک عورت
بدخصلت کا سر کسی سردار با حیا نے کٹواکے کہین پوشیدہ دفن کیا اور اُس کے دہڑ کو چار سو بازار

شہر غدار مین پہکوا دیا یہ خبر وحشت اثر جو بادشاہ عالم پناہ کو پہنچی تو کوتوال بد خصال کو بلانا حکم کیا کہ
اس لاشہ بے سر کے پاس چند اشخاص اگر تیغ زبان پہ بے تحمل کترین اُسکی خبر بہر روش ہمارے قریب
خبرداران عیار رفتار کے ہاتہ پہنچے الحاصل ایک تجار عالی وقار کی چار بیٹیان غیرت گلعذار ایک رتہ پر
سوار چار سو کے بازار مین ہوکر نکلین ایک اژدہام خاص وعام کا وہان دیکھکر وہ سبھی نظارہ کنان
یہ ماجرا حیرت افزا دیکھکر ایک جادو چشم انمین بول اٹھی کہ یہ عورت بد خصلت معلوم ہوتی ہے کہ سرمہ خوب لگاتی
ہوگی یہ کلام حیرت التیام دوسری رشک پری سنکر کہنے لگی واقعی یہ لالہ رو بد خوبان الوبان سے افزون کہاتی
ہوگی یہ بات جب نہایت سنکر تیسری تجلت وہ کبک دری جوابدہ ہوئی کہ یہ تیرہ بخت مسی نہایت
اچھی لگاتی ہوگی یہ سخن پر فن گوش زد کرکے چوتھی حرفزن ہوئی کہ اس کمبخت بد بخت نے کیا اور کرنجانا۔
اشعار جو ہوتی اسے عقل برملا۔ نہوتی گرفتار رنج وبلا + دیا ہے خدا نے جنہین کچھہ شعور۔ نہین اُنسے ہوتا ہے
ایسا قصور + یہ باتین وہ نیک ذاتین کہکر تو اپنے گہر کو روانہ ہوئین اور یہ خبر وحشت اثر مخبران صادق
اور محرران واثق کی زبانی بادشاہ کو جو پہنچی کہ فلانے سوداگر پری پیکر کی چار بیٹیان غیرت مہر درخشان
رشک ماہ تابان اس طرح کا کلام حیرت التیام کر گئین ہین الطلب بادشاہ عالی جاہ نے اُن چارونکو
طلب فرماکر کہا کہ اپنے سخن کا جواب باصواب دو یعنے بے سر عورت کو تمنے کیونکر جانا کہ یہ مسی اور
سرمہ خوب لگاتی ہوگی اور پان بہت کہاتی ہوگی یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا گوش زد کرکے ایک جادو نگاہ
سحر بیان جوابدہ ہوئی کہ اس کنیز ناچیز کے شعور بے قصور نے اُس تیرہ بخت کے گوشہ چادر مین
سرمے کی سیاہی دیکھکر دریافت کیا تھا اور دوسری رشک پری سے جو پوچھا کہ تجہہ سرخ فام گل اندام
نے کیونکر جانا تھا کہ وہ لالہ رو بہت پان کہاتی ہوگی وہ شعلہ خو جوابدہ ہوئی کہ پیر ومرشد اکثر جا
پر اُسکے پیک کی افشان نمایان تھی اور تیسری تجلت دہ کبک دری سے بادشاہ جمجاہ نے پوچھا
کہ تو نے کس طرح دریافت کہ وہ سیاہ بخت مسی خوب لگاتی ہوگی وہ جوابدہ ہوئی کہ حضرت
سلامت اُسکے آنچل مین جو دہڑی پونچہنے کا نشان بیگمان تہا اسنے میرے گوش ہوش مین خبر دی
تھی اور چوتھی فتنے سے جو پوچھا کہ جو تو نے کہتی تھی کہ کیا اور کرنجانا اُسکے کیا معنے ہین سچ کہ نہین تو تیرا کہا
تیرے آگے آئیگا وہ زبان چالاک سفاک جوابدہ ہوئی کہ۔ خداوند نعمت اُسکو شعور وقوت ہوتا تو اس
بلا مین کیون گرفتار ہوتی عقلمندی اور دانائی کے تو یہ معنی ہین کہ کرے اور کر دکہائے یہ سخن پر فن
بادشاہ نے اُسکا سنکر اُن تینون کو بصد بشاشت رخصت کیا اور اسے ایک بخشہ کوٹہری مین جبیدہ مقید
کرکے یون کہا کہ اے فتنے دہیں تو تو کیونکر کر دکہاتی ہے نظم اگر تجہہ مین ہے کچھہ فراست کا زور + تو پیدا یہان

گر گوی اپنا زور + نہین تو اسی قید مین تیری جان + کرونگا مین برباد اے بد زبان + القصہ اُس زن پرفن کو مقید کرکے ایک کوزۂ آب و پارچہ نان اپنے ہاتھ سے دینا مقرر کیا اور گاہے گاہے یہ سخن بھی پوچھتا کہ کیون سی فتنے جہان مین کون چیز لذیذ ہے تو وہ جگر کباب بچشم پر آب جوابدہ ہوتی کہ خداوند نعمت جہان بے نشان مین زندیون کو مرد نہایت عزیز و لذیذ ہین تو بادشاہ جوابدہ ہوتے کہ اے فتنے سب زندیون کو میسر ہوگا لیکن تجھ ناکام تلخکام کو نہ بہم پہونچے گا تو وہ گشتہ یاس بلا وسواس کہتی کہ آپ سچ فرماتے ہین لیکن خدا مین سب قدرت ہے چنانچہ کہنے مین میر حسن شعر نہ لاؤ کبھی یاس کی گفتگو + کہ آیا ہے قران مین لاتقنطو + الغرض اُس زن پرفن نے بہر صورت اپنے دوست نیک سیرت کو یہ پیغام بھیجا کہ اے یار جانی والے مایۂ زندگانی یہ خانہ خراب جگر کباب اس عذاب بے حجاب مین ہے کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے لیکن میری رہائی اس دانائی سے ہوتی ہے کہ ایکسا سرنگ بہر رنگ حسب دلخواہ اے رشک ماہ میرے قیدخانہ سے اور اپنے مکان دلستان تک طیار کرا کے مین سمجھونگی المطلب اُس سوداگر خوش منظر نے ایک سرنگ بیدرنگ خاطر خواہ بنوائی غرض ایک روز وہ غم اندوز اُس سرنگ کی راہ اُس رشک ماہ کے قریب جاکر یہ گفتگو درمیان لائی کہ اے یار دمساز والے غمخوار ہمراز بالفعل تو کچھ جواہر زواہر تحفہ و نادر بادشاہ عالیجاہ کو نذر گذران اور بقصد صفائی آشنائی پیدا کرکے اپنے گہر مین بطریق ضیافت طلب کر پھر جو کچھ ہونا ہوگا ظہور مین آئیگا الغرض وہ سوداگر پری پیکر یونہین عمل مین لایا مگر بادشاہ جمجاہ کو اُس سوداگر خوش منظر سے اس قدر محبت بہم پہنچی کہ اگر اُس کے متاع حسن کو دیدہ میزان مین ایک روز نہ وزن کرتا جنس بیقراری کا نرخ بڑھ جاتا بلکہ سودا پورا ہو جاتا اور اُٹھہ پہر ہنگامہ بازار شوق مافوق کا گرم رہتا نظم غرض ایسی بڑہی دو لون مین الفت + کہ رہتے تھے ہمیشہ بے کدورت + کبھی اُس پاس وہ شہ آپ جاتا + کبھی اپنے بھی گہر اُسکو بلاتا + الحاصل اس عرصے مین اُس زن پرفن کو سوداگر خوش منظر کا برمحل حمل رہ گیا بعد انقضای چند ایام نیک انجام اُس زہرہ جبین لعنت جبین کے ایک طفل رشک مہر درخشان غیرت ماہ تابان متولد ہوا لیکن وہ زن اُس طفل کو دائیون کی آغوش مین دیکر آپ اپنے قیدخانہ مین آبیٹھی اور جسوقت بادشاہ دیوان خاص مین رونق افروز ہوتے تو وہ سرنگ کی راہ ہمراہ سے پھر اپنے خانۂ مطلب مین جاکر زینت بخش ہوتی اس عرصے مین جب چھٹی کا وقت عشرت اندوز جلوہ گر ہوا تو وہ ماہ پیکر اُس سوداگر سے کہنے لگی کہ آج تو بادشاہ عالیجاہ کو مہمان خانہ مین براے ضیافت طلب کے اور میرے ہاتھ سے لڑکے پیدا ہونیکی نذر دلوا دیکہہ تو لیتی فطرت سے کیسا طفل حرفت پیدا ہوتا ہے الغرض اُس سوداگر خوش منظر نے بادشاہ عالیجاہ کو اپنے گہر لاکے اُس زن پرفن کے ہاتھ سے نذر فرحت دلوائی اُس طفل کو بھی

اغوش بادشاہ مین دیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ خداوند نعمت اس کنیز ناچیز کی نذر قبول بعید ہو لیکن بادشاہ
اُس عورت پر فطرت کو دیکھکر نہایت متعجب ہوکر گرداب حیرت وسکوت مین مستغرق ہوگیا بعد شناوری بحر
حیرانی ساحل گفتگو سے ہمکنار ہوکے یہ دلمین کہنے لگا کہ یہ تو وہی عورت پر فطرت صاف صاف معلوم
ہوتی ہے کہ جسکو مینے جبتک مقید کیا ہے شعر یہ نہین معلوم کیا اسرار ہے - یا میری ہی عقل گرفتار ہے پہر
سوچکر کہنے لگا کہ مینے تو اُسکو ایسی جا مقید کیا ہے کہ وہان فرشتے کو بھی دخل نہین اور اُسکے سوا مین بہی
بند خانہ مین اُسکو مقید چہوڑ آیا ہون لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اِس عورت ماہ طلعت کی صورت اُسکی صورت سے
شباہت ہے لیکن یہ بات عجائبات بادشاہ کے دلمین گرہ ہوئی اس خیال کثیر الاختلال مین بادشاہ وہانسے اُٹھکر
اپنے مکان دلستان مین رونق افروز ہوا اور وہ زن پرفن بھی سرنگ کی راہ سے جہٹ پٹ اپنے قیدخانہ مین
آبیٹھی اور بادشاہ نے آکر اُسکو جو اُسی قیدخانہ مین دیکھا تو وہین بیٹھا پایا الغرض وہ زن پرفن بھی فن کرتی رہی
کہ جب بادشاہ سوداگر کے پاس جاتا تو آپ بھی سرنگ کی راہ گمراہ سے جاکر مقابلہ کرتی اور جب گہر مین وہ
تشریف فرما ہوتا تو اپنے قیدخانہ مین آبیٹھتی لیکن بادشاہ اس احوال پرملال پر نہایت حیران وششدر رہتا اور
سوداگر آئینہ رو کی آشنائی بصفائی بنہی جاتی تھی کبھی دلپر غبار نہ آتا تھا الغرض ایک روز اُس زن پرفن نے
اپنے سوداگر سے کہا اے عزیز باتمیز آج تو بادشاہ کجکلاہ کے پاس بلا وسواس جاکر یہ بات کہنا اُس سخن کی
ہمشیرہ زادی کی شادی کتخدائی کل کی تاریخ مقرر ہے لیکن وہ مکان رشک گلستان اس شہر مینو چہر سے دس منزل
کامل ہے اور میرے طلب کو وہان سے قاصد مہینے کے قریب ہوا ہے کہ روانہ ہوا ہے مگر ناسساعدی وقت
سے اس کمبخت کو ناگاہ راہ مین اس قدر بیماری ہوئی کہ وہ یہانتک آنیکو رُکا رہا بارے اللہ تعالی کی عنایت سے
جو شفا پائی تو وہ بے ہراس آج میرے پاس آیا ہے سو مین اب اس بات سے نہایت حیران وپریشان ہون کہ کل
کل کا روز دل افروز شادی کا معین ہے اور مجکو خبر فرحت اثر آج پہنچی شعر کیا کرون آہ سخت حیران ہون - گرنہ
وان جاؤن تو پشیمان ہون - سوائے خداوند نعمت نیر حشمت میری عروس تجویز کو حنائے اجابت سے یون رنگین
کیجئے کہ حضور پرنور مین وہ جو سانڈنی سو کوس کے دہاوے کی ہے اُسکو عنایت وکرامت فرمائیے تو مین وہان
ایک روز مین پہنچکر مہمانون کے ہمپہلو ہون اور اگر خدانخواستہ میرا وہان جانا نہوگا تو مہار یکانگی ہاتہ سے
چہٹ جائیگی اے عزیز باتمیز اگر تجکو وہ سانڈنی دیگا تو پہر مین اپنے توسن طبع کی چالاکی تجکو دکہاؤنگی القصہ
وہ سوداگر عیار حسب ایمائے زن پرفن بادشاہ کے پاس جاکر وہ قصہ پرفریب اور افسانہ عجیب بیان کرنے
لگا بادشاہ نے اُسکی گفتگو پریاس وحسرت استماع کرکے دارو غہ شترخانہ کو طلب فرماکے ارشاد کیا کہ ہماری
وہ سانڈنی لیلی نژاد کہ جو سو کوس تک جانیمین پہلو تہی نہین کرتی اُسکی مہار سوداگر مجنون شعار کے ہاتہ مین

حوالے کر دے بموجب ارشاد عالی وہ داروغہ ذہن سے خالی وہ ہی سانڈنی جو اُس سوداگر فتنہ گر کو
دینے لگا تو اُسکا ساربان پیر ناتوان بصداہ وفغان کہنے لگا کہ اے داروغہ اگر یہ سانڈنی صبا رفتار
رشک بہار کچھہ حادثے مین گرفتار ہو جائیگی تو پھر مجکو خار حسرت کے سوا کچھہ ہاتھہ نہ آئیگا کیونکہ ایسی سانڈنی
رشک پری باغ جہان مین دوسری کوئی نہین ہے عرض وہ داروغہ یہ مصلحت نیک دل مین کہنے لگا
سچ ہے سخن بزرگان رہت بہت الغرض داروغہ شترخانہ نے اسّی کوس کی منزل کی سانڈنی اُس
سوداگر بیخبر کو دی اُس سانڈنی نے خجلت دہ کبک دری پر وہ سوداگر مع زن فتنہ گر اور پسر رشک قمر سوار
ہو کر فرار ہو گیا اس عرصے مین بادشاہ عالی جاہ کو جو دریافت ہوا کہ وہ سوداگر فتنہ افروز زن فتنہ گر سے
شطرنج دغا کہیلا کرامات عاری سے میری بازی مات کر گیا اور وہ مہرہ ہوشکو چار خانہ ششدر مین زچ کر گیا۔
مثنوی کوئی ایسی نہین اب سجہتی چال - جو اُسکا توڑون فرزین بند فی الحال + نہ کوئی گہوڑا ایسا ہے نہ ہے
فیل - جو اُسکو مارلون جاکر بتعجیل + پیادہ ہے نہ کوئی ایسا چالاک - کہ اُس تک رخ کرے وا اپنا سفاک + الغرض
وہ شہ شاطر زمان اُس آن داروغہ شترخانہ کو طلب فرما کے کہنے لگا کہ کوئی اور بھی سانڈنی رشک پری ہمارے شترخانے
مین سو کوس کے دہاوے کی ہو تو جلد لاہم تجکو انعام بیبہا دینگے یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر کہنے لگا کہ
سچ ہے بڑے بوڑہونکا کہنا ماننا مصلحت نیک ہے وقت پر کام آرہتا ہے آخر اُسکی بات کام آئی اگر آج
یہ سانڈنی اُسکے حوالے کر دی ہوتی نہایت پشیمانی کہینچنی پڑتی - المدعا وہ سانڈنی چالاک بادشاہ غمناک
کے قریب لاکر حاضر کی وہ بادشاہ جمجاہ اسپر سوار ہو کر مثل صبا فر رفتانہ ہوا اس عرصے مین جب بادشاہ عالیجاہ
کی سانڈنی سوداگر اور زن پر فریب کے قریب پہنچی تو ایکبار بادشاہ عالیمقدار نے للکار کر کہا کہ اے زن پر فن
اب تو میرے ہاتھہ سے جانبر کہان ہو سکتی ہے یہ سخن پرفن سنکر کہنے لگی خدا خیر کرے ہماری سانڈنی پر دغا سے
مگر لیا مصائب ہم اپنے طعام وفطرت کا بادشاہ کو مزا چکہا دینگے الغرض جب اُس سوداگر اور زن فتنہ گر کی
سانڈنی اسّی کوس کی منزل پر پہنچی تو یکایک اُسکی طاقت نے پہلو تہی کی کہ اس صحرا میں ہوا نیکا مین مقام کیا وہ زن
مکار اور سوداگر عیار مع پسر رشک قمر اُس سانڈنی کی پشت پر سے اُترکے سامنے ایک باغ تہا مثل نسیم سیکرد اُسکی
طرف روانہ ہو کر دونون باغ کے دروازے کی اوٹ مین بزور بازوے دانائی جہٹ پٹ روپوش ہو گئے آئین بادشاہ
جمجاہ نے جو آکر ملاحظہ فرمایا کہ وہ دونون ناپاک اس باغ مین پوشیدہ ہین اپنی سانڈنی پر سے اتر کر باغ کے اندر یہ کہتا ہوا
کہتا چلا شعر کہان ہاتھہ سے جاتی ہے مرے وہ ناپاک ناپ ہی ہاتھہ مین تلوار کے کرتا ہون ہلاک + یہ کہتے کہتے وہ بادشاہ
تو باغ کے اندر مکانات عجائبات مین ڈہونڈہنے لگا اور یہ دونون پرفن تہونکی اوٹ سے جہٹ پٹ نکلکر بادشاہ کی
سانڈنی پر سوار ہو کر وہ زن مکار پکار کر یون کہنے لگی کہ اے بادشاہ غفلت پناہ کیا اور کر دکہایا اسے کہتے ہین مثنوی

کہ تینے ناحق خون ایسا جگر کہا نا کیا فائدہ غرض اُس ن پر فن سیف زبانے اُس کچھے احمق بکر مولش کو اُن باتون کی باڑ دیکر تیزی رفتار کو بہی گفتار سے کند ذہن کر کے درِ زبان پر خموشی کا تیغا کردیا نظم جو مجبور ہوتی نہ وہ ذو فنون تو دولوں نین ہوتا عبث کشت و خون + خدا ایسی رنڈی سے ڈالے نہ کام - بحق محمد علیہ السلام +

چترا ایک عورت نے اپنے دوست کو شوہر کے سامنے بلیات کے حیلے سے گہر سے باہر نکالدیا اور اس دیوث نے معلوم نہ کیا بلکہ خوش ہوا

راویان سحر بیان اور ساحران شیرین زبان قرطاس جادو پر یہ حکایت پر مضمون یون رقم کرتے ہین کہ ایک عورت پر فطرت اپنے دوست دلنواز اور یار دمساز کے ساتھ بوس و کنار مین مشغول و مصروف تھی کہ یکایک اُسکا شوہر بیخبر در پر آکر دستک زن ہوا تو اُسکے یار غمخوار نے کہا اے بی بی مین مرد اجنبی کیا کرون شعر سخت حیران ہون اب بحال تباہ + تیری سر کی قسم مجھے واللہ + یہ کلام اس ناکام نافرجام کے وہ زن پر فن سنکر کہنے لگی اے جوان بے اوسان اس قدر ہراساں ہو اپنی روباہ نامردی کو پنجۂ شیر دلاوری مین دبوچکر بیشۂ جوانمردی کی سیر کو دیکھ تو تیسان فراست کی نیرنگی کیا تماشے دکہاتی ہے جو تیری غزال طبیعت کا چیتا ہے انشاء اللہ تعالے بے دوست اور بے کفیل برائیگا الغرض اُس زن پر فن نے اس بے ننگ کو ایک کپڑا سفید سر سے پاؤن تک سیدہا اوڑہا کر کہا تو اسی شکل سے دست و بستہ اُس مکان کے صحن مین ادہر ادہر ٹہلتا پہر وقت فرصت پاکر دبے پاؤن نکلجانا آخر الامر وہ زن پر فن بلاے روزگار رنگینا عیار اُس مبہوت کو شکل جن بنا کر اور انگنائی مین ایستادہ کر کے دروازے کی کنڈی جہٹ سے کہولکر خاوند کا بازو پکڑ کے بیٹ سے یہ کہنے لگی کہ اے میان آج گہر کے درمیان عجیب آفت سماوی اور بلاے ناگہانی نازل ہوئی ہے کہ کبھی دیکھنے کا اتفاق اس اتفاق تلک نہین ہوا یعنی کوئی ملعون جن کی صورت اور دیو کی شباہت صحن مکان مین گہر رہا ہے الحاصل وہ زن پر فن شوہر کی کمر سے لپٹکر کانپتی ہوئی سائبان کے قریب آکر کہنے لگی اے شوہر خجستہ پیکر دیکھ وہ موا سامنے ٹہل رہا ہے یہ تماشا پہنچا بادہ بے حیا وہ دیکھکر رنڈی سے بھی زیادہ کانپنے لگا اور درود نا معدود زبان پر لایا الغرض وہ زن پر فن فریب دانائی سے تھرتی تھرتی الگ اپنے خاوند کو لیجا کر پلنگ پر اپیٹھی اور یہ سخن زبان پر لائی کہ اے صاحب تم اگر شہید مرد اہل درد ہو تو مجکو اپنی تیغ خوف سے نہ شہید کرو مین تمہارا دونا مع ہار و پان نذر کرونگی اور اگر تم شیخ سدو بادشاہ درنیک خو ہو تو مجھے دریاے ہراس مین نہ ڈباؤ تمہارا بکرا اور پیٹہک بیشک دونگی اور اگر کوئی ابلیس تلبیس ہو تو مین تمہارا ہوک موہن دونگی مجھہ تلخکام کی جان مین نہ ہلاک کرو براے خدا اور بحق مصطفےٰ میرے مکان پریشان سے تم نکل جاؤ یہ کلام قطرت التیام و دیرتا جن سنکر دبے پاؤن اپنے گہر کو راہی ہوا اور یہ زن پر فن خوش ہو کر شوہر کیدی خر سے کہنے لگی واہ سبحان اللہ کیا تیر تصیم

بیچی تہے کہ مجکو اور تجکو کچہہ نہ ستایا اور اپنے مکان دلستان کو چلے گئے واللہ بالبدمین وقت سحر انکی نیاز بصد اتییاز دیگر
مستحقون کو کہلوا دونگی المدعا اُس عورت صاحب فطرت نے دوسرے دن ہر طرح کا کہانا پکوا کر اپنے یار غمخوار
کو مع ہمنشین ہمراز و جلیس دمساز شوہر کے ہاتہ بلوا کے خوب دل مرغوب ملیدہ آور وہ کہانا کہلوایا مثنوی
حال اس عورت کا آگے کیا کہین - لیکن اے مہجور باغ خلق مین + ہے دعا اپنی یہی لیل و نہار + اپنے بندونکو جناب
کردگار + زن نٹے بدکار پرفن بدچلن - رہنت ہے واللہ نکین کا سحر + حق رکہے سبکو بری زندی سے دو - کہتی ہین یاہ اہل تقوی

تیسرا باب داد خواہون کے عدل کرنے مین حکایت دو عورتین ایک طفل پر مدعی ہوئین کہ یہ میرا بیٹا ہے اور قصہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس لے گئین حضرت نے انصاف سے لڑکا اسکی مادر حقیقی کو عنایت کیا اور دوسری عورتکو تعزیر دی

محرران نیک صفات اور منشیان پاک ذات یہ حکایت پر فرحت کاغذ انصاف پر کلک انصاف سے یون
رقم کرتے ہین کہ دو زنڈیان باشور و فغان ایک پسر رشک قمر چنگ و جدل پر دخل کرتین اور ہر ایک اپنی اپنی
طرف پسر بے پدر کو کہینچتین اور یہ کہتین کہ یہ نور بصر لخت جگر میرا ضیای چشم ہے تو کون ہوتی ہے جو میرے فرزند
دلبند کو زبردستی لیتی ہے شعر اے زبردست زیردست آزار - گرم تا کے بماند این بازار + لیکن اس بات پر ہدایات
کا کوئی گواہ حسب دلخواہ نہ تہا جو ان دونون کو قائل کرتا یہ قصہ حیرت اندوز اور ماجرائے جگر سوز

حامی دین حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حضور مین رجوع ہوا اور انصاف صاف اس قضیہ کرشمہ
نکالن دونون نے چاہا اور تمامی احوال پرملال جناب امیر علیہ السلام نائب خیر الانام مسموع فرماکر ایک جلاد خونریز
بیداد سے فرمایا کہ اس طفل بے نسل کو تیغ بیدریغ سے برابر دو حصے کر کے آدہا ایک عورت نیک خصلت کو دے
اور آدہا ایک زن پرفن کے آغوش فطرت مین چہوڑ دے کس واسطے کہ شعر زکیدزن دل مردان دونیم ست
زنان راکید ہائے بس عظیم ست * یہ سخن دلشکن جناب امیر علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنکر وہ زن
پُرفن کہ جسکا طفل بے نسل نہ تہا خاموش ہوگئی لیکن جس عورت نیک طینت کے شکم سے وہ دلبر زیبا
متولد ہوا تہا بے اختیار زار زار مثل ابر نوبہار روکر کہنے لگی کہ یا جناب پاک یہ غمناک دل دونیم جان سقیم
اس بات پر بدل راضی و شاکر ہے یہ طفل بے گناہ آدہا اسی زن زبون کے حوالے کر دیجئے لیکن اسکے قتل
کا حکم نہ فرمائیے بقول میر حسن شعر ملنے کے کو کہ اسکے مینے سہے - بہلا اپ جی سے وہ جیتا رہے * اس بلے
پروا کو آہ کیا پروا الغرض شخصے شعر ہوائی کی نہین جس شخص کو ہر چہ داند دیگرے را درد سے چیزے یہ گفتگو
اُس عورت نیک خو کی جناب امیر علیہ السلام استماع کر کے فرمانے لگے اے عورت نیک طینت فی الحقیقت یہ پسر
رشک ماہ انور تیرے سپہر بطن سے جلوہ گر ہوا ہے یہ اندہیر نہین جو کوئی تیرہ بخت روسیاہ بے گناہ سے بے
حضرت پر کرامت نے اُسکا طفل دلوا دیا اور دوسری زن پرفن کو زجر و توبیخ کر کے تشہیر کیا قطعہ تا کہ دنیا مین کوئی
بد خصلت - پہر کسی پر نہ یون کرے تہمت * سچ ہے مکر رنڈیون سے خدا حفظ مین رکہے اپنی صبح و مسا

حکایت ایک شخص کا غلام بہاگ کر دوسرے شہر مین گیا مالک نے وہان جاکر
اسے پکڑا غلام نے آقا کو غلام ظاہر کیا جناب امیر علیہ السلام نے غلام
کو دریافت فرماکر اسکے آقا کو حوالے کیا

سخنوران باوفا اور حاکیان دل بہتا کا غذ یوتانی پر کلک دوانی سے یہ حکایت اور روایت یون تحریر و تسطیر کرتے
ہین کہ ایک غلام نافرجام اپنے آقا نیک سامں کے پاس سے ایکبار فرار ہوگیا بعد انقضائے چند ایام وہ صاحب
نیک انجام وسیلہ روزگار سے ایک شہر غدار مین جو وارد دیار صادر ہوا تو کیا دیکہتا ہے کہ وہ غلام ناکام بخوشی و خورمی تمام
اُس شہر مین سیر کنان ہے اس عزیز باتمیز نے اُس غلام نافرجام کو پہچان کر دستگیر کیا تو وہ ناپاک زبان چالاک اپنے آقا
کی [illegible] ہاتہ ڈالکر کہنے لگا اے غلام [illegible] بعد تو آج میرے ہاتہ آیا ہے لیکن سچ کہ
[illegible] لے آیا تہا [illegible] گفتگو دو بدو ہوگئی کہ وہ صاحب تو
[illegible] کہتا تہا کہ تو میرا بہاگا غلام ناکام ہے خدا سے [illegible]

مثل الٹے چور کوتوال دانڈے - غرض اُس بیچارے آقا پر وہ مثل حل ہوگئی کہ سچا جھوٹے کے آگے دبتا ہے غرض یہ محکمۂ عظیم اور مخمصۂ ذمیم جناب امیر علیہ السلام کے پاس وہ آقا باوفا لے گیا اور یون عرض کی ہوا کہ یا جناب پاک یہ عجب اتفاق اس آفاق مین درپیش ہے یعنے **فرد** - گل بتاراج رفت خار بماند - گنج بر باد رفت و مار بماند + یہ واردات عجائبات جناب امیر علیہ السلام استماع کرکے فرمانے لگے کہ اگر کوئی گواہ حسب دلخواہ نہین ہے تو تم دونون غرفون مین الگ الگ سر کو نکال کر بیٹھو تمہارا قفل انصاف کلید دانائی سے کھلجائیگا غرض وہ دونو حکم حاکم مرگ مفاجات سمجھکر الگ الگ دریچون مین سر نکالکر بیٹھے اُس وقت جناب امیر علیہ السلام نے یہ کلام جلاد پر بیداد سے کہا اے جلاد دیکھتا کیا ہے ایسی تیغ بیدریغ غلام ناکام کی گردن پر مار کہ سر اُڑجاوے یہ بات پر کرامات اُس غلام ناکام نے سنکر جلدی سے سر دریچے مین کھینچ لیا اور وہ آقا سچا جس طرح بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا بقول شخصے سانچ کو آنچ کیا یہ حرکات واہیات غلام بدذات کی جناب امیر علیہ السلام ملاحظہ فرماکے اُس آقا سے ارشاد کرنے لگے کہ اے عزیز باتمیز یہ غلام ناکام تیرا ہے اور تو اس کا مالک و مختار جو چاہے سو کر لیکن اس بے وفا سے وفا کی توقع نرکھ کہ حدیث شریف مین ہے - کہ خیر فی العبید اور یہ سچ بھی ہے **ابیات** بدغا باوفا نہین ہوتا - باوفا پر دغا نہین ہوتا + بے وفائی غلام کی مشہور - واقعی سب جہان مین ہے مشہور +

حکایت کئی شخصون نے روئی کے گٹھے چرا لئے اور کسی کو دریافت نہ ہوا ایک امیر صاحب تدبیر نے فراست اور کیاست سے چورونکو تحقیق کرکے تعزیر دی

عاقلان نکتہ دہان اور فیلسوفان چیدہ زبان خوبروئی اور زشت روئی اشراف و اجلاف کی روئے انصاف سے یون بیان کرتے ہین کہ زمانہ قدیم اور عہد شاہان عظیم مین مازار شہر غدار سے کچھ روئی کے گٹھے اکٹھے چوری گئے تھے ہر چند عقلمند اور دانشمند کوتوال نے تلاش بے قیاس کی لیکن ایک پشم اُس کے ہاتھ نہ آئی بان عدل و انصاف بقول مزار رفیع لب وداد اُس شہر کے چہرین شعار مارا جاتا تھا چور لکڑی کا سباندھا جاتا تھا دزد لکڑی کا + یہانہ کوتوال کو کام + یہانہ عالم مین چوٹے کا نام + آخرکار سب روئی فروش باہوش بصد جوش و خروش بادشاہ گیتی پناہ کے در دولت اور آستانہ حشمت پر بگرمی و دادخواہی مستغاثی ہوئے ماحوال کثیر الاختلال سنکر بادشاہ فرخندہ فال بصد ملول دل مین کہنے لگا اگر ان دادخواہون کی خبر نہ ملیگی تو ناحق لوگون سے آنکھ چرانی پڑیگی الغرض بہ نرمی سخن ہر امیر صاحب توقیر سے کہا کہ اس کی جستجو تم سب برسو بسو واجب ہے المدعا ایک

امیر صاحب تدبیر نے یہ تدبیر کی کہ سب مردمان شہر کو دعوت پر عداوت کے بہانے اپنے گھر مین بلوایا القصہ جبکہ
تمام مساکنان شہر مجتمع ہوئے اُس امیر خوش تقریر نے بآواز بلند یون کہا کہ عجب اس شہر کے لوگ احمق اور بیوقوف
ہین یعنے صریح جانتے ہین کہ روئی کے کٹھے چوک سے چوری گئے ہین اور بادشاہ عالم پناہ اُسکے تفحص اور تجسس مین سرگرم
ہے اور میرے گھر مین لوگ روئی کے روئین اپنی ریش درو پرافشان کرکے آئے ہین بقول خواجہ حافظ ع چہ دلاورست دزدی
کہ بکف چراغ دارد + یہ گفتگو دو بدو امیر صاحب تدبیر کی چور سُنکر اپنی اپنی ڈاڑہی اور مونچھہ کو جہاڑنے لگے یہ ماجرا انکے
بجیث یر فریب وہ امیر دیکھکر لوگو سے کہنے لگا کہ ان زشت رو بہرے بہرے گالون کی ڈاڑہی ایک پہل بدست غضب
پر تعب توم ڈالو الغرض اُن لوگون کو سرہنگون نے تدافو نکی طرح چوب سیاست سے جو دہنا شروع کیا تو یہ صورت
ہوئی کہ تانت باجی اور راگ بوجھا لیکن وہ دزد اشد بھی کہتے تھے کہ سوت نہ کپاس اور کوری سے لٹھم لٹھا یہ سب
اہتمام ناکام ناحق ہے مگر زد و کوب وہ شی ہے بقول شخصے مثل کہ لکڑی کے بل مکڑی ناچی قصہ مختصر چورون نے
چوری قبول بے عدول کی اور وہ چوری روئی زشت رو ئی انٹی کر گئے تہے لاکر حاضر کی اور اپنے رشتہ دارون مین
اس بیچک سے نہایت خجل ہوئے اور انکا بل نکلنے کیطرح نکل گیا اور اُن چورون مین جو کوئی بد اعمال پا وہ غلام
چرخ کی شکل کے تہے اُس مار و ہاڑ سے اُنکی ہاتھ پاؤن ایترن ہو گئے فقط ایک مجبور زیر چرخ کہن نے شیخ سعدی
کا یاد رکھہ یہ سخن + عالم آن بہ کہ باعمل باشد - ورنہ زنبور بے عسل باشد +

حکایت ایک امیر صاحب توقیر کا اسباب توشہ خانے سے گم ہوا قاضی نے دانائی سے پیدا کیا

حاکیان دزد معانی اور راویان عسس زبانی زبان سحر بیان سے یون بیان کرتے ہین کہ ایک امیر صاحب توقیر
کا کچھہ اسباب انتخابی توشخانے سے چوری ہو گیا تھا صاحب خانہ نے ہرچند تلاش بے قیاس کی مگر کہین سراغ مثل
چراغ روشن نہوا کہ اُن لوگون مین کسی نے یہ اندبیر کیا قصہ کوتاہ یہ قضیہ قاضی شہر علامہ دہر کے آگے رجوع ہوا قاضی مرد
ریاضی تامل بسیار ایکبار اندرون خانہ جاکر کئی چھڑیان برابر تراش کر باہر لے آیا اور یون حرف زن ہوا کہ ان چھڑیون کو
ہر ایک خادم اور ملازم اور صاحب خانہ اپنے اپنے گھر لے جائے مگر وقت سحر بے خطر ان چھڑیونکو میرے پاس بلا وسواس
لے آئے کیونکہ چھڑی کا خواص خاص ہے کہ دزد نامرد کے پاس ایک انگشت بڑھجاتا ہے اور شاہ عالی جاہ کے پاس
برابر رہتی ہے اس دلیل ستوار اور عمل پائدار سے مجکو چور منہ زور اور سادہ بے گناہ خوب ثابت ہو جاتا ہے چنانچہ
اس عمل بے خلل سے بارہا چورونکو زیر چوب کہینچا ہے یہ گفتگو قاضی نیک خو کی سُنکر ہر ایک نے ایک ایک چھڑی اُٹھائی
اور اپنے اپنے گھر کو راہی ہوا مگر جس شخص نے جوانمردی سے دزدی کی تھی وہ گھر مین جاکر دل مین کہنے
لگا اگر یہ چھڑی میرے پاس بلا وسواس زیادہ نکلی تو بڑا غضب پر تعب ہوگا اس سے تو اس چھڑی
دزد فاش کو ایک انگل تراش ڈالئے تو خوب ہو تا کہ ہم چشمون مین انگشت نما نہوتے

اس بیش بندی اور عقلمندی سے اُس دزد نامرد نے اُس چھڑی کو چھری سے ایک انگل کاٹ ڈالا وشت سحر بے خطر دزد اشد اُس چھڑی کو قاضی مرد ریاضی کے آگے خوشی خوشی لیگیا الغرض قاضی نیک طینت صاحب فراست نے جو اُن سب چھڑیون کو گزدانائی سے پیمایش کیا تو ایک پور اُس چور مُنہ زور کی چھڑی کم نکلی قاضی نے اُس چور دست دراز کو اشارہ انگشت سے سب مین انگشت نما کیا اور ہاتہ پاؤن باندہ کے ایسی کنت پائیان لگوائین کہ اپنی کوتاہی کا قائل ہوکے دست بستہ آنکہہ چراکر کہنے لگا کہ بس اب مجھے زیادہ ہجتمون مین رسوا کرین مین تمہارا مال و اسباب بے حساب حاضر کرتا ہون قطعہ آخر کار اسنے لاکے شتاب صاحب خانہ کو دیا اسباب ۔ منصفی چاہتی ہے یون مشہور ۔ جیسے قاضی نے کی بعقل و شعور

حکایت دو شخص جو سر باز سیر بھر بدن کا گوشت بازی بدکر کہیلے ان مین سے ایک نے بازی جیت کر شرط طلب کی دوسرا اپنے گوشت کے عوض زر دینے لگا اسنے قبول نکیا قاضی نے دانائی سے اُسے مفت خلاصی دلوادی کچھ دینا نہ پڑا ؁

میر بساطان حکایت کہن اور قمار بازان روایات انجمن بساط فرش طراز نگین پر یون تحریر کرتے ہین کہ دو شخص بازی جو سر بدکر کہیلے کہ جو مقامر شاطر بازی بجا نبازی جیتے وہ سیر بہر گوشت مع پوست بدنکا اتارلے شعر انہون نے عرض کر کے عہد استوار ۔ عجب طرح کی بدی یہ جیت ہار ✦ الحاصل اُن مین سے ایک عزیز باتمیز بازی رازی ہارا اور دوسرا شخص بخوشی و خرمی اُس سے اپنی بازی کا طلبگار ہوا تو وہ غریب بے نصیب اس بازی جانبازی سے پہلو تہی کر کے گوشت اعضا کے عوض مبلغ خطیر اور تحفہ بے نظیر دینے کو حاضر ہوا لیکن اس عزیز ناچیز نے ایک اثار گوشت مع پوست کے سوا کسی شے پر خیال نکیا شعر عجب طرح کا تہا یہ قصہ وہان ۔ کہ حیران تہے جس سے خرد و کلان ✦ القصہ یہ قصہ رفتہ رفتہ قاضی شہر شریف کے سامنے رجوع ہوا اُس قاضی شرع متین صاحب تمکین نے کہا اے قصاب خصال اے خام خیال اس ضعیف لاغر تن کے بدن کے گوشت کا خواہان نہو اس کے عوض در اور دنیا جو بخشے درکار ہون اس عزیز ناچیز سے لے اور رنج و محن سے فرصت دے غرض ہر چند قاضی دانشمند نے اُس کو سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا بقول شیخ سعدی شیرازی کے اشعار آہنے راکہ موریانہ بخورد ۔ نتوان برد از وے بصیقل زنگ ✦ باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ ۔ نرود میخ آہنی در سنگ ✦ آخر کار ناچار قاضی نے کہا اے عزیز با تمیز اگر اسکا گوشت اعضا تیرے لینے کی مرضی ہو تو خیر بسم اللہ لیکن ایک آثار گوشت کے سوا اگر ایک ماشہ زیادہ تو لیگا تو تیری بوٹیاں کاٹ کاٹ کر چیلون کے حوالے کرونگا یہ کلام بدانجام قاضی مرد ریاضی کا ڈ نا فرجام سنکر گویا ہوا کہ اے قاضی اس امر پر مین راضی میرا خدا راضی کہ اس کا گوشت مع پوست لینے بجل کیا

ابیات اور جواب اس سے مین کرون تکرار - تو مجھے کیجئے ذلیل اور خوار + مین نے بازی تمام ہر پائی -
پھر کو دیگانہ ایسی رسوائی + الغرض قاضی نے اُسے مجبور - خوب راضی کیا بزور شعور +

حکایت ایک شخص نے جواہر کا صرّہ مہر کر کے قاضی کو سپرد کیا اور قاضی نے اس مین خیانت کی بادشاہ نے فراست کاملہ سے دریافت فرماکر جواہر خاص مالک کو دیا اور قاضی کو نادم کیا

جوہریان اور مقومان تیز زبانی یہ حکایت آبدار اور روایت رشک دُرّ شہوار رشتۂ بیان مین یون
پروتے ہین کہ ایک شخص دانا دل اور یگانہ عاقل چند عدد جواہر زواہر ایک کیسے مین سربمہر کر کے
قاضی لا معنے کے روبرو لے گیا اور گہر ہائے سخن کو رشتۂ بیان مین یون پرونے لگا کہ اے لعل بے
بہا کے کان دیانت وائے صدف بیہائے کان امانت ابیات مجھے بے ریا نیک طینت سمجھ
مجھے باخدا نیک خصلت سمجھ + ضرورت سے ہے مجکو عزم سفر - مین لایا ہون رکھنے کو کچھ تیرے گھر +
سفر سے مین جیتا جو پھر آونگا - تو اپنی امانت یہ لے جاونگا + ہوئی گر وہان ہستی میری تمام -
تو یہ مال تیرا ہے اے نیکنام - یہ کلام نیک انجام قاضی استماع کر کے یون گویا ہوا کہ اے عزیز باتمیز
کیا مضائقہ مصرع در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست + عرض بعد قیل وقال اس نیک خصال نے
وہ جواہر زواہر سپرد کر کے عزم سفر کا کیا اور ادہر قاضی پاجی نے وہ جواہر بیش قیمت اس کیسہ سربمہر
کو پارہ کر کے نکال لیا اور اس کی عوض دروغ گو نے جواہر قلب سے اس کیسہ سربمہر کو پر کر دیا اور ایک رفوگر
یکتائے زمانہ یگانہ کار کو بلوا کے رشتۂ بیان سے پارہ سخن کو یون رفو کرنے لگا کہ اے دانشمند خطۂ کشمیر
وائے خردمند روشن ضمیر اس کیسہ سربمہر کو ایسا رفو کر دیجے کہ اصلا کسی پر افشا نہو اس کا انعام اے
نیک انجام جس قدر طلب کریگا حاضر کرونگا غرض کئی ہزار دینار اس کی اجرت ٹھہرا کر اس رفوگر بے خطر
نے اس مشکل کار زو اس کیسہ کو کیا کہ اگر ہزار بینا چشم غور سے ملاحظہ کرے لیکن ممکن عقل نہین جو اُس رفو
کے رشتے کو پائے المدعا وہ کیسہ سربمہر اس شکل سے درست اور چسپت کر کے رفوگر نے قاضی کے حوالے
کیا اور اُسکا اجور اپورا دست بدست لیکر وہان سے تیز پا ہوا القصہ بعد انقضائے چند ایام وہ
نیک انجام سفر سے آکر جو اپنی امانت کا طالب ہوا تو اُس قاضی پر دغل بد عمل نے وہ کیسہ سربمہر حوالے
کیا اور اُس عزیز نے اپنے گھر مین جو کیسہ کھولا تو وہ جواہر زواہر پتھر نظر آیا یہ ماجرائے عجیب وغریب وہ
عزیز باتمیز ملاحظہ کر کے قاضی کے قریب گیا اور یون کہنے لگا کہ اے قاضی پاجی یہ تو نے کیا تغلب بیجا
غضب کیا تو وہ قاضی پاجی کہنے لگا کہ اے عزیز باتمیز تو مجکو بدزدی و دغابازی کیون متہم کرتا ہے

مثنوی میں نہیں واقف امانت سے تری - لوگ واقف ہیں دیانت سے مری - جس طرح کا مجکو کیسہ دے گیا + ویسا ہی تو نے مجھسے آکر لے گیا + مجکو زر لینا جو نا قہر کا - تو میں تھا قاضی تمامی شہر کا + جسطرح جی چاہتا کرتا وہ بات - مال و دولت جس میں آتی میرے ہاتھ + غرض قاضی نے اُس لعل بیش قیمت کو گفتگوئے دروغ سے تقلیب کر دیا وہ عزیز ناچار ایک بار اکبر بادشاہ عالیجاہ کے پاس جاکر مستغاثی ہوا بعد دریافت حال پر اختلال شاہ گیتی پناہ نے کہا کہ اے عزیز با تمیز وہ کیسہ جواہر غلط کا میرے پاس بلا وسواس چھوڑ جا اور چند روز دل افروز کے بعد پھر تو یہاں آنا تیری داد ناشناد ملیگی اپنی خاطر فاتر جمع رکھہ اس کلام صدق نظام سے بادشاہ عالم پناہ نے اُس کو بصد بشاشت رخصت کیا مگر جس مسند زرنگار رشک بہار اعجوبہ کار پر مسند نشین تھا اس کو قریب حاشیہ بادشاہ عالیجاہ نے چاک کر دیا اور برائے شکار فرحت آثار طرف کہسار و مرغزار سوار ہو گیا اور ادہر فراش خوش معاش نے چاہا کہ مسند زرنگار رشک بہار کو آراستہ کرے تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ مسند زریں رشک چمن حاشیہ کے تزیں قدرے چاک ہے دیکھتے ہی اس واردات عجائبات کو فراش بشاش کی آنکھوں میں بے حواسی کے پردے پر گئے اور یوں دل میں کہنے لگا کہ اگر اس مسند کے چاک سمجھنا کا بادشاہ عالم پناہ پر پردہ فاش ہوگا تو مجکو مارے میخچونکے فرش کر دیگا اس احوال پر اختلال سے اُس فراش پر تلاش نے جو اپنے دوستدار جو بیدار کو مطلع کیا تو وہ بیباک صاحب ادراک کہنے لگا اے برادر بیجان برا بہ یہ راز پوشیدہ اگر اور کسی پر افشان نہیں ہے تو خاطر شاطر جمع رکھہ اس شہر مینو چہر میں ایک رفوگر کامل و عاقل ایسا ہے کہ تیر شکاف خوب اسکے دست شفقت سے رفو ہو جائیگا یہ کلام وہ نیک انجام اُس کی زبان سے سنکر وہ مسند زریں رفوگر کے قریں لیگیا اور یوں گویا ہوا کہ اے نادرہ کار سلیقہ شعار التجا تیری خدمت فیضدرجت میں رکہتا ہوں اُسکو با جابت قبول کر اور سکا جو اجر ہوگا اُسکو بانصاف تیری خدمت فیضدرجت میں حاضر کرونگا الغرض اس صاحب ادراک بیباک نے اس چاک مسند کو جیسا چاہیئے ویسا ہی رفو کر دیا کہ اُس فراش خوش معاش کی عقل رفو چکر ہو گئی قصہ مختصر وہ فراش خوش قماش مسند زرنگار رشک بہار کو اُسی روش سے آراستہ کر کے خاموش ہو رہا لیکن اکبر بادشاہ عالم پناہ نے جو مسند پارہ کو دوبارہ درست اور چسپت پایا اُس فراش عیاش کو بلوا کے ارشاد کیا کہ راست راست کہہ اس مسند زریں رشک چمن کو کس رفوگر نادرہ کار سلیقہ شعار نے درست کیا یہ سخن لرزہ فگن بادشاہ عالیجاہ کا فراش بے حواس سنکر ترسان و لرزان ہوا بادشاہ عالم پناہ نے بہ تشفی تمام یہ کلام کیا کہ اے پر ہراس بے حواس نہو یہ جائے خوف و خطر نہیں ہے برائے مصلحت نیک

اس مسند زرنگار اعجوبہ کار کو مینے پارہ کیا تھا یہ کلام نیک انجام فراش بے حواس سے جو گوش زد ہوا تو حواس گم
بجا کر کے اس رفوگر بے نشان کا نشان دیا غرض بادشاہ ظل اللہ نے اس رفوگر نادرہ کار کو طلب فرما کے وہ کیسہ
دکھلایا اور یون حرف زن ہوا کہ یہ کیسہ سربمہر اے روسیاہ تیرے ہاتھ کا درست کیا ہے سچ کہدے وگرنہ تیرا گوشت
مع پوست پارہ پارہ کردن گا آخر کار بخوف شاہ نامدار اس رفوگر پرخطر نے کہا واقعی اس کیسہ مین رفو بصد آرزو
غلام ناکام نے قاضی شہر کو کر دیا تھا اس بات مین مو برابر تجاوز و تفاوت نہین ہے حاصل کلام بادشاہ عالیمقام
نے قاضی شہر کو طلب فرما کے یون ارشاد کیا کہ اے قاضی پاجی تجکو صاحب دیانت اور مرد بے خیانت سمجھکر
مینے قضیہ ہائی شہر کی قضات دی تھی اور تجھ سے یہ فعل سرزد ہوا بقول شخصے مصرع جو کفر از کعبہ برخیزد
کجا ماند مسلمانی + مگر اب اس مین خیریت ہے کہ اس عزیز باتمیز کو جواہر زواہر حوالے کردے یہ کلام شاہ عالیمقام
کا قاضی گوش زد کر کے کہنے لگا کہ اے بادشاہ عالم پناہ مینے اس عزیز باتمیز سے جیسا کیسہ سربمہر لیکے رکھا تھا
ویسا ہی سربمہر اس کے سپرد کیا اس سخن پرداز فن پر بادشاہ متبسم ہو کر یون حرف زن ہوا کہ اے قاضی پاجی طینت
بے خباثت جس رفوگر نے اس کیسہ پر رفو کیا ہے وہ خود موجود ہے اس گفتگو روبرو سے قاضی کمال نادم و شرمندہ
ہوا القصہ بادشاہ عالی جاہ نے اس عزیز باتمیز کا جواہر گرانبار قاضی نابکار سے دلوا دیا اور پنڈت خانہ کا قضایا سپرد
کیا اور رفوگر نادرہ کار سلیقہ دار کے دونون ہاتہ کٹوا کر کچھ ایسا تعین کر دیا کہ تا بزیست مع خویش و اقربا خوش
معاش رہے اور عبادت جناب الٰہی سے غافل نہو ابیات جو ایسی عدالت کرے شہریار۔ تو راضی ہے اس سے پروردگار
جو حاکم کرے عدل سے احتراز۔ نہین اس کا مقبول روزہ نماز + یہ حاکم جو ہیچو دین آجکل۔ خدا انکو غارت کرے بے اجل

ایک شخص نے کئی اشرفیان درخت کے نیچے چھپا کر گاڑدین وہان سے کوئی کہود کر لے گیا مالک اشرفی اکبر بادشاہ سے دادخواہ ہوا بادشاہ نے حکمت عملی سے پیدا فرما کر مالک کو دلوا دین

زرگران فصیح زبان اور سیمبران ملیح بیان یہ حکایت پر فصاحت قرطاس طلائی پر بشوک قلم ضرب المثل اس روسے
رقم کرتے ہین کہ ایک عزیز خسیس کہوٹی قسمت نے کچھ اشرفیان اکبر شاہی صحرائی بے پایان مین زیر درخت پنہان اور
پوشیدہ رکہین تھین مگر اس جا کو وہ بد طینت بے حیثیت گاہے گاہے دیکھہ آیا کرتا تھا قضائے کار دست چرخ
کجرفتار ایک روز کوئی دست چالاک ان اشرفیون کو اس چلن سے وہان سے اڑا لے گیا کہ اصلا کسی پر
افشا نہوا اور یہ نامعقول اپنے معمول سے جو کیا دیکھتا ہے کہ وہ اشرفیان پنہان سب کی سب غائب
ہین عزیز خسیس کثیف نہایت جلا بہنا بقول شخصے و وھم اگلے کے دن پاچیے گئے بر سے
کبوتر ہیت + اب پچتائے کیا ہوت جب چڑیان چگ گئین کہیت + الحاصل یہ بے دل روتا پیٹتا اکبر بادشاہ

پہالہ فلانے درخت کی بیخ اے شیخ توہی لایا ہے اُس نافہم ناقص عقل نے کہا قرابت شوم بلے شعر
اس جری کی جڑ سے واقف ہوون مگر۔ اُس نہال زر سے مین ہوون بے خبر + یہ گفتگو ہی زرگری ٹکسال
باہر بادشاہ گوش زد کرکے یون گرم سخن ہوا کہ اے جہان کے بیارے اگر اُس درخت کی بیخ و بنیاد سے
تو واقف ہے تو اُس بےگناہ کی اشرفیان حوالے کردیے نہین تو ضرب پاپوش سے سر کی چاندی
گدار ہوجائیگی اور سکہ دزدی سے ہو نکا جائیگا المدعا خوب زدوکوب سے اس مفت پرے وہ اشرفیان
نہان لاکر حاضر کین ابیات سبہی شاہو نکو لائے ہا کور اس دار الخلافہ مین۔ یہی جائز ہے ایوان طریقت اور
شریعت مین + کہ منصف ہو تو ایسا ہو جو عادل ہو تو ایسا ہو + جو عاقل ہو تو ایسا ہو جو عامل ہو تو ایسا ہو

حکایت ایک شخص اپنا مال خوشبو ساز کے پاس رکہکر سفر کو گیا چند روز کے بعد سفر سے آکر اپنا مال اُس سے طلب کیا وہ منکر ہوا ندیا حسب استغاثہ مدعی حاکم شہر نے فراست سے دلوا دیا

راویان معطر مشام اور حاکیان معنبر کلام یہ حکایت پرنکہت صفحۂ صندلی پر کلک عود عام اور سیاہی مشک فام
سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک شخص نیک خصلت فرشتہ طینت نے ایک خوشبو ساز دغاباز کو صاف دیانت
بے خیانت جانکر اپنا مال بیزوال سپرد کیا اور برائے سیر کسی شہر کو راہی ہوا بعد انقضائے چند ایام اس نیک انجام
نے سفر سے آکر اپنا مال بیزوال طلب کیا تو وہ دغاباز ناساز نال مردم خور منہ زور کہنے لگا کہ اے
عزیز بے تمیز کچہ وحشی خبطی ہوگیا ہے جا فصد لے ان باتون مین خون کی بو آتی ہے مجہہ سے کلام پر
اہتمام نکر کوئی تیری سند کا گواہ اور شاہد بہی ہے جو ناحق بہتان بے نشان لو کرتا ہے یہ ماجرا
حیرت افزا اُس کے قرب وجوار اور یار غمخوار سنکر کہنے لگے کہ اے عزیز بے تمیز تیرا اہتمام
اُس نیک انجام پر کفایت نکرے گا کیونکہ یہ شخص **مثنوی** دیانت متانت مین مشہور ہے
یہ خود مال دنیا سے معمور ہے + جو چاہے کرے روشنی اس کی مانند۔ چہپا ہے کہین خاک ڈالے سے
چاند + جو تو اس سے ناحق کو لڑیجائیگا + تو اپنے کئے کی سزا پائیگا + یہ گفتگو عربدہ جو اُسکے ہمسائے
کی سنکر وہ عزیز باتمیز خاموش ہوگیا دو روز کے بعد حاکم شہر کی ڈیوڑہی پر جاکر مستغاثی ہوا اس حاکم
عادل زمان نے پوچہا کہ اے عزیز باتمیز کچہہ اس کی سند ہے نادار یو نوشت وخواند بہی رکہتا ہے یا
نہین وہ خود گم کردہ جواب دہ ہوا کہ اے حاکم جہان وائے عادل زمان سوائے ذات خدا کوئی
امر کا گواہ حسب دل خواہ نہین ہے مگر اس قول پر شاکر ہون بقول نظامی رحمۃ اللہ علیہ شعر
بہ بینم کہ تا کردگار جہان۔ درین آشکارا چہ دارد نہان + اس کا یہ کلام صدق نظام استماع کرکے

حاکم وقت نے کہا کہ اے عزیز صاحب تمیز تو بیدل تین روز کامل اُسکی دوکان پر جا بیٹھہ مگر منہہ سے کچھہ نہ بولنا بعد روز سوم اے پرغم میری سواری بعد تیاری اوہر کو وارد ہوگی مین تجکو سلام مسنون الاسلام کرونگا تو علیکم السلام کہہ کر چپ ہو رہنا پہر مین جو کچھہ کہونگا تو جواب وہ نہ ہونا مگر ذرا اپنے سر کو بخطر ہلا دینا کچھہ اس توجہہ سے اظہار کیجیو مین سر سراسر با اثر ہے اور میرے رخصت ہونے کے بعد تو اس سے سوال کرنا پہر وہ جو جواب دے یہ تدبیر پُرتاثیر وہ عادل زمان اور حاکم جہان اُسکو سمجہا کے کاروبار ملکی اور مالی مین سرگرم ہوا اور یہ عزیز صاحب تمیز بصورت وحشیانہ گم کردہ آشنایانہ اُسکی دوکان پر بہتان مین آ بیٹھا لیکن کچھہ سوال مال درمیان نہ لایا تین شبانہ روز کامل کے بعد ایکباری حاکم شہر پر قہر کی سواری ممدو ہوئی المدعا جسوقت وہ حاکم جہان عادل زمان وہان اُس بے نصیب کے قریب آیا ایکبار اسپ باد رفتار کو استادہ فرماکر رسم سلام مسنون الاسلام بجا لایا اس عزیز صاحب تمیز نے علیکم السلام کہہ کر حسب فرمودہ حاکم زمان مہر خاموشی سے اپنے لب کو آشنا نہ کیا اور وہ حاکم جہان اور عادل زمان یون حرف زن ہوا کہ اے بیرپائے زمان وائے نا آشنائے جہان تو میرے پاس بلا وسواس گاہے گاہے بھی نہین آتا اور نہ کچھہ اپنا حال پُرملال مجہپر افشا کرتا ہے اس کا کیا موجب اور کیا سبب ہے یہ سخن پُرفن حاکم سے سُنکر وہ عزیز جواب وہ نہ ہوا مگر سر کو ذرا جنبش دیکر چپ ہو رہا خیر وہ حاکم زمان تو برائے سیر شہر غدار و باغ رشک بہار کیطرف کو تشریف فرما ہوگیا اور اُس عزیز با تمیز نے ایک دو گھڑی کے بعد پہر اُس خوشبو ساز دغاباز سے یہ کہا کہ کیون بہائی ہمارا مال نہ دوگے تمہاری یہی مرضی ہے تو خیر اچہا مگر اس کا نتیجہ بُرا ہے مثل مشہور ہے مصرع جو ستائے گا کسیکو وہ ستایا جائیگا + یہ گفتگو وہ بدخو سنکر دلمین کہنے لگا کہ یہ حاکم عالیمقدار کا یار غار ہے اگر اس سے اپنا ذکر کریگا تو ناحق حرمت مین بٹہ آجائیگا اور زر کا زر دینا پڑیگا تو وہ مثل اصل ہو جائیگی مثل کہ لاحی کی لاحی دی اور بانس کے بانس کہائے اس سے بہتر یون ہے کہ بقول شیخ سعدی شیرازی مصرع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی یہ تدبیر پُرتدویر سوچکر کہنے لگا کہ اے عزیز با تمیز تونے جسوقت مجکو اپنا مال سپرد کیا تہا کوئی شخص اور بہی میرے قریب تہا یا میرے ہی تیرے یہ معاملہ درپیش ہوا تہا مجکو ٹہیک ٹہیک پتہ دے شاید فراموش ہوگیا ہو کیونکہ مثل ہے اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ غرض اُس عزیز نے جب تمام وکمال پتہ دیا تو وہ دغاباز ناساز یون گویا ہوا کہ ہان راست راست کہتا ہے مجکو بھی یاد آیا تیرا مال بیردال حاضر ہے لیجا ابیات غرض اُس نے جلدی سے لاکر تمام + دیا مال اُس شخص کو وام وام + ہون ایسے عادل جو اے مہربان + تو معلوم ہو بود و باش جہان + جو حاکم عدالت سے غفلت کرے + تو سارا جہان اُس پہ لعنت کرے + جو عادل ہین انکو تو جہہو رسب + دعائین بہل دیتے ہین روز و شب

حکایت ایک ساہوکار کی امانت لیکر قاضی منکر ہو گیا اور علی مردانخان وزیر ہندوستان سے داد خواہ ہوا نواب موصوف نے حکمت عملی سے امانت قاضی سے لوا کر راضی کیا

قاضیان شرع متین اور مفتیان پیشوائے دین صفحہ انصاف پر کلک جگر شگاف سے یون تحریر و تسطیر کرتے ہین
کہ ہندوستان جنت نشان مین ایک ساہوکار مالدار اس قدر زر وافر رکھتا تھا کہ شاید سپہر بھی صندوقچہ کہکشان
مین استنے انجم نہ رکھتا ہوگا کہ ایک روز بآہ جگر سوز اسکی عورت نیک خصلت نے مشورہ عاقبت اندیشی سے کہا
کہ اے کان دولت وائے معدن حشمت اس دولت ناپائیدار مستعار کا کچھ بھروسہ نہ رکھ بقول میر حسن شعر
یہ دولت کسی پاس رہتی نہین۔ سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین۔ اس سے یہ بہتر ہے کہ کچھ اشرفیان خفیہ کسی صاحب
دیانت اور مرد بے خیانت کو سپرد کر دے کسواسطے کہ زمانہ کی پستی اور بلندی ہر بشر کے در پیش ہے اگر خدانخواستہ
اس روزگار ناپائیدار کا دیوالہ نکل جائیگا تو پھر اوقات بسری میری اور تیری کہان سے ہوگی اسواسطے کہتے ہون کہ
اگر کچھ کہین رکھا ہوگا تو وہان سے زر نقد تھوڑا تھوڑا لینا اور اخراجات لابدی مین صرف کرنا بھلا قوت لایموت سے تو
سیر رہین گے کیونکہ بقول میر حسن شعر سدا عیش دوران دکھاتا نہین۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین۔ یہ مشورۂ نیک
وہ ساہوکار بحالی وقار پسند خاطر کرکے ایک لاکھ روپیہ کی اشرفیان اکبر شاہی رات کو قاضی شہر کے قریب لیگیا
اور یون گویا ہوا کہ اے قاضی شرع متین و اے رہبر دین تجھکو صاحب دیانت اور مرد بے خیانت جانکر یہ مبلغ
خطیر تیری خدمت فیضدرجت مین لایا ہون اس امانت کو اپنے صندوق دیانت مین رکھ چھوڑ جسوقت مجھکو برائے کار
ودر کار ہوگا لیجاؤنگا یہ کلام وہ قاضی نافرجام سنکر کہنے لگا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست۔ کرم نما و فرود آ
کہ خانہ خانۂ تست۔ غرض وہ ساہوکار عالیمقدار وہ اشرفیان پنہان قاضی کو سپرد کرکے گھر مین آ بیٹھا بعد
انقضائے چند سال اس نیک اعمال کا وہ سب مال دست گردش گردون دون اور پیش پائے
افلاس بے قیاس سے پامال ہو گیا تھا کہ نان شبینہ تک وہ دل افروز محتاج رہنے لگا آخر کار
زوجۂ ساہوکار با دل زار یون کہنے لگی کہ اے گرفتار الم وائے پامال جور و ستم وہ اشرفیان
پنہان جو قاضی کو سپرد کی تہین وہ کس دن کیواسطے رکھی ہین جا کر تھوڑی سی لے اور کار و بار ضروری مین
صرف کر یہ گفتگو اپنی جورو نیکخو کے سنکر ساہوکار قاضی شہر کے پاس گیا اور نقد سخن کو درج دہن سے
نکالکر محک امتحان قاضی پر کس کر کہنے لگا کہ اے قاضی مرد حقانی اس امانت معلومہ سے ایک سو اشرفی مجھے
دست تہی مین دیجئے تا کہ کچھ اجرائے کار ضروری سے فراغت پاؤن یہ کلام وہ قاضی بد انجام استماع کرکے کہنے
لگا کہ اے ساہوکار تجھکو خیر تو ہے کیسی اشرفیان اور کیا بکتا ہے یہ باتین کھوٹی مار کھانے کی نشانی ہین

یہ سخن دلشکن قاضی پاجی سے سُنکر وہ ساہوکار دلفگار با دیدہ گریان اور بسینہ بریان گھر مین آ بیٹھا ایک روز
کے بعد اُس احوال پُر اختلال کی عرضی نواب علی مردانخان کو گذرانی نواب موصوف نے اُسکا احوال کما حقہ
دریافت کیا یون اُس ساہوکار کے کان مین گوش زد کیا کہ اس بات کو ہرگز کسی کے گوش گذار نہ کرنا کیونکہ دیوار
ہم گوش دارد انشاء اللہ تعالی چندروز کے بعد تیری اشرفیان بکمشت تیرے ہاتہہ آئینگے اس کلام فرحت انجام سے
ساہوکار کو بصد بشاشت رخصت کیا اور نواب موصوف نے دو چار روز کے بعد قاضی کو بصد اشتیاق برائے
ملاقات اپنے گھر مین بلایا چندکلام فرحت انجام کے بعد نواب موصوف نے خلوت کر کے قاضی سے کہا کہ اے زینت مسند مین
داے حکم شرع متین تیری خدمت فیضدرجت مین یہ عرض ہے کہ ہم لوگ ہمیشہ عتاب شاہی مین گرفتار رہتے ہین
خدانخواستہ ہمسے کوئی تقصیر صغیر وکبیر سرزد ہو جائے اور بادشاہ جمجاہ اسکے مواخذہ مین ہمارا گھر بار ضبط کرے تو پہر
ہماری زیست کیا جانے کیونکر بسر ہو اور ہمارے بعد نہین معلوم بال بچون کا کیا حال ہو جائے اسواسطے یہ مصلحت
دلپذیر خیال مین گذری ہے کہ میری نو لاکھہ روپیہ کی اشرفیان اپنے پاس بلا وسواس رکھہ چھوڑ اور اپنی مہر خاص
سے یہ نوشتہ کر دے کہ یہ مال بنیرہ آل علی مردانخان کے عیال و اطفال کا ہے جسوقت وہ چاہین لیجائین کسواسطے
شعر کہ اس گلشن جانگداز کی بہار نہین اک وتیرے پہ لیل و نہار یہ کلام وہ قاضی نافرجام سُنکر کہنے لگا کیا
مضائقہ میرا مکان ویسا ہی حاضر ہے جسطرح آپ فرمائے بجالاؤن نواب موصوف نے فرمایا کہ بالفعل تو تہخانے
بنوانیکی تدبیر کیجئے اُسکے بعد وہ زر خطیر بتدبیر حاضر ہوگا غرض قاضی بیوقوف نواب موصوف کے فقرہ مین آکر ویسا ہی
مکان تہخانہ بے نشان کی طیار کرنے لگا الحاصل بعد طیاری مکان مذکور قاضی بیشعور نے نواب موصوف کو یہ
رقعہ لکہا کہ بموجب ارشاد عالی مکان امانت اور ایوان دولت طیار ہوا اب بیخوف وخطر اُس مصلحت معلومہ کو
عمل مین لائیے نواب موصوف نے اُسکے جواب مین یہ کلام نیک انجام رقم فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی ایکدو روز مین
بساعت سعید زنانی سواریون کے حیلہ سے وہ اشرفیان خدمت شریف مین پنہان حاضر ہوتی ہین لیکن ایسے
نبدہ نواز یہ راز کسی پر افشان نہو ادہر تو نواب موصوف نے یہ رقعہ قریب آماوہ اُس بے حقیقت کو لکھکر بھیجا اور
ساہوکار دادخواہ کو طلب فرما کے یون ارشاد کیا کہ تو فردا اپنا مال اُس بداعمال سے طلب کرنا اور یہ کہنا کہ اگر
تو مال میرا الحال نہ دیگا تو مین تیری نالش کی عرضی علی مردانخان کی وساطت سے بادشاہ عالیجاہ کو گذرانونگا
اُس کلام نیک انجام سے وہ بدگمان ولدالزنا تیری اشرفیان مقرر دیگا اسمین مطلق فرق نہین غرض وہ ساہوکار
دلفگار حسب ارشاد نواب علی مردانخان اشرفیان لینے کو اُس قاضی پاجی کے قریب جاکر وہی کلام عبرت انجام
درمیان لایا قاضی اپنے دلمین سوچکر کہنے لگا اگر اسکے لاکہہ روپیہ کی اشرفیان مین آجکل کے درمیان
نہ دونگا تو نو لاکہہ روپیہ کی اشرفیان علی مردانخان کی بکمشت میرے ہاتہہ سے مفت جا ئینگے ؎

حرکار کو عیز از افسوس کچھہ ہاتھہ نہ آئیے گا یہ دلمین سوچکر قاضی نے ساہوکار دلفگار کو سب اشرفیان
حوالہ کین اور کہا برائے خدا یہ راز مخفی کسی پر افشان نہ ہو کیونکہ میری پاس قضایت کی خدمت بہت
نازک ہے اُسکے بعد وہ قاضی پاجی نواب موصوف کی اشرفیان کا منتظر رہا آخرکار وہ مثل ہوئی
مثل دو دبدہا مین دونون گئے مایا ملے نہ رام + بقول شخصے کہ ہاتھہ کی بھی ٹر خو کھوئی + ابیات
سچ ہے مہجور حق دار کا + خدا حق دلاتا ہے یون بار ہا + کسی کا کوئی گر کرے حق تلف + تو کرے وہ دنیا سے نا خلف

دو شخصون نے اپنا مال ایک پیرزن کو سپرد کیا اور چلے گئے بعد چند روز کے انمین سے
ایک نے آکر اپنے شریک کو مردہ ظاہر کیا اور وہ مال پیرزن سے طلب کیا چند روز کے بعد
دوسرے شریک نے آکر اُس پیرزن سے مال طلب کیا قاضی نے اُس شخص کو مقتول کیا ٭

راویان فطرت اساس ورحاکیان تہمت شناس یہ حکایت پر ندرت بنوک قلم یون رقم کرتے ہین کہ
دو شخص کچھہ زر نقد ایک پیرزال نیک خصال کو سپرد کرکے یہ کہنے لگے کہ جسوقت اے نیکبخت ہم دونون
ہم تیرے پاس بلا وسواس آئین تو اپنا مال پیرزال لیجائین شعر باین عہد و پیمان وہ دونون
جوان + ہوئے پاس سے پیرزن کے روان + بعد انقضائے چند روز ایک عزیز نا چیز ان مین سے
پیرزن کم سخن کے پاس آکر یون گویا ہوا کہ اے پیرزن لاغر تن قسم ہے وحدہ لاشریک کی کہ میرا شریک
مال فی الحال نقد جان لیکر برائے خرید جنس عذاب ملک عدم کو روانہ ہو گیا وہ مال بے زوال دست
بدست مجکو عنایت کر چار ناچار اُس پیرزال نیک خصال نے وہ مال تمام و کمال اُس کے حوالہ
کیا کئے روز کے بعد وہ دوسرا شخص پیرزن کم سخن کے قریب آکر کہنے لگا کہ اے پیرزن خجستہ
پیکر وہ ہماری امانت ہم کو دے تا کہ اپنے کاروبار دنیوی مین مصروف و مالوف ہون یہ
سخن حیرت افگن اُس عزیز با تمیز کا سنکر پیرزال پُر ملال کہنے لگی کہ اے بیٹا تیرا دوسرا بھائی
تیری وفات پر آفات ظاہر کرکے وہ اسباب لے گیا شعر یہ بھی قسمت کی کھوٹ تھی میرے
یون جو مقروض اب ہوئی تیری + غرض وہ عزیز بے تمیز اُس پیرزن کم سخن کا ہرگز شنوا
نہ ہوا یہ سیاست کمال قاضی فرخندہ فال کے قریب لے گیا اور انصاف طلب ہوا قاضی نے
وہ احوال پر اختلال گوش زد کرکے دل مین کہا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیرزن کم سخن بے
تقصیر و بے قصور ہے یہ خیال خیر سگال دل مین کرکے اُس ملعون ذو فنون سے قاضی گویا
ہوا کہ اے عزیز بے تمیز تو اول شرط کیا کر گیا تہا کہ جسوقت ہم دونون شریک تیرے

تیرے پاس بلا وسواس آئین تو اپنا مال بیزوال لیجائین اب اپنی شریک مال بدخصال کو ہمراہ لے آ اور اپنا مال تمام وکمال لیجا تجکو تنہا ایک خرمہرہ اُس بڑھیا سے نہ ملیگا یہ سخن دلشکن قاضی کی زبان سحر البیان سے سُنکر وہ عزیز بے تمیز لاجواب ہوا مثنوی سچ ہے جس کا سخن دروغ ہوا + اُوسکو محفل مین کب فروغ ہوا + فی المثل بات ہے یہ لاثانی + دودہ کا دودہ پانی کا پانی + لیک جمہور ایسے قاضی پر آفرین کہئیے روز شام وسحر + جسنے دانائی اور فراست سے + پیرزن کو بچایا تہمت سے

حکایت ایک شخص ہزار روپئے صراف کو سپرد کرگیا جب سفر سے پھرا اور اپنے روپیہ طلب کئے صراف منکر ہوا قاضی نے فراست ودانائی سے روپیہ دلواکر رخصت کیا

صرافان بازار دلکش معانی اور نقادان عیار خوش زبانی اس حکایت زرریز کو امتحان کی کسوٹی پر یون کہتے ہین کہ ایک شخص نے ہزار روپیہ سکہ حالی رائج الوقت ایک صراف حراف کو بادیانت اور بے خیانت سمجکر سپرد کئے اور آپ برائے کار ضروری بہ مجبوری کسی اور شہر مینوچہر کو سفر کرگیا بعد مدت مدید اور عرصہ بعید وہ عزیز باتمیز سفر سے آکر اُس صراف حراف سے اپنے زر کا طالب ہوا تو وہ دغاباز بدچلن پرفن یہ سخن زبان پر لایا کہ اے رکابی مذہب ایسی کھوٹی باتون سے تو میری دیانت مین بٹا لگانا چاہتا ہے چل دور ہو آگے سے نہین تو ایسا ٹھوکونگا کہ تیری جان تن سے نکلجائیگی اور ضرب پاپوش سے تیرے سر کی چاندی گداز کردونگا مجھہ سے نیارے اور بہروپیے کرارے مین نے ایک سکہ صرافی مین بہت پرکھہ ڈالے ہین بس تیری جھوٹی آنٹ سانٹ کچھہ سود نہ کریگی یہ گفتگو اُس عربدہ جو کی سنکر وہ عزیز با تمیز نہایت جل بھنکر دست افسوس ملتا قاضی شہر کے آگے گیا اور یون دادخواہ ہوا کہ اے قاضی شرع متین دانائے حاکم اوامر دین تیری عدالت کی ٹکسال مین میری محنت اور ریاضت کی درشنی منہڈی نہین سکرتی + شعر جو انصاف اس کا نہ ہم پائین گے + تو جھوٹون سے سچے نہ بر آئین گے + الحاصل بعد دریافت احوال کثیر الاختلال قاضی نے اُس دادخواہ سے کہا کہ اے عزیز باتمیز اس احوال صدق مقال کو اب کسی سے ہرگز نہ کہنا دو چار روز کے بعد تیرے روپیہ اُسکی بے دیانتی کی تھیلی سے نکل آئینگے غرض قاضی نے اُسکو تشفی اور تسلی سے رخصت کیا اور اُس صراف حراف کو قاضی نے خلوت مین بلواکر کہا کہ اے افسر دیانت داران واے تاج سر ساہوکاران تیری شرافت اور نجابت مردمان راست درستی پسند اور رئیسان نیکخو سے کما حقہ ہمپر ثابت ہوئی اسواسطے تکلیف دہ ہوا ہون کہ مین بالفعل اور خدمت پر سرفراز ہوا چاہتا ہون کوئی ایسا رفیق شفیق شریک حال نہین ہے جو لے اپنی نیابت کا

نہایت صاحب دیانت اور ذی لیاقت سمجھکر نائب صاحب تجویز کیا ہی یہ کلام فرحت انجام وہ ناکام نافرجام
خر بیدم شنکر مارے خوشی کے اپنے پیرہن مین گدہی کیصورت پہولا نہ سمایا مگر وہ احمق مطلق یہ نہ سمجھا بقول شخصے
مع آدمیان گم شد ند ملک خدا خر گرفت - ایکبار بے اختیار ہنسکر کہنے لگا بہت خوب دیکھئے مین بہی کیا سر انجام
کار سرکار با تمام تمام کرتا ہون قاضی نے متبسم ہوکے کہا درین چہ شک است الغرض قاضی نے اُس سادہ لوح
کو باغ سبز دکہا کر رخصت کیا اور اُس مدعی ادخواہ کو بلوا کر کہا اُس صراف حراف کے پاس بلا وسواس جا کر کہ اے بد
کردار ناہنجار اگر میرے روپیہ نہین دیتا ہی تو چل میرا اور تیرا انصاف صاف صاف قاضی کے روبرو دو بدو انفصال
پا جائیگا اس گفتگو عربدہ جو سے وہ دغا باز نا ساز تیرے روپیہ بلا تکرار حاضر کر دیگا آخر وہ دلفگار جو اُس صراف
حراف مکار کے پاس جا کر گفتگوئے فریب آمادہ درمیان لایا تو وہ بے ایمان نطفہ شیطان دلمین کہنے لگا کہ اگر
اس سے اب گفتگو و بد وکرونگا یا قاضی کے قریب جاؤنگا تو عدالت کی نیابت مفت ہاتہہ سے جائیگی اس بات
سے تو یون بہتر ہی کہ اسکے روپیہ اس دیجئے کہ کوئی کانون کان نہ جانے یہ بندش دلمین باندہ کر وہ سادہ
لوح کہنے لگا کہ اے عزیز باتمیز اپنی خاطر فاتر جمع رکہہ تیرے روپیہ کل مجکو بہی کہاتہ دیکہنے سے یاد آئی وہ روپیہ بلا
قصور حاضر ہین لیجا مگر مجہہ سے تو یہ قول و قسم کر کہ یہ راز مخفی کسی پر افشا نکرونگا تو ایک ہزار کیا مین دو ہزار روپیہ
دونگا یہ عزیز باتمیز اپنے ہزار روپیے کو رو بیٹہا تہا نہ کہ دو ہزار ملتے ہین بقول شخصے مثل چہری اور دو دو دو
غرض جس طرح اُس بد طینت نے اُسکو کہا وہی بجا لایا بقول شخصے مصرع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز -
سچ تو یون ہے مثل اپنے غرض کو گدہے کو سالا بناتے ہین الحاصل وہ عزیز باتمیز اُن سے
روپیے لیکر قاضی کی جان و مال کو دعائین دیتا اپنے گہر کو سدہارا اور یہہ لعین بے دین دوسرے
روز بہ لیاقت تمام قاضی نیک انجام کے پاس بہ طمع نیابت قضایت گیا قاضی نے معبد تشفی و تسلی
کہا کہ بالفعل تو ابہی میرے کام مین کچہہ تامل اور تساہل ہے وقت روبکاری سواری بہیجکر تمہین بلوا لونگا
یہ کلام قاضی نیک انجام کا سنکر نہایت ملول وہ نامعقول اپنے گہر مین آیا اور دلمین سخت نادم ہوکر
یون کہنے لگا کہ ہائے نیابت کی طمع مین دو ہزار روپیے مفت ہاتہہ سے گئے بقول شیخ سعدی شیرازی
ابیات بخت و دولت بکاردانی نیست - جز بتائید آسمانی نیست - لیکن اے مہجور گر ہے عقلمند
گوش کر تو یہ فریدالدین کی پند - بر تو بادا اے عزیز با مور گر چنین مکارہ باشی بر حذر ؛؛

حکایت دو برادر سفر کو روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین کیسئہ پُر زر مع لعل احمر پایا اُسکے باہم دو حصہ کئے بڑے بہائی نے اپنا حصہ چہوٹے بہائی کو دیکر رخصت کیا

اور کہا کہ میرا حصہ گھر جا کر میری زوجہ کو دینا اور آپ سفر کو کیا چھوٹے بھائی نے زر نقد بڑے بھائی کی زوجہ کو دیا اور پارہ لعل اُڑا لیا اور بھائی سے کہا میں نے تیری زوجہ کے حوالہ کیا یہ قصہ بادشاہ نے فیصل فرمایا ؛

جوہر شناسان کامل فن و رگوہر فروشان تازہ سخن یہ حکایت لعل بے بہا صفحۂ تلا پر یون رقم کرتے ہین کہ دو برادر بجان برابر بحال مضطر سفر کو راہی ہوئے الحاصل پہلی منزل مین وہ اپنے منزل مقصود کو پہنچے بیچ اثنائے راہ مین ایک کیسہ پُر زر معہ و لعل خوشتر اُنکے صدف دست مین آیا اس دولت غیر مترقب کو پاکر چھوٹے بھائی نے کہا کہ اے برادر عزیز القدر حاصل سفر تو بر آیا اب آگے جانے سے کیا فائدہ اپنے غریب خانہ مین چلکر بہ فراغت تمام بعید آرام اوقات بسر کیجئے شعر کیونکہ ایسی رقم لگی ہے ہاتھ - جس سے اپنے کٹے کی خوش اوقات - برادر کلان نے کہا اے بھائی فی الحقیقت ہے مگر مجھکو سیر جہان و کوہ و بیابان کی نہایت رغبت ہے کسواسطے بقول شخصے مثل ان نینون کا یہی لبیکہ - یہ بھی دیکھہ وہ بھی دیکھہ اے برادر عزیز القدر تو گھر مین چل مین بھی چند روز کے بعد آ رہونگا الغرض اُس مال بے زوال کے بڑے بھائی نے دو برابر حصے کرکے کہا اے بھائی دل شیدائی یہ میرا حصہ معہ لعل بے بہا میری جورو نیک خو کو سپرد کر دینا باقی تو اپنے حصہ کا مالک اور مختار ہے یہ گفتگو وہ نیک خو چھوٹے بھائی سے کرکے آپ برائے سیر شہر و دیار و گلزار روانہ ہوا لیکن اس عزیز نا چیز نے بڑے بھائی کا حصہ اپنے بھاوج کو دیا مگر لعل بے بہا اپنے جیب دغا مین چھپا رکھا بعد انقضائے چند ایام وہ نیک انجام سفر سے جو گھر مین آیا تو وہ پارۂ لعل بے بہا نہ پایا تو اپنے جورو نیک خو سے یون ہمکلام ہوا کہ کہ اے یاقوت لب وائے عالی نسب سچ کہہ وہ پارہ لعل بیش قیمت مین نے جو تجھے بھیجا تھا سو کیا کیا یہ سخن حیرت افگن وہ زن منکر یون کہنے لگی ابیات مین نہین آگاہ تیرے لعل سے ؛ ہان مگر نقدی مال سے واقف ہون - سو وہ سب موجود میرے پاس ہے - لعل کیا ہے چیز کیسا اجناس ہے - القصہ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے جو پوچھا کہ اے صدف گوہر وفا وہ لعل بے بہا تو نے کیا کیا اُسکے جواب مین اُسنے کہا تیرا لعل بے بہا تیرے جورو نیک خو کو مین نے حوالہ کر دیا شعر ہے عجب طرح کی یہ تیری پوجھہ - مجھسے کیا پوچھتا ہے اُس سے پوچھہ - یہ کلام وحشت التیام وہ مضطر سنکر کہنے لگا کہ وہ تو کہتی ہے کہ مین سینہ شق مطلق نہین واقف ہون چھوٹے نے کہا دروغ کہتی ہے حاصل کلام باین قیل و قال آپسمین جنگ و جدال ہونے لگی ؛

نہایت صاحب وجاہت

خریدم شکر پارسے خوشبو

ع آدمیان گم شدند یک خدا خبر

کار سرکار با تمام تمام کرتا ہون قاضی

کو باغ سبز دکہا کر رخصت کیا اور اُس نامراد خواہ تو

کردار ناہنجار اگر میرے روپیہ نہین دیتا ہی تو چل میرا اور

یا جائیگا اس گفتگو عربدہ جوسے وہ دغاباز ناساز تیرے روپیہ

حراف مکار کے پاس جا کر گفتگوئے فریب آمادہ درمیان لایا تو وہ

اس سے اب گفتگو و بد و کرونگا یا قاضی کے قریب جاؤنگا تو عدالت کی سیہ

سے تو یون بہتر ہی کہ اسکے روپیہ اس و بے دیجئے کہ کوئی کانون کان نہ جانے

لوچ کہنے لگا کہ اے عزیز باتمیز اپنی خاطر فاتر جمع رکہہ تیرے روپیہ کل مجکو بہی کہاتہ دیکہنے

قصور حاضر مین لیجا مگر مجہہ سے تو یہ قول و قسم کر کہ یہ راز مخفی کسی پر افشا نکرونگا تو ایک ہزار کیا

دونگا یہ عزیز باتمیز اپنے ہزار روپیے کو رو بیٹہا تہا نہ کہ دو ہزار ملتے ہین بقول شخصے مثل چہر

غرض جس طرح اُس بدطینت نے اُسکو کہا وہی بجا لایا بقول شخصے مصرع زمانہ با تو نسازد تو باز

سچ تو یون ہے مثل اپنے غرض کو گدہے کو سالا بناتے ہین الحاصل وہ عزیز باتمیز اپنے

روپیے لیکر قاضی کی جان و مال کو دعائین دیتا اپنے گہر کو سدہارا اور یہہ لعین بے دین دوسرے

روز بہ لیاقت تمام قاضی نیک انجام کے پاس بہ طمع نیابت قضایت گیا قاضی نے بعید تشفی و تسلی

کہا کہ بالفعل تو ابہی میرے کام مین کچہہ تامل اور تساہل ہے وقت روبکاری سواری بہیجکر تمہین بلوا لونگا

یہ کلام قاضی نیک انجام کا سنکر نہایت ملول وہ نامعقول اپنے گہر مین آیا اور دلمین سخت نادم ہوکر

یون کہنے لگا کہ ہائے نیابت کی طمع مین دو ہزار روپیے مفت ہاتہہ سے گئے بقول شیخ سعدی شیرازی

ابیات بخت و دولت بکاردانی نیست - جز بتائید آسمانی نیست - لیکن اے مہجور گر ہے عقلمند

گوش کر تو یہ فریدالدین کی پند - بر تو باید اے عزیز امور گر چنین مکارہ باشی پر حذر

حکایت دو برادر سفر کو روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین کیسہ پر زر مع ولعل

اجہر پایا اُسکے باہم دو حصہ کئے بڑے بہائی نے اپنا حصہ چہوٹے بہائی کو دیکر رخصت کیا

بھائی کی جورو نے اس قصہ کی قاضی سے دادفریاد کی قاضی نے اُن دونون کو طلب کرکے
پوچھا کہ اے عزیز باتمیز تو نے جس وقت اس زن کو پارۂ لعل بے بہا دیا تھا اُس وقت کا کوئی گواہ حسب دلخواہ
رکھتا ہے یا نہین اُس عزیز ناچیز نے کہا اس امر کے شاہد عادل ور واقف کامل دو شخص خاص موجود ہین
قاضی نے حکم دیا کہ اُن گواہون کو حاضر کر غرض یہ ملعون ذوفنون دو شخصون کو کچھہ زر نقد دیکر گواہ قلب
اور شاہد تغلب سچی لعل کو جھوٹا کرنے کو قاضی کے آگے لیگیا وہ دونون لعین بیدین بھی قاضی سے قسمیہ
کہنے لگے کہ واقعی اُس پارہ لال جیب سے نکال کر ہمارے سامنے اسکی جورو کے ہاتھہ مین دیا قاضی کم عقل نے
اُس مدعی سے کہا اے عزیز باتمیز اپنا لعل بے بہا تو اپنی جورو سے لے اور اس سے دست بردار ہو یہ سخن
ودلشکن قاضی کی زبان سے سنکر وہ زن با دیدۂ گریان اور بمژگان خون چکان بادشاہ عالم پناہ سے
دادخواہ ہوئی بادشاہِ عالیجاہ نے کہا اے زن دلشکن اسکا انصاف قاضی شہر سے کیون نہین چاہتی
ہے اُس زن کم سخن نے کہا اے بادشاہِ عالیجاہ قاضی شہر نے میرا انصاف صاف صاف نہ کیا بادشاہ
عادل زمان اور حاکم جہان نے دونون بھائیون اور دونون گواہون کو طلب کیا اور قدرے قدرے
موم کافوری ہر اک کو جدا جدا دیا اور بنرمی یون فرمایا کہ اس موم سے تم ہر اک لعل کی صورت جدا جدا بنالاؤ
غرض اُن دونو بھائیون نے جیسا کہ وہ لعل تھا ویسی ہی صورت بے کدورت بنائی مگر دونون گواہ
روسیاہون نے کبھی لعل کی شکل نہین دیکھی تھی صورت مختلف بناکر بادشاہ کے پاس لیگئے شہنشاہ
عادل زمان نے اُس زن کم سخن کو بھی فرمایا کہ تو بھی ایک لعل کی شکل طیار کر لا اُس زن کم سخن
نے تو کبھی لعل کی صورت نہ دیکھی تھی مگر عقلیہ اُس نے کہا کہ لعل بے بہا نہایت قیمت رکھتا ہے تو
اُسکی بڑی شکل ہوگی باین دانائی ایک چیز واہی تباہی بناکر بادشاہِ عالیجاہ کے قریب لیگئی بادشاہ
عالم پناہ اُس لعل بے بہا کو ملاحظہ فرماکے دل مین کہنے لگے کہ فی الحقیقت یہ زن بے تقصیر
ہے اُس نے لعل کبھی نہین دیکھا تھا لیکن جب گواہون کے لعل تغلبی بنانے پر بادشاہ
جمجاہ نے مارے طمانچون کے منہ لال کرڈالے تو وہ روسیاہ پرگناہ کہنے لگے کہ اے بادشاہ
عالیجاہ ہم نے طمع زر نقد سے جھوٹی گواہی دی تھی شعر واجب القتل ہین خنجر کے سزاوار
ہین ہم + ہان میان سچ ہے کہ ایسی ہی گنہگار ہین غرض بادشاہِ عالم پناہ نے فراست اور
دانائی اور عقل آرائی سے اُس کے چھوٹے بھائی سے وہ پارۂ لعل بے بہا دلوایا مثنوی
یہ انصاف مجھو رجیسا ہوا + جہان مین کسی سے کم ایسا ہوا + حکومت مین حاکم ہو اس
طرح غرق + تو لعل و خزف مین نہ کیونکر ہو فرق + جو حاکم کو اپنا ہی سمجھو بلاؤ

تو جو اور گندم بکین ایک بہاؤ + غرض حاکمون کو بقول حسن + سنا تا ہہین کوئی اتنا سخن + کرو سلطنت لیک اعمال نیک + کہ تا دو جہان مین ہو نام نیک

حکایت ایک زن فاحشہ نے اپنے بیٹے کو مار ڈالکر ایک زن ہمسایہ کے گھر مین گرا دیا اور قاضی سے جاکر استغاثہ کیا کہ فلانی عورت نے میرے پسر تشنک قمر کو مار ڈالا ہی مین قصاص چاہتی ہون قاضی نے دانائی سے دریافت کرکے انفصال کر دیا

عاقلان دوست پرور اور ناقلان دشمن منظر ایک زن پُرفن کی یون حکایت پُر شکایت بیان کرتے ہین کہ وہ نابکار ناہنجار ہمسایہ مان جایا مین ایک عورت نیک خصال سے دشمنی دلی رکھتی تھی عرصہ سے قابو پر کبہی نہ چڑہتی تھی قضائے کار ایک روز رات کو اُس زن پرفن نے شراب ناب پیکر آپ کو اسقدر سرشار کیا کہ اُس نشہ کے عالم مین اپنے پسر جان پرور کو خنجر آبدار سے ذبح کرکے زن ہمسایہ کے گہر مین پہینک دیا اور وقت علی الصباح وہ روسیاہ قاضی کے پاس جاکر اُس عورت خجستہ پیکر پر یون دادخواہ ہوئی کہ اے قاضی شہر میرا فرزند دلبند اس کمبخت نے آہ بیگناہ قتل کیا ہے اگر یہ بھی سیاست سے قتل ہو تو میری تسکین خاطر فاتر ہو نہین تو اے قاضی مین اپنا بھی جوہر تیرے سامنے ظاہر کرون گی اور بروز محشر قاضی الحاجات کے سامنے مین گریبان چاک تیری دامنگیر ہونگی یہ کلام اُس بدانجام کا سُنکر اول زن ہمسایہ کو خلوت مین لیجا کے قاضی نے یون زبان کو سخن سے آشنا کیا کہ اسے عورت نیکبخت راست راست کہہ نہین تو واللہ باللہ تیرے بدن کی بوٹیان کاٹ کاٹ کر چیل اور کوون کو کہلوا دونگا یہ گفتگو قاضی نیکخو کی وہ زن کم سخن گوش زد کرکے کہنے لگی کہ اے قاضی شرع متین واسطے مسند نشین ختم المرسلین قسم ہے اُس خالق جن و انس کی مین نے اُس کے طفل بے گناہ کو آہ نہین مارا یہ مجہپر الزام پُر اتہام ناحق ہے بقول حسن مصرع کہ اُس کا خدا عالم الغیب ہی۔ قاضی نے کہا اسے عورت نیکبخت اگر تو نے اس طفل صغیر کو نخچیر نہین کیا تو میرے سامنے سر تا پا برہنہ ہو جا کہ مجکو صاف صاف دریافت ہو کہ تو اس حرکت سے مبرا ہے یہ سخن دلشکن قاضی سے وہ عورت صاحب عصمت سر بگریبان خجلت کہینچکر کہنے لگی اسے قاضی عیب پوشی گنہگاران واسطے رب ستاران مجکو قتل ہونا منظور مگر مین تیرے حضور تا بہ مقدور بے ستر میرا سر نہ ہونگی غرض قاضی نے ہرچند اُس دردمند کو سیاست سے دہمکایا اور ڈرایا لیکن وہ برہنہ نہ ہوئی غرض قاضی

قاضی نے اُسکو رخصت کیا اور اُس زن فاسقہ سے خلوت مین طلب کرکے کہا کہ اے زن پُرفن تیرا سخن مجھکو باور نہین آتا ہے لیکن میرے روبرو تو سر سے تا پا برہنہ ہو تو البتہ تیرا کلام بانجام مجھکو فرصت ہو اُس زن فاجرہ نے چاہا کہ آپ کو برہنہ کرے وہین قاضی عروار یاضی نے اُس حرکات وسکنات ناشائستہ سے منع کیا اور یون کہا کہ اے زن پُرفن تو نے اپنے بیٹے کو آپ ذبح کیا ہے اس نیکبخت صاحب عصمت کو کیون متہم کرتی ہے غرض کئی کوڑے جو اُس کے سر پر پڑے تو وہ اقرار کنان ہوئی کہ واقعی یہ تقصیر کبیرہ مجھی سے سرزد ہوئی القصہ قاضی نے اُس خجستہ نابکار بدکردار کو دار پر کھنچا تمشو سے تا نہ پھر کوئی ایسا کام کرے ۔ نیک ناموں پہ اتہام کرے ایسی قاضی کو چاہئے جمہور منصفی مین کرے ذرا نہ قصور ۔ اور قاضی جو بددیانت ہو ۔ اسپہ ساری جہان کی لعنت ہو

حکایت ایک شخص سو دینار ایک پیرمرد کو سونپ کر سفر کو گیا اور سفر سے آکر اپنی امانت کا جو طلبگار ہوا تو منکر وہ ناہنجار ہوا مدعی نے پیش قاضی اظہار کیا اُس نے فراست سے انفصال کر دیا

پیران روشنضمیر اور جوانان خوش تقریر یہ حکایت بے نظیر بالائے قرطاس حریر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک جوان مرد مسلمان نے ایک پیرزن حقیر کو صاحب ایمان مرد مسلمان سمجھکر سو دینار سپرد کئے اور آپ براسئے روزگار کسی اور شہر تجارکو راہی ہو گیا مدت پدید اور عرصہ بعید کے بعد سفر سے آکر اُس ساہوکار طمع نے جمع مار سے اپنی امانت طلب کی تو اُس مکار ناہنجار نے اقرار کا ٹاٹ الٹ کر یون کہا کہ اے جوان پُر بہتان تو مجھہ تن حقیر ودلگیر پر کس لیئے سے تہمت کا دہرا باندہتا ہے اسے دیوانے بداعمال یہ تیری آتش سا نش بھی سود نہ کریگی چل دور ہو میرے آگے سے نہین تو ایسا مارونگا کہ تیری مشیخت بھی بہر جاویگی شہر مین نہین واقف تیرے دینار سے ۔ سر پھر آتا ہے عبث تکرار سے ۔ یہ گفتگو عربدہ جو اُس پیر بے پیر کی سُنکر وہ جوان قاضی شہر کے آگے دادخواہ ہوا قاضی مُردار نے اُس پیرزن حقیر کو بلاکر جو پوچھا تو وہ مال مردم خوار منہ زور منکر قاضی شرع شریف نے اُس جوان حیران سے کہا کہ اے عزیز باتمیز تو اسبات کا کوئی گواہ اور شاہد بھی رکھتا ہے یا نہین اُس جوان باایمان نے کہا کہ اس امر کا گواہ حسب دلخواہ سوائے اللہ بالله کوئی نہین چار و ناچار قاضی نے از روئے شرع شریف اُس پیر بے پیر سے کہا اے ضعیف دل نحیف تجہپر قسم واجب ہے یہ کلام قاضی عالیمقام کا سُنکر جوان دل پریشان کہنے لگا اے قاضی منصف مان ولئے عادل جہان اس دروغگو کو قسم کہانے سے مطلق باک نہین ہے ایک قسم کیا یہ ہزار قسم کو شربت القند سمجھتا ہے شعر قسم کا مجھو اُسکے کیا اعتبار ۔ کہ یکتا ہی جہوٹون مین یہ بدشعار ۔ قاضی نے کہا اے جوان عالیشان تو نے

اُسکے صرہ دست مین دیا تھا اُوسوقت یہ کس مکان پر بیٹھا تھا اُس جوان باایمان نے کہا اُسوقت یہ قاطع
الشجر نخل بے ثمر اکیلا ایک کیلا کے درخت کے نیچے بیٹھا تھا قاضی نے کہا اے جوان نادان پھر تو نے کیون اظہار
کیا تھا کہ میرا کوئی گواہ حسب دلخواہ نہین تیرا تو گواہ کامل اور شاہد عادل موجود ہے جا اُس درخت سبز رخت
کو بے آ وہ تیری گواہی دیجائیگا یہ سخن حیرت افگن سُنکر وہ پیر مرد اُسدم متبسم ہوا اور جوان دل پریشان نے
کہا اے قاضی مرد ریاضی درخت نیکبخت یہان کیونکر آئیگا قاضی شرع متین اور حاکم دین نے کہا کہ میری
مہر خاص اُسکے پاس لیجا اور اپنے مہر خموشی کو لب تقریر سے دور کرکے کہنا کہ اے درخت سبز رخت تجکو شہر
کا قاضی طلب کرتا ہے یہ اُسکی مہر خاص میرے پاس موجود ہے اس مہر سے شرع رو کرا ور روسیاہی نہ
دے یہ کلام نیک انجام قاضی سے سُنکر وہ جوان باایمان معہ مہر قاضی اُس درخت کی طرف
روانہ ہوا اُس دل پریشان کے روانہ ہونے کے بعد ایک گھڑی کا تغافل دے کے قاضی نے
اُس پیر مکار ناہنجار سے پوچھا کہ اے پیر روشنضمیر وہ جوان پریشان درخت کے قریب پہنچا ہوگا یا نہین
کیونکہ مجھے اور بھی بہت سے قضایائے ضروری حضوری انفصال کرتے ہین یہ سخن قاضی کی زبان سے
وہ پیر بے پیر سُنکر کہنے لگا کہ اے قاضی مرد ریاضی مثل ہنوز دہلی دوراست۔ ابھی وہ گمراہ اتنا
راہ مین ہوگا یہ کلام اُس بدانجام کا قاضی سنکر چپ ہو رہا ایک دو گھڑی کے بعد وہ جوان دل
پریشان قاضی کے قریب آکر یون گویا کہ زینت مسند دین وائے نائب شرع متین تیرے حکم پر قہر کا وہ درخت
سبز رخت مطلق شنوا نہ ہوا قاضی نے کہا اے جوان نادان وہ درخت تیرے جانے کے بعد خود بخود آکر
گواہی دے گیا یہ سخن حیرت افگن وہ بے پیر سُنکر کہنے لگا اے قاضی مرد ریاضی کوئی درخت پر ثمر تو میرے
روبرو نہین آیا اتنا جھوٹ بولنے سے کیا حاصل اور کیا فائدہ ہے کیا یہ شعر تیرے گوش زد نہین ہوا؛
شعر کسے راکہ گردد زبان دروغ ۔ چراغ دلش را نباشد فروغ ۔ اس کے جواب مین قاضی نے کہا اے پیر
تن حقیر تو سچ کہتا ہے کہ درخت نیکبخت میرے قریب نہین آیا مگر اُس وقت مجکو اُس درخت نے گواہی
سے نونہال کیا کہ جسوقت مین نے تجھ سے پوچھا تھا کہ وہ جوان درخت کے قریب پہنچا ہوگا یا نہین تو
نے اُسکے جواب مین کہا تھا کہ ابھی کیا ذکر ہے پس اگر تو اُس درخت کی بیخ و بنیاد سے واقف نہ تھا تو
یہ کلام نیک انجام تیری زبان سے کیون سرزد کہ ہنوز دہلی دوراست تو یون ہے کہتا کہ مین کیا
جانون وہ درخت سبز رخت کہان سر سبز ہے لیکن اُس جوان باایمان نے تجکو اُس درخت
کے نیچے روپیے دئیے تھے تب تو تیری زبان نادان سے بے ساختہ یہ سخن نکلا کہ وہ جوان تا حال
اُس نہال تک نہ پہنچا ہوگا اب مکر کرنے سے کیا فائدہ مثل ہے مصرع سخن راست بر زبان جاری

اور فی الحقیقۃ ہے کہ دریا کا ہگا منہ پر آتا ہے اے پیر بڈھے پیر تیری اسمین خیریت اور عزت اور حرمت ہے
کہ اُس جوان مرد مسلمان کے سو دینار بے تکرار حاضر کر نہین تو مارے ڈنڈون کے تیرے بدن کا
پوست ادہیڑ ڈالونگا غرض اُس پیر شریر نے اُس جوان با ایمان کی وہ امانت بعد ندامت دے
مثنوی ہے جب ایسے صاحب انصاف لوگ + تو ہر اک کو کیون نہ صراف لوگ + کرین اپنے حرفت
سے رسوائی خلق + عجب طرح کا ہے یہ ایا ئے خلق + جسے یاد ہو کچھ فریبون کی بات + اُسے لوگ
کہتے ہین ہے نیک ذات + جسے ظاہر اکچھ بھی ایمان ہے + اُسے کہتے ہین صاف شیطان ہے +
اسی فکر مین ہائے مجبور اب + بسر اپنی کرتے ہین اوقات سب + رہی ہے تمیزی فی الحاصل + کہ در فکر دنیا و دین

حکایت ایک ساہوکار نے پیری مین دوسری شادی کی اور اُس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اور ساہوکار کے مرنیکے بعد دو بیٹے بھی پہلی بی بی سے تھے اُنھون نے اُس لڑکیکو حصہ دیا اور کہا کہ یہ ہمارا بھائی نہین ہے اکبر بادشاہ نے انصاف سے اُسکو حصہ دلوایا +

نکتہ دانان کامل اور تواریخ دانان قصۂ مشکل قصہ راست و باطل کو بیان عدالت مین یون فیصل کرتے ہین
کہ اکبر بادشاہ کے عصر مین ایک ساہوکار مالدار نے حالت پیری اور ضعیفی مین اور شادی برائے خانہ
آبادی کی لیکن اُسکی اگلی جورو متوفی سے دو پسر رشک قمر موجود تھے غرض اُس کبیر کو جورو مہ رو جوان
پُر ارمان ایسی ملی گویا اُسکے گھر مین قسمت کی بدولت دوسری لچھمی آئی لیکن وہ پیر حقیر اور یہ جوان پُر
ارمان عقدہ ہوا و حرص کیونکر وا ہو غرض وہ پری رخسار غیرت بہار ایک روز برائے تفریح طبع بالائی بام
فرحت انجام قریب شام جو گئی تو اپنے مکان عالیشان کے نیچے کیا دیکھتی ہے کہ ایک جوان ماہ لقا مہر سیما
بیٹھا قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے اِس غم آمادہ دل دادہ کو شوہر کا خوف مطلق نہ آیا بہر صورت کوٹھے
کے نیچے اُتر کر دست بستہ کھڑی ہو کر اُس جوان بے ایمان کے مصحف رو کی تلاوت کرنے لگے غرض وہ
جوان با ایمان بعد تلاوت قرآن مجید اُسکو دیکھکر کہنے لگا اے ہمشیرہ صاحبہ آپکا اُسجا بموجب ادر
بے سبب کیونکر آنا ہوا یہ کلام اُس حالیمقام کا سُنکر وہ مہ رو دو بدو دل مین کہنے لگی + مصرع افسوس
ہے صد ہزار افسوس + بقول شخصے مصرع جی کی جی مین رہی بات نہونے پائی + یہ عزیز صاحبہ تمنے
تو مجکو منہ سے بہن کہ بیٹھا اب کیا کرون + شعر کوئی صورت نہین ہے زندگی کی + رہے جاتی ہے
جی مین بات جی کی + اِس خیال پُر ملال مین وہ آئینہ رو مانند آئینہ حیران و ششدر کھڑی تھی کہ
اُس عزیز نے بصفائی دل اُس سے پوچھا کہ اے آئینہ رو تیکو اِس وقت تیرے دل مین کدورت

اور آرسی کیون آگئی یہ سخن اُس رشکِ چمن کا سُنکر وہ غنچہ دہن کہنے لگی اے غنچۂ حدیقہ خوبی واسطے گُل
باغِ محبوبی اِسوقت یہ بے سر و سامان پر ارمان تیرے عشق مین سیماب وار بیتاب و بیقرار ہو کر آئی
تھی لیکن تو وہ سخنِ دلشکن و بانیر لایا کہ جسکو سُنکر مرغِ دل قفسِ تن مین مثل بلبل تصویر خاموش ہے یہ گفتگو
اس گلرو کی سُنکر وہ جوان باایمان یون حرف زن ہوا کہ اے بہن رشکِ چمن خدا کی عنایت اور کرامت
سے تیرا شوہر والا گوہر موجود ہے تو مضطر اس قدر ناحق حرص رکھتی ہے برائے خدا اس حرکات ناشائستہ
سے باز آ یہ کلام اُس عالیمقام کا سُنکر وہ زن ساہوکار دل افگار کہنے لگی اے جوان نادان اگر اس باغبان
کی نسیم مواصلت سے میرا گل مقصد شگفتہ ہوتا تو مین اس روش بیکلی سے تیرے گلے کا کیون ہار ہوتی
یہ احوال پرملال زن ساہوکار کا سنکر وہ جوان باایمان یون گویا ہوا کہ اے بہن رشکِ چمن اگر حرکات
شہوات نفسانی مین تو گرفتار ہے تو ایک کام نیک انجام کر کہ اپنے شوہر شکستہ کمر کو ہر روز مچھلی کے
سر کو روغن گاؤ مین پکا کے روٹی کے ہمراہ خاطر خواہ کہلوا انشاء اللہ تعالے تجکو گرداب الم سے نجات
ہو جاویگی اور تیرا حوض مطلب ابر کرم سے لبریز ہو جاویگا شعر غرض تیرا مطالب بفضل خدا + بر آئیگا دنیا
مین اے ماہ لقا + الحاصل اُس بیدل کو جوان باایمان نے اس تسلی اور تشفی سے بعد بشاشت رخصت
کیا اور وہ زن ساہوکار دلفگار گھر مین آکر وہ عمل درپیش لائی بعد چند ایام عنایت آلہی سے اُس کا تیر
مقصد ہدف بدہا پر لبِ معشوق ہوا اور یاس ل و ر نا امیدی گوشہ دل پران ہو گئی المدعا چندروز غم اندوز
کے بعد وہ زن غنچہ دہن حاملہ ہوئی اس عرصہ مین اُس ساہوکار عالیمقدار کی مایہ زیست لوٹ کر دست
قضائے دیوالہ نکالدیا اور بعد چند ماہ اُس رشک ماہ کے بُرج بطن سے ایک لعل بے بہا پیدا ہوا رفتہ
رفتہ وہ عمر لقا جب پانچ چھہ برس کا ہوا تو اُس کے سوتیلے بھائیون نے اُس کی مادر خجستہ جگر کو ورثہ
پدری سے خارج کیا ہر چند اُس نے قاضی اور مفتی سے اپنا حال پرملال اظہار و آشکارہ کیا لیکن
کوئی شنوا نہ ہوا کسواسطے کہ اُس کے واعیہ دارون نے حاکمون سے کہا کہ اس کا خاوند نہایت پُر
حقیر تھا اُوسکو رجولیت اس قدر نہ تھی کہ جس سے یہ لڑکا پیدا ہوتا خدا جانے یہ طفل بے نسل کسکی صلب سے
ہے ہم اُوسکو حصہ پدری نہ دینگے غرض زن ساہوکار گرفتار بلائے روزگار نہایت حیران اور
پریشان ہوئی آخرکار بیچارہ نا چار وہ دل افگار اکبر بادشاہ جمجاہ کے روبرو و بدو یون حرف زن ہوئے
کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ تیری عدالت کی ٹکسال مین میرے مائیہ ریاست کی رو کرکے ناحق ماری
جاتی ہے یعنے اس شخص کے خاوند کا مال بے زوال میرا فرزند دلبند نہین پاتا اُسکے سوتیلے سبکا سب
اپنے قبضہ مین کر بیٹھے ہین القصہ بادشاہ عالم پناہ نے اُس کے واعیہ دارون کو طلب فرماکے

جو احوال دریافت کیا تو وہ مال مردم خور منہ زور یون گویا ہوئے کہ خداوند نعمت سپہر کرامت یہ ہمارا بھائی الحرامی ہے اوسکو ہم ورثہ پدری کسطرح دین کیونکہ ہمارے باپ نے اسکی مان سے حالت پیری مین شادی کی تھی چنانچہ معروف ومشہور ہے کہ اوسکو رجولیت کی طاقت نہ تھی خدا جانے یہ لڑکا کس کا زائیدہ ہے یہ سخن پرفن انکی سنکر اکبر بادشاہ نے اُس عورت نیک خصلت کو الگ طلب فرماکر پوچھا کہ تیرا یہ لڑکا کس کے نطفہ سے ہے نہین تو تیرا پیٹ چاک کرکے گروے نکلوا ڈالونگا غرض اُس زن کم سخن نے اُس جوان باایمان کا تعشق اور مچھلی کے سرونکا قصہ اکبر بادشاہ جمجاہ سے مشروحًا اظہار کیا بعد دریافت احوال پرملال بادشاہ نے قاضی اور مفتی اور کوتوال کو طلب کرکے ارشاد کیا کہ اس زن بیوہ پرحیا کا انصاف تمنے صاف صاف کیون نہ کیا جو ہم تک اسکی نالش پہنچی ان سبنے آپسمین ایک زبان ہوکر جواب دیا خداوند نعمت سپہر کرامت تحقیقات اور انصاف کی روسے اسکے فرزند دلبند کو ورثہ پدری نہین پہنچتا ہی یہ گفتگو و بد و سنکر بادشاہ خادمون سے فرمایا کہ اس لڑکے کو حمام بآرام کروا کے آؤ الغرض جب وہ لڑکا بعد انفراغ حمام بخوشی تمام حضور پرنور مین حاضر ہوا اسوقت بادشاہ عالیجاہ نے ارشاد کیا کہ اس لڑکے کو فرش پر اس روش سے دوڑاؤ کہ اس کے پھول سے بدن پر شبنم سا پسینا نکل آئے غرض وہ لڑکا جب خوب ادہر اودہر دوڑا اور تمام بدن گلفام عرق عرق ہوگیا تب بادشاہ نے اسکے پسینے کو رومال محمودی سے پچھوالیا اسکے بعد پہر اسکو دوڑا کر عرق پچھوا کر رومال نچڑوا کر سونگھا بو اسکے پسینے سے مچھلی کی بو پیدا ہوئی بادشاہ نے آپ اوسکو سونگھکر اور خادمون کو سنگھوا کر فرمایا کہ دیکھو اسمین کس شئی کی بو آتی ہے ہر ایک نے اس پسینے کو سونگھکر عرض کی کہ اے ماہ کرامت اے مہر حشمت اسکے عرق مین ماہی مراتب کی بو معلوم ہوتی ہے تب بادشاہ عالیجاہ نے ہر ایک صاحب عدالت و ارباب صداقت سے ارشاد کیا کہ اس عورت نیک خصلت سے دریافت کرو کہ اسکے شوہر شکستہ کمر کو دنیا داری کی طاقت ایکبارگی کس شکل سے ہوئی تھی غرض سب عدالت نے جو اس سے پوچھا تو احوال نسخۂ ماہی سقنقور کا ظہور ہوا تب بادشاہ گیتی پناہ نے پرغضب ہوکر فرمایا کہ تم لوگ بھی عدالت و انفصال کرتے ہو کہ جیسا اُس زن کم سخن کا انصاف کیا غرض بادشاہ عالم پناہ نے اُس کمبخت کو ورثہ پدری دلوا کر بعد شناخت رخصت کیا ابیات غرض سچ تو یون ہے میان جہان یہی منصفی چاہیے مہربان - جو ایسے ہی عادل ہون بادشاہ - تو ہو جایئے یک لخت عالم تباہ - جو جمہور منصف نہ ہو شہریار - سدا اُس پہ ہو لعنت کردگار

حکایت ایک شخص حلوائی کی دوکان پر مٹھائی لینے گیا اور اُس کا غلہ چرا کر منکر ہوا حلوائی اُسے اکبر کے حضور مین لیگیا بادشاہ نے دانائی سے انفصال کردیا

عاقلا ذوی الاکرام اور ناقلان شیرین کلام یہ حکایت پر بلاغت کہ جس کا ہر ایک سخن مصری کی ڈلی ہے دکان بیان
مین یون چنتے ہین کہ ایک حلوائی مقبول خدائی کی دوکان عالیشان پر ایک عزیز بے تمیز مثل مگس حریص
کچھ مٹھائی لینے کو گیا اور ایک روپیہ جیب سے فی الحال نکالکر اُس حلوائی مولائی سے کہنے لگا کہ اس روپیے کی
مٹھائی اسے حلوائی تازی تازی اندر سے ایسی لادی کہ اوسکو جو کوئی رشک یوسف مصری نقل کرے وہ
منہ پر کچھ نبات لائے اور اگر خدانخواستہ مٹھائی اچھی نہ ہوگی تو مارے تھپڑون کے تجھہ بدقوام کا منہ لال
کرکے اجل کی چاشنی چکھاؤنگا اور ایسی بیزار پٹی کرونگا کہ تیری عقل ریوڑی کے پھیر مین آجائیگی اور
جو مٹھائی پوری نہ تولیگا تو مارے گھونسون کے تیرا حلوا نکالونگا یا تیرے ہاتھہ کا گٹہ توڑ ڈالونگا یہ گفتگو اُس
بدخو کی سُنکر حلوائی ایسا چپ ہو رہا کہ جیسے کوئی گپ چپ کی مٹھائی کھاتا ہو بعد تامل بسیار یون جواب دیا
ہوا بھائی تجکو آب و تاب کی مٹھائی دونگا کہ وہ صفائی ماہ و خور مین نہوگی میری بات مین ہرگز شک کرنا
مین لقندرا نہین ہون جو میری بات مین لے دل برفی ہوا اور اگر تجکو باور نہین ہے تو لے ایک لڈو اس
سے کھا جا دیکھہ تو کیسا دربہشت کا کھلتا ہے الحاصل اُس حلوائی نے عین صفائی سے اُسکے ہاتھہ سے
روپیہ لیکر غلہ مین رکھہ لیا اور آپ اُٹھکر کوٹھری کے اندر گیا اس خریدار ناہنجار نے اُس کا تمام غلہ فی
الحال اپنے رومال مین الٹ لیا غرض حلوائی نے روپیہ کی مٹھائی بہت تحفہ اور آبدار ایک ٹوکری مین
لگاکر اُسکے حوالہ کی اور یہ ملعون ذوفنون وہانسے مٹھائی لیکر ایکبار فرار ہوا اُسکے بعد اُس حلوائی کو
جو کچھہ پیسون کی خواہش ہوئی تو غلہ مین کیا دیکھتا ہے کہ روپیہ اور پیسون کا تو کیا ذکر اور نذکوڑی ایک
کوڑی بھی کہس لگانے کو نہین نظر آتی یہ احوال کثیر الاختلال دیکھکر دلمین کہنے لگا شعر کوئی مجھپہ یہ کیا
غضب کرگیا۔ کہ جس سے مین جیتے ہی جی مرگیا۔ پھر یکایک سوچکر کہنے لگا کہ جو شخص مٹھائی دانائی سے
ابھی لینے آیا تھا غالب ہے کہ اُسی عزیز بے تمیز کی یہ دست چالاکی ہے غرض وہ حلوائی مثل سودائی دُکان سے اُٹھکر
اُسکے پیچھے دوڑا آخرکار وہ نابکار ایک گلیمین کہین ہاتھہ آیا اوسکو کھینچکر وہ حلوائی سوائی سے دوکان پر لایا
اور اپنا مال بیزوال طلب کرنے لگا وہ عزیز ناچیز منکر ہوکر یہ کلام با دشنام زبان پر لایا کہ اے ٹھروے تو بھلے آدمیونپر
ناحق تہمت کا دھرا باندھتا ہے تیری چکنی چکنی باتین کچھہ سود نہ کرینگی مجھکو تیرا غلہ لیتے کسنے دیکھا ہے جو تو ناحق طوفان
بہتان برپا کرتا ہے القصہ یہ قصہ رفتہ رفتہ اکبر بادشاہ گیتی پناہ کے گوش ہوش تک پہنچا بادشاہ نے
دونون کو طلب فرماکے ہر چند چشم نمائی کی مگر وہ عزیز بے تمیز بھی کہا کیا خداوند نعمت سپہر کرامت یہ
حلوائی سودائی ہے یہ رومال بالا مال مجھہ پرملال کا مال ہے آخرکار ناچار بادشاہ نے اُس مال کو توشکخانہ
مین رکھوا دیا اور مدعی اور مدعا علیہ کو فرمایا کہ اپنے اپنے گھرون کو جاؤ جس شخص کے ہونگے اُسکو پہنچ جائینگے

غرض وہ دونون گھر گو راہی ہوئے لیکن اکبر بادشاہ نے دل مین کہا کہ عجب قصہ لا حل ہے کہ جس کا حل ہونا نہایت اشکال ہے کیونکہ اس کا کوئی شاہد گواہ حسب لخواہ نہین ہے بقول شخصے مصرع غیب کی بات کوئی کیا جانے + المدعا ایک شب بادشاہ نے نہایت دل مین غور کرکے وقت سحر اُن دونون داد خواہون کو طلب فرمایا ایک خواص خاص کو ارشاد کیا کہ ایک طشت گرم پانی کا جلد حاضر کرنا کہ دادخواہون کی گرمی آب انصاف سے سرد ہو غرض موجب حکم بادشاہ عالم پناہ آب گرم کا طشت وہین حاضر ہوا بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ اس رومال پُر مال کو اس طشت مین غرق کر دو غرض اُس رومال پُر مال ہین آب گرم مین جو مستغرق کیا تو ایک لمحہ کے بعد بادشاہ نے اُسکو ملاحظہ فرمایا تو کیا اظہر ہوا کہ اس طشت کے پانی پر چکناہٹ کے ترمرے یون نمایان ہوئے جس طرح شب دیجور مین اختر فلک چمکتے ہین یہ واردات عجائبات بادشاہ جمجاہ نے ملاحظہ فرماکے اشہب تیز گام زبان کو میدان عدالت مین یون جولان کیا کہ یہ روپیہ اس حلوائی تمنائی کے واقعی ہین کسواسطے کہ اسکے ہاتھ کی چکناہٹ جو روپیہ پیسون کو لگتی تھی سو اس طشت کے آب گرم نے اب حباب آسا ظاہر کردی اور اس دروغگو بے آبرو کو سب کے سامنے دریائے ندامت مین ڈبو دیا اگر اس کے روپے ہوتے چکناہٹ سے کیا علاقہ رکھتے حق تو یون ہے کہ حق حق ہے اور ناحق ناحق ہے شعر غرض بادشاہ این قیل و قال + کیا عقلمندی سے یہ انفصال + جو مجبور ایسی کرے منصفی + تو کیونکر نہو خلق اُس سے خوشی +

حکایت ایک اخوند جلاہے کی لونڈی کو ورغلا کر اپنے گھر مین لیگیا اور جلاہے نے طلب کیا اخوند نے کہا یہ میری لونڈی ہے قاضی نے دانائی سے لونڈی کو جلاہے کے حوالہ کیا +

مالکان تحریر اور نشان دلپذیر یہ حکایت بے نظیر صفحۂ حریر پر نوک قلم سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک اخوند خود پسند یعنی لایعنی ایک جلاہے کی کنیز کو گرنحت کا قاعدہ پڑھا کر مکتب پوسیدہ مین اور ہی بات کا سبق دینے لگا لیکن اُس جاہل کو اپنی قابلیت اور مقطع صورت کا مطلق خیال نہ آیا کہ یہ باتین زمیندہ ہین یا نہین الحاصل بعد چند روز جلاہے جگر سوز کو دریافت ہوا کہ میری کنیز بے تمیز محبت کا تانا توڑکر ملا سے اخوند کے گھر مین عیش و عشرت کی تہماری پھیلائے بیٹھی ہے یہ احوال کثیر الاختلال معلوم و مفہوم کرکے بیحد بیقراری و سوگواری اُس اخوند ناقابل کے قریب گیا اور رشتہ بیان کو زبان کی سلائی پر چڑھاکے یون پیچ کہنے لگا کہ اے معلم بے ایمان اے تخم شیطان تو بھی اپنے کام کا بہت خاصہ اور بہت گاڑھا ہے تیر گلبدن

تن زیب لونڈی کو میٹھے میٹھے کلام نافرجام سے اڑالیا تجھپر غضب الٰہی نازل ہو یا ظلم شائستہ تھا مین ایسا گرفتار
ہوا کہ تیرے ہاتھہ پانون کو جھولا مار جائے کیونکہ مین اسکے گلشن فراق مین شب کو شبنم کیطرح یون ہاتھہ مل
کے روتا ہون کہ اشکون سے سب میرا تیرا اندام ہو جاتا ہے اور بے چینی سے کخواب آتا ہے فی الحقیقت
بقول شخصے شعر کروٹین لیتے ہی لیتے صاف اچٹ جاتی ہے نیند + جس کا دل دلبر مین ہووے اُس
کو کب آتی ہے نیند + اے اخوند خود پسند آج ہزار جاسوسی ایک خاکروب دو دسے سے دریافتہ ہوا
کہ میرے عشرت کے تھان کا ریزہ تیرے مکان کے صحن مین بیٹھا ہے اپنے سر کی سمری صاف کر
رہا ہے اسواسطے چار و ناچار خانے مین تیرے آیا ہون کہ میری عرض کو اپنی خدمت فیضدر جت مین پذیرا
کرکے اُس کنیز باتمیز کو میرے ساتھہ کردے نہین تو یہ مسلم سمجھہ لینا کہ اس کا ثمر محمودی نہ ہوگا یہ تقریر نا گریز
اُس جلاہے کی سُنکر اخوند عقلمند کہنے لگا کہ اے بمعنی لایعنی منوہۂ شیطانی کیا واہی تباہی بکتا ہے وہ
کنیز عزیز اس شخص کی زر خرید ہے تو کون ہے جو اس کا خریدار نا ہنجار پیدا ہوا اشعار چل دور ہو
سامنے سے میرے + شیطان چڑھا ہے سر پہ تیرے + اُتریگا نہین بغیر بیزار + معلوم ہوا مجھے بتکرار
+ الحاصل یہ قصہ رفتہ رفتہ قاضی مرد ریاضی کے آگے رجوع ہوا اخوند خود پسند نے تو ایکبار اظہار کیا کہ
یہ لونڈی میری زر خرید ہے اور جلاہے نے بھی کہا کہ اے قاضی شرع شریف خدا تجکو اس مسند پیغمبری
پر قائم و دائم رکھے انصاف سے اُوسکو صاف تحقیق کر کہ یہ لونڈی میرے پاس ایک مدت مدید سے ہی
اس اخوند نے چھینے کے قریب ہوا ہے کہ وحشت کا مکتب کہا کے اُوسکو عشق کا درس دیا ہے المدعا
قاضی نے جو اُس کنیز بے تمیز سے پوچھا کہ سچ کہہ تو کس کی کنیز ناچیز ہی وہ لونڈی اخوند کی کنونڈی جواب دہ
ہوئی کہ یہ گنہگار دلفگار اس اخوند دولتمند کی لونڈی ہے یہ جلاہا جھک مارتا ہی جو میرا دعوے کرتا ہی یہ اُسکی بات
واہیات سُنکر قاضی مرد ریاضی خاموش ہوگیا اس کے بعد حکم کیا کہ اس کنیز ناچیز کو قیدخانہ مین مقید رکھو
دو چار روز کے بعد احوال دریافت کرکے جسکی لونڈی ہوگی اُسے ملجائیگی غرض قاضی نے دو تین روز کی
مہلت بتعلت دیکر اخوند اور جلاہے کو طلب کرکے اُس لونڈی کو اپنے سامنے بلوالیا اور قلمدان دلستان
آگے رکھکر اُس کنیز بے تمیز سے پوچھا کہ سچ کہ تو کسکی لونڈی ہے اپنا اظہار آشکار کرتا ہون اوسکو لکھکر
تجکو رہائی کا حکم دونا الغرض جسوقت وہ کنیز بے تمیز اپنا احوال فی الحال نوک زبان بیان کرنے لگے قاضی
نے باہستگی کہا ابھی رہجا ایک ذرا اس دوات مین پانی ڈال لا تو تیرا احوال پر ملال صفحہ حریر پر تحریر کرون وہ
کنیز بے تمیز بصد خوشی دوات بے آب مین جو پانی ڈال لائی تو تمام دوات پر آب ہوگئی یہ ماجرائے عجیب
قاضی خوش نصیب دیکھکر جلاہے سے کہنے لگا اے عزیز یہ کنیز تیری ہی اسکو اپنے گھر لیجا اور یہ اخوند دروغ گو ہی

اگر اُسکی لونڈی ہوتی توکیا اوسکے قاعدے سے نہ واقف ہوتی اسقدر دوات مین پانی کیون ڈال لاتی اور اخوند سے بعد غضب کہاکہ اے فیلسوف زمان ونئے بیوقوف جہان تونے پرائی لونڈی کوکیون اپنا زیر مشق بنایا تجھہ منحرف کورو سیاہی کا خطر تہاکہ ایک جولاہے شکستہ احوال جگر شگاف کو غبار خاطر کرکے گلزار جہان مین ہیچ رہونگا واللہ باللہ کیا کرون اگر تو مرد مسلمان باایمان نہ ہوتا تو تیرے ہاتھہ قلم کروا ڈالتا اور نہایت زیرو زبر کرتا پہر کچھہ پیش نہ جاتی ابیات غرض قاضی نے اُس اخوند کو خوب۔ کیا نفرین سے لوگون مین محجوب + نکرتا گربدی ایسی وہ بدذات + توکیون کہتا کوئی جھیجر سے بات۔ ہمیشہ سے یہی دیکھا سنا ہے + برائی کا نتیجہ برا ہے

چوتھا باب مصرع کہنے بادشاہون اور گداؤن مین اور فی البدیہ شاعرون کے مطلع کرنیمین اور بادشاہون کے چھچہ کہتے ہین اور کبیشرون کے کبت کرنیمین

شاعران فصیح زبان اور کبیشران ملیح بیان اوراق گلہائے بوستان پر قلم شاخ نرگس حیران سے یون رقم کرتے ہین کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رح جس شاہزادی فریزادہ امیرزادے کو خوبصورت نیک سیرت سُنتے تو اُسکی نوکری جس فرقہ مین ہم پونہچی ہر اُس فرقہ مین ملازم ہوکر اُس کے جمال مہر تمثال سے اپنی آنکھون کو روشن اور منور کرتے حسب اتفاق ایک شاہزادہ خرادے کی نوکری شیخ موصوف کو ستائیسون برس

بہم پہنچی چنانچہ ایک روز شاہزادہ عشرت اندوز نے یہ مصرع برجستہ موزون کیا مصرع شنیدہ کے بود مانند
دیدہ + لیکن اس کا مصرعہ ثانی اُس یوسف ثانی ہمسراہ کنعانی کی زلیخائی طبیعت مین نہ ڈہرآیا آخر کار جتنے شعرا
ذوی الاقتدار شاہزادہ والاتبار کے ملازم تھے ہر ایک سے ارشاد باول شاد کیا کہ اس کا مصرعہ دوسرا جو شاعر
بہم پہنچائیگا اُس کو بحر دنیا مین اپنا ہم ردیف کرونگا اور اگر اُسکا مصرعہ ثانی بآسانی کسی سے
بہم پونہچائیگا تو بہ البیت اُس سے اسطرح پیش آؤنگا کہ اُسکا قافیہ تنگ ہوجائیگا یہ مضمون ترغیب ترہیب سب
شاعرون کو سُناکر شاہزادہ آپ بھی بحرِ فکر مین غوطہ زن ہوا اور شاعرون نے بھی دریائے تلاش مین خوب
ڈوب کر غواصی کی لیکن اُس مصرعہ کا دوسرا مصرعہ خاطر خواہ نہ بہم پہنچا رفتہ رفتہ یہ ماجرا حیرت افزا
شیخ سعدی شیرازی رح کے گوش ہوش تک پہنچا مگر اُنکے گھوڑے کی سواری کی باری کچھ درازی کرتی
تہی آخر کار جس نفر کار سرکار کے گھوڑے کی چوکی سحر کی تھی شیخ موصوف اُسکے قریب جاکر بحالت غریب کہنے لگے
اے عزیز باتمیز صبح تیرے گھوڑے کی سواری بادبہاری مین تیزپا مثل صبا دوڑکر بجا لاؤنگا اور جو کچھ
انعام واکرام شاہزادہ عالیمقام مجھکو عنایت وکرامت کریگا وہ سب بسبب رنج وتعب تیرے عناصر
دست مین دونگا کہ تیرے عیال واطفال کے کام آئیگا یہ کلام نیک انجام وہ نفر بے خبر سُنکر نہایت
خوش ہوکر دل مین کہنے لگا ازین چہ بہتر یعنے محنت اور مشقت تو یہ کریگا اور زر نقد میرے ہاتھ
آئیگا بقول شخصے مثل کمائین خانخانان اور اڑائین میان فہیم + یہ خیال مالا مال وہ نفر بے خبر دلمین
لاکر شیخ موصوف سے کہنے لگا کیا مضایقہ تیرا کلام معقول مین نے قبول بجدول کیا الحاصل وقت سحر
شیخ صاحب چوکی کا گھوڑا لیکر آستانہ شاہی پر حاضر ہوئے عرض شاہزادہ نیک زادہ اُس اسپ باد
رفتار پر ایکبار سوار ہوکر برائے سیر مرغزار ولالہ زار راہی ہوا اس عرصہ ناگاہ اثنائے راہ مین شاہزادہ کو
وہ مصرعہ جو یاد آیا تو سب شعرا اور رفقا سے یون حرف زن ہوا کہ کیون جی ہمارے مصرعہ کا مصرعہ ثانی
کسی بامعنی نے نہ بہم پونہچایا عجب اتفاق ہے یہ کلام شاہ عالیمقام کا شیخ صاحب مسموع کرکے دست بستہ عرض کرنے
لگے خداوند نعمت غلام ناکام گستاخانہ عرض کرتا ہے کہ وہ کونسا مصرعہ تنہا ہے کہ جس کا مصرعہ ثانی بآسانی
بہم نہین پونہچا ہے یہ بات واہیات گوش زد کرکے شاہزادے نے جواب نہ دیا اسمین ایک امیر صاحب توقیر پُر
تاثیر نے کہا پیر ومرشد برحق کیا مضایقہ یہ بھی بندہ خدا ہے شاید اس کا ناوک خیال نشانہ مقصد پر پہنچے تو اس
میں کچھ عجب نہین بقول شخصے شعر گاہ باشد کہ کودکان نادان + بغلط برہدف زند تیرے + یہ سخن اُس وبیر کہن کا
سنکر کہنے لگا اے نفر زبان آور میرے مصرعہ کا اگر جواب باصواب نہ دیگا تو ہمارے زیر بند ودیگی تیرا قافیہ تنگ کرونگا
شیخ جنس ہنر زنانہ معشوقانہ ویکتائی زمانہ شیخ صاحب کے روبرو یہ مصرعہ موزون پڑہایا مصرعہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

اسکے جواب مین شیخ موصوف نے توسن زبان کو میدان سخن مین چمکا کر اور شاہزادے کیطرف ہاتھ بڑہا کر کہا اے یوسف ثانی ہمسر ماہ کنعانی + شعر ترا ودیدہ و یوسف را شنید + شنیدہ کے بود مانند دیدہ + مصرع موزون رشک شمشاد شاہزادہ والا تبار گوش زد کرکے مانند غنچہ گلشن سکوت مین چپ ہو گیا بعد تامل بسیار و غیرت گلزار بلبل زبان کو چمن تفسیر مین چہچہہ زن کرکے کہنے لگا اے عندلیب باغ سخندانی و اے گلشن معانی معلوم ہوتا ہے کہ تو سعدی شیرازی ہے یہ کہکر بعد عجز و انکسار شیخ قدوۃ الاقتدار رہوار برق رفتار پر سوار کرکے وہ نونہال حدیقۂ خوبی و گل باغ محبوبی بعد خوشی و شگفتگی آگے روانہ ہوا قطعہ لیک مہجور + اب کہان وہ لوگ + قدر کرتے تھے جو سخندان کی + اب یہ حالت ہو مردمان جہان بات سنتے ہین غزلخوان کی + نقل ہے کہ ایک شخص جگر افگار و دل داغدار کسی شہریار والا تبار کی دختر رشک قمر پر عاشق زار اور مست و سرشار تھا بادشاہ عالیجاہ گیتی پناہ نے مشورہ وزرای عظام و ندمائے عالیمقام سے اس جوان عاشق زار جگر افگار کو طلب فرما کے کہا کہ اے عاشق جانباز و اے شایق تپان طناز اگر تو اس شخص کی دختر رشک قمر پر اس قدر مثل کتان چاک گریبان ہے اور میدان عاشقی مین جوانمردی و دلاوری کا قدم مارا ہے تو تیری محبت صادق اور الفت واثق ہم پر اس طرح خوب ثبوت ہو کہ جو تو فلانے مکان عالیشان کی بلندی سے کود کر جانبر رہے اور تیرے کسی عضو جسمانی کو مضرت نہ پہنچے تو البتہ تیری عروس امید آغوش حسرت سے بغلگیر بعد توقیر ہو جائیگی الدعا وہ عاشق شیدا یہ مژدہ روح افزا سنکر اس مکان عالیشان کی بلندی رشک چرخ برین سے کودا لیکن یہ کہتا ہوا قطعہ جانان مرا بمن بیارید + این مردہ تنم باو سپارید + گر بوسہ زند برین لبانم + یہ تیسرا مصرع غم افزا زبان سے ادا ہوتے ہی چوتھے مصرع کے کہنے کی باری نہ پہنچی تھی کہ وہ عاشق زار جگر افگار ایک بار زمین پر گر کے بستر فنا پر غلطیدہ ہوا یہ ماجرا حیرت افزا شیخ سعدی شیرازی مسموع کرکے جو اُس کے لاشۂ پاش پاش کے قریب تشریف فرما ہوئے تو باعجاز مسیحائی و دانائی یہ مصرع چوتھا موزون کیا +

مصرع چون زندہ شوم عجب مدارید + یہ قصۂ حیرت افزا اُس شہنشاہ گیتی پناہ کے گوش ہوش تک پہنچا کہ وہ کشتۂ جفا پرور جا بلندی سے تا بزمین یہ مصرعہ خرین اسکو ہمردیف تھا ہوا سے جانان مرا بمن بیارید + این مردہ تنم باو سپارید + گر بوسہ زند برین لبانم + لیکن ایک فقیر روشن ضمیر محرم راز نہانی اس کشتہ کی زبانی یون کہتا ہے مصرع چون زندہ شوم عجب مدارید + یہ کلام حیرت التیام سنکر بادشاہ جمجاہ نے حضرت شیخ سعدی کو طلب فرمایا او رعندلیب زبان کو گلشن تقریر مین یون نعرہ زن کرکے کہا

درویش خیراندیش تواس جان دادہ و ورافتادہ کی زبانی کہتا ہو اگر وہ میری لب پہ بوسہ دے عجب نہ رکہہ
کہ زندہ ہوں اُسکے جواب مین شیخ سعدی نے کہا اے بادشاہِ عالم پناہ یہ کلام صدق نظام عاشق صادق
کا ہے کیا مذکور جو دروغ ہو بقول شخصے مثل ہاتہہ کنگن کو آرسی کیا ہے + اپنے دختر رشک قمر کو
طلب کیجئے اور اس مردہ بے جان کے لب سے وہ لعل لب ملوائیے غالب ہے کہ اُس کا کاشتہ بیت
آب زندگانی سے لبالب ہوجائے یہ گفتگو وہ بد و شیخ نیک خو کی گوش زد کرکے بادشاہ کہنے لگا اے
فقیر روشن ضمیر اگر اس بات مین کچہہ جہوٹ ہوگا تو واللہ باللہ تجکو بھی اسکے برابر بستر فنا پر لٹاؤن گا یہہ
سخن دلشکن زبان پہ لاکے بادشاہ نے اپنی دختر رشک قمر کو خلوت فرماکے وہان طلب کیا کہ جس جادہ
کشتہ جفا بستر فنا پر پڑا تہا بزبان فصاحت پُر بلاغت بیٹی سے کہا حسین ملیح اے رشک اپنے مردہ بیجان
اور کشتہ ناوک فرگان کو باعجاز مسیحائی بصد رعنائی بوسہ لیکر دیکھہ تو زندگی سے کیونکر سرخرو ہوتا ہے القصہ
اُس پریزاد ستم ایجاد نے جو نہین اُس مردہ بیجان اور کشتہ لب و دہان کے لب سے اپنے لب کو چسپان کیا
وہین وہ دلبستہ تیغ کشتہ جفا ایک چشم زدن مین اُٹھہ بیٹہا یہ تماشائے عجیب و غریب ملاحظہ فرماکر اس
فقیر روشن ضمیر سے بادشاہ کہنے لگا اے عزیز باتمیز معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ تو شیخ سعدی شیرازی
ہے مثنوی یہ کہہ کے اُس بادشاہ نے یہ بات + اپنی بیٹی کا پہر پکڑ کر ہاتہہ + شیخ سعدی کے ہاتہہ مین دیکر
+ کہا بہر خدا و پیغمبر + اس کے عاشق کے ساتہہ پڑہ کے نکاح + کیجئے سرفراز ہے یہ صلاح + الغرض بادشاہ
نے عجوز + عاشق زار کو کیا مسرور + شیخ سعدی کو پہر بصد اعزاز + ہمدمون مین بنایا محرم راز +
نقل ہے کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی ایک شاہزادہ خوش جمال مہر تمثال کے ملازمان کم رومین
نوکر تھے اتفاقاً ایک روز فرحت اندوز وہ گل رعنا خوش زیبا نونہال باغ خوبی نورستہ گلشن محبوبی سپ
بادرفتار پر سوار ایک گلزار پربہار کی طرف ہوکر گذرا الغرض گلگشت چمن مین اُس رشک شمشاد طبع آزاد
نے ایک سرو سہی کو دیکہکر یہ مصرع موزون کیا + مصرع سرو در باغ بیک پائے ستادست نگر + اس
جواب مین شیخ سعدی شیرازی نے کہا اے نونہال حدیقہ جہانبانی واے گلستان کامرانی فی
الحقیقت ہے مصرع سرو در باغ بیک پائے ستادست نگر + لیکن کیا عجب مصرع ثانی
بر کاب تو دو دگر بودش پائے دگر + یہ مصرعہ بے بہا سنکر شاہزادہ شیخ موصوف سے یون کہنے
لگا اے فخر شاعران واے رہبر کاملان معلوم ہوتا ہے کہ تو شیخ سعدی شیرازی ہے ابیات
یہ کہکر شاہزادہ قاش زین سے + اُتر کر دست بستہ ہو یقین سے + قدم مخدوم کے
لیکر کہا یون + چھپایا آپ نے تھا آپ کو یون + مرے سب خاندان کا فخر ہوتا + جو حضرت

آپ کے مین پانون دہوتا + غرض مجبور اُس شہ نے تبکرار + کیا مخدوم کو گہوڑے پہ اسوار نقل ہے کہ
ایک شہزادے خوزادے خوش جمال مہر تمثال فنون شعر مین نہایت موزون الطبع تھی چنانچہ ایک روز
وہ دل افروز برائے تفریح طبع اپنے باغِ رشک ارم مین قدم رنجہ فرماکر بعد شگفتگی خاطر وہ رشک چمن غیرت
گلشن متصل خیابان نظارہ کنان گل خندان تھی لیکن شیخ سعدی شیرازی اُس شاہزادے لالہ
رو کا شہرۂ حسن وجمال سُنکر ایک نظر دیکھنے کا دل پر داغ رکہتے تھے المدعا اُس روز مخبران
صادق اور مخبران واثق سے معلوم ہوا کہ آج وہ سرتاج گلرویان اور افسر لالہ رخان اپنی
گلزار بہار مین رونق افزا ہے یہ نوید سراسر امید مسموع کرکے شیخ سعدی شیرازی نے قریب
باغ آکر ہر چند اندرون باغ جانے کی تدبیر سوچی تشویر کی لیکن کوئی راہ راست ہاتھہ نہ آئی آخر
کار ناچار ایک تابدان کی راہ سے شیخ صاحب سرنگال کے جو دیکھنے لگے تو قضائے کار شاہزادی
غیرت گلزار کی آنکہ سے آنکہہ دوچار ہوگئی وہین شاہزادی نے فی البدیہہ یہ مصرعہ کہا +
مصرعہ زمین ترقید پیدا شد سر خر + اُس کے جواب مین شیخ صاحب نے کہا مصرعہ شنیدہ از
بادہ آمدہ تر + یہ مصرع برجستہ سُنکر شاہزادی ماہر و دیکہونے شیخ صاحب کو طلب فرماکے بعد تعظیم و
تکریم صدر نشین کیا مثنوی اور کہا خوش نصیب میرے تھے + مین نے دیکھے قدم جو حضرت کے + تم
سا کمال دنیا مین + تم سا شیرین مقال دنیا مین + نہ ہوا ہے ہوئیگا پیدا + جانتے ہین تمام شاہ و گدا
سچ ہے مجبور شیخ سعدی کا + شاعرون مین ہے مرتبہ اعلی + نقل ہے کہ ایک عزیز باتمیز موزون الطبع
خوش لہجہ حسن پرست دلجلے و لخت سرشارِ مئے محبت ایسا تہا کہ بقول میر تقی مثنوی سر مین تہا شورِ شوق
دل مین تہا + عشق ہی اُسکے آب و گل مین تہا + عشق رکہتا تہا اُوسکی چہاتی گرم + دل وہ رکہتا تہا موم
سے بھی نرم + الحاصل اُس شہر کے بادشاہ عالم پناہ کے پسر رشک قمر پر وہ دلِ داغدار عاشق زار ہوگیا
لیکن مرزا علی لطف کے بقول شعر مہر اُسپر کیونکہ ہو اُس ماہ کو + کیا تناسب ہے گدا سے شاہ کو + الغرض بسعی
بسیار اُس جگر افگار نے بناچاری خدمتگاری مین اُسکی نوکری بہم پہنچائی مگر برائے نظارہ آن ماہ پیکر وہ خستہ
جگر آٹھہ پہر حاضر رہنے لگا چنانچہ ایک روز وہ شاہزادہ شمع شب افروز خواب سے بیدار ہوکر آئینہ ہاتھہ
مین لیکر اپنے حسن کی بہار کا جو نظارہ کنان ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ زلفِ پیچان رشک سنبل بستان پہر
سر سے بل کہا کر میرے گوش ہوش سے سرگوشی کر رہی ہے یہ عالم زلفِ پُرخم کا ملاحظہ فرماکر یہ مصرع موزون
کیا مصرعہ زلفِ من خم شدہ در گوش سخن میگوید + اسکے ہر چند بعد اُس شاہزادہ خود پسند نے بغور غوض
کیا لیکن مصرعہ ثانی دو کش نقش ثانی آئینہ طبیعت مین جلوہ گر نہ ہوا آخر کار ایک انیس و جلیس نے

فرمایا کہ اُس کا دوسرا مصرع برجستہ بہم پہنچا ہو لیکن کسی نیک خصلت کے خیال مین نہ آیا تب وہ خدمتگار
دلفگار دست بستہ ہوکر عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت وہ کون سا مصرع ہے کہ جسکا مصرع ثانی بآسانی
بہم نہین پہنچ سکتا ہے اُس شاہزادہ والا تبار عالیمقدار نے کاکل معشوقہ سخن کو شانہ کاری زبان جادو
طراز سے آراستہ کرکے کہا اے خدمتگار دل افگار مصرع زلفِ من خم شدہ در گوش سخن میگوید +
یہ مصرع گوش زد کرکے وہ تیرہ بخت سیہ رخت کہنے لگا اے تیز حشمت و اقبال و اے ماہ رفعت و
اجلال سچ تو یون ہے مصرع ثانی مو بمو حال پریشانی من میگوید نظم یہ مصرع شاہزادہ سُنکے
فی الحال + لگا کہنے زہے میرا یہ اقبال + کہ ایسا بے بہا او نیک آساس + رہے یون روز و شب
حاضر میرے پاس + یو بس معلوم ہوتا ہے کہ میرا + یہ جان و دل سے ہے مفتون و شیدا + غرض مہجور شہزادے
نے اوسکو رکھا اپنی رفاقت مین خوشی ہو + نقل ہے کہ ایک بادشاہ جمجاہ کے محل خاص کے سرو قد لالہ
رویان + اور افسر گلرخان غسل فرماکے برہنہ ایک چوکی طلائی مرصع پر زینت بخش تھی کہ یکایک بادشاہ جو اندرون
محل در آمد ہوئے تو بیساختہ اُس پری بے نقاب پر حجاب سے چشم دو چار ہوگئی لیکن خواصان خاص نے جو نہین
بادشاہ عالم پناہ کو محل مین در آمد ہوتے دیکھا وہین سفید کہیس اُس مہ جبین لعبت چین پر سر ابہر ڈالدیا
اُسوقت بادشاہِ عالیجاہ نے اپنے ماہ تابان مہر درخشان کو ہلکے ابر مین پنہان دیکھکر یہ مصرع برجستہ
کہا مصرع آن پری برجستہ قند محو تماشایم ہنوز + اِس مصرعہ پر حیرت آما وہ حسرت کو پڑتا ہوا وہ
بادشاہ محل سرائے دلکشا سے برآمد ہوا اور شاعران قدیم اور صاحبان صمیم سے فرمایا کہ اس کا دوسرا مصرعہ
کو بہم پہنچاؤ الحاصل سب شاعرون نے متقب خیال سے گوہرہائے سخن کو سوراخ کرکے رشتہ الفاظ مین پرو دیا
مین مصرعہ اول کے تسلسل معانی اور مسلسل بیانی سے کوئی منسلک نہوا تب تو بادشاہِ عالیجاہ نے باول
ناشاد ارشاد کیا + کہ کوئی اور بھی شاعر ہمارے شہر آباد و مینو سواد مین ایسا ہی جو ہمارے مصرعہ سے اپنا
مصرعہ چسپان کردے یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سُنکر ایک ندیم قدیم کہنے لگا کہ خداوند نعمت سپہر کرامت
ایک شاگرد ناصر علی نہایت موزون طبع ہے اگر وہ وحشی رشکِ انوری حضور پُر نور مین حاضر ہو تو
البتہ آپکے مصرعہ حیرت افزا کا مطلع آفتاب جہانتاب ہوجائے یہ سخن حیرت افگن بادشاہ عالیجاہ نے استماع فرما
کے کہا کہ اُس شاگرد یگانہ اُستاد زمانہ کو بارگاہِ شاہی مین حاضر کرو اُس ندیم قدیم نے جواب دیا پیر و مرشد
برحق اُس کا حضور پُر نور مین حاضر ہونا نہایت محال اور اشکال ہے کیونکہ اُسکی ایک جہت ہے اول تو وہ کسی
اعلی ادنے کے گھر نہین جاتا اور اگر کہین رونق افزائے بزم ہوتا ہے اسطرح کہ ایک کشمیری بچہ پروردہ ملک الشعراء فریفتہ
و شیدا ہے جو اس کشمیری بچہ کو کوئی برائے رقص اپنے محفل مین طلب کرتا ہے تو وہ بھی پروانہ وار

روانہ دار اُس شمعرو کے ساتھ جاکر صاحب خانہ کے پاس بیٹھا ہے ایسا ہین کوئی بیوقوف نہ موجود ہو بدہمت
وہ سودائی واہی حضور پرنور کے قابل نہین ہے یہ سخن دلشکن بادشاہِ عالیجاہ سُنکر فرمانے لگے کیا مضائقہ
اُس کشمیری بچہ کو طلب کرو بقول شخصے مثل ہم فعل اور ہم تماشا یعنے ناچ کا ناچ دیکھین گے اور مطلب کا
مطلب حاصل ہوگا وہ مثل ہے ایک پنتھ دو کاج الحاصل بادشاہِ عالیجاہ نے اُس کشمیری بچہ کو برائے
رقص محفل شاہی مین طلب فرمایا جو نہین وہ کشمیری غیرت پری بزم رشکِ پرستان مین حاضر ہوا برائے
رقص گھنگرو باندھ کر مع سازندہائے خوش نوا کھڑا ہوا وہین وہ شاگرد ناصر علی جلد ایک طرف سے نکلکر
بادشاہِ عالیجاہ کے قریب جا بیٹھا اور شان کبریائی کا تماشائی ہوا لیکن بادشاہِ عالم پناہ سے سلام علیک
تک بھی نکی وہ بادشاہِ جمجاہ اُسکی حرکات واہیات کا مانع نہ ہوا ایک گھڑی کے بعد بادشاہ گیتی پناہ نے
وزیر صاحب تدبیر سے کہا کہ اِس کا مصرعہ اُسکے روبرو پڑھکر جواب طلب کرو الغرض وزیر صاحب توقیر
نے مکرر پسند کر بادشاہ کا مصرع اُس مہ جانان کے روبرو پڑھا لیکن وہ حیرت ایسا عالم محویت مین تھا کہ
مطلق جواب دہ نہ ہوا آخرکار خود بادشاہ نامدار نے اُس خود غلط کا بازو ہلاکر کہا کہ میرے مصرع کا جواب
باصواب دیکر سرفراز کیجئے غرض وہ حیرت زدہ کسیطرح جواب دہ نہوا اتفاقاً اِس عرصہ مین اُس کشمیری
بچہ کے پاؤن کا گھنگرو رقص کرنے مین جو ٹوٹ گیا تو وہ قدرشناس پاس آداب شاہی سے سازندون
کے پیچھے گھنگرو باندھنے کو بیٹھ گیا اُس وقت اُس وحشی نے اپنی پریرو دلجو کو نظر سے پنہان دیکھکر بادشاہ
عالیجاہ سے کہا کہ تمہارا مصرع بیلے بہا کیا خوب دل مرغوب ہے مصرع آن پری در پردہ شد محو تماشایم
ہنوز + لیکن اِس کا جواب حسب حال اے فرخندہ فال یون ہے مصرع رفتہ ام از خویشتن چندانکہ
مے آیم ہنوز + اشعار ساشہ نے برجستہ مصرعہ جو یہ + لگا کہنے باصد خوشی تب تو یہ + جو مصرع مرے
دلکو مرغوب تھا + وہی آپ نے فی البدیہ کہا + غرض شہ نے اُس شعرگو کو وقار + دیا شاعرون مین
بصد افتخار + سمجھدار سخن گو کے سمجھو سبہا + کرین قدر کیونکر نہ یون روز و شب + بقول میرحسن
شعر سخن کے طلبگار ہین عقلمند سخن سے ہے نام نکویان بلند + نقل ہے کہ شاہِ جہان بادشاہ گیتی پناہ
کسی حور محل کے بدل مین چوپہر استراحت فرما ہوئے تھے وقت سحر وہ شاہ خوش منظر دیوان خاص مین برآمد ہوا
دو چار گھڑی کے بعد کمند اشتیاق حور محل نے پھر بادشاہ عالیجاہ کو اپنی طرف کھینچا قضائی کار وہ بیگم بے غم والم شب کے
سرور مین اس شکل سے بیٹھی تھی مثنوی کہ مکھڑے پہ زلف بکھری ہوئی + اور کرتی کچھ اوپر کو اُٹھی ہوئی + دوپٹہ بھی سر سے
سرکا ہوا + نزاکت سے مونڈھے کے نیچے پڑا + اور آنکھین خماری وہ نرگس سے آہ + کہ کیسی ہر سمت تکتی تھی راہ + کہ یکایک شاہنشہ جہان
شہنشاہِ زمان سامنے سے جو نمودار اور آشکار ہوئے اور باہم دونون کی آنکھین جو دوچار ہوگئین تو وہ آئینہ رو

بادشاہ نیکخو کو دیکھکر بحالت ششندر انگشت حیرت دانتون مین رکھکر مثل تصویر دلگیر عالم سکوت مین آگئی
شاہجہان اُس زمانہ مین وہ انگشت حیرت بدندان دیکھکر یہ نیم مصرع برجستہ فرماتے ہوئے محل سے بر
آمد ہوئے مصرعہ **نصف** نیمے درون نیمے برون + الحاصل بادشاہ عالم پناہ نے ہر ایک شاعر
قدیم اور مصاحب شمیم سے کہا کہ اس نیم مصرع کا سارا مصرع ہو جاوے تو بہتر ہے غرض ہر اک نے بقدر
حوصلہ میدان شاعری مین قدم مارا لیکن کسی کا مصرع اُس کے ہم ردیف ہوا آخرکار ناصر علی رشک انوری
کو جو بادشاہ نے طلب فرمایا تو فخر شاعران اور رہبر کاملان بادشاہ عالیمقام کا کلام سنکر کہنے لگا اے
بادشاہ جمجاہ تیرے سوال کا یہ جواب باصواب ہے **شعر** از ہیبت شاہجہان لرزد زمین و آسمان +
انگشت حیرت در دہان نیمے درون نیمے برون + **نظم** سنکے یہ شعر بادشاہ نے کہا + آفرین باد
تجکو مرد خدا + آگے ناصر علی کے اے مہجور سب پہ روشن ہے کیا کرون مذکور + نقل ہے کہ ایک پیر زن
ستم ایجاد و جادو نگاہ فسون ساز سحر طراز صدف چشم کو کحل الجواہر سے چشم بد دور آلودہ کر رہی تھی لیکن
سرمہ کی تیزی سے اشک گہربار چشم آبدار سے کچھہ سیاہی آلودہ گرتے تھے اس ضمن مین بادشاہ عالم
پناہ جو محل بے بدل مین درآمد ہوئے تو یہ عالم اُس بادشاہ بیگم کا دیکھکر یہ مصرع برجستہ موزون کیا مصرع
در ابلق کسی کم دیدہ موجود + اور اس مصرع کو پڑہتے ہوئے دیوان خاص مین رونق افزا ہوکے شاعرون
سے فرمایا کہ اس کا دوسرا مصرعہ کو پڑہتے دیوان خاص مین رونق افزا ہوکے شاعرون سے فرمایا کہ
اس کا دوسرا مصرع جلد بہم پہنچاؤ ہر چند ہر اک شناور دریائے معانی نے بحر تفکر مین غواصی کی لیکن در مطلب
کسیکے صدف مین نہ آیا آخرکار ایک بار ناصر علی باوقار کو بادشاہ نے طلب فرماکے بادل شاد ارشاد
کیا اے ناصر علی استاد فن شاعری مین یہ مصرعہ تنہا مطلع مثل مطلع آفتاب درخشان جا تنہا ہی ناصر علی رشک
انوری نے کہا اے مہر سپہر کرامت واسطے نیر آسمان حشمت وہ کونسا مصرعہ ہے جس کا مصرع ثانی باسانی
مین بہم پہنچا بادشاہ جمجاہ نے فرمایا اے ناصر علی رشک انوری مصرع در ابلق کم دید موجود + اس کے
جواب مین ناصر علی نے کہا خداوند نعمت فی الحقیقت مگر مصرع ثانی مصرع بغیر از اشک چشم سرمہ آلودہ +
القصہ غرض وہ شاہ مصرع سنکے مہجور ہوا دلمین نہایت اپنے مسرور + لگا یہ بات کہنے ہر کسی سے +
بصد فرحت دلی و مرضی سے + بدریائے سخن گہنار وا ہے بدیہہ مصرعہ سلک گوہر سے بڑا ہی لغل ہے
شاہجہان بادشاہ در وجد و ندان بوسہ کنار مین ایک لالہ رو کے لعل گون پہ جو لگ گیا تو وہ رشک
گلستان مثل گل خندان ہوئی اُسوقت بادشاہ جمجاہ کی زبان مبارک سے یہ مصرعہ سرزد ہوا مصرع
زیب دیگر داد آن لب خندہ را + یہ مصرع پڑہتے پڑہتے بادشاہ عالیجاہ دیوان خاص مین تشریف

موزون طبع رنگین وفصیح بلبل زبان کو گلشن نطق مین چہچہہ زن کرکے کہنے لگا اے خداوند نعمت فی الحقیقت
شعر ازگزیدن زیب دیگر داد آن لب خندہ را + لیکن مشہور و معروف ہے مصرع قیمت آرسے بیشتر
باشد عقیق کندہ را + نظم سنکے مصرع یہ بادشاہ نے کہا + آفرین باد تجکو مرد خدا + کیون نہ بازار شاعری
مین تری + ہووے قیمت درسخن کی بڑی + الغرض بادشاہ نے اسے بھرپور + اوسکو دولت سے کردیا
معمور + نقل ہے کہ زیب النساء حور لقا نے ایک روز کسی غنچہ لب کے خیال مین شگفتگی خاطر سے یہ مصرع
رشک شمشاد موزون کیا مصرع از ہم نہ میشود ز حلاوت جدا لبم + لیکن اُس مصرعہ کا مصرعہ ثانی با
معانی گلشن خیال مین کسی روش نہ سرسبز ہوا آخرکار ناچار زیب النساء ماہ لقا نے ایک صفحۂ رنگین
و قرطاس نگارین پر بخط گلزار وہ مصرعہ رشک بہار لکھکر ناصر علی رشک انوری کے قریب بھیجا اُس
کے جواب مین ناصر علی رونق باغ شاہزادی نے قلم شاخ نرگس سے بخط ریحان اُس کاغذ زر
افشان پر یہ مصرعہ رقم کرکے زیب النساء کے پاس بلا وسواس بھیجدیا مصرع گویا رسید بر لب زیب
النساء لبم + اس مصرعہ مرزع ختم کو زیب النساء ملاحظہ فرماکر خرمن طیش پر لوٹ کر پیچ و تاب کہانے لگی
اور یہ شعر بُران مثل تیغ عریان بنوک قلم رقم کرکے ناصر علی کو بھیجا شعر ناصر علی بنام علی بردہ
پناہ + ورنہ بذوالفقار علی سر بریدمت + نظم ایک شاعر جو ہین سوائے بھرپور + ہین ڈرتے کسی سے
تا مقدور + اُنکی میدان شاعری مین زبان + کرتی ہے کار سیف کا ہر آن + نقل ہے کہ سلیمان فخر
شاعران زمان فصل جوش بہار مین مع فضلا و شعرا برائے تفریح طبع ایک دجلۂ روان کے کنارہ لجۂ
سیر مین غوطہ زن تہا اتفاقاً ناصر بخاری درویش مشرب مائل سیاحت اُس مجمع شعرا مین زینت بخش ہوا
سلیمان اُس آن پر طیب اللسان یون گویا ہوا کہ اے عزیز با تمیز تو کون ہے اشتر بے خبر ہے ناصر علی بخاری نے
ایکبارہی طوطی زبان کو میان گلشن بیان یون نطق مین لایا کہ یہ فقیر حقیر باغ جہان مین نخلستان شاعری
کی باغبانی کرتا ہے یہ کلام سلیمان شیرین کام سنکر کہنے لگا اے عزیز فی البدیہہ بھی شعر کہنے کی طاقت
رکھتا ہی اُس نے جواب دیا البتہ سلیمان صاحب بیان نے فی البدیہہ یہ مصرع موزون کیا مصرع سیل از شتاب
رفتار سے عجب مستانہ ایست + ناصر بخاری کہنے لگا سچ ہے لیکن مصرعہ پائے در زنجیر و کف بر لب مگر
دیوانہ ایست + یہ مصرعہ برجستہ ناصر بخاری سے سنکر تمام شعرا و فضلا گرداب حیرت مستغرق ہوگئے
و سلیمان خندان اٹھکر بغلگیر ہوا + قطعہ کیون نہ شاعر کی قدر اسے بھرپور + شاعران زبان کو ہو منظور
سچ تو یہ ہے نہ گو کوئی مانے + قدر جوہر کی جوہری جانے + نقل ہے کہ ایک شیخ علی حسنین بعد
تمکین اپنے گلستان دلستان مین تن تنہا گلہائے مضمون گلشن خیال سے چن چن کر بدستہ غزل کا

گلدستہ بیٹھے بنا رہے تھے لیکن دربانون اور پاسبانون کو حکم تھا کہ اُسوقت ہمارے پاس بلا وسواس کوئی نہ آنے پاوے قضائے کار ایک شخص زبان طراز اُس گلزار بہار مین جانیکو طیار ہوا اگرچہ کیدارون کے مانع ہونے سے وہ عزیز باتمیز دروازے کی راہ چھوڑکر بہر روش ایک تابدان کی راہ سے مثل آب روان اُسجا پہنچا کہ جس جا شیخ موصوف مصروف سیر گلہائے مضامین تھے اُس عزیز باتمیز کو خار سمجھکر شیخ نے بہ زبان فصاحت بہ بلاغت فرمایا
مصرع درین بزم رہ نیست بیگانہ را + وہ عزیز باتمیز اس مصرعہ کو گوش زد فرما کے بحرب زبانی فتیلۂ زبان کو محفل سخن مین روشن کرکے کہنے لگا کہ اے چراغ خاندان شرافت واے شمع شبستان نجابت سچ ہے
مصرع درین بزم رہ نیست بیگانہ را + لیکن یہ فی الحقیقت ہے مصرع ثانی کہ پروانگی واد پروانہ را
نظم سنکے یہ مصرعہ شیخ جی نے وہین + اُوسکو اعزاز سے بٹھایا قرین + سچ ہے مجبور ہر سخندان کی + قدر کیونکر کرین نہ دل سے سبھی + نقل ہے کہ شیخ علی حزین بعید تمکین معہ ہمنشین اپنی محفل عالی منزل مین رونق بخش تھے جسوقت کہ شب بو العجب دوپہر کے قریب گئی یکایک شیخ موصوف نے بزبان فصیح پر ملیح یہ ارشاد کیا مصرع از شب چہ قدر رسیدہ باشد + یہ جواب باصواب شاگرد رشید صاحب فہمید نے جواب دیا مصرع ثانی ز نقش بکمر رسیدہ باشد + یہ جواب باصواب شاگرد رشید کا شکر شیخ موصوف نہایت محظوظ ہوئے مثنوی برجستہ سخن کہے جو مجہور + ذی عقل نہ ہووے کیون وہ مشہور یہ راست ہے جو کہ ہین سخن سنج + دولت سے سخن کے ہین وہ بیرنج + نقل ہے کہ ایک امیر صاحب توقیر کہ جس کا نام نیک انجام زبان پر لانا مناسب حال نہین ہے وہ امیر صاحب توقیر شیخ علی حزین عزلت گزین کی ملاقات کیواسطے جو مکان دلستان مین تشریف فرما ہونے لگا تو شیخ موصوف کا ایک چوبدار نابکار گویا ہوا کہ خداوند نعمت سپہر کرامت آپ کے درآمد ہونے کی اس غلام ناکام کو خبر کرنے شرط ہے غرض وہ امیر اُس کے سخن کا شنوا نہ ہوا مگر بتکدر خاطر شیخ صاحب کے قریب بیٹھکر یہ مصرعہ زبان پر لایا ؎
مصرع درِ درویش را دربان نباید + اس کے جواب مین شیخ جی نے بزمی زبان فرمایا مصرع نباید تا سگ دنیا نیاید + اشعار سنکے مجہور یہ جواب حقیر + شرمگین و ملین ہوگیا وہ امیر + کیون نہ وہ شخص ملین ہوئے جو خفیف + گوش زد یہ سخن ہو جسکے کثیف + نقل ہے کہ ایک روز اکبر بادشاہ گیتی پناہ گلزار رشک بہار مین سیرکنان تھا کہ ایکبار لالۂ داغدار پر نگاہ پڑی تو یہ مصرعہ رشک تمنا وزبان پہ گذرا + مصرع لالہ در سینہ داغ چون دارد + اسین امیر خسرو نیکخو نے عندلیب زبان کو قفس سکوت سے پرواز دیکر گلشن تقریر مین متقرر کیا اے گل حدیقۂ جاودانی واے سرو باغ کامرانی فی الحقیقت مصرع لالہ در سینہ داغ + چون دارد + لیکن جواب مصرعہ ثانی عمر کوتاہ غم فزون دارد + نظم سن کے خسرو سے مصرع مجہور

ین اکبر ہوا مسرور + جو سخندان ہین وہ سخن گوکی + قدر کرتے ہین شکے بات بڑی + نقل ہے کہ ایک بادشاہ عالی پناہ نے عالم سرور مین شراب سخن شیشہ مضامین سے نکالکر ساغر اوزان مین بھر کے یہ مصرعہ پُر کیفیت کہا + مصرع ساغر نیمۂ دلبر بزند یدا ست کسی + اور اُس کا مصرعہ ثانی با معانی بادشاہ نے ہر ایک سے طلب کیا اپنے بقدر حوصلہ سب نے میدان شاعری مین توسن طبع کو چمکایا مگر کسی شخص کا اشہب خیال گوئی سخن مین نہ دوڑا ایک روز بادشاہ عشرت اندوز نے نہایت خفا ہوکر اپنے ملازم افسر شعرا سے یون کہا کہ اگر مصرعہ کا مصرع ثانی با معانی صبح تک نہ بہم پہنچا دیگا تو واللہ باللہ تجھ مردار کو وقت شام دار پر کھینچو نگا الحاصل اُس شاعر بے بدل سے کوئی مصرع برجستہ ہوا آخر کار اُس شاہ نامدار عالیمقدار نے اپنے سامنے اُس شاعر خستہ جگر کو دار پر کھینچا اس حالت پُر ملالت مین اُس نیمجان کا ساغر دہان شراب سخن سے جو لبریز ہوا تو یکایک یہ مصرعہ برجستہ زبان پر لایا شعر نیمجانیکہ بمن بود رسیدست بہ لب + ساغر نیمۂ دلبر بزند یدست کسے + یہ مصرعہ برجستہ استماع فرماکر بادشاہ عالیجاہ نے اُس کی جان بخشی کی + مثنوی سچ ہے مہجور جو سخندان ہین + قدر دان شعر کے وہ ہر آن ہین + اور جنکو نہین ہے اس مین دخل + اپنے نزدیک ہین وہی بے عقل + نقل ہے ایکدن نصف النہار کے قریب عمدۃ الملک نے خانہ باغ کی روش پر گلشن اختلاط مین چاہا کہ گنا بیگم غنچہ دہن کے چمن کائی کو آپ پاشی عشرت سے سیراب کیجئے اس مین اُس گل نہال در سرور عشا نے بعید شگفتگی خاطر نواب موصوف سے کہا کہ آپ خیابان خلوت مین رونق افزا ہوجئے مین بھی استنجے کی حاجت سے فارغ ہوکر حاضر ہوتی ہون غرض نواب موصوف اس پر بر حسب اسکے کہے سے پلنگ عشرت گلزار پر غلطیدہ ہوکر یکایک چشم انتظار مین پُر خمار مین غنودگی سے نیمخوابی مین آگئی اس عرصہ مین گنا بیگم نے جو آکر در کا پردہ اٹھایا تو نواب موصوف کی نیمخوابی کا پردہ فاش ہوگیا یکایک پردہ کو ہاتھ سے چھوڑکر وہ پُر حجاب جوتی پیچھے کو ہٹی کہ ایک بار نواب نامدار کی آہٹ سے جھٹ آنکھ بیدار ہوئی اُسوقت یہ مصرعہ بیساختہ سرزد ہوا مصرع آکر ہماری خاک یہ کیا یار کر چلے + وہین گنا بیگم نے جواب دیا مصرع خواب عدم سے فتنہ کو بیدار کر چلے + یہ مصرع برجستہ گنا بیگم نے پڑہ کے بعید عشوہ گری نیاز بری بخرام کبک دری نواب موصوف کے قریب آکر نسیم عیش و عشرت سے گل آرزو کو شگفتہ کیا مثنوی کیون نہ مہجور + وہ خوشا اوقات + گل تر کیطرح ہنسین و ترات جنکو اللہ نے میان جہان + نعمتین سو طرح کی دین ہر آن +

نقلہائے کنجشیران

نقل ہے کہ سابق مین راجہ مہاراجہ کی بیٹیان رانی زادیان بادشاہ الوالعزم ذوی الاکرام کو ڈولے کے
طریق پر آتی تھی اور اونہین کی اولاد سے شاہزادے خوزادے تخت سلطنت پر جلوس فرماتے تھے
چنانچہ معمول کے موافق ایک رانی گل نوبہار جوانی بقول میرحسن + شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن +
جوانی کی راتین مرادون کے دن + اکبر بادشاہ جمجاہ کی محل سرائے دلکشا مین رونق بخش ہوئی ایک
شب بادشاہ خود مطلب نے اُس نورستہ باغ جوانی اور سرو چمن محبوبی گل عشرت کو خار سمجھکر خیابان
آغوش بادشاہ سے مثل صبا جو ہوا ہوئی تو بادشاہ جمجاہ نے دوڑکر اُس کا ساعد غیرت شاخ گل اپنے رشک
پنجۂ مرجان مین پکڑا الحاصل اُن دونون کی کشاکش سے رانی مہارانی کے لہنگے کا گرہ بند ٹوٹ گیا تھا مین
اُس شمع شب افروز چراغ عشرت اندوز نے اپنے دونون ہاتھہ ہیہات اِس واسطے شمع سوزان
پر رکھدیئے تاکہ چراغ بے ستری صبائے تیرگی سے گل ہوجاوے یہ تماشائے حیرت افزا اُس ماہ دل
افروز رشک بہار نوروز کا دیکھکر بادشاہ آتش عشق پر سیندآسا تڑپ کر یون کہنے لگا چھپچھہ کہ کارن
گلدستہ حدیقہ کامرانی کا غنچۂ امید نسیم عشرت سے شگفتہ کرنے کو ارادہ لیکن وہ نونہال گلشن خوبی
سندر ہاتھہ جری + غرض یہ چھپچھہ کہتے ہوئے بادشاہ عالم پناہ محل سے دیوان خاص مین بر
آمد ہوئے اور کبیشران آور کو طلب فرمایا چنانچہ اِس وقت ایک کبیشر خوش منظر جو کی خانہ
مین حاضر تھا حسب ارشاد حضور پُر نور وہ دست بستہ حاضر ہوا اکبر بادشاہ نے فرمایا اے
کبیشر نیک منظر اِس ارتھہ کا کبت پُر مضمون موزون کردے یعنے چھپچھہ کہ کارن سندر ہاتھہ جرے
یہ چھپچھہ وہ کبیشران زبان آور شنکر کہنے لگا۔ دوہرا کبہی نہ کاگج ہاتھہ لیون + نہ جانون سیاہی
کیسا رنگ + سدا سرستی داہنی حکم سے بہگوان کے سنگ + اے بادشاہ عالم پناہ اِس ارتھہ کا یہ
کبت ہے + کبت نٹی ایلارس بھید نجانت سج گئی جیہ پانیہ ڈری + رس بات ٹھی جب چونک
تب داہنی کی + کنتہہ سے بانہ دہری + ان دونون کی جہجکون مین گنتہہ تاب پیغیر ٹوٹ پڑی ملکر دیک
کامن جہانپ لیوتہ کارن سندر ہاتھہ جرے + یہ کبت حسب حال اِس کبیشر صدق مقال کا شنکر
بادشاہ اکبر آتش غضب پر غلطان ہوا اور طیش مین آکر کہنے لگا اِس کبیشر گیدی خبر نے یہ کبت
ایسا حسب حال فی الحال کہا گویا یہ خناس میرے پاس کھڑا تھا نظم مقید کرو اُسکو زندان مین اب + مین ہون
غوطہ زن بحر طوفانین اب + غرض اُس کبیشر پر غصہ کیا + اُسیوقت زندان مین بھجوادیا + وہین ایک کبیشر
نے یہ عرض کی + خدا وند ہم سے نہ ہوگا کبہی + کہ شاہون کے محلون مین بخوف و غم + پہرین چوری سے سطح
بام + یہ گفتگو دو بدو وے سے دوسرے کبیشر کی شنکر بادشاہ نے خاص برداروں سے کہا کہ اُسکو جلد مقید کرو ہم اور چھپچھہ

دیکھاتے ہین دیکھین تو یہ اس کا جواب باصواب کیونکر دیتا ہے یہ کہکر بادشاہ شہنشاہ محل کے اندر ورآمد
ہوئے بعد انفراغ خواب وقت طلوع آفتاب عالمتاب لب دریا جہر وکون ہین جو آکے زینت بخش ہوئے تو
کیا دیکھتے ہین کہ ایک عورت خوبصورت پارہ شب کو اپنے شوہر رشک قمر کے ساتھہ ہم بستر ہوکر وقت سحر
بے خوف وخطر برلب آشنان بصد سامان دریائے جمن مین نازل ہوئی تو اسوقت کا عالم کیا
بیان کرون اُس مہ جبین کے پانی چیرنے مین یہ بدن کی چمک تا بفلک تھی جس طرح آب صاف مین ماہ
تابان اور مہر درخشان کی پرچھائین دیکھتے ہین اور یکایک وہ پُرفن غوطہ زن ہوکر جو پانی پر اُبھری تو اُسکے
بال وبال عارض ہوکر تمام منہ پہ آرہے اُس ماہ جبین لعبت چین نے جو دونون ہاتھون سے اُن بالون
کو ادہر اودہر پریشان کیا تو اُسکے مکھڑے کا اُن بالون مین یہ نقشہ معلوم ہونے لگا کہ جس طرح آفتاب جہانتاب
کوہ پرشکوہ کے درمیان نکلتا ہے یہ عالم وہ شاہ نیر سپہر اعظم دیکھکر یہ سخن زبان پر لایا چھپہ نکسو رب
پھوٹ پہاڑ کی تائین + الحاصل بادشاہ عالم پناہ یہ چھپہ کہتے ہوئے محل سے باہر آئے اور دوسرے
کبیشر محو مین دل مایوس کو بلواکر فرمایا اے کبیشر نیک اختر اس چھپہ کا کیا کبت کہتا ہے جلد بیان کر چھپہ
نکسو رب پھوٹ پہاڑ کی باتین + اس ارتھ کا جو عالم مین نے دیکھا ہے اگر ویسا ہی نہ کہے گا تو تجکو ہاتھہ
پانون باندہ کے دریائے سیاست مین ڈبو دونگا یہ سخن ولشکن بادشاہ کا سُنکر وہ کبیشر اپنے دیوتاؤن
کو منا کر کہنے لگا اے خداوند نعمت سپہر کرامت اس کا یہ مطلب ہے کبت رات مین رس کیل کیرالی
چھور بہیو آتھہ منحن دھائین + نیر کے چہیر مین دیہ ڈولی جمنا جل مین جیسے چندر کی چھائین بے بڑکی جل سے
اُبھری اُلجھین الگین کہا اوپر آئین + وہ دوکر کیس سنوار لیو نکسو رب پھوٹ پہاڑ کی تائین + یہ کبت پُر حیرت
سنکر وہ بادشاہ عالم پناہ دریائے تحیر مین مستغرق ہوکر کہنے لگا یہ کبیشر جادوگر ہین سحر کے زور سے اُنکا
ہمزاد ہمارے ساتھہ ساتھہ رہتا ہے کیونکہ جو عالم سحر دم مین نے تن تنہا لب دریا دیکھا تھا وہی نقشہ ہو
بہو میرے روبرو اس نے زبان قلم سے قرطاس بیان پر کہینچکر دکھایا شعر بھلا کیونکر نہ میری عقل ہو
دنگ + بیان غیب کرنے سکے یہ ہین ڈہنگ + یہ گفتگو عربدہ جو اکبر بادشاہ گیتی پناہ کی سُنکر کب گنگ
کبیشر نیک محضر کہنے لگا خداوند نعمت ہم لوگون کی کیا قدرت اور جرأت ہے کہ زور جادو سے ہمکلامی کرین
ہم لوگون کو سرشتی کا بل پر محل اللتبہ ہوتا ہی یہ بات واہیات کب گنگ خوش آہنگ کی سُنکر بادشاہ چوکیداران
سے فرمانے لگے اس کب گنگ بے ننگ کو تم سب ہاتھہ جکڑ کے پکڑے رہو ہم محل بے بدل مین جاتے
ہین دیکھین اسکا کہنا کیا ظہور پکڑتا ہے الحاصل بادشاہ جمجاہ محل کے اندر رونق افزا ہوئے وہان
ایکسو حور لقا ماہ سیما اپنا سنگار رشک بہار کرکے منتظر سہاگ مین ڈوبی ہوئی بام دل آرام

کی طرف چلی تھی کہ بادشاہ جمجاہ کا مشام کام دنیوٹے سہاگ سے معطر ہوا تو اُس نازنین مہ جبین کا دست سیمین بغل مین داب کر کوٹھے کی مراجعت فرما ہوئے لیکن تیسرے زینہ پر قدم جوبے قرینے پڑا تو یکایک اُس پری رخسار رشک بہار کی ساعد سیمین کا کنگن طلائی ڈھیلے پن سے بادشاہ کے بغل مین رہ گیا اور وہ نازنین کی فرقت مین ہر ایک زینے سے سر ٹکراتا ہوا زمین پر گرا تو عجب آواز خوش آواز خوش انداز پیدا ہوئی کہ جسپر بادشاہ جمجاہ کو یہ ارتھہ سوجھا چھچھہ ٹھنن ٹھنن ٹھنن ٹھنن ٹھکو + اس چھچھہ کو کہتے ہوئے بادشاہ عالیجاہ محل سے برآمد ہوئے اور کب گنگ سے فرمایا کہ اے کب گنگ خوش رنگ اس ارتھہ کا کیا کبت ہے چھچھہ ٹھنن ٹھنن ٹھنن ٹھنن ٹھکو + یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سُنکر کب گنگ نے اپنی پرتبی کو پہلے یاد کرکے جواب دیا خداوند نعمت یہ کبت یون ہے کبت انکم سار سوگند گاوت + باس وہین چھوندیس کو جھکو + آلی کر سنگار اٹا کو چلین منہ وکہیت لالن کو لہکو + کنگن ایک گرو جو کر سون سیڑہین سیڑہین بہرے وہ بہکو + کب گنگ کہین یہ سبد سٹو ٹہتن ٹھنن ٹھنن ٹھکو + اس کبت پر حیرت کے سُنتے ہی بادشاہ جمجاہ کا زیور حواس گلوئے عقل سے ٹوٹ کر گر پڑا اور ہوش کی چوڑانی گوش دماغ سے پرواز کرکے بالا بالا عالم بالا کو پہنچی اور وہم اور فہم کا نورتن بازوئے ادراک سے کھلکر دست بدست جاتا رہا اور حیرانی کی ہیکل اور پریشانی کا طوق گردن قیاس سلطانی سے گلوگیر ہوا اور انگشتر حیرت انگشت خیال مین تنگ ہوکر انگشت نما ہوئی غرض بادشاہ حلقہ تفکر مین ایسی مستغرق ہوئے کہ عقل کی جھلی بتیال کو گئی تب بادشاہ جمجاہ نے توڑے دار سپاہیون کو یہ حکم کڑا دیا کہ ان کبیشرون کو زنجیر پائی زیب کرکے چھڑا چھڑا مقید کرو تاکہ آپسمین نادعلی پڑہ کے کچھ دعا تعویذ نہ کرنے پائین اور بندی خانہ کے اندر پیٹ مین بچھوا مارکے نہ مرجائین کہ مجکو کلنک کا ٹیکا نہ لگے المدعا بادشاہ نے سب کبیشرون کو جبکہ مقید کیا چند روز کے بعد ایک کبیشر ولاور حکمت نامی ولیپ کا شاگرد حضور لامعہ النور مین حاضر ہوکر شاہانہ اسیس کے بعد کمانچہ زبان کو سرود تقریر پر کھینچکر کہنے لگا پیر و مرشد برحق ہم لوگ اس قدر مورد عتاب نہین ہین جو آپ عتاب فرماتے ہین یہ سخن اُس شیرین دہن کا استماع کرکے محل سرائے دلکشا مین بادشاہ برآمد ہوئے اتفاقاً اُس کے صحن مکان مین ایک یاقوت لب عالی نسب جواہر نامے او ہیرا دہن رشک مرجان کمر پر دھرے چہل قدمی کر رہی تھی بادشاہ عالمپناہ اُس لعل بے بہا کے قرین آکر دست بدست خوش طبعی کرنے لگے قضائے کار ایکبار شاہ نامدار کا ہاتھ اُسکے مالائے مروارید پر جو پڑ گیا تو وہ رشتہ گلو سے ٹوٹ کر گر پڑا تو وہ نازنین مہ جبین بحالت غمگین جھک کر زمین سے موتیون کو چننے لگے اسمین بادشاہ جمجاہ کے منہ سے ارتھہ سرزد ہوا

نہورو سیس لیت ہے نارن سے + یہ چھپے کتنے باد شاہ دیوان خاص مین تشریف فرما ہوے
حکمت سے ارشاد کیا کہ اس ارتھہ کا کبت میرے حسب حال فی الحال نہ بنائیگا تو واللہ باللہ تازیست
کسی کبیشر کو قید سے رہائی نہ دونگا یہ کلام بادشاہ ذوالاکرام کا سُنکر حکمت سے کہنے لگا دوہرا کدہو
نہ کاگنج ہاتھہ لیون نہ جا نو سیاہی کیسا رنگ + سدا مہرستی وا ہنے حکم سے بھگوان کے سنگ
یہ دوہرا دیوتا کا پڑہ کے کہنے لگا اے خداوند نعمت نیز حشمت اس ارتھہ کا یہ کبت ہے +
کبت ایک سیین سنگ سیام ہنسی کر لعل گیو جیو بالن سے + کتنا گلے ٹوٹ گرے بہوین مین تریا
لاگے نین نہارن سے + کٹ سے نہ ہورسے کر سون نیتی حکمت بران بچارن سے + دلیپ کی
نائی سیمبر چرہی نہورو سیس لیت ہے تارن سے + قصہ مختصر اُس کے گہرہائے سخن کی مسلسل
بیانی پر نہایت خوش ہوکر بادشاہ عالم پناہ نے اُن تینون کبیشرون کو محبوس خانہ سے
طلب فرما کے خلعت پُرزر مع مالائے مروارید عنایت فرمائی **مثنوی** سچ ہے مہجور جو سخندان
ہین + قدر دان گفتگو نے ہر آن ہین + اور جنہین کچھ نہین سخن کا مزا + خزف و لعل کو وہ جانین
کیا + نقل ہے ایک روز بادشاہ عالم پناہ اسپ بادرفتار پر سوار ہوکر ایک بار چار سوئے بازار
مین جو جہین پہنچے کہ یکایک بادشاہ کی نگاہ ایک دریچہ کی طرف جو پڑی تو کیا نظر آیا کہ ایک ماہ پارہ
سرتا پا زیور سے آراستہ دریچہ کے پٹ سے لگی ہوئی ایک پٹ کی اوٹ مین نظارہ کنان ہے جونہین
اُس نازنین مہجبین کی آنکھہ بادشاہ کی آنکھہ سے دوچار ہوئی تو وہ رشک مہتاب پُرحجاب دوپٹا
رشک سحاب منہ پر ڈال کر دریچہ کے پٹ کو جھٹ پٹ بند کرکے پٹ کی اوٹ مین باز و لگا کر بیٹھہ
گئی یہ عالم پُرفہم کا دیکھکر بادشاہ عالم پناہ نے قفل سکوت کو کلید زبان سے جبر سے کھول کر یہ چھپہ
موزون فرمائی چھپہ سوہار وار کنار سے کنواری پٹ اوسے گئے + الحاصل بادشاہ نے دیوان
خاص مین رونق افزا ہوکر کب گنگ کو خوش آہنگ کو ارشاد فرمایا کہ اس کا کبت اے
پُرفراست جلد کہدے یہ ارشاد حضور پر نور شن کر کب گنگ کہنے لگا کہ اے خداوند نعمت
مہر عظمت میرے خیال کثیر الاختلال مین یہ آتا ہے کبت بادرسے نکس دامنی سے
دبک کوندہا سی لپک چھون مین چہتے گئی + کبھن کہاری اَنک کام ہاری بہون کے مردر
کردر کھون کی گئی + کانن سو مین کرن بہول اور دیکھہ جیا نے سدہ بہول + + مہرت کی حیران
پیاری جیو کے گئی + کہان لو کہا نین گنگ آلی رہی تمہارے وارکھہ نارسے کنواری سے پٹ
دے گئی **مثنوی** کہا یہ کبت اس نے جب حسب حال +

توشہ نے اسے کردیا نونہال + سخنگوی کی مہجور + سب اہل صدر + بقول نظامی کرین کیون نہ قدر + ہزار
آفرین بر سخن پرورے + کہ بہ ساز واز ہر جوئے جوہرے + نقل ہے کہ ایک روز اکبر بادشاہ عشرت انداز
سرراہ ایک بارہ دری مین بیٹھے نظارہ کنان تھے کہ ایک نازنین ماہ جبین ڈول مین پانی بہرے اُس
طرف سے ہوکر نکلی اور بادشاہ جمجاہ کی نگاہ اُس رشک ماہ کی چہاتی پر جو پڑی تو کیا نظر آیا کہ
کچھہ انگیا کے سکنے سے چہاتی یون اوبہری ہوئی دکھائی دیتی ہے + چھچھہ نکسبت کلی گلاب
کی جون نکست للت لکیر + اور اُس کی اٹھیلی کی چال خوش انداز سے ڈول کا پانی ہلتا جاتا تہا اِس
عالم پر بادشاہ کے دل پر یہ مضمون گذرا کہ اُس ڈول کے پانی کا ہلنا بے وجہ نہین ہے یعنے اُس نازنین
مہ جبین کی چہاتی اُبھری دیکھکر وہ پانی بخوشی زبانی کہتا ہے کہ ہیہات میرے ہاتھہ نہ ہووے جو
مین اِس چہاتی تک دسترس پاکر کچھہ مزا اوٹھاتا اور فی الحقیقت یہ چہاتیان ایسی تہین کہ جس کے وصف
مین مرزا رفیع السودا یون کہتے ہین شعر + یہ قصد رکھے ڈال وے تو اُن پر ہاتھہ + تنگ
کے بھی مین یہ آتا ہے کہ دے بہاگ اُچک + الحاصل بادشاہ جمجاہ نے اُس ڈول کی ڈانو
ڈول طبیعت دیکھہ کر اور پانی کے ہلنے پر یہ چھچھہ + کہ کارن ڈول مین ہالت پانی + یہ چھچھہ کہتے
کہتے بادشاہ نے دیوان خاص مین برآمد ہوکر ہر ایک کبیشر سے ارشاد کیا کہ اِس ارتہہ کا کبت
جلد تیار کرو اِس مین کب سنت صاحب قوت اپنے دیوتاؤن کو یاد کرکے بادشاہ عالم پناہ
سے کہنے لگا کہ خداوند نعمت مہر سپہر کرامت اِس کا کبت یون ہے کبت ایک اس مین
جل آتن گھر سے نکسی ابلہ برج کی رانی + جات سکوت مین ڈول بھرن جل کہنیجت تھی انگیا
مسکائی + دیکھہ سبہا چتیان اُکھرین کب سنت کہین نسا للچانی + ہاتھہ بنا پچھتات رہو یہ
کارن ڈول مین ہالت پانی + یہ کبت پُر حیرت سماعت فرماکر وہ ماہ رفعت مہر حشمت نہایت
مسرور و محظوظ ہوا اور کبت کا صلہ ایسا بے بہا دیا کہ پھر اُس کو روپیہ اور پیسون کی چاہ
نہ رہی بلکہ ایک چشمہ فیض اُس کبیشر کے گہر سے جاری رہا + قطعہ کیون نہ مہجور قدردان
سخن + سمجھین اہل سخن کو کان سخن + کہل گیا جس پر انکا رتبہ ہے + دل سے خدمت وہ خوب کرتا ہے
نقل ہے کہ اکبر بادشاہ عالیجاہ نے ایک روز بقصد شگفتگی دل ایک خواص سبز رنگ
خوش آہنگ لعل لب غنچہ دہن کو پان کا بیڑا رشک لعل بے بہا اپنے ہاتھہ سے کہول کر
کہلا دیا وہ نازنین ماہ جبین اِس گلورے کو درجک دہن مین رکھکر دست بستہ براے
تعظیم وتکریم بادشاہ عالم پناہ کے سامنے سرنگون ہوئی اِس مین اُس...

معدن عشرت اور کان حلاوت نے اُس نازنین مہ جبین کو آغوش دلبری مین کہینچکر اُن اُبہری پستان رشک انار پر دست ہوس ڈالا کہ یکایک وہ نازنین مہ جبین اِس حالت پر حلاوت مین جو متبسم ہوئی تو بان کی پیک زنخدان رشک سیب گلستان پر گر پڑی تو اِس تہوڑی کا یہ عالم نمایان ہوا کہ گویا ماہ تابان کو چیر کے کسم چوایا ہے اِس عالم بے بہا پر بادشاہ عالم پناہ نے یہ چہچہہ موزون کی چہچہہ ماہ نو چند کو چیر کسم چوایو۔ یہ چہچہہ جان باختہ کہتا ہوا بادشاہ عالیجاہ اندرون محل سے برآمد ہوا اور ایک کبیشر خوش منظر کو طلب فرما کر سوال کیا کہ اِس ارتہ کا کبت پر حلاوت جلد موزون کر دے اُس کبیشر زبان آور نے جواب دیا کہ اے بہار سبز بختان گلشن حلاوت واسطے آبشار خیابان چمن حشمت اِس چہچہہ کا یہ کبت ہے کبت ایک سمن پیا نے سُکہہ مین کر کہول کے۔ آپ تنبول کہلایو۔ چندر مکہی مکہ سے اپنے کر جور کے جون ہے سیس نوایو۔ لالن لال لئے ہت سون انگین چتیان۔ جیورا ہو لسایو مسکاتے پیک گرے مکہ سون مانو چندر کو چیر کسم چوایو۔ قطعہ اُس کبیشر کا گوش کر کے کلام۔ بادشاہ نے بہت دیا انعام۔ قدر دان جو سخن کے ہین جہور دہ سخن کے سراہتے ہین ضرور٭

نقل ہے کہ اک روز بادشاہ گیتی پناہ لب دریا بارہ دری مین بیٹھے تہا آفتاب طلوع عالمتاب اپنے موج مین سیر دریا کر رہا تہا کہ ایک نازنین مہ جبین جادو نگاہ اپنے خاوند کے ہمراہ شب کو ہم بستر ہو کر ناگاہ وقت پگاہ مثل ماہ دریا مین نہانے کو آئی اور غوطہ زن ہو کر اپنے بال رشک سنبل بستان وہ غیرت مہر درخشان کہڑی ہو کے جو نچوڑنے لگی تو بادشاہ عالم پناہ کو قطرات آب دیکہکر یہ مضمون سوجہا کہ اِس جعد عنبرین کی چوٹی سے سراسر یہ پانی کی بوندین نہین گرتی ہین مگر مار سیہ نے جو ماہ تابان کو چوسا ہے تو اُس کا امرت دم کی راہ سے یہ نکلا ہے اِس عالم پر یہ ارتہ زبان پر گذرا چہچہہ امی نکسو بہہ پونچہہ کی اورن۔ اِس ارتہ کو پڑہتے بادشاہ عالم پناہ دیوان خاص مین زینت بخش ہو کر پرہٹ کبیشر خوش منظر سے کہنے لگی اِس چہچہہ کا کبت موزون کر دیجئے چہچہہ امی نکسو بہہ پونچہہ کی اورن۔ اِس کا انعام بجواہش تمام تجکو خزانہ راجہ باسک سے ایسا عنایت ہوگا کہ بڑا کوڑیالا ہو جائیگا اور تیرے من کی آرزو سب نکل جائیگی اور اگر نا اِس ارتہ کا کبت میرے حسب دلخواہ واللہ نہ بنے گا تو اے افعی زمان تجہہ ناتوان کو اِس قدر مار پڑے گی کہ تیرے بدن کی کہال کینچلی کی طرح اُتر جائیگی اور قالب کی بانبی سے تیرے روح کی ناگن لہرا کر فرار ہو جائیگی اور اژدہا سے جان بے گمان کہسار قضا سے سر پٹک کر بیجان ہو جائیگا ورنا تجہہ روسیاہ گمراہ کا منہ کالا کر کے ناگ پور کے انگر قید خانے مین مقید کر دونگا

یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر وہ کبیشر خوش منظر کچھہ منتر پڑہتا ہوا کہنے لگا اے خداوند جہان اے قبلۂ زمان اس ارتہ کا یہ کبت ہے کبت ایک سیمین ہر سون رت مانگے پرات گئی سنتاو نیہہ کہورن وسے تُرکی جھین نکسین اور تہاری بہی کج لاگ پچوڑین۔ برہت ہلوکت یا پہب کو چل کے گنگا جومین بال کے چہوٹرن۔ چندر کو چوست ہے مانو ناگ امی نکسو یہہ پوچہنہ کی اورن اشعار یہ کبت سُنکر بادشاہ نے کہا کہ صد آفرین مرحبا مرحبا۔ کہا تو نے ایسا کبت حسب حال۔ کہ جس سے مزاجی ہوا خوش کمال۔ غرض شاہ نے ہو کے مسرور خوب۔ دیا اسکو انعام مجہور خوب نقل ہے کہ ایک نازنین مہ جبین ماہ ثانی رنگ چنپئی رشک زعفرانی غسل کرکے چوکی طلائی مرصع پر رز و غلطی کا تہمد باندہے بیٹہی بال رشک سنبل بستان بیگمان سکہاری تہی کہ یکایک اچانک بادشاہ گیتی پناہ اسکی پشت کیطرف سے محل بے بدل مین جو درآمد ہوئے تو بادشاہ عالم پناہ کو اسکی پشت کندن سے دمکتی ہوئی پر بالون کی سیاہی یون نظر آئی کہ جیسے یہ چہچہہ زبان زد ہوئی جہچہہ سونے کی دیوار پر جوتی پرناری ہین۔ یہ ارتہہ پڑہتا وہ بادشاہ عالیجاہ نے بدل محل سے باہر آیا اور ایک کبیشر ہمہ کب گنگ اور افسر ولیپ خوش آہنگ کو طلب کرکے کہا کہ اے اس ارتہ کا کبت ایسا بے بہا بنا دیتے کہ جسمین سراسر میرا مطلب ہمسر ہوا اور اگر اس مین ایک سرمو تفاوت ہوگا تو تیرا سر تیغ ندامت سے سر دست کاٹا جائیگا اور اگر احیاناً مقصد حضور پُر نور سے تیرا مضمون سر برہوگا تو تجکو سرافراز اور ممتاز بے انداز کرکے سردارون مین سربلند کرونگا نظم اُس کبیشر نے سُنکے شاہ سے کہا۔ زہے اقبال اس کبیشر کا۔ جس کو حضرت سراہین یون دل سے۔ ہے ہمیسر یہ بات مشکل سے۔ المدعا اُس کبیشر صاحب ذکا نے ہنتا نے فی الحال بحسب حال یہ کبت بنایا کبت چکنے چہر جہاڑ مانون پنکہہ وار کید ہون کی ڈوار کید ہون سوتن کے بچارے ہین۔ سرسنار کید ہون ناگن کی ڈوار کید ہون بکہول کسی سیج سنوارے ہین۔ کاجرتے کارے اندہیارے پریم لکت پیارے سوندہاتے سوندہارے ہین۔ لانبے لہکارے گورے پیٹہہ پرڈارے سونے کی دیوار پر جوتے پرنارے ہین۔ ابیات سُنکے اُس کا کبت سبہی یکسر مرحبا بول اُٹھے وہ خوش ہوکر۔ اور شاہ نے اُسے سر دربار۔ سرپراہون کا کر دیا سردار واقعی یہ سخن سکے فی الحال۔ اُوسکو کرتے ہین قدردان نہال۔ لیک مجہور اب کہان وہ لوگ کیا سخن سنج تھے یہان وہ لوگ نقل ہے کہ ایک جوہرے رشک پری قدیم اکبرآباد کا متقسم ہیرالال نامی چُنی لال کے بیٹے نے برائے تجارت جواہرات نادرات چُننے

پنے کو سفر کیا تھا لیکن اُس کے فراق اور اشتیاق مین اُس کی جورو نیک خو کا یہ احوال پُرملال تھا کہ
آٹھون پہر اپنے شوہر کے دُر دندان کے خیال مین رورو کے سلک گہر صدف چشم سے بہایا کرتی تھی
اور کبھی اُس کے لب یاقوت گون کے دھیان مین دیدۂ خونبار سے لخت جگر مثل عقیق امڈ پڑتا تھی
اور کبھی اُس کے رُخ سبز رنگ رشک زمرد رمانی کے تصور مین دست وحشت غیرت پنجہ مرجان سے
اپنے عارض گلفام کو مارے طمانچون کے لعل کے مانند لال کرتی اور اُس کے پشت خیال مین وصل
کی تختی برائے دفع خفقان وہ کشتۂ حرمان روز و شب سینے پہ رکھتی اور کبھی اُس کے کاکل مشکین کے
دھیان مین نیلم کی طرح آنکھون مین ایسی تیرگی چھائی تھی کہ مانند سلیمانی ٹھہرا جاتی تھی الغرض اُس
حالت پرملالت مین اُس جوہری رشک پری کے رشتۂ حیا ٹوٹ جانیکا جو نا وہ قاصد غم آمادہ در پرلایا تو
اُس نازنین اندوہگین کا احوال پُرملال کیا بیان کرون کہ نامہ بر کی آمد سنتے ہی یہ حقیقت ہوئی کہ تنگ حیا
کا احوال لفافہ کھل گیا اور ابر عشق سے چھاتی بھر آئی دونون صدف چشم سے موتیون کی لڑی نکلنے لگی
اس حالت پر صعوبت مین ایکبارگی بسبب بے قراری وہ خود غلط خط لینے کو چلی تو یکایک نام دلا
رام بھول کمر ہر کر اُٹھی اتنے مین سناٹے کا پیغام ناکام قاصد نے جو دیا تو دل کا یہ احوال
پرملال ہوا گویا تیل کی بوند آگ پر پڑتی ہے دل دھڑ دھڑ کرنے لگا اور یہ دروازون کے پٹ سے
جو لگی کھڑے تھی تو ایسی عشق آتش بدن پر چھا گئی کہ نامہ لیتے ہی چراغ کی بتی جل اُٹھی
غرض وہ شمع شب افروز باہ جگر سوز آتش اجل سے جلکر وہین رہ گئی یہ خبر وحشت ایکبار اخبار
مین جو اکبر بادشاہ جمجاہ کو پہنچی تو اُس اخبار اعجوبہ روزگار کو ملاحظہ کر کے کب گنگ خوش
آہنگ سے فرمایا کہ اے کبیشر زبان اور عجب بات ہے چھچھہ پانی کے ہاتھ لیت پانی سے جر
اُٹھی + یہ چھچھہ جان سوختہ کب گنگ شکر کنے لگا خداوند نعمت فی الحقیقۃ مگر اس کا یہ موجب ہے
کبت اوو ہولائی پاتی برہن گھر آئی + چھاتی دو آسیب نین کے موتی سے جھڑ جھڑ اٹھی + بیاکل
ہوئی نار پاتی لین چلین بار ادھو ناؤن گئی بھول ہر کر اٹھی + اتنے مین سندیسا و نیو ہر بین مین
یا نچھہ بسو تیل بوند آگ پڑے دھڑ دھڑ کر اٹھی + تھاری تھی پاٹ لاگ چھاکی برہ آگ پاتی
کے لیت لیت پاتی سے جر اُٹھی مثنوی مسلسل کبت یہ جو اُس نے کہا + تو شہ
نے جواہر صلے مین دیا + حقیقت مین اکبر نے مجبور تو + بھلا دے نظامی کے اس
قول کو + بنا سنتہ در سے کہ در گنج یافت + ترازو سے خود را سخن سنج یافت +

نقل ہے کہ ایک نازنین ماہ جبین وقت

طلوع آفتاب عالمتاب بیساختہ مکان خواب گاہ کو دروازہ کہول کر سر برہنہ آگنیا جان باختہ چہاتیون پر
آراستہ کر رہی تہی کہ یکایک ناگہان اکبر بادشاہ عالیجاہ وہان رونق افزا ہوئے اور باہم دونون کی چشم
سے چشم دوچار ہوگئی اُس حالت پر حلاوت مین وہ انار پستان مثل گل خندان منہ پہیر کے جو کہلکہلا کر ہنستی
پڑی تو اُس گل حیا آلودہ کے دیروندان کا یہ عالم نظر آیا کہ جسطرح قطرۂ صبا سے ایک بار انار شگفتہ ہو جاتا
ہے اور اُس کے دانے رشک گوہر آبدار نظر آجاتے ہین یہ عالم دیکہکر بادشاہ عالم پناہ تبسم کنان یہ
چہچہہ زبان پر لائے چہچہہ پہوٹو انار پیار کے مارے + یہ چہچہہ جان باختہ کہتے ہوئے اکبر بادشاہ محل سے
برآمد ہوئے اور ایک کبیشر زبان آور کو یاد فرما کے ارشاد کیا کہ اس ارتہہ کا کبت فی الفور بے غور موزون
کر دے چہچہہ یعنے پہوٹو انار پیار کے مارے + یہ کلام بادشاہ عالی مقام کا سنکر وہ کبیشر خوش منظر کہنے
لگا پیر و مرشد برحق اس ارتہہ کا یہ کبت ہے کبت بہو ہین سوت او وت گیو اٹہہ بیٹہی کبیشر پہا من بہون
او سارے + کنچن ہین کچ دو واہتن دہر دہر اپنچ ابیچ سنبہارے + او سر آن پڑو شاہ اکبر درگ بیار
پڑین نار ہین وہ ٹہارے + گوری نے مکہہ موڑ ہنسی دہون پہوٹو انار پیار کے مارے ++
مثنوی یہہ سنکر کبت شہ نے ہنسکر کہا + ہزار آفرین مرحبا مرحبا + کہا تو نے ایسا کبت حسب حال +
کہ جس سے ہوا جی مرا خوش کمال + غرض شاہ اکبر نے مسرور خوب + کیا اُس کبیشر کو مسرور خوب ++

پانچوان باب ظریفون کے لطیفون کے بیان مین

ان دمساز اور ناقلان خوش آواز رباب بیان کو مضراب زبان اس قانون سے چھیڑتے ہین کہ تیمور لنگ بادشاہ خوش آہنگ نے ہندوستان ولستان کے تخت سلطنت پر جلوس فرماکے بادل شاد ارشاد کیا کہ اکثر مردمان صادق اور بزرگان فائق سے استماع مین آیا ہے کہ ہندوستان ولستان مین مطرب بوالعجب خداساز خوش آواز ہین یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا سنکر ایک مطرب نابینا خوش لہجہ روشندل اپنے فن کا کامل ایسا استاد زمانہ گانے مین یگانہ حضور پرنور مین حاضر ہوا کہ جس کی ہر تان مین تان سین اور داود ہونایک کی روح ٹپاٹوٹی کرتی پھرتی تھی اور تال سُر مین ایسا سُرتا کہ سُرستی بھی اُس کے آگے بے سُری تھی اور اپنے فن کا ایسا نٹ کھٹ کہ دیس کا کھٹراگ اُس کے خیال مین تہا اور آواز جادو طراز سوہنی سوہنی ایسی گذارتی کہ جس کی خوش الحانی پر الحان داؤدی سندہ کے جنگلے مین وجد کرتی تھی اور اگر دیپک کیوقت وہ چراغ محفل طرب امین کو الاپتا تو اسکو گوری سنکر ایسا جوڑہ شاہانہ دیتی کہ اُسکی سنگت والے نہایت ملار کرتے غرض اُس نایک زبان بریدہ راگ چھتیس راگنی کا سراسر پردہ فاش تہا نظم کہان تک کرون اُسکی تعریف عام۔ کہ اُس سے سوا ہے فضول کلام۔ اگر شہر تہا مطربون سے بھرا۔ پر ایسا کلاونت نہ تہا دوسرا۔ الحاصل وہ مطرب دلنواز خوش آواز حضور پرنور مین ایسا خوب گایا کہ تمام محفل بے دل ہوگئی۔ بقول میر حسن اشعار۔ غرض جو کھڑے تھے کھڑے رہ گئے۔ اڑے سے جس جگہہ تھے اڑے رہ گئے۔ جو پیچھے تھے آگے نہ وہ چل سکے۔ جو بیٹھے سو بیٹھے نہ وہ ہل سکے ؁؁ المطلب اُس مطرب بوالعجب نے جب سب محفل کو بخوبی محظوظ کیا تب تیمور بادشاہ جمجاہ نے ارشاد کیا کہ اے مطرب بوالعجب تیرا نام خاص و عام مین کیا مشہور ہے یہ مطرب بصد ادب عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت شمس سپہر کرامت اس غلام ناکام کا نام دولت کہتے ہین تیمور لنگ شہنشاہ نے متبسم ہوکے فرمایا اے عزیز بے تمیز کیا دولت کور ہے جو تجھ اندہے نے اپنا نام دولت رکھا ہے وہ کور منہ زور کہنے لگا قربان جاؤن اگر دولت اندہی نہ ہوتی تو لوسے لنگڑون کے کیون ہاتھہ آتی یہ لطیفہ خوش وقیقہ سماعت فرماکر بادشاہ عالیجاہ نہایت خوش ہوا اور خاصان خاص سے بادل شاد ارشاد کیا کہ اُس دولت کو اس قدر دولت دو کہ ہمارے بدولت دولت دنیا سے نو دولتون مین دولتمند ہوجائے غرض تیمور لنگ شہنشاہ نے اس مطرب کو ایک سخن دل لگن پر زر ریز کردیا غرض قول میر حسن کا سچ ہے ابیات سخن کے طلبگار ہین عقلمند۔ سخن سے ہے نام نکویان بلند۔ سخن کا صلہ یار دیتے رہے ؁؁؁

یار ودیتے رہے۔ جواہر سدا مول لیتے رہے۔ اور اب کے زمانہ کے شاہ و وزیر۔ سخن کو سمجھتے ہین غایت حقیر سخن
کی جہان ہو نہ مہجور قدر۔ وہان کیا کرے جلوۂ نور بدر نقل ہے کہ ایک ماہی گیر خوش تقریر جسکا نامہ
ہمیشہ دریائے بے پایان مین مچھلیان پکڑتا اور بیچکر اوقات بسر کرتا۔ قضائے کار وہ دام دار ایک روز
برائے شکار ایسی جھیل بے عدیل پر گیا بقول مروّت ابیات کرون بات کا اُسکے مین ذکر کیا۔
ہر اک اُسکا سوتا تہا اتنا بڑا۔ ڈوگن کہکشان فلک تھی جہان۔ وہان مارتا پہرتا تہا مچھلیان۔ الحاصل اُس
جھیل بیعدیل مین اُس دام کا سلیقہ شعار نے حال فی الحال پھینک کر ایسی مچھلی کھینچی کہ جسکی تعریف گرداب
بیان سے باہر ہے اُس مچھلی خوش نگار غیرت نگار عیرت بہار کو وہ ماہی گیر خوش تقریر دیکھکر دل مین کہنے لگا
اگر اس مچھلی رشک گلزار کو بازار مین فروخت کرون گا تو کمال ہے کہ پانچ چار فلوس منحوس ہے کوئی زیادہ نہ
دیگا اس سے بہتر ہے کہ اس مچھلی نایاب کو آب و تاب سے بادشاہ عالیجاہ کے نذر کیجئے شاید اس ماہی
سے کچھ مراتب زیادہ ہو تو عجب نہین کیونکہ بقول شخصے **مثل** گھر سے مین گھڑیال ہے۔ مگر اس
مچھلی کو سرواری بذات نہنگ ایسے نا کے پر کھڑے جو کر دیجئے کہ کسی جاسوس کو محسوس نہو
الغرض وہ ماہی گیر صاحب تدبیر بادشاہ عالم پناہ کے قریب وہ مچھلی عجیب و غریب
لیگیا وہ شاہنشاہ عالم پناہ اُس مچھلی کو ملاحظہ فرماکے نہایت مسرور ہوا اور وزیر
صاحب توقیر سے ارشاد کیا کہ اس ماہی گیر دلپذیر کو سو روپیہ بلا قصور بے دستور
عنایت کرو وزیر صاحب تدبیر نے گوش مبارک مین گوش زد کیا کہ اے بادشاہ بحر و بر
واسطے ماہ سپہر برتر ایک ماہی واہی کا انعام و اکرام اس قدر دینا عقلمندون کا کام
نہین ہے بادشاہ عالیجاہ نے فرمایا اے وزیر بے نظیر حکم شاہی مین فرق آنا موجب
ننگ و حیا ہے بقول شخصے قول مردان جان وارد اُس کے جواب مین وزیر خوش تقریر
نے کہا اے شاہنشاہ عالم **مثل** جو کوئی گڑ دئے مرتا ہو اُسے زہر نہ دیجئے۔ لیکن اُس
ماہی گیر بے پیر سے پوچھئے کہ یہ ماہی گیر ہے یا مادہ ہے اگر وہ کہیگا کہ یہ نر ہے تو ارشاد کیجئے
کہ ہم کو اس شکل کی مچھلی درکار ہے اور اگر وہ کہے کہ یہ مچھلی مادہ ہے تو آپ فرمائیے کہ ہمکو نر
مچھلی چاہئے اُس گفتگوئے پُر فریب سے وہ لاجواب ہوگا اور حضور لامع النور کا انعام و اکرام واپس ہو جائیگا
بادشاہ عالیجاہ نے وزیر خوش تقریر کا سخن پسند فرماکر پوچھا کہ اے دام دار ماہیان دریا
و اے افتخار مردمان دانا سچ بتا کہ یہ ماہی نر ہے یا مادہ اُس کے جواب مین وہ ماہی گیر
خوش تقریر حرف زن ہوا کہ اے بادشاہ بحر و بر والا گہر یہ ماہی واہی خنثی ہے یعنے

نر و مادہ کی درمیان ہے یہ جواب باصواب ماہی گیر خوش تقریر کا بادشاہ کو نہایت پسند
خاطر ہوا اور اس لطفے کے صلہ مین دو سو روپے انعام فرمائے لیکن سچ تو یون ہے ؎
مثنوی عجب تہا زمانہ کہ جس دور مین + صلہ لوگ پاتے تھے ہر طور مین + اور اب کے زمانہ کا یہ
حال ہے + کہ دیکھین جسے گہر سے خوش حال ہے + بلا کر اسے گہر سے باعز و جاہ + کرین آخرش کو
جہان مین تباہ + غرض اس زمانہ کے جہو ر لوگ + سمجھتے ہین کیا آپ کو دور لوگ + ولیکن ملوث بہر
کار ہین + متاع جہان کے خریدار ہین + نقل ہے کہ ایک بادشاہ بدخواہ سیاہ برائے شکار آہوان
عیار سیان مرغزار تن تنہا گیا تہا اتفاقاً ایک شخص بصورت بجا اور بسیرت شرفا تابش آفتاب جہانتاب
کے سبب سے زیر درخت بیٹہا تہا وہ بادشاہ رو سیاہ بہی اسی درخت کے سایہ مین آکر کہڑا ہوا اور
اس عزیز با تمیز سے یون حرف زن ہوا کہ اے ملیح بیان واے فصیح زبان سچ ہے کہ اس شہر
مینو چہر مین بادشاہ خیر خواہ خلق ہے یا ظالم و ستمگر ہے وہ عزیز با تمیز راست گو جواب دہ ہوا کہ
اے شہسوار بادشاہ کچہہ نہ پوچہہ اس مملکت پر وحشت کا بادشاہ رو سیاہ نہایت ظالم اور لائم
ہے مگر شیخ سعدی شیرازی کے قول کو نہ سمجہا شعر نماند ستمگار بد روزگار + بماند بر و لعنت کردگار
یہ سخن دلشکن گوش فرماکے وہ بادشاہ غفلت پناہ کہنے لگا اے عزیز با تمیز تو مجکو بہی پہچانتا ہے کہ مین کون
شخص ہون یہ کلام بادشاہ ناکام کا سنکر وہ ناوانستہ دل خستہ جواب دہ ہوا کہ مین دل دادہ غم آما وہ
کیا جانون کہ تو کون بلا ہے اور کس کہیت کی مولی ہے ناحق بدمنے گفتگو سے منہ پہر آتا ہے ؎
یہ سنکر کہا شہ نے اے نابکار + اسی شہر کا مین تو ہون شہریار + مرے ہفت کشور ہین زیر نگین +
مجہے باج دیتا ہے خاقان چین + مجہے اپنے جی کا نہ تہا خوف کیا + جو تو نے مجہے اس طرح یہ
کہا + یہ سخن دلشکن سنکر وہ نہایت دل مین ڈرا لیکن دلیری اور دلاوری سے یون گویا ہوا
کہ اے بادشاہ عالی جاہ تو بہی مجکو پہچانتا ہے کہ مین کون جنس ہون بادشاہ پر گناہ نے
کہا کہ اے عزیز بے تمیز مین تجہکو نہین جانتا ہون کہ تو کون ہے وہ شخص زبان طراز ایکبار یون
گویا ہوا کہ اے بادشاہ دلدادہ سوداگر زادہ ہون لیکن ہر مہینے مین نحوست ستارہ سے مین ولہ
دوبارہ تین روز کامل سڑی وحشی ہو جاتا ہون چنانچہ میرے آزار نابکار کو آج پہلا روز ہے یہ
کلام فطرت آمیز اس وحشت انگیز کا سنکر بادشاہ ایکبار بے اختیار ہنس پڑا اور بہ تشفی تمام اس خوش
کلام کو کچہہ اشرفیان دیکر اپنے شہر مینو چہر مین آیا اور ظلم و ستم ملک بے خبری سے بعدل و عدالت

اخراج کیا اور فی الحقیقت بقول نخشی رباعی نخشی ظلم خصم مملکت است + تو نہ کرزین دقیقہ آگاہی
ظلم عدو مملکت برانداز د + ظلم شاہان است + ظلم شاہان است دشمن شاہی + شعر سچ ہے مہجور ظلم
شاہی سے یہ نظر آتے ہیں لوگ واہی سے نقل ہے کہ ایک شاعر رشک صائب فخر حافظ ایک دولت
مند ہوشمند کی شان میں چند اشعار آبدار رشک بہار موزون کر کے لے گیا وہ دولت مند عقلمند
آن شعروں کو استماع کر کے کہنے لگا کہ اے غیرت ظہوری و نظیری وائے خجالت وہ انوری و
ضمیری بالا ہیں تو اس بات کو یقین سمجھو کہ تو نے یہ قصیدہ دل رمیدہ پر لطف اس قوت کا محنت
سے انشا کیا ہے کہ کسی شاعر زبردست کی کیا قدرت اور جرات ہے جو ایسا قصیدہ موزون
کر کے تجھ پر سبقت لیجاوے لیکن کیا کرون جائے رقت ہے کہ جی کی حسرت جی ہی مین رہی جاتی
ہے اگر آج یہ فدوی جگر سوز صاحب حشمت اور اہل شوکت ہوتا تو بحق امام حسن اور حسین علیہ السلام تجھ
خاطر آشفتہ دل ملول کو بر سہم زمانہ دولت دنیا سے مسرور کر دیتا کیونکہ تجھسا ولی خلیق طبع صاحب در غرر
باآبرو و شہرت قمر اوّل اثر ثریا اختر رشک ماہ تابان کہان مخلوق ہوتا ہے اور بقول مصحفی شعر مرزا
و میر سے تجھے کیا ہے برابری + تھا تو انکے پلے مین ہوتا جا انوری + اور حاتم اور قائم اور مرزا
جان جانان اور کتری اور گوہری اور ناجی اور فغان بعرض جملہ شاعران جہان تیری شاعری کے
آگے ناموزون ہین اور ہر ایک کا قافیہ تنگ ہے اور تیرے ہم ردیف کوئی نہین ہو سکتا ہے۔
حاصل کلام وہ دولت مند عقلمند بعد خوشامد بسیار و لجاجت بے شمار یہ گفتگو زبان پر لایا کہ اے استاد
نظامی وائے افتخار جامی اسوقت میرے پاس زر نقد نہین ہے جو تجھکو قصیدہ کے صلہ مین دون مگر
غلہ کی قسم سے میرے خرمن مکان مین بہت کچھ ہے تو وقت سحر باری بار برداری لیکر میرے
پاس بلا وسواس آنا بقدر حوصلہ مین قدرشناسی بجا لاونگا وہ شاعر زبان آور نہ فیلسوفی سے بے
خبر خوش و خرم اپنے مکان و لتان مین آکر سو رہا وقت سحر بوعدہ آن تونگر کسی یار آشنا سے بار
برداری لیکر اس فطرت اساس کے پاس گیا اور بقول میر حسن شعر کہا میرا مجرا ہے اب
لائیے + جو دیتے کہا تھا سو دلوائیے + وہ تونگر ہنسکر کہنے لگا کہ اے عزیز بے تمیز
تو نے سخن آرائی سے جس طرح مجھکو خوش کیا اسی طرح مین نے بھی کلام دانائی سے تجھکو خوش
حال اور نوشحال کر دیا او شاہرد و برابر اند بقول شخصے مثل نہ او ہو کا لین تا
دھوکا دین + جاؤ تم اپنے گھر خوش اور ہم اپنے گھر خوش شعر غرض اس
سخن سے وہ شاہد عجیب + ہوا شرمگین دل مین اپنے غریب + مگر اس تونگر نے مہجور خوب

سخن سے وہ شاہِ عجیب * ہوا شگفتہ دل میں اپنے غریب - مگر اُس توانگر نے مجبورِ خوب - دیا اُسکو
انعام فرح القلوب * نقل ہے کہ ایک کور منہ زور اندھیری رات رشکِ ظلمات مین چراغ بدست *
ہوش پانی کا گھڑا لائے دوش اس شکل سے بازار مین نمودار ہوا - یہ ماجرائے عجیب و غریب ایک عزیز نے
دیکھکر کہنے لگا کہ اے کور کمزور یہ کیا حماقت بے لیاقت اس وقت تجھے سوجھی کہ شب تار ناہنجار مین تو
چراغ ہاتھہ مین لیکر نکلا بقول سعدی شعر نور گیتی فروز چشمۂ ہور - خوش نیاید بچشم موشک کور - اے احمق
تیرہ بخت زبان سخت تیرے آگے تو لیل و نہار خزان اور بہار ہر زمان یکسان ہے پھر اس روشنی
چراغ جیسے شراغ سے تجھے کیا سود اور بہبود ہے یہ سخن دلشکن سُنکر وہ کور منہ زور کہنے لگا اے
احمق یہ چراغ مجھہ کور ظاہر کے لئے نہین ہے تجھہ کور باطن کے لئے ہے کہ اس اندھیری رات رشکِ ظلمات
مین تو میرا گھڑا پانی کا بھرا نہ توڑے یعنے چراغ کی روشنی سے تجکو روشن ہو کہ اندھا پانی کا گھڑا لئے
آتا ہے تو آپ ہی بچکر چلے گا شعر نہین تو اندھیرے مین کیونکر بھلا * اے اندھے یہ اندھا تجھے
سوجھتا - یہ کلام نیک انجام اُس نابینا روشندل کا سُنکر وہ کور باطن مثل چراغ خاموش خاموش
ہوگیا اور کچھہ جواب نہ دیا اشعار اگر تجکو مجبور ہے عقل و ہوش * تو اس بات کو سیری
سُن رکھیو گوش * جو بینا حقیقت سے ماہر نہ ہو - وہ مرتے اُس پہ ظاہر نہ ہو - مثل اُس کے حق
مین یہ سوجھی ہے اور * کہ اُس آنکھہ والے سے بہتر ہے کور نقل ہے کہ ایک درویش دلریش سے
کچھہ تقصیر حقیر سرزد ہوئی تھی اُس کی تعزیر گریز مین حبشی کوتوال بدافعال نے حکم دیا کہ اس فقیر بے
پیر کا سارا منہ سیاہ کرکے شہر بدر کردو شعر تا نہ پھر کوئی اس طرح درویش * ظاہر فقر مین ہو کافر
کیش * یہ کلام اُس ناکام کا سُنکر فقیر خوش تقریر کہنے لگا اے حبشی کوتوال بدخصال اُس فقیر حقیر کا
آدھا منہ سیاہ کرکے تشہیر کر تو بہتر ہے ورنہ جمع مشاہیر شہر و جماہیر دہر سمجھینگے کہ بادشاہ عالم پناہ نے
حبشی کوتوال کو شہر بدر کردیا ہے یہ لطیفہ خوش وقتہ سُنکر وہ کوتوال نیک خصال نہایت خوش ہوا اور یہ
کلام فرحت التیام زبان پر لایا کہ فقیر روشن ضمیر اس روسیاہ پُرگناہ نے تیری تقصیر ناگزیر معاف کی اشعار *
غرض وہ گدا اپنی تقصیر سے * ہوا فارغ البال تقریر سے * عجب شے ہے مجبور یہ سخن * شہادت
مین اُسکے ہے قول حسن * سخن سے وہی شخص رکھتے ہیں کام * جنہیں چاہئے ساتھہ نیکی کے نام *
سخن کا سدا گرم بازار ہے - سخن سنج اس کا خریدار ہے * نقل ہے کہ ایک فقیر خوش تقریر صورت آزاد
اور آزاد برائے سوال مال دکان تنبال سخت مقال پر جاکر یہ سخن دلشکن زبان پر لایا کہ اے لنگوری صورت
مجھہ بھونڈی کی صورت اپنے نطع مکاری اور کیسہ دغابازی سے من چاہے تو کچھہ فقیر کے بدلے مین ایسا دے

کہ جس سے نفس حریص کا کتا سیر ہو جائے یہ بات و ابیات سُنکر وہ قوال بدخصال کہنے لگا اے ریش
دم دراز واسئے چند بدآواز چل میرے آگے سے دُم دباکر اُڑجا نہین تو مارے ڈنڈون کے تیرے
ہاتھہ پانون ہتیلا کر دونگا غرض اُس گفتگوئے دو بدو نے یہانتک سر بلند کیا کہ اِس درویش گم کردہ خویش
نے ایک جوتی پانون سے نکال کے قوال بدخصال کے سر پر تڑاق ویسی سے جڑی القصہ وہ قوال پیش
کوتوال اُس فقیر تن حقیر کو لیگیا اور احوال صدق مقال گزشتہ بہ تفصیل ایکبار اظہار کیا کوتوال بدخصال نے
اُس درویش دلریش سے کہا اشعار اگر تو نہ ہوتا بشکل گدا + بموجب سیاست تجھے مارنا + دیا قید خانہ
کرتا اسیر + پر اسمین ہے تیری رہائی فقیر + کہ کفارہ اک کفش پا کا اسے + میرے سامنے آٹھہ آنہ
تو دے + یہ کلام بدانجام کوتوال بدخصال کا سُنکر اُس فقیر خوش تقریر نے ایک جوتی کوتوال کے
سر پر جڑی اور ایک روپیہ جھولی سے نکالکر آگے رکھدیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اگر یہی منصفی ہے تو یہ فقیر
تن حقیر اِس روپیہ کو کہان بھناتا پھریگا آٹھہ آنہ آپ لیجئے اور آٹھہ آنہ اِس قوال کذب مقال کو دیجئے
ابیات یہ کہکر وہان سے وہ راہی ہوا۔ مگر سب نے مجبور باہم کہا۔ فقیرون کو غصہ نہ یہ چاہئے۔ جہان
جائیے اُس جا صدا یہ کہے۔ فقیرانہ آئے صدا کر چلے۔ میان خوش رہو ہم دعا کر چلے۔ اور شیخ سعدی
بھی یون فرماتے ہین اشعار ہرکہ بر خود در سوال کشاد + تا بمیرد نیازمند بود + آز بگذار و پادشاہی
کن + گردن بے طمع بلند بود + نقل ہے کہ ایک امیر صاحب تقریر اپنے مکان دلستان مین تیر سے
بزور نشانہ منج پر نشانہ لگا رہا تہا ہر چند اور بھی تیر اندازان کمان ابرو اُس محفل عالی منزل مین تیر زنی
لیکن کسی کماندار کا تیر مطلب ہدف مقصد پر نہ بیٹھا تھا اُس عرصہ مین ایک فقیر خوش تقریر اُس جلسہ مین
آکر حاضر ہوا اور دست سوال صاحب خانہ کے سامنے دراز کیا اُس امیر صاحب توقیر نے تیر و
کمان اپنے قبضہ سے فقیر خوش تقریر کے ہاتھہ مین دیکر کہا کہ اے فقیر روشن ضمیر اِس منج
کے بیچ مین تیر کو لب معشوق کرے گا تو تیرا سوال فی الحال بر آئے گا غرض اُس درویش
خیر اندیش نے لیس ہوکر تک کے سے اُس منج کا نشانہ بزور نشانہ سراسری ایسا مارا کہ ہر
گوشہ سے تحسین و آفرین لوگ چلا اُٹھے غرض اُس امیر بے نظیر نے اُسوقت خوشنود خاطر
ہوکر سو روپیے اسے عنایت اور کرامت فرمائے وہ فقیر خوش تقریر سو روپیہ جھولی مین ڈالکر
کہنے لگا۔ اے بابا اِس فقیر تن حقیر کا سوال نہ ملا۔ لیکن شیخ سعدی کا قول سچ ہے شعر
کریمان را بدست اندر درم نیست + خداوندان نعمت را کرم نیست + یہ سخن دلشکن سُنکر وہ امیر
صاحب توقیر کہنے لگا۔ اے نادیدہ زر واسے حریص بدگہر تجکو مین نے یکمشت سو روپیے

دیئے اور تیرے خیال بدسگال میں نہ آئی اِس کے کیا معنے اُسکے جواب مین وہ فقیر خوش تقریر
بولا اے امیر دلپذیر اگر تیرے گوشۂ خاطر مین گرانبار نہ گذرے تو یہ عرض ہے وہ سو
روپے تو مین نے منہ مارنے کے لئے ہین سوال پیر وال کا اِس مین کیا ؟ کرے ہے فقیرون
پر تو یہ طوفان کیون اوٹھاتا ہے یہ کلام وہ امیر عالیمقام سنکر نہایت خوش وخرم ہوا اور سو روپے
اور انعام باکرام عنایت فرمائیے لیکن پہ سچ تو یون ہے قبول بخشی ابیاتش بخشی نیست خلق برنگ
طبع + من ندانم تو درچہ منوالی + از اکرام ولیام زہر بہرہ + پست عالم زننگ وبد خالی + سب یہ
سچ ہے ولیکن اے مجبور + ہم تو ہر دم بھی کوہین گے ضرور + آفرین تیرے گفتگو کو فقیر + مرحبا تیری
حاضر جوابی کو امیر نقل ہے کہ ایک شخص نے اپنے نوکر فتنہ گر سے وقت اختتام شام یون کہا اے
نوکر وقت سحر اگر دو زاغ برابر تجکو نظر آئین تو مجکو خبر کرنا کیونکہ دو زاغ صبح کو دیکھنا شگون نیک ہے
نظم یہ تو کہکر وہ سو رہا گھر مین + صبح کو اُس نے بیٹھ کر گھر مین + کی نگہ اُس نے جو سر دیوار + تو نظر
آئے زاغ دو اکبار + یہ خبر وحشت اثر نوکر اپنے خاوند سے کہنے گیا اور اودہر ایک زاغ پرواز کر گیا
اور ایک زاغ اکیلا بیٹھ رہا قصہ مختصر صاحب خانہ نے جو آکر ایک زاغ ناہنجار سر دیوار دیکھا تو نہایت
خفا ہوا اور یہ کہنے لگا اے کوتے مین نے دو زاغ دیکھنے کو تجسے کہا تھا یا ایک زاغ منحوس کو کہا
تھا غرض تو اپنے شرارت اور فطرت سے باز نہین آتا ہے اے اُلو بدخو تجکو ایسا تنک مارونگا کہ تیرے
تمام بدن مین سن بہری ہو جائیگی چل میرے سامنے سے اُڑ جا مین اور نوکر رکھ لونگا کیا تجہہ مین سرخاب
کا پر ہے یا تو عنقا نوکر ہے میر انجنت ہمایون چاہئیے تجسے ڈہیر لنڈ ڈرے کاے پہنچنگے میرے دام
مین بہت اُڑین گے کیا جہان مین کوئی چڑیا کا نوکر سے نہین کرتا واللہ باللہ اب مین تجکو تو نوکر نہ رکھونگا
تجہہ سا کنگلا بہلت بجھے بھی نوکر نہین چاہئے بجھے بل نوکر چاہئے کہ جس سے سب ک اٹہا دین غرض یہ
گفتگو و بد و میان اور نوکر مین ہو رہی تھی کہ یکایک کھانے کا خوان بے گمان صاحب خانہ کے واسطے
کسی آشنا کے گھر سے آپونہچا اُس خوان ولستان کو دیکھہ کر نوکر کہنے لگا خداوند نعمت آپ دو
زاغ ناپاک دیکھنے کا ارادہ نہ کیجئے گا نہین تو میرے سے نوبت آپ کی ہوگی کیونکہ
آپ نے ایک زاغ دیکھا تھا تو کھانے کو آیا غلام ناکام نے دو زاغ باہم دیکھے تھے
تو اُس کے عوض مین گالیان اور جھڑکیان کھائین تمتوسے یہ نوکر کی سنکے میان گفتگو + سگے
کہنے یہ راست کہتا ہے تو + ولیکن جب ایسا ہو حاضر جواب + تو مجبور کیونکر اُٹھائے عتاب +
نقل ہے کہ ایک شاعر مفلوک دل ملوک سر و پا برہنہ بحالت یاس ایک امیر کے پاس بلا وسواس

مسند تہ روزگار ہوشکے بہار ہزار ایک بالشت کے فرق سے جا بیٹھا یہ نشست بے موجب اُس بے ادب کی دیکھکر
امیر صاحب توقیر کہنے لگا اسے کتے ناپاک بیباک تجہہ مین اور سگ مین کیا فرق ہے اُس کے جواب مین
اس شاعر مفلوک دل ملوک نے ایک بالشت اپنے اور امیر کے درمیان مین رکھکر کہا اے امیر شکل
پلید تجہہ مین اور سگ مین ایک بالشت کا تفاوت ہے یہ گفتگو و بدو سنکر وہ امیر بے نظیر کہنے لگا اے
مردک گستاخ کار حماقت شعار تو مجکو نہین پہچانتا ہے یہ شخص گرجی بیگ خان کے سگون مین ہے چل دم
دبا کے تو یہان سے بھاگ جا نہین تو تیرے گلے مین رسوائی کا پٹہ ڈالکر رسوائی خلق کرونگا یہ سخن دل
شکن سنکر وہ شاعر مفلوک دل ملوک جواب دہ ہوا اے امیر بے پیر بس اب زیادہ نہ بھونک تجہہ سے خرانٹ
لنڈی بے چھٹی پٹے حرام کے پلے گلچی شکاری ہزاری مین نے بہت درست کئے ہین تو اپنے جیمین یہ غرا
نہ کرنا کہ مین ذات کا لعل بے بہا ہون شعر غرض اُسکو شاعر نے مہجور خوب + جہنجوڑا بہت سا بحرف عیوب
نقل ہے کہ ایک عزیز ناچیز مساعدی روزگار سے مسند دولت اور صدر حشمت پر جلوہ گر ہوا اور روز
و شب بے رنج و تعب عیش و طرب مین رہنے سہنے لگا اُس کا احوال فرخندہ فال سنکر ایک یار
وفادار برائے مبارکبادی خانہ آبادی جو اُس خوش نصیب کے قریب گیا تو وہ خود غلط یک بیک
بہیانک ہوکر کہنے لگا اے عزیز بے تمیز تو کون ہے جو میرے پاس بلا وسواس آیا شعر مین نہین واقف
ہون تیرے نام سے + کام کیا ہے تجکو میرے کام سے + یہ سخن دلشکن اس کور باطن کا سنکر وہ غریب
بے نظیر توسن زبان کو میدان بیان مین جولان کرکے یون گویا ہوا کہ اے یار وفادار ناہنجار تو مجکو
نہین پہچانتا ہی مین تیرا یار قدیم و غمخوار مستقیم ہون مگر اکثر مردمان صادق و دوستان واثق سے میرے
استماع مین آیا تہا کہ تیرا فلانا آشنا ہوگیا ہی سو عیادت اور تعزیت کیواسطے آیا ہون شعر خدا تیری دولت کو
کہوئے کہین + جو روشن تری آنکہہ ہووے کہین + نظم اور تجہسی نہین ہے کچہہ درکار + وقنا ربنا عذاب النار
یہ تو کہکر گیا وہ اپنے گہر + مثل آئینہ وہ ہوا ششدر + گوش دل سے وے سُن لے مہجور + بخشی کا
یہ قول ہی مشہور + قطعہ بخشی اصل زشت زشت بود + بیوفا باکسی وفا نکند + گرچہ گیرد صواب جملہ جہان
اصل بد از خطا خطا نکند + نقل ہے کہ ایک عزیز باتمیز نے ایک طوطی رشک بلبل ہزار داستان اور
غیرت صلصل بوستان پرورش کی اور اُسکو زبان فارسی مین اسقدر آموختہ کیا کہ وہ طوطی ہر
بات مین بزبان فارسی یہ کہتی درین چہ شک است القصہ ایکروز وہ شخص دل افروز اُس طوطی دقتی کو
برائے فروخت ایکبار بازار مین لیگیا اور سو روپیہ قیمت اُس جنس بیش قیمت کی ظاہر کی اتفاقاً ایک مغل
بے وقل گانٹہہ کا پورا آنکہون کا اندہا اُس طوطی عجیب کے قریب آکر کہنے لگا اے طوطی پارسی خوان تو غیرت

کے لائق ہے طوطی دوتی نے جواب باصواب دیا دریں چہ شک است یہ کلام فرحت التیام وہ مغل بے
عقل سنکر نہایت خوش ہوا اور سو روپیہ نقد کیسۂ حماقت سے فی الحال نکالکر اس طوطی پر فراست کے بہائیں
دیکر خوش و خرم بے اندوہ و غم گھر میں لایا اور جواب نادرات باواہیات اُس مغل نے طوطی سے پھر و ہی پوچھی تو وہ
بھی جوابدہ ہوئی دریں چہ شک است اس کلام وحشت التیام سے اُس مغل بیدعقل کا مرغ دل قفس تن میں
پھڑکنے لگا اور اپنے اُلوپنے پر شرمندہ اور خجالت زدہ ہوکر اُس طوطی دوتی سے کہنے لگا اے طوطی لا
یعوتی میں نے ناحق حماقت بے لیاقت کی جو تجھہ مشت پر کو سو روپیے کو خرید کیا اُسکے جواب میں طوطی دوتی کہنے
لگی دریں چہ شک است اُس مغل بے دعقل نے متبسم ہوکر اُس طوطی لعنتی کو باول شاد آزاد کیا ابیات لیک
بجور۔ آجکل کے مغل یہ نہیں کرتے ہیں اس طرح کے عمل۔ پیرو کار نیک وہ ہی ہوا۔ قول یہ بخشی کا جسنے سنا۔
بخشی ناتوان نکوئی کن۔ کس چہ داند چہاست نیکوئی۔ نکوئی راجزا ابدی تدہند۔ نیکوئی راجزاست نیکوئی ؛؛
نقل ہے کہ ایک بادشاہ جمجاہ مع مرشدزادہ خزادہ برائے شکار فرحت آثار و سیر مرغزار زیر کہسار
سوار ہوگیا اتفاقًا دوپہر کے وقت آفتاب عالمتاب نے حرارت لشدت پیدا کی بادشاہ اور بادشاہ زادہ نے
اپنا اپنا ارادہ ایکبار اُتارکر ایک مسخرے باہوش کے دوش پر ڈالدیا اور متبسم ہوکر بادشاہ عالیجاہ نے کہا اے
مسخرے شش خرے ان دونوں لبادونکا بوجہ تجہپر ایک خر کا بوجہ ہوگیا یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا
سنکر وہ مسخرا بے بہا کہنے لگا۔ قربان جاؤں ایک خر کا بوجہ کیا بلکہ دو خر گراںبار کا بار مجہہ نابکار پر ہے یہ جواب
باصواب بادشاہ عالم پناہ مسموع کرکے نہایت محظوظ ہوا اُس لطیفہ خوش دقیقہ کے صلہ میں وہ دونوں لبادے
طبوسی بیش قیمتی عنایت اور کرامت فرمائیے ابیات لیک بجور اب کہاں وہ لوگ۔ قدر کرتے تھے
خلق کی جو لوگ۔ اب نہ وہ شاہ اور نہ شاہی ہے۔ جس طرف کو دیکہو ایک تباہی ہے نقل ہے کہ ایک
عزیز صاحب تمیز نے اپنے نوکر فتنہ گر سے مرغکا سالن مرغ پکوایا جسوقت وہ سالن خوشگوار طیار ہوا تو
اُسکی بوباس سے اُس نوکر فتنہ گر کا طائر ہوش قفس دماغ میں پھڑکنے لگا آخرکار اُس نابکار نے مرغ بریان
کی ران بشوق تمام نوشجان کی اور ایک بازو معہ سیخ اپنے آقا کے روبرو لیگیا وہ عزیز صاحب تمیز مرغکی
ایک ران دسترخوان پر دیکہکر کہنے لگا شعر مری عقل اس ماجرا پہ حیران ہی۔ کہ اس مرغکی ایک کیون ران ہے یہ
گفتگو اُس نیکخو کی سنکر وہ نوکر فتنہ گر کہنے لگا کہ خداوند نعمت اس مرغ نالائق کی ایک ہی ٹانگ تہی شعر اس میں کچھ نہیں
ہی قصور۔ جو تہا گوشت سو آگے ہی حضور۔ یہ بات واہیات اُسکی گوش زد کرکے اُس عزیز باتمیز نے کہا اسے
مرغے سے لنگڑے کہیں بھی مرغکی ایک ٹانگ ہوتی ہے جو تو واہی گفتگو و بد و کرتا ہے غرض ہرچند اُس دانشمند
نے تکرار بہتیرا کی لیکن وہ مرغا کڑکڑا کر ایک ہی کہی گیا خداوند نعمت آپ جتنے چاہیں آتی

دست درازی کر لیجئے پر اس مرغکی ایک ہی ٹانگ تھی آخر کار ناچار ہوکر وہ عزیز صاحب تمیز دل
مین کوفت کر کے چپ ہو رہا چند روز کے بعد وہ عزیز صاحب تمیز ایک روز گھوڑے پر سوار کوچۂ و بازار
کی سیر کرتا پھرتا تھا اتفاق ایک کوچہ مین کسی کا مرغ باز و مین سر دابے ایک ٹانگ سے کھڑا تھا یہ نوکر
فتنہ گر اس مرغ کو دیکھکر کہنے لگا خداوند نعمت آپ فرماتے تھے کہ ایک ٹانگ کا مرغ نہین ہوتا ملاحظہ
فرمائیے یہ مرغ ایک ٹانگ کا سامنے کھڑا ہے بقول شخصے عیان راچہ بیان یہ بات واہیات اُس
نوکر زبان آور کی سُنکر اُس عزیز صاحب تمیز نے دستک دیکر جو اُس مرغکو ہشت کیا تو وہ دوسری ٹانگ
نکالکر کھڑا ہو گیا وہ عزیز صاحب تمیز کہنے لگا اے اندھے احمق بے بصر مطلق دیکھ لے اس مرغ کی دونون
ٹانگین ہین یہ کلام اپنے آقا عالی مقام کا سُنکر اُس نوکر زبان آور نے جواب دیا خداوند یہ تو خوب
حکمت ہے لیکن حضرت نے سالن کی رکابی پر کیون نہ دستک دی جو دونون ٹانگین مرغ بریان
کی ہو جاتین مثنوی یہ نوکر کا سُنکر لطیفہ عجیب۔ لگا ہنسکے کہنے زہے خوش نصیب۔ کہ جھوٹے نے
سچے کو قایل کیا۔ غرض ہے یہ نوکر بڑا بے حیا۔ جو مجبور ہوتا نہ حاضر جواب۔ تو کس طرح بچتا وہ اوسکو کباب
نقل ہے کہ ایک بادشاہ جمجاہ نے ایک امیر خوش تقریر سے کہا اے امیر دلپذیر جس قوم کا نام
بد انجام بان کے لفظ پر ہے وہ نہایت پُر فطرت ہوتی ہے چنانچہ فیلبان باغبان ساربان گاڑی
بان دربان شعر مرے اس سخن کو نہ تو جھوٹ جان۔ کہ ہر ان سبھون کی عجب آن بان۔ یہ کلام بادشاہ
عالیمقام کا سُنکر وہ امیر خوش تقریر کہنے لگا مثنوی بجا آپ کہتے ہین ایمہربان۔ کہ یہ بان والی ہین
سب مدزبان۔ انہین باندارون کو اس آن مین۔ مقید کا ہو حکم شعبان مین۔ غرض سُنکے یہ گفتگو
امیر ہوا بادشاہ دلمین اپنے حقیر۔ ولیکن نظامی کے اس قول کو۔ نہ سمجھا تھا مجبور وہ راست گو۔ جو
در خور دگوئیدہ ناید جواب۔ سخن باوہ گفتن نیاید صواب نقل ہے کہ ایک بادشاہ جمجاہ کی سپاہ خیر خواہ
نے فوج عدو سے کسی قلعہ پر شکست پائی اور یہ خبر وحشت اثر جو اخبار مین آئی تو صاحب اخبار نے بادشاہ
عالیجاہ کو خبر دی کہ خداوند نعمت کو فتح و نصرت مبارک و میمون ہو یہ کلام فرحت التیام سماعت فرماکر بادشاہ
عالیجاہ نہایت خوش و خرم ہوا دو روز کے بعد زبانی شترسوار شاہ نامدار کو دریافت ہوا کہ فوج ملیذ اوج نے پایۂ
ہزیمت و شکست پایا یہ خبر سُنکر بادشاہ بحر و بر بکمال منغص ہوا اور وزیر صائب تدبیر سے ارشاد کیا کہ اُس عزیز
ناچیز کو بلوا کر حسب سیاست سے تنبیہ کر کہ بادشاہون کے آگے کیون دروغ بولا تھا الحاصل وہ عاقل کامل بارگاہ شاہ
عالم پناہ کے قریب آکر کہنے لگا کہ خداوند جہان اسمر زبان غلام ناکام آج تقریر کے قابل نہین ہے خلعت فاخرہ
کے لایق ہر گز سوا اسکے کہ ہزیمت اور ناخوشی کے روز اس غم اندوز نے خداوند نعمت کو خبر خوشنودی سے خوش کیا تھا آجکل

روز بھی ناخوشی کا ہے حضرت کو لازم ہے کہ آج مجھ محتاج کو خداوند خوش و خرم کرین تو بجا ہے + مخفی نرہے
سخن ولی لگن سے بادشاہ عالیجاہ نے اسکی تقصیر حقیر دل سے معاف کی ابیات ولی سچ ہے یہ بات
عام + بقول نظامی شیرین کلام + سخن گفتن و بیکر جان سفتن است + نہ ہر کس سزاے سخن گفتن است +
نقل ہے کہ ایک غریب اہل نجیب قاضی کے قریب گیا اور یون گویا ہوا کہ اے قاضی خجستہ نہاد آج سات
روز کے فاقہ سے تیرے پاس بجواس آیا ہون براے خدا کچھ ایسا کھانا دے کہ نفس حریص کا سیر ہو جاے
اور تجکو اسکا ثواب بیحساب ہوگا کیونکہ مشہور و معروف ہے عربی قلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ اور یہ توجی ہے
وہ در دنیا رستم در آخرت اور مثل مشہور ہی جو دیگا سو پائیگا یہ کلام نصائح التیام سنکر قاضی حاجی اسلام کہنے
لگا اے عزیز باتمیز کیا تیرے گوش زد نہین ہوا کہ قاضی کے گھر کے چوہے بھی سیانے اس کے سوا جو قاضی کے
گھر مین آتا ہے وہ سوگند کھانا جاتا ہے تیرا جی چاہے تو جھوٹھ یا سچ جسمین تیرا پیٹ بھرے ویسی ہی قسم کھا لے
نظم الغرض وہ شگفتہ قاضی + ہوگیا دلمین خوب سا راضی + ایک گر عقل مین ہے تو با ہوش + تو نصیحت کو سن لیجے کر کے گوش

کسی سائل کو دے اے مجبور
نقل طرفہ ہے ایک یہ مشہور
دودھ ایک کاسہ بھر کے پیتے تھے
پیر نفر کو دکھا کے کاسہ شیر
آگے پاؤنگا ورنہ مین بہ خدا
وہ تو گھر مین گئے یہ کہہ کر بات
اوسکے اوپر سے وہ ملائی لی
الغرض اس نے تھوڑی تھوڑی وان
جب وہ مردود لیکے پی ہی گیا
دل سے بولا کہ اب کوئی تدبیر
عشیم عاشق ہو جس طرح پر آب
بعد الکدیم کے آئے جو آقا
اک بیٹھی دودھ کی سی صورت ہی
سنکے کہنے لگا کہ اے صاحب
امداد دے قشکل سے دھرا ہو جام

نقل ہے

چین سے بیٹھے اور ترا قنطورش
ایک دن گھر مین کرکے کستر کو
کھا آنکھون سے دیکھا ہے پیر
مارے کفشون کے تیرے سر کا غدود
وہین اٹھے بڑھ کے دونون ہاتھ
کھا کے کہنے لگا عجب ہے فرا
کی ملائی تو سب وہ نوش جان
یاد آئی جو بات آقا کے
کیجئے جس سے پر ہو کاسۂ شیر
غرض اسمین سے اس نے لیکر تیر
اپنے کاسہ کو دیکھتے ہین کیا
آکے غصہ مین یون کہا ہے پیر
اسمین سے کچھ نہین ہوا غائب
سنکے یہ بات وہ لگے کہنے

ہاتھ خالی نہ بھیج تا مقدور
دونو پیل ایک بعد ورزش کے
رفع کرنے لگے وہ عاجش کو
ایسا ہی دودھ سے بھرا پاسا
سب نکالو نگا اس سے اعر دودہ
کھینچ کاسے کو اور اک انگلی
اور بھی کھاؤنگا یہ دل سے کہا
دودھ بھی اسمین سے نوش آوا
خوف سے تب لگا نکلنے جی
وان تھا اک حوض اسطرح اسبہ
کر دیا پورا جلد کاسہ شیر
نہ وہ صورت نہ وہ شباہت ہے
ایسا ہی مین دکھا گیا تھا شیر
دیکھئے ویسا ہی بھرا ہے جام
ذرا آنکھون سے دیکھ تو بھر سے

ایسا پتلا مین دیکھا تھا تجھے
مجھکو تم نے نہین دکھایا تھا
وہ غرض ہوکے عاقبت ناچار
آگئی تھی جو ایک چھوٹی سے
اسمین یہ چیز کیا ہی دیکھہ ذرا
اب کہان جا یہ شیر ماہی ہے

الٹا کرتا ہے تامل اور مجھے
جیسا دکھلا گئے تھے ویسا اب
دودھ پینے لگے وہین ایکبار
اوسکو پینے مین جو نظر آئی
سنکے یہ بات اور ہوکے خفا
اسکی تقریر پر سنکے یہ مجہور

پھر وہ بولا کہ پتلا اور گاڑھا
دیکھہ لیجئے بھرا وہ کاسہ سب
کہین پانی مین حوض کی مچھلی
تو لگے کہنے اوبے سودائے
یون لگا کہنے سخت واہی ہے
ہوگیا چپ غرض وہ اہل شعور

نقل دیگر

نقل ہے طرفہ ایک ہگوڑی کی
ایک صاحب کے جاکے بالین پر
ایکدن اسنے ٹھانی ولیکن بات
رات کو ہگنا روز جو یان ہے
اسمین معمول ہے وہین اپنے
یون لگا کہنے تو ہے کون اشہر
سنکے کہنے لگا کہ اے مردک
کیون مرے پر ترے ہان ہمیشہ ہگون
باپ کا تو تمہارے یہ گھر ہے
بول نہین ہگتے پھرتے مین بٹیا
سچ ہے مجہور یہ پرایا گھر
نقل ہے اک عزیز وقت پگاہ
اتفاقا کہ وہ نہ تھا گھر مین
گھر سے کچھہ کہاکے آیا ہے بٹیا
یا نہین کچھہ تو کہ تمہاری نان
یون لگا سنکے کہنے وہ بدذات
پیرزن سنکے اسکی یہ تقریر
لیکن کرتا ہے کوئی ایسی بات

سنکے آوے جس سے سبھو کو ہنسی
ہین سے بیٹھ کر ہگ آتا تھا
سوئیے بھی ذرا نہ آجکی رات
الغرض ولیکن بات ٹھانکی یہ
شومئی سے آگئے وہ لگا ہگنے
یون سرہانے مرے جو ای بدخو
مجھکو پہچانتا نہین اب تک
سنکے یہ آشنے جھٹ پکڑکی ہاتھہ
روز ہگتے یہان تو بہت سے ہم
غرض اس نے زبان کو کھول دیا

نقل دیگر

اسکی مادر نے آن کر گھر مین
جب تلک گھر مین آئے تیرا یار
دون منگا چوک سے تجھی ابر آن
آپکے سر کی سون کہ پیر پیاک [?]
لگی کہنے تو سخت ہے بی پیر
آخرش کو وہ پیرزن مہجور

رات کو اپنا چھوڑکر بستر
پھر وہ اسکو کبھی نہ پاتا تھا
دیکھون تو کون سا وہ انسان ہے
سو رہا جب دوپٹہ تان کے یہ
یہ تو تھا جاگتا وہین اوٹھکر
آکے ہگ جاتا ہے ہمیشہ تو
سن بے شیطان کا مین بیٹا ہون
جاکے پاخانہ مین کہی یہ بات
باپ کے گھر کو چھوڑکر ہر جا
خوب سا اسکا گوز بند کیا
تھوک کا ڈر ہے اپنا گھر ہگ بھر
گیا ایک آشنا کے گھر ناگاہ
جوش شفقت سے اس سے یون پوچھا
جو کھے تو ابھی وہ ہوشیار
سنکے یہ اس سلیقہ وار کی بات
کہاکے آیا ہے آج تو ماسک [?]
بڑے بھوڑون سے اپنے کیسی بات
گئی گھر مین یہ کہہ کے چل ہو دور

چھٹا باب خردمندون کی نقلوں مین

عاقلان صاحب ہوش اور ناقلان عیب پوش قرطاس اوراق پر کلک چالاک سے یون تحریر و تسطیر کرتے
ہین کہ ایک فقیر روشنضمیر کے قریب ایک غریب پُرفریب جاکر یون حرف زن ہوا کہ اے درویش تیری خدمت
فیضدرجت مین تین سوال ہو راز خیال رکہتا ہون اُس کا جواب باصواب عنایت کر پہلے سوال کا احوال
یہ ہے کہ سب صاحب یہ کہتے ہین کہ خدا ہرجا حاضر و ناظر ہے یہ بندہ گندہ کسی جا نہین دیکہتا چشم ظاہر مین سے
دکہلا دیجئے دوسرے یہ کہ انسان ضعیف البیان کو تقصیر کی تعزیر کیون دیتے ہین جو کچہہ کرتا ہے خدا کرتا
ہے انسان ناتوان کو کچہہ قدرت اور طاقت نہین اور بے ارادت قدرت حق تعالی کے کچہہ نہین ہوتا چنانچہ مثل
مشہور ہے مصرعہ بے رضائے تو یکے برگ نجنبد ز درخت + پس اگر انسان ضعیف البیان کو قدرت یا طاقت
ہوتی تو تمام کام اپنے واسطے خوشتر اور بہتر کرتا تیسرے یہ کہ اللہ تعالے نے شیطان بے ایمان کو
برائے عذاب دوزخ مین ڈالے گا پس آتش دوزخ اُس سرکش کو کیونکر عذاب کریگا اور
اُسکی وہشت آتش کی ہے بہلا آتش کو آتش کیا صدمہ دیگی یہ گفتگو دہ بد وسنکر وہ فقیر روشن ضمیر ایک
ڈہیلا بڑا سا اُوسکے سر پہ مارکر خاموش ہو گیا وہ شخص نبالہ وزاری بصد بیقراری قریب قاضی جاکر مستغاثے
ہوا کہ فلانے درویش جفاکیش سے تین سوال بمثال کئے تھے سو اُس کا جواب باصواب اس عذاب کا
دیا کہ مارنے درد سر کے میرا سر حال ابتر ہے القصہ قاضی مروبد یا ضی نے اُس درویش

خیر اندیش کو بلوا کر کہا اے فقیر روشن ضمیر تو نے اِس بے تقصیر تن حقیر کو کیون ڈہیلا مارا کہ جس سے یہ دلتنگ
جان سے تنگ ہی اسکے جواب مین وہ درویش ولریش کہنے لگا کہ وہ ڈہیلا اُس کے سوال فرخندہ
فال کا جواب باصواب ہے لیکن نہ سمجھا نہین تو پتہر کا ہوجاتا یعنے اُسکے چوٹ اثر نہ کرتی اور مانند خاموش
وبیہوش رہتا ہے اے قاضی مرد ریاضی اول سوال کا جواب یہ ہے کہ اِس سے پوچھئے درد سر کی کیا صورت
ہے اور کہان سے آتا ہی کہ یہ جو کہتا ہی کہ درد سر سے میرا ناک مین دم ہے جو یہ اپنے درد سر کی مجھکو شکل
دکھاوے تو مین بھی اُوسکو خدا کو دکھلاؤن اور دوسرے جو یہ کہتا ہے کہ جو کرتا ہے خدا کرتا ہی اِس کے بے ارادت
کچھ نہین ہوتا تو پھر یہ میری نالش تمہارے پاس کیون لایا وہ تو جو کچھ کیا اللہ تعالے نے کیا مجھ مجبور
کا کیا قصور اور تیسرے یہ جو کہتا ہے کہ شیطان بے ایمان کو آتش غضب نہ عذاب دکھائیگی کیونکہ دونون
کی ایک سرشت ہے بقول شخصے مثل ٹھٹیرے ٹھٹیرے بدلائی نہین ہوتی ہے پس اگر یہی سمجھا تھا
پھر خاک سے اُسکی خاک ناپاک کو کیون رنج والم پہنچا کیونکہ ڈہیلے کی سرشت اور اُسکی ایک ہے یہ تقریر پرتاثیر
اُس فقیر روشن ضمیر کی قاضی مرد ریاضی سُنکر لاجواب ہوا ابیات مرد دانا تھا کہ سُنکر یہ جواب + پھر زبان
پر وہ نہ لایا کچھ خطاب + لیکن اے مہجور اِس کا مدعا + فی الحقیقت خوب رنگین نے کہا + وہ جو احمق ہے نہین
اُس کا علاج + وہ نہ کل سمجھا ہے سمجھیگا نہ آج + چنانچہ حضرت عیسے علیہ السلام ارشاد کرتے ہین کہ
مشیت ربانی اور ارادت یزدانی سے لاکھ مردہ بیجان کو زندہ کر سکتا ہون اور ہزار نابینا کو طرفۃ
العین مین بینا کرتا ہون لیکن ایک احمق مطلق کو دانا نہین کر سکتا ہون اور ہندی مثل بھی مشہور اور معروف
ہے مثل گدہے پیٹے سے گہوڑا نہین ہوتا چنانچہ شیخ سعدی شیرازی کہتے ہین شعر خر عیسے اگر بمکہ رود
چون بیاید ہنوز خر باشد نقل ہے کہ ایک عزیز با تمیز دانائی دہر یکتائی عصر ایک امیر صاحب توقیر کے مکان
دلستان مین وقت اختتام شام وارد وصادر ہوا چنانچہ صاحب خانہ نے اُسکو دیوانخانہ عالیشان رشک
گلستان مین صدر نشین ہوا بعد یکپاس شب پرطرب اُس عالیمقدار والاتبار نے بہ تکلف تمام اقسام اقسام طرح
طرح کے کہانے ذائقہ دار معہ مربہ واچار دسترخوان محمودی پر اُس شیرین زبان رطب اللسان کے سامنے
حاضر کئے چنانچہ حسب اتفاق اُس دسترخوان پر الوان پر نقرئی کباب عزیز مین ہفت عدد بیضۂ مرغ نیمبرشت
انجم سرشت ایسے جلوہ گر تھے کہ اُنکی آبداری کے آگے دریتیم بھی نیم معلوم ہوتے تھے لیکن اُس دسترخوان
پرالوان پر ایک تو صاحب خانہ اور دوسری اُسکی منکوحہ معہ دو فرزند ارجمند یہ چار + اشخاص خاص ایک گھر کے
اور پانچوان وہ مہمان عالیشان یہ سب شگفتہ لب اُس دسترخوان گلستان پر جلوہ کنان تھے اور مرغ بیضۂ شکل
انجم سات عدد جو تھے اسواسطے صاحب خانہ نے سادگی سے مہمان ذیشان سے کہا اے عزیز باتمیز ان بیضون کی

اور ساتون بیضہ پانچ آدمی مین برابر تقسیم ہو جاوین غرض اُس عزیز باتمیز نے الامر فوق الادب کہکر ایک بیضہ تو صاحب خانہ کے آگے رکھدیا اور ایک بیضہ آپ لیا اور دو بیضہ دونون بیٹون کو عنایت کئے اور تین بیضہ اسکی زن رشک چمن کے حوالہ کر دئیے یہ ماجرا حیرت افزا اُس مرد خدا کا صاحب خانہ دیکھکر کہنے لگا اے عزیز بے تمیز یہ حصہ پُر قصہ تو نے کس منصفی سے کیا یہ سخن دلشکن صاحب خانہ کا سنکر وہ مہمان بے خانمان یون حرف زن ہوا کہ اے بندہ نواز ریش دراز بچشم انصاف صاف صاف ملاحظہ کر کہ ایک بیضہ مُرغ کا اور دو بیضہ خصیہ کے یہ تین بیضہ تیرے پاس بلا وسواس ہوئے یا نہین اور اسی قبیل پر دلیل ہے تیرے بیٹون کے اور میرے پاس تین تین بیضہ موجود ہین مگر تیری جورو کے پاس کوئی بیضہ خصیہ نہ تہا اسواسطے اُسکو کڑک مرغی سمجھکر میں نے تین بیضہ دئیے تاکہ یہ بھی ہم سبب کے ہو جاوے غرض اُس تقسیم دل دونیم کی تفصیل بعدیل سنکر وہ مرد بے دلیل کمال نادم ہوا آخر وہ شب تو گذری پہر وقت نصف النہار ایکبار وہ پانچون اشخاص خاص پئے شش و پنج برائے تناول طعام لذت التیام جو مستعد ہوئے تو اس وقت دستر خوان غیر گلستان پر چار مُرغ بریان خجالت وہ گل ارغوان ایسے طیار خوشگوار ہوکر آئے کہ جسکی بو باس سے مشام قلب سے طائر گرسنگی پرواز کرنے لگا اُس صاحب خانہ حفت خوردہ نے پہر بپاس خاطر عاطر مہمان سے کہا کہ اے مجمع الکرامات وائے منبع الکمالات کبابون کی بھی تقسیم بطرز قدیم تیری رائے پر موقوف ہے غرض اُس باتمیز نے کہا کیا مضایقہ تو مصرع اگر یون ہی مرضی تو کیا ہے خلل + یہ مصرعہ پڑہ کے مُرغ بریان اُس مہمان بیگان نے صاحب خانہ اور اُسکی منکوحہ کے آگے رکھکر کہا یہ ایک مُرغ تم دونون کے حصہ میں ہے اور ایک مُرغ اُس کے دونون بیٹون کے آگے رکھدیا اور دو مُرغ بریان و لخت و البتہ اپنے سامنے رکھے یہ تقسیم ذمیم صاحب خانہ دیکھ کر کہنے لگا اے نامعقول بے عقول قطعہ منصفی اپنے دل مین آپ تو کر + ایسی تقسیم ہے کہین بہتر + غیر کو کیا غضب ہے کم دیجئے ہاتھ سے اپنے خود بخود لیجئے + یہ گفتگو اُس نیک خو کی سنکر مہمان تیز زبان کہنے لگا کہ اے نافہم بے عقل سمجھ تو دل مین اک مُرغ اور تم دونون جورو خاوند یہ تین پورے ہوئے یا نہین اسی طرح ایک مُرغ اور تیرے دونون بیٹے یہ بھی تین دلنشین کر لے اور دو مُرغ ایک مین تہا یہ بھی حساب ہے اے بے حجاب + درست اور حسب کچھ اس مین مطلق کم و زیادہ نہین جی مین سمجھ تو تو نے کونسی تقصیر اور ناانصافی کی بات واہیات میرے طرف عاید کی یہ گفتگو اُس بدخو کی سنکر صاحب خانہ نہایت کڑکڑایا اور اپنے خادمون سے کہنے لگا کہ اس مُرغ بے ننگ دل بے دم سے کہدو کہ میرے غریب خانہ سے نکل جاوے ورنہ مجکو کمال کوفت ہوگی کیونکہ اس کی ہر ایک نوک جھوک دل کو خار لگاتے ہے یہ کیسا غضب ہے کہ حسیس کا دانہ پانی کہائے اور اُوسکو یون ٹھنگے کی چوٹ لام کاف سنا ہے

اوسکی وہ مثل ہے کہ جس رکابی مین کہاتا ہے اُسی مین چہید کرتا ہے یہ باتین اصیل زادہ اور نجیب الطرفین
سے نہایت معیوب ہے آج کوئی محتاج بے زر بے پر کو اس طرح حقیر اور بے توقیر نہین کرتا ہے جسطرح
یہ مرغا مجہکو اڑا اڑا کے دباتا ہے سچ تو یون ہے شعر اس سے کسطرح کوئی بر آئے + جس کو عزت
نہ کچہہ نظر آئیے + یہ سخن دلشکن صاحب خانہ کا سُنکر مہمان پر طوفان کہنے لگا اے یارو ابیات
کیون نہ عالم تمام ہووے تباہ + منصفی اڑگئی جہان سے آہ + یہ زمانہ بھی ہے عجب ڈہب کا + سچ
جو بولے ہے وہی ہے دیوانہ + یہ اشعار وہ مہمان زبان طرار سے بڑہ کے اپنے گہر کو روانہ ہوا اور
صاحب خانہ اُس کی گفتگو عربدہ جو سے نہایت خشمگین ہوا نظم سچ ہے مہجور مردمان عقیل + سُنئے
کرتے ہین ہر سخن کی دلیل + نہین ہوتے ہین وہ کسی جا بند + لاکہہ ڈہب کی کرے کوئی گرچہ پند
نقل ہے کہ ایک دانشمند افلاس کا دردمند دست بخت سیاہ سے بحال تباہ اپنے شہر سے
جو کسی اور شہر مین منوچہر وارد وصادر ہوا تو وہان لوگون نے اُس کے احوال پر ملال کو دریافت کر کے
کہا کہ اے عزیز صاحب تمیز اس شہر مین اک شخص رشک حاتم طائی مولائی رہتا ہے اگر تو اُس کے پاس
بلا وسواس جائے تو غالب ہے کہ تیرا دست تہی اُس کے جود و سخا سے پُر ہو جاوے وہ دانشمند حال کثیف
اور صورت نحیف سے اُس امیر صاحب توقیر کے قریب گیا لیکن وہ ظاہر پرست عقل پست عزوہ کبر و
استغنا سے اُس غریب بے نصیب کو مطلق خیال مین نہ لایا بلکہ اُس دور افتادہ غم آمادہ کے قریب بیٹہنے
کا بھی روادار نہ ہوا وہ دانشمند دردمند شرمندہ ہوکر بصد ندامت و خجلت کسی مسجد مین جاکر سو رہا چند
روز کے بعد لباس پاکیزہ بہ کرایہ لیکر اپنے تن پر آراستہ و پیراستہ اور اُس ظاہر پرست نو دولت کے قریب بصد
تہذیب جاکر ہمزانو ہوا اور وہ دنیا دار ایکبار بے اختیار تعظیم و تکریم عمیم بجالایا اور کہانے کو طعام خوش گوار
بہ تکلف بسیار معہ مربا و اچار حاضر کیا وہ دانشمند عقلمند دستر خوان پر الوان پر بیٹہکر لقمہائے طعام مقوی
مشام اپنے دامن و آستین مین رکہنے لگا یہ واردات واہیات دیکہکر صاحب خانہ کہنے لگا اے عزیز
بے تمیز اپنا لباس کہانیسے ستیاناس کیون کرتا ہے یہ طعام اے ناکام کہانیکے واسطے ہے مگر کپڑے خراب کرنیکو نہین ہے
کلام نافرجام اُس ناکام کا سُنکر وہ کہنے لگا اے عزیز بے تمیز اول روز یہ جگر سوز تیرے پاس بلا وسواس حالت کثیف سے
آیا تو نے مطلق التفات نہین کیا اور آج یہ محتاج پوشاک نفیس سے جو تیرے قریب آیا تو تو نے اس قدر تکلف
کیا جس کا بیان بیان سے باہر ہے تو یہ طعام اے ناکام میرے لائق نہین ہے جس کے واسطے ہے
اُسکو مین کہلاتا ہون ابیات + اگر میرے خاطر یہ ہوتا طعام + تو پہلے ہی دیتا مجہے

دیتا ہے مجھے لاکلام + یہ بات اُسکی سُنکر وہ نادان امیر + ہوا اپنے دل مین بہت سا حقیر جو چھوڑ دنیا مین دل لگاتے
ہین + وہ باتون سے اپنے پشیمان ہین + جو دانا ہین اُنکا ہمیشہ سخن + دل و جان سے سنتے ہین سب
مرد و زن نقل ہے کہ ایک بادشاہ عالیجاہ قصر بلند پر بیٹھا مردمان رہروان کا نظارہ کرتا تھا کہ یکایک
طائر نظر قفس چشم سے پرواز کرکے اکطرف کو جا پڑا تو کیا نظر آیا کہ ایک شخص ہاتھہ مین مرغ لئے مثل طعمہ دہر
دکہا رہا ہے اُس بادشاہ جمجاہ نے اُسکو قریب بلواکر کہا اے عزیز بے تمیز یہ مرغ تو گرفتار تیر سے خبر گل
نابکار مین کیسا ہے وہ ذوفنون فیلسوف یہ سخن محرف زبان پر لایا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ اس غلام
ناکام کا مرغ کشتی چڑہا اس مہینہ کے درمیان کئے پالیان گھٹ گیا آخرکار ناچار اپنی نا
اقبالی سمجھکر اس تیرہ بخت نے آج وہ مرغ آپ کی طرف سے بازی لگا کر لڑایا سو آپ کے
اقبال فرخندہ فال سے وہ مرغ تڑہ گیا اسواسطے آپ کی خدمت فیضدرجت مین یہ مرغ بازی
کی جیت کر لایا ہون اُسکو قبول بے عدول کیجئے بادشاہ نے وہ مرغ اُس مرغی سے یہ سمجھکر
لے لیا بقول شخصے مثل مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال ہے + اور اُسکے سوا مفت را چہ گفت
الحاصل وہ مرد عاقل دو چار روز کا وقفہ دے کے ایک گوسفند دل پسند بادشاہ کے قریب لاکر
یون گویا ہوا کہ یہ گوسپند دلپسند بھی آپ کے نام نیک انجام سے بازی مین جیتی تھی اُسکو بھی باورچی
خانہ مین بھجوا دیجئے بادشاہ نے وہ بھی مال مفت سمجھکر لے لیا چند روز کے بعد وہ دانشمند خود پسند ایک
شخص روسیاہ ہمراہ لیکر آیا اور بادشاہ جمجاہ سے کہنے لگا اے حضرت سپہر کرامت مین بدخصلت آپ
کی طرف سے دو ہزار روپیہ اس شخص سے بازی لگا کر چوسر کھیلا تھا سو ہار گیا دو ہزار روپیہ خزانہ عالی
متعالی سے عنایت کیجئے تاکہ غلام اس بازی جانبازی سے نجات پاوے یہ سخن واہیات اُس
سخت دہن سے سُنکر بادشاہ متبسم ہوا اور دلمین کہنے لگا کہ سو سنار کی نہ ایک لہار کی یعنے اس نے ضرب
لگائی غرض بادشاہ عالیجاہ نے دو ہزار روپے دلواکر کہا کہ اے عزیز بے تمیز اب جو کچھ ہوا سو ہوا الماضی
لا یذکر لیکن میرے نام نیک انجام کی پھر کسی سے بازی نہ لگانا قطعہ نہ اب تجھسے بازی مین لوٹونگا کبھی
نہ اس طرحکی ہار دونگا کبھی - غرض دل مین چھوڑ وہ بادشاہ + نہایت ہوا شرمگین بے گناہ +
نقل ہے کہ ایک بادشاہ جمجاہ نے ایک منجم تیزفہم سے پوچھا - کہ اے اخترشناس نیک
اساس دیکھہ تو میرا گل زندگی باغ جہان مین کب تک شگفتہ رہیگا اور خزان اجل میری بہار زندگی
کو کب دست تصرف کرے گی یہ کلام بادشاہِ عالیمقام کا سُنکر وہ منجم بے علم یون حرف زن ہوا کہ اے
رونق بوستان حشمت و اے زینت گلستان دولت علم نجوم سے یون معلوم ہوتا

ہے کہ آپکا گل زیست گلشن ہستی مین تیس برس کے بعد صرصر اجل سے مرجہائیگا شعر اگر جہوٹ ہو اسمین اے
شہریار + تو اس برہمن کو سمجہنا چمار + یہ سخن دلشکن اس برہمن کا سنکر بادشاہ عالم پناہ نہایت ملول ہو
غم مشغول ہوا یہانتک کہ دو چار روز مین وہ دلفگار اس قدر نحیف و زار ہوگیا جیسا کہ مہینون کا بیمار ہوتا
ہے یہ احوال پر ملال بادشاہ فرخندہ فال کا وزیر نیک خصال دیکہکر یون گویا ہوا کہ اے شہنشاہ گیتی
پناہ بقول میر حسن شعر رہے جاہ و حشمت یہ تیرا مدام + بحق محمد علیہ السلام + اس غلام ناکام نے
خداوند نعمت سپہر کرامت کو کئی روز سے زار و نحیف دیکہا ہے اس کا موجب اور سبب کیا ہے خانہ
زاد موروثی کو دریافت ہو تاکہ اسکی تدبیر پر تاثیر کیجائے یہ گفتگو وزیر نیکخو کی گوش زد کر کے بادشاہ
کہنے لگا اے وزیر صاحب توقیر کچہہ نہ پوچہہ شعر مین پر غم اس لئے بلبل صفت دن رات نالان ہون
کہ باغ دہر مین گل کی روش کچہہ دنکا مہمان ہون + المدعا وزیر دلپذیر احوال پر ملال کے اظہار و
انکشاف پر جب نہایت درپے ہوا تو بادشاہ جمجاہ نے بدیدۂ گریان بدل بریان یون زبان نطق سے
افشا کیا کہ اے وزیر دلپذیر اس شخص کی زیست مین تیس برس باقی ہین اس سبب سے میرا دل حزین
اجل کے قرین نظر آتا ہے یہ کلام بادشاہ عالیمقام کا مسموع کر کے وزیر کہنے لگا خداوند نعمت آپ کو
یقین ہوا اسکے جواب مین بادشاہ جمجاہ نے کہا کہ فلانا نجومی قدیم روئے علم نجوم سے کہتا ہے وزیر دلپذیر
کہنے لگا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ اس برہمن سخت ذہن کو غلام کے روبرو تو بلوائیے تاکہ صاف صاف دریافت
ہو کہ وہ کس رو سے کہتا ہے حاصل کلام بادشاہ عالیمقام نے اس نجومی کو بارگاہ شاہی مین یاد فرمایا
وزیر صاحب تدبیر نے اس سے پوچہا اے اہل تنجیم قدیم بادشاہ عالیجاہ کی تعداد زیست تو نے بتائی ہے
اسکے جواب مین وہ اجل گرفتار ایکبار کہنے لگا مین کیا کہتا ہون علوم نجوم سے یون ہی معلوم و مفہوم
ہوتا ہے یہ گفتگو سنکر وزیر نیک خو کہنے لگا اے برہمن تیرا بچن ٹہیک ہے لیکن سچ کہ تیری زیست
مین اے پر ہوس کتنے برس باقی ہین وہ نجومی شامت زدہ کچہہ حساب و شمار کر کے کہنے لگا اے وزیر
دلپذیر میری زندگانی اس دار فانی مین دس برس اور بہی ہے اسمین اگر کوئی مجہکو تہر سے ماریگا تو بہی
نہ مرونگا یہ سخن اس برہمن کا سنکر وزیر نے ایک تلوار آبدار ایسی جڑی کہ سر کٹکر دہڑ سے قدم پر آرہا
اور قضا اسکی وہین اسکی لاش پر گریہ کنان ہوئی غرض نجومی ہارونی کو جہنم واصل کر کے وزیر صاحب تدبیر
بادشاہ جمجاہ سے کہنے لگا دیکہئے خداوند نعمت سپہر کرامت اس اجل گرفتہ کو اپنی قضا تو دریافت
نہ تہی پہر بہلا اور کی قضا کیا معلوم ہوگی یہ تماشائے عجیب و غریب دیکہکر بادشاہ نہایت خوشحال ہوا
اور اسی دن سے آثار توہم علاج خوشی سے دفع ہوگیا مثنوی غرض عقلمند و کہے ہم عقل ہے کہین آفرین

تمام وسحر + جو چیجو رکچھ بھی ہے باہوش تو + تو میری نصیحت کو کر گوش تو + بھی ظاہر ا موت انسان کی + ز روئے
نجوم وطبابت سے بھی + جو دریافت ہو پر نہ یہ چاہئے + کہ صاف اِس خفا کش کو تبلائے نقل ہے کہ ایک عرو
صاحب دردکی جورو بدخو پلید نہایت جنگجو تھی چنانچہ یہ قطعہ نخشبی کا اُسی کے حق مین موزون ہوا تھا قطعہ نخشبی
زن کہ جنگجو باشد + طاقت جنگ او ندار دگیو + ہمہ عالم زو بو بگریزد + از زن جنگجو گریزد دیو + الحاصل وہ زن پُر
فن ایک روز شوہر غم اندوز سے جنگ وجدال کر کے معہ دو طفل صغیر صحرائے کبیر مین چلی گئے بیان شب
اِس عرصے مین جسوقت شہربانان شب نے تن فلک پر ستارون کے گُل نمایان کر کے چھینٹے کی صورت
منور کی + اُسوقت وہ زن پُرفن ایک درخت کے نیچے دونون لڑکون کو لیکر بیٹھ رہی لیکن صحرائے ہولناک
کی دہشت پر وحشت دل پر اسقدر غالب ہوئی کہ خواب آنکھون سے خیال ہوگیا اِس حالت پر ملالت
مین آپ کو لعنت ملامت کر کے کہتے تھی کہ مجھہ کمبخت ناشدنی نے بیٹھے بٹھائے کیا طوفان اوٹھایا
جو اِس مصیبت پر صعوبت مین ایک بار گرفتار ہوئی لیکن یہ شب پُر غضب صبح زیست کی سحر دکھائی
تو اپنے گھر جا کے پھر ایسی حرکت ناشایستہ کبھی نہ کرون گی اور شوہر خوش منظر کی پرستاری ورفرمانبرداری
سے تابہ زندگی سر نہ اوٹھاؤن گی فی الحقیقت بقول نخشبی قطعہ نخشبی جہل بائے شد تو یست + می ندانم
تو در چہ سودائی + ہرچہ داند کند نادان + لیک بعد از قبول رسوائی + الغرض وہ زن پُرفن یہ گفتگو
دل مین کر رہی تھی کہ ایک پلنگ ونہنگ پُرہیبت شیر صورت سامنے سے نمودار و آشکارہ ہوا
دیکھتے ہی اُس پلنگ قضا کے خدنگ کو عورت بدخصلت کی روباہ عقل طبا نچہ دہشت پلنگ سے فرار ہوئے
کہ یکایک سدیاس نے پنجۂ فراست مین داب کر یہ کہا شعر منہ کو اب پھیر تہ ذی عقل تو مرجانے
سے + شدنی جو ہے وہ ٹلتی نہین گھبرانے سے + المدعا وہ زن پُرفن اُس پلنگ بانیرنگ کو پکار کے کہنے لگی ای پلنگ
خوش رنگ جلد آ + اور میرے سخن دل لگن کو اپنے گوش ہوش مین راہ دے جو تیرے من کا چیتا ہوگا وہ
خاطر خواہ بر آئیگا یہ بات واہیات سُنکر وہ پلنگ بکمال متعجب ہوکر کہنے لگا اے عورت بے دہشت وہ کونسی
بات نادرات ہے کہ جسکے استماع کو تو طلب کرتی ہے وہ زن پُرفن بولی اے پلنگ کچھہ نہ پوچھہ یعنے میرے
شہر مینو چہر کو اِس بیشے کے شیر دلیر نے پنجۂ اجل سے تاخت و تاراج کر دیا تھا آخرکار تمام ساکنان شہر
اور والیان دہر نے باہم بیٹھ کر یہ مشورہ کیا کہ یہ شیر دلیر کو کھانے کو تو دو تین آدمی کھاتا ہے
لیکن تمام شہر کو ہلاک و بے جان کرتا ہے اِس سے تو یہ بات بہتر ہے کہ اِس شیر دلیر کے تین آدمی روز
مقرر کر دیجئے تاکہ زیادہ کسی در پر آفت پر صعوبت نہ آئے سو آج کے روز مجھہ غم اندوز کی باری ہے

اس واسطے اس بیشہ ہولناک مین مین غمناک کہ معہ دو طفل صغیر آئی ہون لیکن اے پلنگ
نیستان دل بریان درویشون کی آل سے ہون مجھسے کوئی محروم نہین جاتا اگر تو میرے طعمۂ
گوشت سے اپنی زبان اس آن سیر کیا چاہتا ہے تو کیا مضایقہ مین بھی چاہتی ہون مگر ایک طفل
آدھا میرا وجود موجود ہے اُسکو تو بخوشی تمام نوشجان کر اور آدھا میرا وجود اور ایک لڑکا شیر
دلیر کے واسطے رہنے دے کیونکہ مین اجل گرفتہ اُس کے واسطے اس مرغزار مین آئی ہون
یہ کلام خیریت التیام اس زن پُرفن کا سنکر وہ پلنگ غولہ غولہ دنگ ہوا اور یون کہنے
لگا اے عورت نیک خصلت تجھسے صاحب سخاوت ہمنے کوئی عورت نہین دیکھی کہ اسباب
معاش اپنے دشمن کو دے اور اپنے کشندے سے مراعات کرے شعر یہ سخاوت کہین نہین
دیکھی + تجھمین اے نیکبخت ہے جیسی + وہ زن یہ سخن پلنگ سے سنکر کہنے لگی اے پلنگ خوش رنگ
یہ بات ارباب سلوک اور احباب دل ملوک سے عجب نہین اگر اس کا قصہ بیان کرون تو
نہایت طول رکھتا ہے مگر اے پلنگ خوش منظر مین تو آج مقرر کشتہ ہونگی اور میرا گوست معہ پوست
برباد جائیگا اگر شیر دلیر نے کھایا تو کیا اور تو نے کھایا تو کیا بقول حضرت شیخ سعدی شیرازی
مصرع چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک + لیکن اے پلنگ با نیرنگ تو مجکو کھا کر یہان سے چلا
جلد سے فرار ہو جا کس واسطے کہ شیر دلیر کیسا جھوٹا شکار زنہار زنہار نہین کھاتا اور اُس کا مارا
ہوا شکار ہر کوئی جانور اور پرند کھاتا ہے اس واسطے کہتی ہون کہ جو وہ جانیگا کہ میرا طعمۂ
پلنگ کھا گیا ہے تو تیرے جان اس بیابان مین معہ عیال و اطفال نہ بچے گی یہ سخن دلشکن
سنکر وہ پلنگ ایسا وہان سے فرار ہوا کہ کئی کوس تک منہ پھرا دھر نہ کیا حسب اتفاق ایک
روسیاہ آ گئے اکر یون گویا ہوئی کہ اے پلنگ خوش رنگ اس قدر مضطر تو کدھر بھاگا جاتا ہے اس
پلنگ دلتنگ نے اُس زن پُرفن اور شیر کا قصہ روباہ روسیاہ کے گوش زن کیا اس احوال
پُرملال کے سنتے ہی روباہ روسیاہ نے زبان ملامت کو تقریر نصیحت مین کھولکر کہا کہ اے پلنگ تیری شجاعت
اور غرور کا کیا مذکور لیکن عقل سے خالی دماغ ہے اور ادراک حق تعالے نے انسان ضعیف البنیان کو دیا ہے یعنے
ایک زن پُرفن کے حیلہ و مکر مین تو ایسا آ گیا کہ تیرے توسن حواس کی عنان دست ہوش سے جاتی رہی
اے پلنگ دلتنگ اگاڑی سے منہ موڑ کر پچھاڑی پھر چل اپنا شکار خستہ و خوار نہ کر ایسے لقمۂ لذیذ
اور طعمۂ عزیز کو کوئی ہاتھہ سے یون مفت کھوتا ہے آج تیرے صدقہ سے مین بھی سیر ہو کر
دعائے خیر کرونگی مثل ہے جس کا کھائیے اُس کا گائیے یہ گفتگو روباہ روسیاہ

کی سنکر پلنگ کہنے لگا اے روباہ دلخواہ یہ تو ہو سکتا ہے مگر شیر دلیر کا نہایت خوف و خطر ہی مبادا وہ بلا
جو میرے پیچھے پڑیگا تو اُسکے پنجہ غضب سے رہائی مشکل ہے اور تو اپنے بل مین چھپکر بچ رہیگی کہنے والون کا
تو کچھہ نجائیگا میری جان مفت جائیگی یہ بات واہیات سُنکر روباہ روسیاہ جوابدہ ہوئی اسے پلنگ لنڈ لنگ
اگر میری فراست و دراست کا تجکو اعتماد اور اعتقاد نہین ہے تو میرا پانون اپنے پانون سے مستحکم باندہ کر اُس
زن پُرفن کے پاس بلا وسواس چل اگر شیر نیستان اُس آن آجائیگا تو مجکو اُسکے روبرو پھینک کر تو بھاگ
جانا الغرض وہ پلنگ بے ننگ اُس روباہ روسیاہ کو پانون مین باندہ کر جہین اُس عورت پُرفطرت کے
قریب آگیا وہین وہ مکارہ ایکبار پکار کر کہنے لگی اے پلنگ ولنگ مرحبا زہ و دبیا سچ ہے کہ اُسکو رزق
کہتے ہین کہ پھر آپ سے آپ میرے پاس آیا ورنہ مین حکایت پُرشکایت شیر کی تیرے سامنے کہکر سخت
نادم تھی کہ اپنے ہاتھہ سے آیا ہوا رزق کہو دیا لیکن یہ مثل سچ ہے مثل مصرع رزق را روزی رسان
پُرمیدہد + اسے پلنگ بے ننگ مین عورت پُرفطرت جادوگر ہون اور گفتار جگر افگار کی قسم سے ہون ہر ایک
صحرا مین جاکر کباب پُرانتخاب پلنگ اور شیر کی کہاتی ہون اور بیل اور گینڈون کا شوربا جبتک نہین پیتی
ہون تبتک تسلیہ کچھہ نہین معلوم ہوتا اور تو جو آیا ہے کہ ایک مضغہ ذراسا روباہ روسیاہ کا لایا ہے اس
سے میری ڈاڑہ بھی گرم نہ ہوگی بقول شخصے مثل اونٹ کے منہ مین زیرہ + یہ گفتگو عربدہ جو و بدو اُس
پُرفن کی سُنکر روباہ بصد آہ کہنے لگی اے پلنگ یہ عورت بدہیبت فی الحقیقت کوئی بلائے آسمانی یا بلائی
ناگہانی ہے اگر اپنی جان کی امان چاہتا ہے تو یہان سے سر پر پانون رکہکر فرار ہو جا غرض وہ پلنگ +
ولنگ جو بھاگا تو وہ روباہ روسیاہ پلنگ کے پانون سے جو بندہی تھی اُوسکی لتاڑ مین اسقدر مجروح
ہوئی کہ تمام بدن پارہ پارہ ہوگیا اس حالت پُرملالت مین روباہ روسیاہ خندہ زن ہوئی تو وہ پلنگ
ولنگ کہنے لگا اے روباہ یہ کیا غضب ہے کہ تونے آپ کو میرے پانون سے بندہوایا اور مین تیرے
باعث سے بھاگ نہین سکتا ہون اگر اس حالت پُرملالت مین وہ عورت بدخصلت آجائے تو مجکو
اور تجکو بخوبی نوش جان کرے الغرض وہ روباہ روسیاہ پلنگ کے پاؤن سے چھوٹ کر اپنے بل مین
بھاگ گئی اور وہ پلنگ ولنگ وہان سے ایسا فرار ہوا کہ کہین ٹہکانا نہ لگا مثنوی اس مین جب صبح
کا ہوا تڑکا + تب تو اُس ذکا مٹ گیا دہڑکا + اپنے لڑکون کو لیکے بے وحشت + گھر مین آئی وہ کرکے
بے فطرت + سبکو مجبور کر یہ آئے - وہ درندون سے جان بچا لائے نقل ہے کہ ایک مرغزار خوش بہار
دلکش مین شیر دلیر سکہ نشہ رکھتا تھا لیکن اُسکے بکان ولستان کا میمون و وقنون نگہبان ہر زمان
تھا حسب اتفاق وہ شیر شہرۂ آفاق برائے سیر کسی اور اطراف واکناف کو راہی ہوا ایک دو روز

روز کے بعد ایک سیاہ گوش باہوش معہ زن وفرزند باول خرسند مسکین شیر دلیر پر جو وارد ہوا تو وہ مکان
دلستان نہایت مرغوب الطبع خوش وضع دیکھ کر اپنی مادۂ دل دادہ سے کہنے لگی کہ ایسا صحرائے روح
افزا تو کبھی دیکھنے کا اتفاق میان آفاق نہین ہوا تھا شعر آؤ اس جا پہ بود وباش کرین + اور گھر کس
لئے تلاش کرین + یہ بات وہ بدذات کہکر اُس جائے دل قرار پر نازل ہوا مگر اس سیاہ گوش باہوش کے
کے وہان مقیم و مستقیم ہونے سے وہ بندر مچندر کہنے لگا اے سیاہ گوش بے ہوش یہ مکان دلستان شیرون
کا ہے یہان سے دُم دبا کے بھاگ نہین تو اے ناہنجار تو پنجۂ اجل مین گرفتار ہوگا یہ گفتگو عربدہ جو میمون
بدخو کی سُنکر سیاہ گوش باہوش کہنے لگا اے میمون ذوفنون کیا جھک مارتا ہے بقول شخصے مصرع درویش
کہ شب آمد سرائے اوست + اور اُسکے سوا یہ زمین مثل نگین میرے باپ دادے کی میراث ہے یہ بات
واہیات وہ میمون ذوفنون گوش زد کرکے دلمین کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سیاہ گوش باہوش کوئی
بلائے بد ہے جو اس دلیری اور تہوری سے باتین کرتا ہے ورنہ شیر ژنگاہ وہ نام کہ جسکے سُننے سے
انسان اور حیوان زہرہ آب ہوجاتا ہے وہ بندر خیرہ سر یہ بات دل مین سوچکر چپ ہو رہا لیکن اُسکی مادۂ
دل دادہ نے کہا اے سیاہ گوش باہوش یہ مکان دلستان شیر نیستان کا ہے یہان سے اٹھ چل کسی اور
مکان دلستان مین استقامت بافراغت سے کر بے فائدہ قصہ کرنے سے کیا حصول شیر بکری کی کیا لڑائی
اور اُسکے سوا جو سنیگا وہ زبان طعن دراز کرکے یہ مثل کہیگا مثل شیرون سے جھگڑتی ہو گئی خال
کی مادہ + یہ گفتگو جورو بدخو کی سُنکر کہنے لگا اے بی بی جسوقت وہ شیر دلیر یہان آئیگا مین ایک
حیلہ ایسا کرونگا کہ جسکو وہ سُنکر یہان سے فرار ہوجائیگا یہ سخن حیرت افگن سُنکر اُس کی مادہ دل
دادہ کہنے لگی اے سیاہ گوش بدہوش تیرا حیلہ گرگ وشغال کا سا کہین نہ ہو جائے وہ سیاہ گوش با
باہوش بولا اے بی بی حیلۂ گیدڑ اور بھیڑئیے کا کسطرح تیرے گوش ہوش مین پہنچا ہے وہ جواب وہ
بولی کہ اے سیاہ گوش بیہوش نقل کہ ایک گرگ ناہموار برائے شکار شغال بداعمال کے پیچھے دوڑا لیکن
وہ شغال تیز پا اُسکے روبرو سے مثل کافور کافور ہوگیا تب تو وہ گرگ ضعیف دل نحیف اپنے دلسے یون
مشورہ کرنے لگا کہ اُس گیدڑ کے گھر کے اندر چلکر بیٹھ رہئے جسوقت وہ آئے بفراغت نوش جان کیجئے یہ
مصلحت وہ گرگ پُر فطرت دلمین ٹھہرا کر اس شغال بدخصال کے گھر مین جا بیٹھا اس عرصہ مین دوپہر کو وہ گیدڑ
بیچارہ اپنے گھر بخطر مین جو آنے لگا تو در پر نشان انجان پاؤن کے پائے یہ ماجرا حیرت بیجا دیکھکر اپنے در پر کھڑا ہوگیا
شعر اور دلمین لگا یہ کہنے بات + گھر مین بیٹھا ہے اب کوئی بدذات + کیجئے اس سے ایسی اب حرفت
جسمین اسکی چلے نہ ایک فطرت + یہ خیال وہ شغال دلمین کرکے یون گویا ہوا کہ اے میرے گھر بے در مین تجھ سے تجھ مین اُسوقت

آؤن یا نہین یہ سخن حیرت افگن سُنکر وہ گرگ کہن خاموش بدہوش بیٹہا رہا ایک دم کے بعد پہر وہ شغال بدافعال بولا کہ کیون تیرے گہر بے درمین بیخبر آؤن یا نہ آؤن کیونکہ میرے اور تیرے ہمیشہ رسم سوال وجواب کی ہے یعنے کسواسطے کہ بنیاد سنگ کی مٹی ہے اور سنگ پر نیرنگ کی بنیاد کوہ پر تشکوہ کی ہے اور کوہ کی رسم سوال وجواب کی ہی یعنے جو کوئی دامن کوہ مین آواز ہمراز دیتا ہی وہ بہی آواز خوش آواز سے جواب دیتا ہے بقول نخشی قطعہ نخشی ردمکن سوال کسی + فلزمی را چہ کم شود زندہ + تاکہ آزادہ سخن گوید + اوہم آوازے دہد بصد + یہ گفتگو وبدو سنکر گرگ کہن پُرفن دل مین کہنے لگا معلوم ومفہوم ہوتا ہے کہ اِس گیدڑ کے گہر کی یہی رسم ہے کہ جب یہ آنے کو کہتا ہے تو آتا ہے اور نہین تو نہین آتا ہے اگر اب کی باراِس گہر نابکار سے آواز سُنے گا تو وہ میرے ہاتہ سے بیہات مفت جائیگا اس سے تو بہتر یون ہے کہ اب جو وہ آواز ناساز دے تو جواب دیجئے یہ بات وہ گرگ بدذات دل مین سوچکر بیٹہا تہا کہ اِس عرصہ مین وہ شغال بدخصال پہر آوازدہ ہوا کہ اے خانۂ سن واۓ کاشانۂ من آج تو مجکو جواب باصواب کیون نہین دیتا ہے یہ سخن پُرفن سُنکر گرگ کہن کہنے لگا مصرع کرم نما وفرود آکہ خانہ تست + یہ آواز ناساز سُنکر وہ شغال بدخصال رقص کنان چرواہی کے پاس گیا کہ جو اُس گرگ کا دشمن جان تہا غرض وہ شبان خندہ زنان کچہ پارہ سنگ لاکر خانہ شغال کو سنگسار کرنے لگا آخرالام وہ گرگ کہن پُرفن اُس گہر بے درمین مرگیا اے سیاہ گوش باہوش مجکو بہی یہی خوف وخطر کہ اس کا ساحیلہ تیرے وبال گردن نہ ہو یہ گفتگو وبدو مادۂ دل دادہ سے سنکر سیاہ گوش باہوش کہنے لگا اے نیک بخت وہ بہیڑیا گدہا یہ اُس کی تمہید مین نہ آیا کہ کہین بہی مٹی کا گہر بولتا ہے جو اُس کو جواب دیتا یہ جس طرح اِس مین بیٹہا تہا وہ شغال بدخصال دو چار بار اور بولتا آخرش اُس کے پانو کا نشان کا وسوسہ اُس کے دل سے مٹ جاتا فراغت سے اپنے گہر مین چلا جاتا اور یہ ممکن نہ تہا کہ وہ اپنا گہر بے پر کردیتا یہ گفتگو وبدو مادہ اور نر مین ہو رہی تہی کہ ایک طرف سے وہ شیر نیستان بصد شور وفغان نمودہوا پہر اُس کی مادہ دل دادہ کہنے لگی کہ اے سیاہ گوش اب بہی کچہ نہین گیا ہے یہان سے فرار ہو چل ناحق جان دینے سے کیا حاصل وہ سیاہ گوش باہوش کہنے لگا اے جورو نیک خو جانے خوف وخطر نہین - بقول شیخ سعدی شیرازی مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست + لیکن تو ایک کام کہ جسوقت یہ شیر دلیر میری آواز کے برابر آجے تو اپنے بچون کو رولا دینا پہر آگے مین سمجہ لونگا اِس عرصے مین وہ شیر دلیر حالت غصہ مین کچہ قریب آپونہچا تہا کہ اُس مادہ دل دادہ نے بچون کو

رُلا دیا اُسمین وہ سیاہ گوش باہوش کہنے لگا ارے لڑکے آج بیوقت کیون روتے ہین اُس کی مادہ
دل دادہ بولی کہ ان کمبختون کو تونے شیر کے گوشت کی جو چاٹ لگا دی ہے سو یہ شیر کی بو دریافت
کرکے اپنی غذا طلب کرتے ہین اگرچہ تیرے پنجۂ شیر افگنی سے گہر مین گوشت ہاتھی گینڈے کا بہت موجود
ہے مگر انکی بہ وباہ گرسنگی بے شیر کا گوشت کھائے نہین سیر ہوئی یہ کلام فطرت القیام مادہ سے سُنکر
سیاہ گوش کہنے لگا کیا مضائقہ انکو دلاسا دے خدا رزاق مطلق ہے بقول شخصے مثل مشہور ہے
مثل خدا شکر خورے کو شکر دیتا ہے یعنے اُنکے واسطے کباب لذیذ اور غذائے لطیف آپ سے
آپ موجود ہوئی انشا اللہ تعالے کوئی پل مین شیر کا گوشت تازہ کھلاتا ہون یہ کلام نافرجام سُنکر
وہ شیر دلیر نہایت سہمناک ہوا اور دل مین کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بلائیات پر آفات ہے
یہ سوچ کر وہ شیر نیستان اپنے جان وہان سے لے کر بھاگا لیکن وہ میمون ذو فنون اُس کے
پیچھے پیچھے کہتا جاتا تھا اے شیر دلیر تو اس قدر بے حواس اور پُرہراس کیون بھاگا جاتا ہے ایک
جانور ضعیف اور حیوان نحیف سے امیر سباع کو مخوف ہونا نہین چاہئے یعنے بیل کو شیر سے
بتمام ہراس نہین یہ بات میمون بدذات کی سُنکر وہ شیر کچھہ دلیر ہوکر اپنے مکان دلستان
کی طرف پھرا جب سیاہ گوش باہوش نے دیکھا کہ دشمن نے پھر ادہر منہ پھیرا اپنے مادہ دلدادہ
سے کہنے لگا کہ ذرا لڑکون کو پھر اُسی شکل سے رُلا دینا دیکھہ قدرت الٰہی کا تماشا کیا نظر آتا ہے القصہ
جب وہ بچے چھوٹے چھوٹے رونے لگے تو وہ سیاہ گوش کہنے لگا اے بی بی اپنے بچون کو
تشفی اور تسلی نہین کرتی اتنا کیون گھبراتے ہین یہ میمون ذو فنون میرا بڑا یار غار ہے دیکھ
تو بھاگے ہوئے شیر کو کس طرح لگائے لاتا ہے ذرا میرے سامنے آ جائے پھر میرے چنگل
غضب سے کہان بچ سکے جائیگا انشا اللہ تعالے ایک پل مین شکار تازہ گوشت کھلاتا ہون یہ بات
واہیات سُنکر اُس شیر دلیر نے کہا چہ خوش چرا نباشد بقول شخصے مثل دشمن کہان بغل مین
یہ میمون ذو فنون پس اسی واسطے مجکو سمجھا کے لایا ہے کہ پنجۂ اجل مین کرکے آپ بچ رہے یہ کہہ
کر وہ شیر ایک تھپیڑا قضا کا منہ در منہ پر کو جڑ کے بعد اضطرار کسی کوہسار کو فرار ہو گیا تو مثنوی
واہ رے تیری عقل واہ شعور + کیون نہ تحسین کرین ہمہ جو رینے ایک شیر سے بدانائی + اپنے بچون
کی جان بچوائی + اور گہر بار جبین کر افسوس + کر دیا اُوسکو دربدر افسوس نقل ہے کہ ایک شیر
دلیر اپنے بچون کو یہ نصیحت اور وصیت کرتا تھا کہ بیٹا جانور صحرائی اور حیوان دریائی سے نہ خوف کرو
آدمی نزاد جلاد کے پاس ہرگز ہرگز نہ جانا کیونکہ وہ نہایت پُر فطرت ہوتے ہین شعر فرد

ایک ادنے ہے اُنکی یہ تقریر + جسکو چاہین کرین سخن مین اسیر + الحاصل وہ شیر بچہ جب سن تمیز کو پہنچا تو ایک روز برائے سیر دل افروز ایک مرغزار رشک بہار مین گیا تو وہان ایک فیل طویل نظر آیا یہ شیر بچہ اُسکو دیکھکر نہایت سہمناک ہوا اور وہ ادہر وہ فیل بے عدیل آپ کو خوف زدہ ہوا یہ احوال کثیر الاختلال دیکھکر شیر بچہ کہنے لگا کہ معلوم و مفہوم ہوتا ہی کہ یہ آدمی زاد جلاد نہین ہے کوئی جانور صحرائی ہے یہ سوچکر وہ شیر بچہ آگے بڑہ کے فیل طویل سے کہنے لگا اے عزیز با تمیز تو آدمی کی قسم سے ہے یا کوئی اور جانور شاطر ہے وہ فیل طویل جواب دہ ہوا اے شیر دلیر آدمی زاد نہایت جلاد ہوتے ہین یعنے ہم بھی اس قد و قامت پر اُنسے قیامت ڈرتے ہین بہر تقدیر جو ہم اُنکے ہاتھ آتے ہین تو وہ ہم پر سواری ہر بار کرتے ہین اور سر کو آنکس آبدار سے فگار کرکے ہمکو سر خرد کرتے ہین شعر کسی کا خدا اُنسے ڈالے نہ کام + وہ ہین الغرض سب سے بیک نام + یہ تقریر ناگزیر اُس پیل طویل کی سُنکر وہ شیر بچہ آگے بڑھا تو ایک شتر بے مہار نظر آیا اُسکو دیکھکر خوف سے پہلو تہی کرکے دلمین کہنے لگا یہ مقرر آدمی زاد ہوگا کیونکہ اسکے ہاتھ پانون بہت دراز و ممتاز ہین یہ خیال پر ملال جی مین کرکے کہڑا ہوا اور ادہر شتر بے خبر خوف و خطر سے بیکل ہونے لگا المدعا شیر بچہ نے اُس شتر بیخبر سے پوچھا اے عزیز با تمیز تو آدم معظم کی قسم سے ہی وہ شتر بیخبر جواب دہ ہوا کہ اے یار غمخوار آدمی زاد ناشاد ایسے جلاد ہوتے ہین کہ جو ہمکو پاتی ہین تو ہماری ناک غمناک مین نکیل ریل دیتے ہین اور پیٹھ پر بوجھ لادکر جہان چاہتے ہین وہان لئے پہرتے ہین شعر کوئی اُنسے ہرگز برآتا نہین + کوئی آنکھ اُنسے ملاتا نہین + یہ کلام اُس نافرجام کی سنکر وہ شیر بچہ آگے بڑھا تھا کہ ایک نرگاؤ زیر کوہ پر شکوہ نظر پڑا اُسکو بھی دیکھکر دلمین کہنے لگا کہ شاید یہ آدمی زاد جلاد ہون یہ دلمین سوچکر بصد خوف و خطر کہڑا ہو رہا اور وہ بیل بھی شیر بچہ کو دیکھکر نہایت مخوف ہوا اسمین اُس شیر بچہ نے دریافت کیا کہ یہ بھی آدمی کی قسم سے نہین ہی یکایک اُس بیل غریب کے قریب جاکر کہنے لگا اے یار غمخوار تو آدمی زاد بیداد ہے یا کوئی اور جنس ہے یہ بات واہیات سُنکر وہ بیل جواب دہ ہوا اے عزیز با تمیز آدمی زاد خانہ آباد نہایت جلاد ہوتے ہین یعنے ہمکو جو پاتے ہین تو وہ ہماری ناک مین رسی ڈالتے ہین اور گاڑی مین گاڑی باندھتے ہین اور اُسکے سوا کتنے کام نیک انجام اور بھی بہت لیتے ہین اسکے بعد جو ہم لوگ اس محنت اور مشقت مین مرجاتے ہین تو ہمارے پوست کی جوتیان پیر و جوان بناکر پہنتے ہین شعر غرض کیا کرون اور اُنکے بیان + عزازیل بھی کہتا ہی الامان + یہ گفتگو اُس بیل کی دو بدو سُنکر شیر بچہ آگے بڑہا قضائے کار ایک نجار ہوشیار اپنے ہتہیار لئے ہوئے کسی گانون کو جاتا تھا کہ اس شیر بچہ کی ناگاہ نگاہ جو پڑی تو اُسکو بھی دیکھکر خوف زدہ ہوا اور نجار مکار نے جو دیکھا کہ شیر بچہ کچہ نہیں سیر باج خوف

دم دیتا ہے بکشادہ پیشانی وہ نجار لاثانی آگے بڑہا تب تو شیر کا بچہ دل مین کہنے لگا کہ یہ آدمی زاد جلاد معلوم
ہوتا ہے لیکن یہ بے حیثیت کچہہ حقیقت نہین کہتا ہو چالاکی سے آگے بڑہ کے اُس نجار مکار سے پوچہنے لگے
کہ اے عزیز باتمیز تو آدمی زاد کی قسم سے ہے وہ نجار مکار جوابدہ ہوا شعر آدمی ہم تو ہین یہ تجکو کیا + اس
طرح سے جو پوچہتا ہے بہلا + شیر دلیر کہنے لگا اے آدمی زاد ناشاد میرا پدر اکثر کہا کرتا تہا کہ بیٹا تو کسی
سے نہ ڈرنا لیکن آدمی زاد کو اپنا جلاد سمجہنا سو تجہکو دیکہکر باپ کی نصیحت بہول گئی کیونکہ تیری ایسی
لیاقت با شجاعت نہین ہے جو تجہہ سے ڈرون یہ بات واہیات شیر بچہ کی سُنکر نجار مکار کہنے لگا
اے شیر دلیر فی الحقیقت ہماری کچہہ حقیقت اور حیثیت نہین ہے لیکن اپنی آدمیت ہے نہایت بڑی
ہے وہ شیر بچہ خوف زدہ بولا + اشعار تیری تو کچہہ نہین حقیقت ہے + لیک کیسی وہ آدمیت ہے + جس
سے پیل و پلنگ شیر دلیر + اس شجاعت پہ لیتے ہین منہ پہیر + یہ گفتگو دو بدو شیر بچہ کی سُنکر نجار مکار کہنے
لگا مضائقہ ذرا ٹہیر جا ہم اپنی آدمیت پر فطرت تمکو اُسوقت دکہا دیتے ہین یہ کہکر نجار مکار نے ایک درخت
سخت کا بڑا سا موٹا سا ٹکڑا ایک کاٹہہ استوار طیار کیا اور اُس شیر بچہ کو کہا کہ اے شیر دلیر تو اس چہید مین سر
کو ڈالکر ہماری آدمیت دیکہہ اور ملاحظہ کر کہ کیا نظر آتا ہے اُس شیر بچہ کی کمبختی جو آئی تو اُس کاٹہ مین سر
ڈالکر دیکہنے لگا ادہر سے اُس مکار نجار نے میخ ٹہونک دی شعر اور کہا تو تو بے حقیقت ہے + آدمی
کی یہ آدمیت ہے + غرض ہر چند اُس شیر دلیر نے سر مارا لیکن اُس کاٹہہ کے اندر سے سر نہ نکلا آخر کار وہ
شیر نابکار اُس کاٹہہ سے سر ٹپک ٹپک کر مر گیا اور وہ نجار مکار اپنے گہر کو راہی ہوا اشعار فی الحقیقۃ
یہ سچ ہے اے مہجور + سب سے افضل ہے آدمی کا شعور + لیک ایک موت سے تو ہین لاچار + سب خدائی
کے ورنہ کرتے ہین کار + نقل ہے کہ ایک کبابی ہر بابی ایک بکری ساری با مصالح بریان اور خستہ کرکے
ہمیشہ فروخت کرتا تہا حسب اتفاق ایکروز وہ بکری لاغر ہنیرم تر کے باعث سے کچہہ بریانی مین خام رہ گئی
جس بہا وہ اپنے کام کا پکا ہمیشہ بیچ آتا تہا نیم بریانی کے سبب سے کسی نے آدہی قیمت کو بہی نہ لیا تب وہ کبابی
ہر بابی اپنے دلمین نہایت جلا اور بُہنا بلکہ آہ پر سیخ دل بریان کو چڑہا کے آتش رشک سے سوختہ کرنے لگا
آخر کار ناچار ایک مردہ شو بدخو کے قریب جا کر کہنے لگا اے عزیز باتمیز یہ فقیر تن حقیر نہایت ضعیف ہو سو
اب اپنی بیکسی اور بے بسی پر یہ خوف و خطر درپیش ہے کہ اس شخص کا دم جو کسی دم نکلجائیگا تو کوئی دمساز
ایسا نہین ہے کہ مجکو تجہیز و تکفین اس سرزمین مین کریگا اسواسطے یہ بکری بریان اس زمان تیرے
پاس بلا وسواس لایا ہون کہ تو اُس کو نوشجان کر اور جسروز اس شخص کا مرغ روح قفس تن سے
پرواز کر جائے تو بخوبی غسل دیکر شہر خموشان مین دفن کر دینا کیونکہ مرزا علی فہم کے بقول شعر

دم کا یہ مہمان ہے دم جو دم ہے سو غنیمت ہے + زیست نظر آتی ہے کم جو دم ہے سو غنیمت ہے +
یہ کلام سُنکر مردہ شوِ نافرجام کہنے لگا اے فقیر تن حقیر کا تیرا کہنا بسر و چشم بجالاؤنگا المدعا وہ بکرے لاغر
اُس فربہ ابلہ کو دیکھکر کبابی ہر بابی وہان سے روانہ ہوا اور اُس مردہ شوِ بد خو نے وہ مال مفت مفت
سمجھکر معہ زن و فرزند زہر مار کیا ایک ہفتہ کے بعد وہ کبابی ہر بابی لباس سفر تن پر آراستہ و پیراستہ کرکے
اُس مردہ شوِ پُر فریب کے قریب گیا اور یون حرف زن ہوا کہ اے یار غمگسار میرا عزم سفر مصر کی طرف
اُس نہج پر ہے کہ میرے اقربا مین سے ایک شخص وہان رحلت کر گیا ہے اور اُس کا مال و اسباب
بیحساب اُس شہر مین امانت رکھا ہے لیکن میرے سوا اُس والی وارث کوئی نہین ہے اسباعث سے
مجکو وہان جانا نہایت ضرور ہے چنانچہ میرے ہمراہ ولخواہ سر براہ معہ بار برداری استادہ ہین
اے عزیز با تمیز سو تو بھی میرے ہمراہ چل کسواسطے نہین معلوم مین مظلوم پر مغموم استادہ ہین اے
عزیز با تمیز سو تو بھی میرے ہوگا تو مجکو تجہیز و تکفین سے خاطر جمع ہوگی پس مین نے تجکو اے مردہ شو
اسی روز غم اندوز کے واسطے گوسفند بریان نو شجان کروائی تھی مثل مشہور ہے کہ دیا لیا آگے
آتا ہے اور یہ کسی طرح نہین ہونیکا کہ مین شہر مصر کو جاؤن اور تو یہان بیٹھا رہے نظم اب
اسی مین ہے خیریت تیری + کہ بدل کر تو ہمرہی میری + ورنہ مین دل کباب وہ بکری + جسطرح دیگا
تجسے لون گا ابھی + اہل ہمسایہ نے غرض آکر + بساحت ہزار سمجھا کر + ایک بکری کے مول سے دہ چند
دے کے قیمت اُسے کہا خرسند + بفراست ولیکن اے مجبور + دیکھ تو اُس نے کیسا کیا ہے شعور +
یعنے کس طرح بکی وسے کے بکری خام + مردہ شو سے لئے ہین پکے دام + نقل ہے کہ ایک
گوسفند عقلمند ضعیفی اور ناتوانی سے اپنے گروہ سے پیچھے رہ گئی تھی قضائے کار ایک گرگ
خونخوار سے دوچار ہوئی سو وہ گوسفند خردمند دل مین کہنے لگی کہ ہائے یہ بڑا غضب پر تعب
ہوا کہ اسدم شیر قضا سے میری روباہ جان کا سامنا ہے اگر اسوقت مین اجل گرفتار مثل غزال
فرار ہو جاتی ہون سو وہ جو اُسکے من کا چیتا ہے سو بشیئہ قضا مین بر آئیگا اور اگر اسوقت اپنے چیر داہے
پلنگ خصال کو پکارتی ہون تو یہ قریب آپہنچا ہے جبتک وہ مجھ دور افتادہ غم آمادہ کے پاس پہونچے ہر بس آئیگا۔
تب تک تو یہ جیتا نہ چھوڑے گا بیت کیا کرون ہائے کوئی بات نہین بن آتی + مفت مین جان عزیز آج
ستم سہنے جاتی + آخرکار وہ گوسپند ناچار دانائی اور عقل آرائی سے فرحان اور شادان سامنے بھیڑیے
کے چلی اور قریب اُس غریب کے جاکر یون گویا ہوئی کہ اے گرگ خوش باش خوش باش مین بھیجے ہر اس
تیرے تلاش مین اس بیابان مین سرگردان و حیران ہون یہ بات عجائبات سُنکر وہ بھیڑیا سُنسنے لگا اے

گوسپند دردمند تیری جستجو باین آرزو کس جہت سے ہے کوئی بھی اپنے دشمن کو دوستی سے تلاش کرتا ہے
یا کوئی بھی آپ سے آپ اپنے چاہ سے کوئین مین گرتا ہے ایسی باولی باتون سے دل کو ڈانواڈول
نہ کر یہ گفتگو گرگ تندخو کی سنکر وہ گوسپند کہنے لگی اے گرگ شیر صولت پلنگ ہیبت تیرے تلاش بے
قیاس کا یہ سبب ہے کہ میرا گلہ بان میان بحر جہان ایسا منبع سخا اور موج عطا ہے کہ اس کی ذات فائض
البرکات سے ہمیشہ چشمۂ فیض جاری رہتا ہے سو آج اُس خوش مزاج نے مجھہ ناکام نافرجام
سے کہا کہ اے گوسپند کسلمند اس جنگل کے گرگ سے مین بہت راضی ہون یعنے اُس نے
میرے گلے کو کبھی اذیت پر صعوبت نہین دے اس واسطے مین نے تجکو اُس کی ضیافت
مین تجویز کیا تو اُس کے پاس جا اور اپنے جان کو نثار کرکے لقمۂ لذیذ اور غذائے لطیف ہو
اے گرگ اس واسطے یہ نیمجان اس بیابان کے درمیان تجکو ڈھونڈتی ہے میری بات واہیات
اور چاپلوسی کی نہ سمجھنا بقول شیخ سعدے شیرازے شعر در برابر چو گوسپند سلیم + از قفا ہمچو
گرگ مردم در + لیکن اے گرگ مجھہ مین گانے کا وصف نہایت پر حلاوت ہے تو نوشجان اُس آن
بے گمان کرے گا لیکن وہ بات کر کہ جس مین حلاوت مزے سے حاصل ہو یعنے پہلے تو میرے گانے
کا وصف دیکھہ اور مسرور ہو پھر اُس عالم سرور مین جو مجکو کھائیگا تو نہایت لذت پائیگا اس مثل
کے بقول مثل ایک تو کریلا کڑوا اور دوسرے نیم چڑھا یعنے ایک تو عالم سرور اور دوسرے گوشت
لذیذ یہ بات نادرات سے ہے یہ تقریر پرتزویر اُس گوسپند دردمند اس بھیڑیئے گدہے کو ایک ٹیلے
پے گئے اور اُس نادان کو الگ بٹھا کر آواز بلند سے جو اُس سُرتی رشک سرستی نے ایک بہ
تو اُس کا چیسہ وایا ترانے کا نٹ کھٹ ہردیس کا کھڑاگ بوجھنے والا اپنے بکری کا خیال کر
کے جالاکی سے پٹہ توٹی کرتا اُس ٹیلے پہ آیا اور لٹھہ کو ایسا زور سے پھینک مارا کہ اُس بھیڑیے
کا پاؤن ٹوٹ گیا غرض وہ بھیڑیا لنگڑاتا بھاگ کر جنگل مین روپوش ہوگیا اور وہ
گلہ بان شادان و فرحان بشکل گل خندان اس گوسپند عقلمند کو بغل مین داب
اپنے گلے مین لایا مثنوے ایک بکرے نے کیا ہے چھند کیا + گرگ کو مثل شیر
بند کیا + گر نہ ہوتی وہ گوسپند عقیل + جان بچنے کی کونسی تھی دلیل + فی الحقیقہ
شعور ہے وہ چیز جس سے آتی ہے آدمی کو تمیز + اور جسے کچھہ نہین ہے عقل و شعور
خر سے بدتر اُسے سمجھہ مجبور + فی المثل یہ کسینے خوب کہا + صاحب عقل کی ہے دور بلا

ساتوان باب احمقون کی نقلون مین

محرران معصوم صفت اورکاتبان محروم فطرت کاغذ سادہ لوح پر قلم خام سے یون رقم کرتے ہین کہ ایک قصباتی دہاتی برائے تعیناتی اپنے گہر ایک منزل کامل پر سفر کرگیا اور کئی دن کے بعد ایک روز اسکی جورو نتہہ ناک سے اتار کر دالان کے سائبان مین بیٹہی دہو رہی تہی اتفاقاً نائن جو باہر سے آئی تو وہ بے شعور دور سے کیا دیکہتی ہے کہ بی بی کی ناک نے نتہہ کی بیسر نظر آتی ہے یہ احوال پر ملال دیکہکر دلمین کہنے لگی کہ شاید ہماری بی بی رانڈ ہو گئین ہین جو ناک غمناک مین نتہہ نظر نہین آتی یہ خیال بے سگال دلمین کرکے وہ نائن گہرمین آئی اور اپنے خاوند دانشمند سے کہنے لگی اے غفلت شعار ناہنجار بیٹہا کیا کرتا ہے جلد خبر لے فلانی بی بی رانڈ ہو گئین ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر وہ گیدی خر جلد کمر باندہ کر وہان سے روانہ ہوا الحاصل منزل مقصود پر پہنچکر وہ گیدی خر میان سے کہنے لگا اے میان صاحب یہان کس فکر مین بیٹہے ہو وہان تمہاری بی بی عصمت والی رانڈ ہو گئی یہ واقعہ غم افزا سنکر وہ بدخصال فی الحال بے اختیار دھاڑین مار کر رونے لگا اور یہ سخن زبان پر لایا اشعار افسوس مری خجستہ پیکر + جبہہ بن ہوئی رانڈ اور بے سر + کیونکر ہو مجہے قرار افسوس + افسوس ہے صد ہزار افسوس + یہ سخن حیرت افگن اس

ساده لوح کا سنکر سب مرد و زن کہنے لگے کہ اے بیوقوف ذہن سے خالی کہین بہی سنا ہے کہ میان جیتا رہے اور بی بی رانڈ ہو جاوے یہ گفتگو سر ایک نیکو کی سنکر جواب وہ ہوا سے کیا کہون تم سے مین اے بہائی + گہر سے آیا ہے معتبر نائی + پہر بہلا اوسکو کیا کرون مین آہ + ہوا جاتا ہے حال میرا تباہ + سنکے اوسکی یہ گفتگو سب یار + قہقہہ مار کر ہنسے یکبار + واہ رے تیری عقل واہ شعور + آگے اب اس کے کیا کہے مہجور + نقل ہے کہ ایک احمق کا گدہا رستے بیچ گم ہو گیا تہا لیکن وہ خر نا ہموار بار بار گدہے کے فراق مین آہ جانکاہ کہینچتا اور شکر کرتا یہ احوال کثیر الاختلال ایک شخص دیکہکر یون کہنے لگا اے سادہ لوح تیرا گدہا گم ہو گیا ہے اور تو آہ جانسوز وغم اندوز شکر کرتا ہے اسکا کیا موجب اور کیا سبب ہے یہ کلام سنکر وہ ناکام کہنے لگا اے عزیز بے تمیز مین اسواسطے شکر کرتا ہون کہ خوب ہوا کہ یہ شخص اوس گدہے نا ہموار پر سوار نہ تہا نہین تو اوس کے ساتہ ہاتہہ ہی ہاتہہ مین گم ہو جاتا لیکن وہ خر ناہموار بدکردار یہ نہ سمجہا کہ اگر اسپر آپ سوار ہوتا تو وہ گدہا بوجہہ لدا کیونکر گم ہوتا شعر جس گدہے کو نہ ہووے اتنا شعور + اوسکو سمجہائے کیا کوئی مہجور + نقل ہے کہ ایک احمق مطلق بحالت بیماری ایک باری طبیب خوش نصیب کے قریب گیا اس حکیم فہیم نے فرمایا اے سقیم الم واسیرٔ الم و غم تو صبحکو قارورہ لیکر حاضر ہوتا تیری بیماری تشخیص مین آجائیگی + انشاء اللہ تعالے اس قانون کا نسخہ مفرح القلوب تجکو لکہدیا جائیگا کہ تیرے اسباب علامات واہیات کے جلد رفع ہو جائینگے القصہ وہ رنجور دل ملول مین گہر مین آیا قضائے کار اوس نابکار کی جورو بدخو شب کو خود بخود بیمار ہو گئی وقت سحر بحالت مضطر اوس سادہ لوح نے اپنا اور اپنی جورو کا قارورہ ایک ہی شیشی مین بہرا اور اوس طبیب عجیب کے قریب گیا اور قارورہ کو دکہا کر یون گویا ہوا کہ اے حکیم فہیم مجہہ سقیم اور میری جورو دل دو نیم کا باہم قارورہ ہے اوسکو ملاحظہ کرکے دیکہہ کہ میرے رسوب اور اوسکے قوام مین کیا فرق ہے یہ بات واہیات سنکر ایک شخص اوس مطب مین بول اوٹہا اے سادہ لوح اگر دونون قارورہ باہم لایا تہا تو ایک ڈورہ سادہ اپنے اور اپنی جورو کے قارورہ مین کیون نہ باندہ لایا قطعہ یہ سنکر لطیفہ سبہی یار غار ہنسے قہقہہ مار کر ایکبار + جو مہجور ہوتا نہ وہ بے شعور + تو کیونکر اوسی خلق ہنستی ضرور + نقل ہے کہ ایک قاضی قصباتی نے شب کو کتاب انتخاب مین نہ نکتہ لکہا دیکہا کہ جس شخص کا سر چہوٹا + اور ریش دراز بے انداز ہو وہ شخص احمق مطلق ہوتا ہے چنانچہ قاضی صاحب ان دونون علامات مین گرفتار تہے اس نکتہ کو دیکہکر دل مین کہنے لگے کہ سر خورد کو بزرگ نہین کر سکتا ہون لیکن ڈاڑہی کم کرنے مین البتہ ہاتہہ پہنچتا ہے یہ بات واہیات وہ نیک صفات سوچکر تلاش مقراض مین اوٹہا اتفاقاً اوس وقت کہین سے مقراض کا غذ تراش نہ ہاتہہ آئی آخر کار چار و ناچار آدہی ڈاڑہی ہاتہہ مین پکڑ کر

فتیل سوز کے قریب جاکر اپنے ریش کو سر چراغ سے جو ہمسر کیا تو آتش چراغ سربلندی کرکے سر دست قاضی
کے ہاتھہ تک پہنچی بے اختیار قاضی ولفگار نے ایک بار ریش دراز ہاتھہ سے چھوڑ دی الحاصل تمام ڈاڑھی
قاضی جی کی آتش نادانی سے جل گئی اور صورت پر کدورت بھونی سری کی شکل نکل آئی غرض قاضی صاحب
اپنی نادانی پر کمال نادم ہوکر کہنے لگی کتاب انتخاب کا نکتہ خوب ثبوت ہوا کیونکہ اپنے بے وقوفی اور بے شعوری
ریش کے زیر وزبر ہونے سے پیش آئی بقول میر تقی مصرع گہر جلا سامنے اور ہم سے بجھایا نہ گیا + لیکن شدنی
کوئی کیا کرے فی الحقیقت ہے مثل پیش آتا ہے وہی جو کچھہ کہ پیشانی مین ہے اشعار آدمی کو ولیکن لیے
مجبور + چاہئے اس قدر تو عقل وشعور + کہ جو دیکھی کہین نشیب وفراز + وان سمجھکر چلے وہ بندہ نواز +
اور کہین سے خورش جو ہاتھہ آئے + بال مکھی کو دیکھکر کہائے نقل ہے کہ ایک سادہ لوح نے خواب
پریشان کے درمیان مین شیطان بے ایمان کی ریش دراز پکڑکر طمانچہ تڑاق سے جڑا اور بہ سخن
تلخ دہن سے کہا کہ اے ملعون ذوفنون تونے یہ ریش اس واسطے درازکی ہے کہ مردمان راہ راست
رو کو فریب سے بہکا کر بے راہ کرون یہ کہہ کر ایک طمانچہ دوسرا ایسے زور سے جڑا کہ اُس کے صدمے
سے جو آنکھہ کہل گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ اپنی ریش اپنے ہاتھہ مین ہے اور طمانچون کے صدمون سے دونون
رخسار بے اختیار جہلا رہے ہین یہ احوال پر ملال دیکھکر وہ شخص کہنے لگا مثل کردنی خویش مثل بست
مے آید پیش + شعر سچ ہے مجبور آجتک انسان + ہے گرفتار فطرت شیطان + نقل ہے کہ ایک
سوار اسپ بادرفتار کا کاروان سرائے مین نزول ہوا بعد انفراغ تمام وقت شام وہ سوار خوش کلام
اپنے نفر نافرجام سے یون حرف زن ہوا کہ اے عزیز با تمیز سننے مین آیا ہے کہ اس شہر پر قہر کے دزد بے درد دیدہ دلیر
مین جوان مرد ہین ایک کام کر تو شوق سے بستر غفلت پر پاؤن پہیلا کر سورہ مین ہی گھوڑے کی آپ خبرداری
کرون گا بقول شخصے مثل مال عرب پیش عرب یہ بات اُس نیک صفات کی سنکر نفر کہنے لگا اے خداوند
نعمت یہ کونسی بات واہیات ہے کہ خداوند دولت مند تمام رات بیہات جاگے اور دو پیسے کا نفر گیدی خر
بہ فراغت تمام آرام کرے نہ صاحب یہ نہین ہونے کا آپ بہ فراغت تمام استراحت فرمایئے اور یہ
نالایق ر خلایق گھوڑے کی نگہبانی اور پاسبانی کرے گا اس بات سے اپنے خاطر جمع رکھئے
شعر اگر نوکری مین ہو مجھہ سے قصور + تو یہ جانیو ہے بہت بے شعور + القصہ وہ سوار
غفلت شعار اُس روسیاہ کے کہنے سے سو رہا پہر رات کے بعد ایک بار بیدار ہوکر
کہنے لگا اے نفر یا خبر کیا کرتا ہے وہ اُس کے جواب مین کہنے لگا خداوند نعمت اس
وقت غلام ناکام اس فکر مین ہے کہ اللہ تعالے نے زمین کو کیا قدرت دی ہے

پانی پر کیونکر فرش کیا ہے یہ سخن حیرت افگن سنکر وہ صاحب ہوش کہنے لگا کہ اے نفر بیخبر مجکو خوف وخطر
ہے کہ تیرے فکر مین دزد بے درد آنکر اسباب بے خبری کو دزدی نہ کر جائے اُسنے جواب دیا کہ اے خداوند
کیا مقدور اور مذکور ہے آپ اپنے خاطر جمع رکھئے الحاصل وہ سوار نیک شعار پھر سو رہا نصف شب
مضطرب وار چشم وا کر کے یون گویا ہوا اے نفر باخبر کس فکر مین ہے اُسنے جواب دیا اے خداوند
اُس فکر مین ہون کہ خدائے عزوجل نے آسمان بے پایان کو بے ستون کیونکر استادہ کیا ہے اور زمین
کی ہتی میخ گاڑنے مین کہان غائب ہوجاتی ہے یہ فکر بے موجب سُنکر وہ صاحب ہوش کہنے لگا ای
نفر بیخبر اس فکر مین میرا گھوڑا کوئی کوڑا نہ کر لیجائے اے نفر بے خبر اگر تیرا جی سونے کو چاہتا ہے تو سو رہ کہنے
لگا خداوند نعمت آپ خاطر جمع رکھئے مین خبردار اور ہوشیار رہون وہ سوار ناچار پھر سو رہا تین پہر رات کے
بعد وہ سوار پھر بیدار ہوکر کہنے لگا اے نفر لخت جگر کیا خبر ہے وہ جواب دہ ہوا کہ خداوند اب مین اس
تشویش مین ہون کہ اونٹ کے پیٹ مین گولیان کون بناتا ہے اور کیلے کے پتون پر اُتو خود بخود کیونکر ہوتا
ہے غرض وہ سوار پھر ایکبار اُس بے فکر کے فکر سے غافل ہوکر سو رہا اور جسوقت چار گھڑے شب پُر تعب
باقی رہی ایکبار سوار بیدار ہوکر کہنے لگا اے نفر بے خبر کیا خبر ہے وہ جواب دہ ہوا اے خداوند نعمت اب
غلام ناکام اس فکر مین ہے کہ گھوڑا تو کوئی چور منہ زور سرنگ لگا کر لیگیا اب یہ زین اور خوگیر بے نظیر
آپ کو سر پہ رکھنا پڑیگا یا مجکو لے چلنا پڑیگا یہ نکتہ واہیات اُس نفر ستمگر کا سنکر وہ نیک صفات ایک
بار بصد اضطرار خفا ہوکر کہنے لگا اے احمق مخنس نفرون کی آخور رکمزور حشری کمری چل اتر کر جا میرے
سامنے سے مین اب اور کوئے نفر ننگ و ننگ آٹھون گانٹھ کمیت نوکر رکھلونگا جو زبان عربی
مین اور ترکی مین گفتگو دوبدو کرے اسے ٹٹوئے طاقی مکسی دل مین سمجھ تو جس کا ایسا اسپ بادرفتار
رشک بہار دست سے نکلجائے تو اُس کی آنکھون مین کیونکر تہ پہلواری کا سبزہ خار نظر آئے ہائے
اس چال کا گھوڑا نقرے کی طول کا پھر کہان سے میرے ہاتھ چڑہے کا جو عیال واطفال کو تا زیست
خوراک مشکی کھلاؤنگا اشعار غرض اُس نفر کو سبھون نے گدہا + اگاڑی پچھاڑی سے
آکر کہا + وسلے خر کے بیٹے سے جھور کب + سنا ہے کہ بنتا ہے گھوڑا عجب + نقل ہے
کہ ایک خر ناہموار گھوڑے پر سوار اور گھاس کا گٹھا اپنے سر پر رکھے ٹمک
ٹمک کرتا چلا جاتا تھا اس صورت پر حماقت سے اُس خر کو دیکھ کر + ایک شخص
نے کہا اے احمق مطلق تو اس گھوڑے رہوار برق رفتار پر سوار ہے مگر گھاس کا گٹھا تو نے اپنے
سر پر کیون رکھا ہے شعر عجب تو بھی احمق ہے او گادی + کہ یہ گھاس گھوڑے
پہ

کیون رکھہ نہ لی + یہ بات وہ کم ذات سنکر کہنے لگی اے عزیز ناچیز مین احمق نہین ہون توہی احمق ہے اگر
اس گھوڑے گیا ہن پر ایک تہ مین چڑھا تہا اور دو چتری گہاس کا گٹھا اسپر لادتا تو اسپر بہلا اس کا
بار کہان سے ٹہیرتا ابیات یہ سنکر کہا اس نے ہان واقعی + تو دانا سہی مین ہی نادان سہی + جہان ایسے
احمق ہون مجہور لوگ + وہان عقل ہے کیا کہون سرور لوگ نقل ہے کہ ایک سائیس اپنے رئیس
کا گھوڑا دور کا بہ دریا پر نہانے کو لیگیا اتفاقاً اس گھوڑے کا پانون شور کنڈ مین جو جا پڑا تو ایکبارے
اختیار غوطہ کھانے لگا اس گیدی خر نے آپ کو بچا کر اس گھوڑے کو دریائے حماقت مین ڈبو دیا +
شعر جب نفر ایسا بے حقیقت ہو + کیون نہ گھوڑا غریق رحمت ہو + الحاصل وہ نفر بحالت مضطر میان
کے پاس آنکر کہنے لگا میان صاحب آپ کا اسپ باد رفتار دریا مین فرار ہو گیا یہ واردات واہیات
سنکر وہ بحال مضطر اٹھہ کھڑا ہوا اور اس نفر سے کہنے لگا اے خر ناہموار میری تلوار باڑہ دار او ٹہا لے
دیکہون تو سہی تو نے میرا گھوڑا کیونکر ڈبو دیا الحاصل جب وہ عزیز باتمیز دریا کے کنارہ پونہچا تو اس نفر
گیدی خر سے کہنے لگا اے احمق مطلق وہ میرا گھوڑا بادپا کہان ڈوبا یہ کلام نا فرجام سنکر تلوار باڑہ
دار دریا مین پہینک کر کہنے لگا میانصاحب دیکہئے اسیجا پر آپ کا گھوڑا ڈوب گیا یہ واردات واہیات
وہ نیک صفات دیکہکر کہنے لگا یک نشد دو شد گھوڑا تو ڈوب چکا تہا اور میری تلوار باڑہ دار جہازی بھی
بیوقوفی کی لہر مین ڈبوئی اے بہڑوے جی مین آتا ہے کہ تیرے گلے مین بہنور کلی ڈالکر ایسی تہپیڑے مارے
کہ تیرا روئے حماقت بہر جائے یا تیری دستار اتار کر قینچی بر چرخ ہا کر ایسی مار دیجئے کہ تیرا جی ڈوب گیا اے بہڑوے کنگا
رامی کوئی بہی ایسا گہاٹ کا کام کرتا ہے کہ جیسے تو نے طوفان اس آن برپا کیا ہے عرض دریافت ہوا ہے کہ سیدہا
سپاٹ احمق بے اٹک ہے ابیات چل کہین سامنے سے ہٹ جا تو + نہین مار ڈالونگا تجکو اے بدخو + ابہی
دریا مین یا ڈبو دونگا + اسپ و شمشیر کا عوض لونگا + آخر شر اس نفر کو اسے مجہور کر دیا اس نے نوکری سے دور
نقل چار احمقون کی + نقل ہے کہ ایک پیرزال نیک خصال نجستہ پیکر خوش منظر چار سو بازار
رشک بہار مین کچہہ کام نیک انجام کو نکلی تہی اتفاقاً وہ افسر نیک بختان اور ہمسر خاتون بادشاہان سہر
وسعت بلند کرکے سر کو جو کہجانے لگی اس عرصہ مین چار اشخاص سامنے سے نمودار اور موجود ہوئے قضا
ان چارون کی نگاہ ناگاہ اس پیرزال نیک افعال کے ہاتھ پر جو پڑی تو ایک جوان نادان کہنے لگا
کہ اس پیرزال نیک خصال نے ناکلام مجکو سلام کیا ہے اسمین دوسرا بول اوٹہا کہ اسے بے حیثیت
تجہہ مین کیا حقیقت ہے اس پیرزن کم سخن نے مجکو سلام کیا ہے حاصل کلام وہ چارون ناکام اتنی ہی
بات پر جنگ و جدل کرتے تہے القصہ اس قصہ نے یہانتک سر کہنچا کہ اس جا پر اکثر لوگ آکے

کہڑے ہوگئے غرض ایک عقلمند دانشمند نے کہا اے عزیزو تم آپسمین عبث لڑتے ہو وہ پیرزال
مقال آگے جاتی ہوگی اُس سے جاکر دریافت کرلو ایک ذراسی بات کو اتنا طول دیتے ہو یہ بات معقول سُنکر
وہ نامعقول پیرزال عزیب کے قریب گئے اور یون گویا ہوئے کہ اے بڑی بی صاحب ہم چارون مین سے
تم نے کس نا کام کو سلام کیا یہ بات واہیات سُنکر پیرزال نیک خصال ملین کہنے لگی معلوم ہوتا ہی کہ یہ چارون
احمق ہین تبسم ہوکر کہنے لگی اے میان جو تمہارے درمیان زیادہ احمق ہوگا مین نے اُوسکو بصد نیاز سلام
کیا ہے نقل اول اُسکے جواب مین ایک احمق مطلق اُسمین سے بول اوٹہا بڑی بی صاحب میرا تو حمق یہ ہی
کہ ایک روز غم اندوز سُسرال فرخندہ فال مین وارد و صادر ہوا تہا اور وہان لوگون نے کہانے کے وقت مجہہ
سے کہا کچہہ کہانا نوشجان کرلو تو آرام فرما و مجہہ حریص طبع کے منہ سے بیساختہ نکل گیا کہ مین اپنے غریب خانہ
سے کہانا کہا کے آیا ہون شعر کچہہ ہنین احتیاج کہانے کی + بات میری ہنین بہانہ کی + آخر کار منت بسیار
اور لجاجت بیشمار سے ہر ایک نے مجسے کہا مگر مین نے کسیکو اسبات کا لقمہ نہ دیا + کہ بہت خاصہ تہوڑا سا کہانا
کہا لونگا غرض ایک پہر شب کے بعد مجکو بہوک نے اس قدر عاجز کیا کہ میرا مُرغ روح آتش گرسنگی سے بریان
ہونے لگا اور شدت العطش سے جگر کباب ہوگیا اُسوقت مین نے چپکے سے دروازہ کہولکر اور کپڑے اُتار
کر گدائی کا ارادہ کیا اتفاقاً ہر ایک گہر سے ٹکڑے مانگتا مانگتا اپنے سُسرال فرخندہ فال کے در پہ
آپونہچا اور دستِ سوال دراز کیا کہ اندر سے چنبیلی لونڈی نکلی اور طبق ٹکڑا لیکر باہر نکلی مین نے اُسی
پہچانا کہ یہ لونڈی ہماری ہے اور یہ دروازہ بہی سسرال کا ہے وہان سے مین نے پچہلے پانون
ہٹنا شروع کیا اور وہ کنیز بے تمیز روٹی دینے کو آگے بڑہی غرض جون جون مین پیچہے ہٹتا جاتا تہا وہ
آگے بڑہتی چلی آتی تہی اور یہ کہتی تہی اے فقیر تن حقیر تو روٹی کا ٹکڑا کیون ہنین لیتا ہے قضائے کار
اُس ناہموار کے پیچہے کوان جو آگیا تو ایکبار بے اختیار اُسمین دہڑام سے گر پڑا غرض میرے کوئین مین
گرنے سے بے تامل ایک غُل پیدا ہوا کہ کوئی فقیر بے نصیب گردش کا ڈانوان ڈول کوئین مین گر پڑا
آخر کار مجہہ بادلی صورت کو ہر ایک نے آہ چاہ کرکے نکالا اور سبہون نے پہچانا کہ یہ تو فلانے کا داماد
نا شاد ہے ارے اُسکی کیا کمبختی تہی جو یہ اس حالت پُر ملامت مین ایک بار گرفتار ہوگیا
غرض اس ذلت اور ندامت سے اب تک مین نے پہر کبہی سُسرال فرخندہ فال کا نام ہنین
لیا میرا تو احمق پن اے پیرزن اس قدر ہی جو بیان آیا شعر غرض پیرزن سُنکے سب ماجرا - لگی کہنے صد آفرین

نقل دوسرے احمق کی ۲

نہ یہ گفتگو اُس الو کی سنکر ایک لٹورا بول اٹھا کہ بڑی بی صاحب اب میری حماقت کی شکایت گوش دل
دل لگا کر استماع کیجئے یعنے ایک روز مجھ طالع افروز کو سسرال فرخندہ فال سے پیغام سلام بلوانی
کا آیا اتفاقاً اُس سادہ لوح کو پگڑی نہ باندہ آتی ہے آشنا آگے کے مرے گہر کے پیچہے استقامت کرتی
تہے آخرکار منت بسیار اور سماجت بیشمار سے باتون کی لپیٹ مین اُن سے دستار بندہوا کے اور پوشاک
نفیس تن پر آراستہ و پیراستہ کر کے سسرال مین فرخندہ فال کی طرف روانہ ہوا اثنائے
راہ مین ماندگی اور نیند نے نہایت غلبہ کیا تو یہ خیال اُس حال مین دل پر گذرا کہ کسی ایسی
جا پہ سوئیے کہ جہان پگڑی سر سے نہ اتارنی پڑے غرض ایک کوان پختہ جو وہان نظر آیا تو اُس پہ
یہ بندہ اسطرح سو یا کہ سر کوئین کے اندر رکہا اور جگت پہ پانون کو پہیلا کر سو رہا لیکن کر وٹین لینے
سے دستار کوئین مین قرار ہو گئی اور ایک پہر کے بعد جو اس تیرہ روز کی آنکہہ کہلی تو نہایت گہبرایا کہ
دن تہوڑا باقی رہگیا بقول سرور شعر مسرور پہنچ منزل مقصد پر سویرے + رستہ مین ٹہرنا نہین اچہا منظور کا
الحاصل گہبراہٹ مین مجکو پگڑی کی کچہہ خبر نہ رہی بہاگا بہاگ یہ چل وہ چل سسرال کے قریب جو پہنچا تو وہان
سے گہر کی لونڈی چلی آتی تہی اُس نے جو دیکہا کہ میان سر برہنہ بد حواس بہاگے آتے ہین شاید کہ بی بی
ماہ تمثال کا انتقال ہو گیا ہے یہ بات واہیات سوچکر وہ لونڈی روتی ہوئی گہر مین گئی اور واقعہ حیرت افزا
خوشدامن سے بیان کیا تو سب گہر کے لوگ بحالت عجیب و ندان تاسف زیر لب ہو کر ایکبار زار زار رونے
لگے غرض مین انجان اُس مکان وحشت نشان مین جو داخل ہوا تو سب کو گریان بادل بریان دیکہا ناچار
مین دل فگار بہی زار زار رونے لگا اس عرصے مین ہمسایہ کے لوگون نے آنکر ہر ایک نوحہ گر مضطر کا
منہ چڑا کے مجھسے پوچہا کہ میان یہ واقعہ کیونکر گذرا مین نے بچشم پرنم و بحالت غم اُنسے پوچہا کہ میان تم تو
بیان کرو یہ ماجرا حیرت افزا کیونکر درپیش آیا آخرکار سب خویش و تبار کو دریافت ہوا کہ یہ اشکبار سے
و بیقراری ناحق کی ہے اے پیرزال صدق مقال اس دن سے جو مین بد اعمال بہاگا تو آج تک
اوہر نہین گیا شعر غرض پیرزن نے اسے بہی کہا + ہزار آفرین مرحبا مرحبا ؤ

نقل تیسری احمق کی ؤ

کہ جب یہ الو بد خواہ اپنی کہانی لاثانی بیان کر چکا تو تیسرا مسخرا یون بولا کہ بڑی بی صاحبہ یہ سادہ لوح
بہی سسرال فرخندہ فال مین وارد و صادر ہوا تو وہان خوشدامن صاحبہ نے بہ تکلف بسیار اُس نابکار
کے واسطے کہانا طیار کروایا اتفاقاً میرے ذہن سے یہ سخن بر آیا کہ مین اس وقت نہایت سیر ہون

غرض تمام گھر کے لوگ مجبور ہوئے مگر میرے منہ سے جو ناہ یا کراہ نکلی تو پھر مطلق اقرار نہ ہوا بقول شخصے ؎
مشکل جائے لاکھہ رہے ساکھہ آخر کار سب خویش وتبار ناچار ہو کے چپ ہو رہے اور مین مکان خوابگاہ
مین اپنے ولخواہ کے ہمراہ علطیدہ ہوا لیکن غلبہ گرسنگی سے خواب آنکھون سے کافور ہو گیا اس مین وہ
نیکبخت جسوقت سو گئی تو اس ناپاک جان ہلاک نے وہان کہانے کی تلاش آس پاس کی کہین سے کچھہ ہاتھہ
نہ لگا لیکن ایک چھینکے مین ہانڈی کوری دیکھی بندہ نے جو اسے دیکھا تو انڈا مرغی کا ہاتھہ لگا اس عرصہ مین
یکایک مری بی بی کی آنکھہ کھل گئی تو مین نے پاس سوائی سے وہ انڈا مرغی کا جھپ منہ مین رکھہ لیا اور
پلنگ پر لیٹ رہا اس حالت پر حیرت مین وہ مجکو دیکھکر کہنے لگی اے میان تمکو خیر تو ہے جو اسطرح
گھبرا کے لیٹ گئے غرض اُس نیکبخت نے ہزار سر مارا مگر مین نے اُس کو ایک جواب نہ دیا اور اُس کے
سوا اس کمبخت جان کر خست کے منہ مین انڈا تھا جواب باصواب کس منہ سے دیتا آخر کار سر ایک غمخوار
خویش وتبار نے کہا کہ کچھہ اس کو آزار نا بکار ہو گیا ہے یا کوئی اسرار پر آزار ہو گیا غرض گھر مین
ایک تہلکہ عظیم اور صدمۂ صمیم برپا ہوا آخر کو اُس وقت جراح کو جو دکھایا گیا تو وہ کہنے لگا اُس کے
گال ورم تمثال پر مواد کا زور ہے نشتر کے سوا کوئی چیز فائدہ نہ کریگی الحاصل اُس جراح نے سب
سے اجازت لیکر اس شخص کے گال پر نشتر جو دیا تو مین نے وہ انڈا اُس گال سے اُس گال مین رکھہ
لیا یہ ماجرا حیرت افزا جراح دیکھکر کہنے لگا کہ دیکھئے صاحب اودہر کا مواد ادہر جا تا رہا غرض اُس جراح
بدراہ نے دوسرے گال کو جو چاک کیا تو وہ انڈا اُس بندہ گندہ کے منہ سے نکل پڑا اُس انڈے کو گھر
والے سب دیکھکر نہایت کڑکڑائے غرض اُس دن سے وہ ڈربا جل گیا **شعر** کہو اب منصفی
سے تم بڑی بی + کہ مجھسا دیکھا ہے احمق کہین بھی نو

نقل چوتھے بڑے احمق کی ۴

کہ جسوقت وہ سادہ لوح اپنی حماقت بیان کر چکا تو وہ چوتھا الو کا پٹھا بولا کہ بڑی بی صاحب **شعر** شرح
این آتش جانسوز نہ گفتن تا کے + سوختم سوختم این راز نہفتن تا کے + اس گم کردہ از خود رفتہ کو ایک
میر صاحب توقیر نے کسی علاقہ کا عامل کر کے بھیجا تھا بندہ نے وہان جا کر ایسا الوپن کیا کہ سرکار عالیقدر
کی تمام آمدنی صرف بیجا مین تصرف کی اور ایک خرمہرہ یا ایک پیسہ کبھی ارسال نہین کیا غرض لشتم پشتم گذری
جاتی تھی اس کیفیت بے حقیقت مین یہ سوجھی کہ شادی برائے خانہ آبادی کیا چاہئے یہ احوال کثیر الاختلال
سنکر قانون گو اور متصدی کہنے لگے اے صاحب یہ آپ کیا غضب پر تعجب کرتے ہین غرض حالت

حماقت مین کسیکا کھنا خیال مین نہ آیا آخر کار ایک پیرزن مکار کو بلایا اور اُس سے شادی کا پیغام دیا اُس پیرزال
کذب مقال نے اُس شخص کو احمق مطلق جانکر کہا از ین چہ بہتر غرض وہ پیرزن پُرفن دیکھکر اپنے گھر کو گئے ایک
روز کے بعد آنکر کہنے لگی میان صاحب آپ کی شادی ایک صاحب زادی سے مین نے ٹھیرائی ہے اگر پانچ
چھہ روز مین ظہور مین آجاویگی لیکن پانسو روپے چڑھاوے کیواسطے عنایت کیجئے تو آپ کی بات اُس کے
ساتھہ مضبوط و مربوط کر آؤن بندے نے پانسو روپے اپنے صندوقچۂ حماقت بے لیاقت سے نکالکر اُس کے
صرۂ فطرت مین بھر دے چند روز کے بعد آکے کہنے لگی کہ میانصاحب دو ہزار روپے برائے طیاری اور
دیجئے تو شادیکا سامان بے پایان شروع ہوجاوے غرض وہ بھی دلوائے دو چار روز کے بعد آکر کہنے لگی کہ میان
صاحب تم جو بیاہنے چڑھوگے تو تمہارا روپیہ آرائش اور ناچ اور رنگ مین نہایت صرف ہوگا اس سے بہتر ہے کہ
فقط نکاح بعید انشراح پڑھا لیجئے مثل ہے آم کھانے سے کام یا پیڑ گننے سے غرض بندہ سمجھا کہ یہ پیرزال
نیک اعمال میرے بھلے کو کہتی ہے لیکن یہ نہ سمجھا مصرعہ کہ ہین اس بھلے مین برے طور بھی + بقول شخصے
مصرعہ چہ داند گدائے بہائے برنج + آخر کار اس مکار کو مین نے مختار کار کیا اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اسے
بی بی شعر جو چاہے کرے تو سفید و سیاہ + وسے مجکو ہر طرح کرنا ہے بیاہ + اُس کے جواب مین کہنے لگی
خیر اچھا مگر نکاح کے اخراجات ضروریات کیواسطے کچھہ عنایت کیجئے تو اجرائے کار ہو بندے نے دو ہزار روپیہ
اور بھی دیئے اس کے بعد آکر کہنے لگی کہ میانصاحب آپکی دلہن رشک چمن کے آنے کا شگون نہین بنتا ہے
جب ساعت سعید مثل عید جلا پذیر ہوگی تو وہ ماہرو تمہارے گھر مین جلا بخش ہوگی لیکن کچھہ اخراجات ضروری اور
رسومات مشہوری کو دیجئے تو تنبول اور پنجیری کی بھی طیاری ہوجاوے اور کچھہ کھانے کو دو چار مہینے کے بسر کیجئے
غرض بندے نے دو ہزار روپیہ دلوا دیئے اس عرصہ مین چند روز کے بعد آکر کہنے لگی میانصاحب مبارک
و میمون ہو کہ تمہارے گھر مین ایک چاند سا بیٹا پیدا ہوا ہے کچھہ چھٹی چلے اور دوائی جنائی کیواسطے دلوائیے تو
زچاخانہ کا کام اجرا ہو غرض اُس سادہ لوح سے اور بھی کچھہ دلوایا حاصل کلام وہ ناکام کبھی لڑکون کے ٹوپی
کرتہ اور کبھی کھانے پینے کو اور کبھی پارچہ پوشیدنے کو غرض ہر طرح سے لاکھون روپیہ لیگئے اور جب مین نے سوال
کیا کہ ذرا میری بی بی کو تو دکھلاؤ تو وہ یہی کہکر چلی گئی کہ میانصاحب ابھی تک دن کٹر رہے کیسلئے ہین اس عرصہ مین
اس شخص کی حمق کی خبر چکلہ دار عالیمقدار کو پہونچی کہ فلانے مکان میں اُن کی آمد نے ایک کوڑے نہین آتی تو اُس
چکلہ دار نے مجکو ناکردہ کار سمجھکر تغیری کا تتمہ بھیجا اسوقت حالت یاس مین لڑکے بالون کا خیال نیک
خصال آیا کہ کسیطرح اپنے بیٹے بیٹے کے پاس بلا و سواس چلئے کہ اس عرصہ مین وہ پیرزن پرفن
جو آئے تو مین نے کہا تیرے بی بی تمہارا بڑا احسان ہے کہ میرے یاد کرتے ہے تم سو جو

موجود ہوئین بڑی بی صاحب ہمارے کام مین تو خلل آگیا لیکن میرے گہار کی
تو میری تقاوی کی واصل باقی ہے تم بے محاسبہ ہوجاؤ یہ سخن سنکر وہ پیرزن تیز فن کہنے لگی بہت خوب
لیکن کچھ اشرفیان لڑکون کی شیرینی کیواسطے منگوائیے ہین آپ کو خانہ مطلب بو العجب پر پہنچا دون گے
القصہ عاوہ پیر دغا مجھکو ایک بہلے آدمی کے مکان دلستان کے دروازہ پر لیجا کر کہنے لگے میان صاحب
تمہارے سسرال فرخندہ یہی ہے آپ یہان دستک دیجئے تمہارے صاحبزادہ نکل آئین گے تم دو چار
گھڑی ڈیوڑہی مین بیٹھنا تمہارا سالہ جب دربار سے آئیگا تو تمکو رشک گلستان مکان مین بہر روش لیجائیگا
مجھسے آپ کی بی بی کل سے خفا ہین نہین تو مین ہی آپکو لے چلتی یہ بات واہیات کہکر وہ بدذات تو وہان
سے فرار ہوگئی اور بندہ نے جو ایک دستک دے تو دو لڑکے پانچ چھہ برس کے چھوٹے چھوٹے اندر سے نکل
آئے وہ مٹھائی اُن شیرین دہنونکو دیکر مجھہ تلخکام نے کہا بیٹیا اُوسکو نقل کرو دلمین کچھہ شک نہ کرنا غرض وہ
لڑکے مٹھائی کا دوناجو اندر لیگئے تو گھر والو نے جانا کہ کوئی میان کا یار وفادار ہے کہ لڑکون کے لئے مٹھائی
بصد صفائی لایا ہے اس نیک بخت نے اندر سے پاندان اور عطردان برائے معطر مشام فرحت انجام
بہجوایا اُسکے بعد بتکلف بسیار طعام خوشگوار بہیجکر کہلا بہیجا کہ وہ تو خدا جانے دربار سے کب آئین آپ
اسے بخوشی تمام نوش جان کیجئیو آخر کار رنج ناہموار کہانا زہر مار کرکے لڑکونکو لئے بیٹھا تہا کہ اس عرصے مین صاحب
خانہ نے آکر مجھسے صاحب سلامت کی اور گھر مین جاکر بی بی سے پوچھا کہ اے بی بی یہ مرد اجنبی ڈیوڑہی
مین کون بیٹھا ہے اُسنے جواب دیا کہ مین کیا جانون یہ کون ہے مین تو یہ جانتی تھی کہ کوئی تمہارے
اقربا سے ہے یا کوئی لنگوٹیا آشنا باوفا ہے کہ جو مٹھائی لیکر آیا ہے یہ بات واہیات سُنکر صاحب خانہ
باہر آکے کہنے لگے کہ اے حضرت آپ اس وقت کہان سے تشریف لائے ہین اس سادہ
لوح نے سادگی سے کہا اے بھائی اقربائی تم مجھکو نہین پہچانتے مین تمہارا رشتہ کا بھائی ہون تمہارے
بہن رشک چمن مجھسے پیوند ہوئین ہین اور تیرے یہ دونون لڑکے نونہال خوش جمال تمہارے بھانجے
یہ سخن دلشکن سنکر صاحب خانہ تیوری چڑہاکر بولا اے مردک اُزبک واہی تباہی کیا گو کھاتا ہے چل
دور ہو میرے آگے سے نہین تو ایسی جوتیان مارونگا کہ بازار مین ہگ ہگ دیگا اے ناپاک
تجھکو نہین معلوم کہ جب تک یہ صورت یہ گفتگو پھر جو کرے گا تو تیرے اس طرح آگو آئیگا جس طرح دریا کا ہگا منہ کو
آرہا ہے خیر مین کچھہ نہین کہتا لیکن دور جا ضرور مار کھائیگا نمازے کا ٹکا ہے یہان نہ ملا اور جا ل
رہیگا اُس نے اس گو کا چھیچھی سے بندے کو اپنے گھر سے نکالا کہ گویا لاکھ ٹوکرے گو کے سر پر
پڑگئے سوائے پیرزال نیک خصال اُسکے ندامت اور خجالت اس شخص کو آج تک ہے

مثنوی غرض اُس کی بھی جب سنی داستان + تو وین اُس بڑی بی نے شاباشیان + ولی پیچ تو یون
ہے کہ تم سب کہے سب + مری عقل مین ہو عجب بوالعجب + کیا تھا جو مین نے سلام نیاز + وہ مقبول دل کیجئے
بندہ نواز + یہ چارون سے مجبور کہکر سخن + وہان سے وہ راہی ہوئی پیرزن نقل اس عہد کی ہے
کہ ایک شخص مرزا جیون نامی شاہجہان آبادی لکھنؤ مین حضور پرنور کی سوارون مین نوکر تھے اور انکے
پاس ایک سائیس احمق گاؤن کا رئیس چاکر تہا اتفاقاً ایک روز مرزا مذکور حضور پرنور کی سواری کے ساتھ
نشاط باغ کو سوار ہو گئے لیکن اُس نفر گیدی خر سے کہ گئے تھے کہ ہمارے واسطے بھونی کھچڑی ستھری با
مصالح طیار کرکے نشاط باغ مین لے آنا غرض مرزا مذکور صاحب شعور تو کھچڑی اور گھی کے معہ مصالح دام
دیکر ادہر سدہارے اور ادہر اس کمبخت ناشدنی نے آدہ سیر مونگ کی کھچڑی لیکر ہٹر بونجے سے بہنوا کے
اور ایک بادیہ مین رکھکر اسپر گھی داغ کرکے ڈالا + اور اُس کے اوپر گرم مصالح چہڑک کر دسترخوان
مین لپیٹ کر اپنے مرزا کے پاس لیگیا آپس مین اور لوگون نے جو دیکھا کہ آج الٰہی بخش سب سے جلد
کھانا لیکر آیا سب متعجب ہوکر مرزا سے کہنے لگے کہ نہین معلوم کیا پہرتی جلدی کر لایا کہ ہمارے نوکرون
مین سے ابھی تک کوئی نہین پہنچا شعر غرض آج اُس نے کیا ہے وہ کام + کہ انعام دیجئے اسے لا
کلام + الحاصل وہ کھچڑی جو مرزا نے کہولی تو عجب صورت پر کدورت نظر آئی کہ کہین کھچڑے سینچے بیٹھی ہے اور
گھی پر گرم مصالح تالاب کی کائی کی طرح تیر رہا ہے یہ کھچڑی کا تماشا دیکھکر مرزا کہنے لگے اے الٰہی بخش یہ
کھچڑی کیسی پکی ہے یہ تمام خام نظر آتی ہے یہ سخن دلشکن سُنکر خفگی سے جلکر کہنے لگا میان صاحب دو
بالو سے تو بہنوائی ہے سنسری کچی کہان سے رہی ہوگی شعر سُنکے مجبور اُس کی واہی بات
ہنس پڑے وہان کے اہل صفات اور اسی کی نقل ہے کہ ایک روز اُس دل سوز نے دال
روٹی مرزا کے واسطے بہ تکلف بسیار طیار کی لیکن اس بدخصال نے دال کو بگہار کر ایک بار کفگیر
سے تمام دال کو گہونٹ دیا اور اوپر سے اُسمین کفگیر کو خوب جہاڑ جہوڑ کر چپ ہو رہا المطلب
وقت شب کھانا جو نکالکر لے گیا تو مرزا صاحب مذکور صاحب شعور کی نگاہ ناگاہ دال پر جو پڑی تو
کچھ دال مین کالا نظر آیا یہ ماجرائے عجیب و غریب دیکھکر مرزا نے کہا اے روسیاہ بے گناہ اس دال
کے اعتدال مین یہ سیاہی واہی کیسی ہے کہ جس سے تمام دال اے بد افعال خراب خستہ نظر آتی ہے
میان کی یہ گفتگو و بدو سُنکر کہنے لگا میان صاحب شوق سے کھائیے کچھ نہین ہے فقط کفگیر کی جہاڑن
جہوڑن کیسی ہے اُس نے جواب دیا کہ دال بگہار کر تنک کفگیر سے دال کو اس لئے چلا دیا
دیون تھا کہ کفگیر کا گہیو کہراب نہ جائے شعر یہ مرزا نے سُنکر کہا ہے شعور + بہلا کوئی کب تک

بتیے وے شعور بہ غرض للیبان خاطر ہوکر عقلیہ ہوکر چکا کہ تو نہایت کچا ہے لیکن جو ایسا جی پکائیگا تو مین
بھی مارے ٹیکیون کے تراپلیتین نکالون گا کیونکہ تو نے میری طبیعت نہایت ناخوش کی ہے واللہ مجھسے تو کرسو
اس گردے مین مجکو چپ آئی ہے اور تیری وہ مثل ہے مثل کو منہ کی گئی لوٹی کیا کرے گا کوئی نظم غرض
دو تپھیڑے لگا کر اُسے + کہا تو ہی کہانا یہ کہانے ابے + کہان ایسے ہوتے ہین مجہور لوگ + جو اگلا ساکرتے
تھے وستور لوگ ہ اور اُسی نفر گیدی خر کی نقل ہے کہ ایک روز اُس کے مرزا ہمدان ولسوز
کے ساتھ کو ٹھے پر بیٹھے چوسر کھیلتے تھے اتفاقاً اُس مکان ولستان مین گنڈیری اور نارنگیون کے
بہت سے چھلکے پڑے تھے ایک عزیز باتمیز نے کہا مرزا جی تم سے پر نفاست اور یہ غلاظت جائے نفرت
ہے اس مین مرزا مذکور باشعور نے اُس گیدی خر کو بلا کر کہا ارے یہ کوڑا بے محابا جہاڑ کر کو ٹھے کے نیچے
پہینکدے لیکن ذرا بہلی آدمی کو دیکہہ بال کے پہینکنا یہ بات وہ بدذات سنکر کہنے لگا بہت نیک صاحب
الحاصل اُس آخور بے طور کو وہ ناپاک جہاڑ جہوڑ کر ایک ٹوکرے مین بہر کر سرراہ کو ٹھے کے
کنارے آبیٹہا اور اس بات واہیات کا منتظر رہا کہ کوئی بہلا آدمی آئے تو پہینکون کیونکہ میان
صاحب نے کہا ہے کہ بہلے آدمی کو دیکہہ کر پہینکنا اتفاقاً ایک لمحہ کے بعد ایک مقطع صورت
نجبا سیرت اس راہ سے ہوکر جو گذرے تو اس کمبخت ناشدنی نے وہ ٹوکرا کوڑے کا اُن پر ایک
لخت پہینک دیا وہ بیچارے آفت کے مارے بہیانک ہوکر کہنے لگے اے بہڑوے مسخرے
تو اندہا ہے کہ جو بہلے آدمی پر کوڑا پہینکتا ہے یہ گفتگو وو بدو سنکر وہ نفر کہنے لگا بڑے صاحب
مین کیا کرون مرزا صاحب کے کہنے سے پہینکون تہا تم پر وہ مثل ہے مثل وہوبے
سے جیتنے ہین گدہے کے کان مروڑت ہو + اس کلام وحشت انجام سے وہ باحیا
در خفا ہو کے کہنے لگا ابے تیرا کونسا مرزا ہے بلا تو سہی کیا وہ ایسا سرہنگ خانہ جنگ
ہے کہ جو بہلے آدمیون پر کوڑا پہکوآتا ہے یہ بات اُس نیک ذات کی سنکر وہ بے شعور
باتصور کہنے لگا مرزا صاحب تنک یہ تیر آؤ تم کا کوئے بہلا آدمی بلاوت ہے وہ
مرزا بے ریا جو آنکر دیکہین تو ایک بہلے آدمی نہایت خشمگین کوٹھے کے نیچے کہڑے ہین
اور دو چار چھلکے گنڈیرے کے سر پر پڑے ہین غرض مرزا کو وہ دیکہہ کر بولے او
مرد آدمی یہ کونسی آدمیت اور شرافت ہے کہ بہلے آدمی پر کوڑا پہکوآتا ہے یہ
کلام وحشت التیام اِن کا سنکر مرزا نفر سے کہنے لگے اے بہڑوے مسخرے مین
نے تجکو کب کہا تہا کہ کوڑا کسی شراف پر پہینکیو +

اُسکے جواب مین کہنے لگا میان تم نے یہ نہ کہا تھا کہ بھلے آدمے کو دیکھ کر پھینکنا سو ایسا اور کون بھلا آدمی ہوگا یہ گفتگوئے واہی تباہی وہ نیک خو راہی سُنکر تبسم کنان کہنے لگا کہ خیر معلوم ہوا اور مرزا صاحب نے اُن سے دست بستہ عرض کی کہ حضرت سلامت اِس وقت غلام ناکام کو جو چاہیے سو کہہ لیجئے کہ یہ بیوقوف عقل سے معذور ہے اشعار کوئی بات اِس سے نہین بد ہوئی + مجھی ہی یہ تقصیر سرزد ہوئی + غرض سُنکے یہ گفتگو عذر کی + گیا اپنے گہر وہ بھلا آدمی + جو مجبور ہوتا کوئے ذوفنون + تو بیہ واسطے کاتہایہ کشت وخون نقل ہے ایک قاضی قصباتے کو احتلام ناکام ہوگیا تہا پاجامہ اُتار کے کرتہ صحن کا پہنے ہوئے گہر کے صحن مین غسل کرنے کے فکر مین ٹہل رہا تھا لونڈے نے قضائے کار اُسوقت ہمسایہ کی کوئی عورت نیک بخت قاضی جی کے گہر مین آنے لگے لونڈی نے کہا قاضی صاحب ذرا منہہ ڈہانپ لو تو فلانے بی بی ہمارے بی بی پاس بلا وسواس نکل جائین قاضی جی نے ساوہ لوحی سے وہ کرتا بے تحاشا الٹ کر منہہ ڈہانپ لیا اور کہا نکل جاؤ ہم منہہ ڈہانپے کہڑے ہین وہ نیک بخت صاحب عصمت جو دیکھے تو عجب ماجرہ ہے کہ قاضی جی منہہ تو ڈہانپے کہڑے ہین پر نیچے کے بدن سے صاف برہنہ ہین یہ پردہ قاضی ابلہ کا دیکہکر وہ عورت نیکبخت کہنے لگے مثنوی خدا ایسے قاضی کو غارت کرے + دیا بے اجل ہے موا یہ مرے + مجھے صاف اپنا تہانے بدن دکھایا گدہے سنے باین سادہ پن + جو ایسا یہ احمق تھا الو گدھا + تو مجبور کیون اُوسکو قاضی کیا ؛

نقل نظم مین

نقل ہے اک طبیب کی مشہور
اک بٹیا تھا اُس کا ایسا ابل
دیکہنے نبض جاتا تھا اکثر
یون کہا تو نے کیا گنڈیری آج
کیا ہی پہچانا آپ نے واللہ
میرے دلمین بہی کچہ جو آئی ہوس
آیا جسدم تو اُس سے اُسکا پسر
کسدلر ستے گنڈیری کا کہانا ؛
یون کہا اپنے بیٹے سے یکبار
پاس اُسکے پلنگ کے چہلکا

دلمین حکمت تو جانتا تھا سہل
آپ نے اُسکے ایک دن بارو
کوئی کہائی ہی جو بُرا ہے مزاج
گہر مین گنے بہت سے آئے تہے
ایک گنڈیری کا بیٹے جو سارس
یون لگا پوچہنے کہ بابا جان
اُسکا بیساختہ تھا پہچانا
بیٹے اِس طرح اُسکو اسے بٹیا
تھا گنڈیری کا ایک ٹکڑا پڑا

کیا کرون اُسکا مین بہلا مذکور
ساتھ اپنے پدر کے ہر جا پر
دیکہکر نبض ایک روگی کو
کہا بیمار سے طبیب سے واہ
لڑکے ہائے سبہون بج کہائے تہو
الغرض وہ طبیب اپنے گہر
سچ تو فرمائیے کہ آپنے وہان
سُنکے یہ اُس طبیب نے گفتار
سامنے تھا سبہون کے پہچانا
اِس علاقہ سے بیٹے ایجانے

نبض اُسکی تھی صاف پہچانے
سُنکے وہ کم شعور یون بولا
مر گیا یہ ہوا یتیم غرض
ایک دن اک مریض کو وہ طبیب
باپ کی بات یاد آئے جو
چار جامے تھے اُسکی گھر مین بنے
بڑی سمندوکے جا کے ٹکڑون پر
سُنکے سب اُس طبیب کی گفتار
نیم حکمت ہی ساری خطرۂ جان
فی الحقیقت کہ آجکل کے طبیب
الٹی کرتے ہین ہر مرض کے دوا
یعنے اہل عقل کے مرغوب ہے
لیکن احمق اس قدر تھا دوستو
آشنا اک آئے جو با کر وفر
لیکے دو پیسے غرض وہ سادہ دل
دونون پیسون کی پکا لیگئی نان
سو چکی جی مین غرض اسبات کو
صاحب خانہ نے اُس نادان کو
ایک روٹی کھولکر بے قیل و قال
ہاتھ پڑا تو دیکھتا کیا ہے کہ نان
دیکھا غصے سے نفر کو تو یہ بات
اور بھی موجود ہین دو روٹیان
نقل اک شخص کے عجائب ہے
ایک صاحب نے اک نفر نوکر
جب اضافہ کو کہیو تو مجھ سے
اور کیا اسکا سر کرون مین نقل
واہ کیا خوب آپ نے یہ کہا
اُسکے جا پہ لگا مطب کرنے
دیکھنے کو گیا تھا وائے نصیب
ہر طرف دیکھنے لگا یکبار
ٹکڑے ہر جا پڑے تھے سمند کے
لگا کہنے مریض سے اُس آن
ہنس کے کہنے لگے وہین اک بار
جبکہ ایسے طبیب ہون مجبور
یو نہین در ماں مین کرتے وائے نصیب

نقل دیگر

ایک صاحب کا جو خدمتگار تھا
نقل نادانے کے اُسکی یہ سنو
اُوسکو بلوا کر اُنہونے یون کہا
پہنچا جا کر چوک کے جب متصل
جسمین وہ مہمان مسکین پیٹ بھر
لے گیا پکوا کے روٹی دو ستہ
یون کہا اُسوقت جو لایا ہے تو
رکھدے اُسکے آگے خوش ہوکر اپل
سامنے مہمان کے رکھی ہے ایک
بولا جھنجھلا کر کہ تو اے بدذات
سُنکے یہ مجبور اُس گئے گفتگو

نقل ہے

رکھا تھا لیکن ایسی شرطون پر
اب تو جو کچھ مجھے میسر ہے
یک من علم پر ہو دَہ من عقل
قصہ کوتاہ وہ حکیم غرض
لگے اُس کا علاج سب کرتے
الغرض نبض دیکھکر یار وہ
جائے خندہ ہے دوستو گفتار
یکبیک اُس طبیب کے جو نظر
تو نے تمدا کیا ہے نوشی جان
سچ یہ مشہور ہے میان جہان
کیون نہ مر جائین بے اجل رنجور
اُنکے دلمین نہین ہے خوف خدا
نقل یہ بھی دوستو کیا خوب ہے
آپ کو گنتا بہت ہشیار تھا
ایک دن اُس صاحب خانہ کے گھر
جا کے دو پیسے کے پیڑے جلد لا
تب لگا کرنے یہ اپنے دلمین بیان
کھا کے روٹی اور جائے اپنے گھر
پہنچا جب گھر مین اپنے وہ نان کو
رکھدیے جا کر آپ کے وہ روبرو
صاحب خانہ کا اک باری جو بیان
اور ہے سر کو جھکائے جب وہ نیک
گھورتا ہے کیون مجھے اب بد زبان
ہو گیا چپ آخرش وہ نیک خو
ہے عجائب تو کیا غرائب ہے
خوش جو ہوگا کبھی ذرا تجھسے
سو تو یہ سیلے مرا تو نوکر ہے

دمہ کو تاہ آں خدمت مین
تب اضافہ کو اپنے کیجی بیان
ہر طرف ڈہونڈہنے لگا یکبار
وہین جاکر کہا بد بدہ تر
سنکے اُس بد شعور کی گفتار
گڑگڑا کے لگا یہ کہنے وہین
اور بے اختیار اسے مجبور

تہا یہ حاضر وے یہ طینت
الدن شب کو اُنکے گہوڑے کو
جب نہ ہاتہہ آیا ہو کے تب ناچار
گہوڑا صاحب کا بہاگ کر وحشی
بے تحاشا وہ ہنس پڑے یکبار
اب اضافے کو میرے کہہ دیجیے
اُس سے افزون ہنسا وہ اہل شعور

تہا جب بہی خوشی میان
لے گیا چور تب یہ حیران ہو
بیٹھے جس جا میان ٹٹو کو ٹہی پر
یان تو آیا ہےہین یہ کہہ دیجیے
ہنستے دیکہا نفر نے انکو جو ہین
بعد پہر جا بیٹھے سو کچہہ کیجیے

آٹھوان باب افیونی کی نقلون مین

دبیران مبتلائے نشہ تریاک و محرران مستانہ و بیباک پوست غزال خوش قماش پہ کلک شاخ تخم خشخاش سے یہ نقل پرکیفیت یون نقل کرتے ہین کہ ایک افیونی باتونی حالت نشہ ایک امیر بے پیر کے گہر وقت شب دودہ پینے کو گیا اُس کی عورت نیک خصلت نے کہا میان صاحب اِس وقت تمہن ستے کا دودہ جو چاہو تو ایک گہڑی ٹہر جاؤ مین تمکو شیر بے شیر ابہی سے اچہا دونگی یہ کلام فرحت التیام سنکر وہ افیونی کہڑا ہو رہا اسمین پینک نے جو زور کیا تو وہ دودہ پینے کے خیال مین ایسا جما کہ اگر سر کی پگڑی کوئی اچہال اتنی کر لیجاتے تو بہی خبردار نہ ہوا ادہر اُس امیر نے تارے کی شب کے باعث

یہ خیال نہ کیا کہ دودہ کا خریدلانا ہنجار کہڑا ہے یا نہین اپنے گہر کی ٹٹی دیکر بفراغت سو رہی تفضلے کار اس
رستہ سے ایک جہکڑا بار لدا ہوا گذرا اُس کا گاڑیبان ہرآن پوش پوش کرتا چلا آتا تہا اس وقت خدا
ساز یہ آواز جو اُس کے گوش ہوش مین پڑی تو اُس اہیر کے دروازے کی ٹٹی سے لگ کر کہڑا ہو رہا
وہ جہگڑا دوبرو جاتو اپنے راہ سے لگا لیکن پہر اُس افیونی کو ایسی پینک آئی کہ تر ایک شب کی سیاہی
شبیر سحر کی سپیدی سے مبدل ہو گئی الغرض **شعر** صبح کا جس گہڑی ہوا تڑکا + اس گہڑی سکو
یہ ہوا کٹر کا + یعنے وہ اہیری اپنے دروازے کے قریب بعد انفرائے پیشاب کرنے کو جو بیٹھی تو آوازنا
نساز چیل چیل کی اک بار جو آئی تو وہ افیونی جہونی پینک سے چونک کر بے اختیار ہو کر بولا ارے او
کمبخت ناشدنی میرے دودہ مین پانی نہ ملانا نہین تو مارے جوتیون کے تیرے سر کا غد ود
نکال ڈالونگا یہ بات واہیات وہ اہیرنے جو سنکر ٹٹی لگی کہولنے تو وہ افیونی جو اُس سے لگا ہوا کہڑا تہا
دہڑ سے گر پڑا ایک بار بے اختیار جہنجہلا کر کہنے لگا اے بہڑوے اندہے جہگڑے والے مین اس قدر
الگ بچکر کہڑا تہا لیکن تونے یہان بہی مجکو دہکا دیکر گرا دیا **اشعار** خدا تیرے جہگڑے کو غارت کرے
اکاڑی کا یا بیل تیرا مرے + کہ جس سے تیرے باپ دادے کی لیکہہ مٹے اور تو دربدر مانگے بہیک
+ یہ گفتگو عربدہ جو اُس افیونی کی سنکر وہ اہیرنے کہنے لگی اے عزیز باتمیز تو شام سے اب تک
یہین کہڑا تہا رحمت خدا کی **قطعہ** جو افیون ایسی ہی تو کہائیگا + تو اک روز پینک مین مرجائیگا +
غرض دودہ والے نے مہجور خوب + اسے کرکے نفرین کہولے عیوب + **نقل** ہے کہ ایک افیونی
جنونی خوش معاش یار باش تہا چند مدت کے بعد جب اُسکو نشہ تریاک دولت کا اُترنے لگا اور
تنگی اخراجات لاحق سے پوست اور استخوان باقی رہ گیا تب ایک روز اُس کی جورو دلسوز نے کہا اے
عزیز صاحب تمیز مردون کو اس قدر خانہ نشینی نہین چاہئے یہ بہی نحوست کا سبب ہے اس حالت
پر ملالت مین تو سفر کر چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے **حدیث** السفر وسیلۃ الظفر
یہ کلام نیک انجام اپنے جورو نیک خو کا سنکر افیونے کہنے لگا **شعر** بہت خوب
اسے جان والا گہر + مقرر کرون گا مین فردا سفر + القصہ عادہ سخن پرور
وقت سحر سفر کا ارادہ کرکے گہر سے راہی ہوا جس وقت وہ تریاکی شہر کے باہر پہنچا تو
وہان اک تکیہ نہایت جانفزا نظر آیا اُس وقت یہ اُس کے دل مین سوجہی کہ اس
جا پہ نشہ پانی سے بہ کیفیت کرکے ذرا آرام فرحت انجام کیجئے اس کے بعد
منزل مقصد کی راہ لیجئے بقول شخصے **شعر** طبع کی اپنے ہم

خوشی خوان ہین + جہان بیٹھے وہین کے مہمان ہین الحاصل وہ افیونی باتونی وہان بیٹھکر نشہ پانی مین
مشغول و مصروف ہوا بعد الفراغ افیون و گزک وہ مردک سو رہا اس عرصہ مین سوتے سوتے جو آنکھہ
کھلگئی تو دن گھڑی چار اک نظر آیا بیچارا یک گھبرا کے کہنے لگا شعر تھک گئے میرے پاؤن تو افسوس
ابھی منزل پڑی ہے کالے کوس + الغرض جلد جلد کمر کو باندھ کر ہاتھہ مین حقہ کی کلی لیکر بہ شکل گل خندان
حالت نشے مین خوش و خرم چل نکلا رفتہ رفتہ اپنے شہر منوچہر کے دروازے پر آکے لوگون سے پوچھنے
لگا کہ اس شہر عالی قدر کا کیا نام ہے نیک انجام ایک شخص نے کہا اس شہر منوچہر کو ہندوستان شک
شبان کہتے ہین اس کلام نیک فرجام کو سنکر کہنے لگا سبحان اللہ عجب قدرت ہے آلہی ہے کہ اس
شہر کا نام ہمارے شہر کے ہمنام ہے رفتہ رفتہ شہر کے درمیان آکر ایک دوکاندار خوش اطوار
سے کہنے لگا اے برادر بجان برابر اس شہر مین کوئی افیونی خوش معاش یار باش بھی بود و باش
رکھتا ہے کہ جس کے گھر مین صبح شام اپنے نشے پانی کا آرام بخوشی تمام ہو اس نے کہا اے عزیز باتمیز
فلانے محلہ مین فلانا افیونی رہتا ہے جو تو اسکے گھر مین صبح و شام جائیگا تو تجکو البتہ آرام تمام ملیگا +
شعر ہے نزدیک یان سے نہ کچھہ دور ہے + وہ اس شہر مین خوب مشہور ہے + یہ خبر فرحت اثر سنکر
افیونی کہنے لگا یہ بھی عجیب و غریب بات ہے کہ یہ افیونی بھی ہمارا ہمنام ہا اور محلہ کا نام بھی ہمارے محلہ کا سا ہے
یہ حسن اتفاق اس آفاق مین کم دیکھنے مین آیا ہے المطلب وہ بو العجب اپنے محلہ کو پوچھتا پوچھتا اپنے گھر کے
دروازہ پر جا پونچا اور دستک دیکر کہنے لگا دروازہ کھولدو ایک مسافر غریب بے نصیب تمہارے گھر
بن مہمان ہے اس عرصہ مین وقت شب کا ہوگیا تھا اسکی لونڈی جھٹ پٹ دروازہ کھول کر کہنے لگی
میان صاحب ہمارے گھر کا مالک تو آج سفر کو گیا ہے لیکن آپ بکشادہ پیشانی مکان دلستان مین
رونق افزا ہوجئے کسی طرح کی بے چینی نہ ہوگی یہ گفتگو اس کنیز نیک خو کی سنکر کہنے لگا یہ بھی عجب
اتفاق بے سیاق ہے کہ ہماری اور اس افیونی کی ہر جگہہ برابری چلی آتی ہے یعنے ہم آج سفر کو نکلے تو وہ
بھی آج ہی مسافری کو گیا اس کے سوا ہمارے مکان کی اس مکان عالیشان کی قطع ہے یہ
خیال کثیر الاختلال دلمین کر کے دیوانخانہ مین جا بیٹھا اور اس کی کنیز باتمیز جو چراغ روشن کر کے لائی
تو کیا دکھائی دیا کہ مسافر تو نہین ہے میان صاحب خود آپ ہی اپنے مکان مین جلوہ گر ہین یہ ماجرا
حیرت افزا دیکھکر بی بی سے جا کر کہنے لگی کہ اے خاتون زمان مہمان تو کوئی نہین میان صاحب خود
آپ ہی تشریف لائے ہین یہ کلام نافرجام اس کنیز باوفا کا سنکر بی بی کہنے لگی اسے مردار
نا ہنجار کیا جھک مارتی ہے اگر وہ ہوتا تو باہر کیون بیٹھتا اپنے گھر مین نہ آتا وہ بیچارہ مصیبت کا مارا

خدا جانے آج کس مکان ویران مین بیٹھا ہوگا تو مجھپر ناحق گالی چڑہاتی ہے یہ سخن دلشکن سنکر لونڈی چپ
ہو رہی لیکن صاحب خانہ کی بی بی نے دلمین کہا کہ میرے گھر مہمان انجان آج وارد وصادر ہوا ہے اور
مالک گھر کا نہین ہے بہلا اور زیادہ تکلیف نہ ہو سکے تو دالٓ اور میٹھے چانول تو اوسکے واسطے بھیجئے تاکہ
یہ بھی جانے کہ ہان کسی افیونی صاحب ظرافت کے گھر مین شب باش ہوئے تھے الغرض اُس خاتون
خجستہ پیکر نے کھانا خوش ذائقہ اس افیونی کیواسطے بھیجا اُس طعام خوشگوار کو دیکھکر افیونی دل مین
کہنے لگا واہ واہ زہے قسمت کہ آج کھانا بھی ہمکو ہمارے گھر کا سا ہاتھ آیا بقول شخصے مصرع حق شکر
خورے کو دیتا ہے شکر + اور سچ بھی یہی ہے + مصرع بنوایا ترا خدا رزق ہوائی سید ہے + الغرض
الکنیز نے بغور جو دیکھا تو صاف صاف میان صاحب نظر آئے اُسوقت کنیز بائیں بی بی سے آنکر کہنے
لگی کہ اے خاتون جہان وائے بانوئے زمان تو مجکو مارکے پُرزے پُرزے کیون نہ کر ڈال لیکن مین تو
یہی کہون گی کہ میانصاحب ہی ہین یہ گفتگو دو بدو کنیز نیکخو کی سُنکر بی بی جواب وہ ہوئی خیر کیا مضائقہ
معلوم ہوجائیگا الحاصل وہ بی بی دروازہ کی درازسے جو نظارہ کنان ہوئین تو کیا دیکھتی ہین کہ فی الحقیقت
میانصاحب ہی کی نشست کھانا کھانے کی ہے یکایک وہ بی بی دبے دبے پاؤن اُس کے پیچھے کھڑے ہو
کے بغور دیکھنے لگی تو بالمشابہ آپ روپ نظر آئے یکایک اُس بی بی نے خفا ہوکر پیٹھ پر ایک دوہتڑ مارا اور
یون کہا کہ اے بھڑوے اچھا مسافری کو نکلا تھا تونے وہ مثل کی مثل کہ صبح کا بھولا جو شام کو آوے اسی
بھولا نہین کہتے ہین + یہ سخن دلشکن اپنے بی بی سے سُنکر اور بغور دیکھکر کہنے لگا اے بی بی اگر یون ہی تجھ
ہمارے ساتھ ساتھ پھروگے تو ہم سے مسافری نہ ہو سکے گی مثنوی یہ سُنکر سخن وہ زن پارسا + لگی کہنے تو
سخت ہے بیحیا + سفر تو کرے گا نہ ہرگز کہین + رہیگا تو قبلہ نما سا یہین + جو مجبور ہوتا نہ ایسا وہ خیر + تو جیوڑ
نہ کہتی اسے بے تمیز + نقل ہے کہ ایک افیونی مجنونی کا نوکر بھی افیونی تھا اتفاقاً وہ افیونی بھی اپنی گھوڑ
پر سوار ہوکر عازم سفر ہوا اثنائے راہ مین ایک چوکی پر نشہ پانی کرنیکو ٹھیر گیا اور گھوڑے کو قائزہ کرکے ایک
درخت سے باندہ کے کھڑا کر دیا نشہ پانی سے فارغ ہوکر وہ لایعنی اُٹھکر طیار اور استوار ہوا اور نفر سے
یون کہنے لگا کہ اے نفر بیخبر خبردار کچھ بھولنا نہین کیونکہ یہ مسافری ہے اس کے جواب مین وہ نفر گیدی خر
بولا کہ صاحب بھولنے کا کیا ذکر ہے علی ہذا القیاس آپ کے پاس افیون کا ڈبہ اور میرے پاس حقہ کی کلی اور
کوئلون کی تھیلی ہے ظاہر مین تو کوئی چیز بھولے نہین باطن کی خدا جانے شعر کچھ ابھی ایسا نشہ بھی تو
نہین + بھول جائین چیز کو جو ہر کہین + الحاصل وہ دونون غافل منزل کو چل نکلے اور گھوڑا نگوڑا وہین رہا
پھر چند قدم کے بعد وہ افیونی نفر باتونی سے پوچھنے لگا کہ اے نفر گیدی خر کچھ بھولے تو نہین

دیکھہ تو مجکو شبہہ نظر آتا ہے ٹھیر جا پھر وہ نفر بے خبر بول اٹھا کہ صاحب آپ کو کچھہ وہم ہو گیا ہے میرا اسباب
میرے پاس اور آپ کا اسباب آپ کے پاس ہو لنے کا کیا ذکر ہے آخر کار یہ دونون نابکار اسی
گفتگو مین سرائے مین پہنچکر ایک بھٹیاری دولاری نام سے کہنے لگے کہ اے بھٹیاری کہانے اور دانہ
گہاس کی جلد طیاری کر ہمارا مارے بہوک کے کلیجہ ٹوٹا جاتا ہے کیونکہ ہم لوگ افیونی ہین ہمکو بہوک اور پیاس
کی برداشت نہین ہے یہ کلام نیک انجام بھٹیاری ایک بارگی سنکر دانے گہاس کی فکر کرکے کہانا پکانے
مین مشغول و مصروف ہوئی ایک گھڑی کے بعد بھٹیاری دل مین کہنے لگی کہ میان صاحب نے دانہ تو
منگوایا اور بہگوایا لیکن گھوڑا نگوڑا ابھی تک نہین آیا شاید کہ ان کا گھوڑا ماندگی سے پیچھے رہ گیا ہے اس
سبب سے نہین پہنچا اس عرصے مین جب شام سیاہ فام کا وقت قریب آیا تو بھٹیاری ایک بارگی نفر سے
پوچھنے لگی کہ اے عزیز باتمیز دانہ گہاس میرے پاس طیار رکہا ہے اور گھوڑا تیرا ابھی تک نہین آیا اس
کے کیا معنے آیا کچھہ لوگ پیچھے رہ گئے ہین یا گھوڑا ماندگی سے میان کی سواری کے قابل نہین تھا شعر
عقل میرے اس جگہہ حیران ہے + کس طرح کا یہ سامان ہے + یہ کلام وحشت التیام سنکر نفر کہنے لگا فی
الواقع میان سچ کہتے تھے کہ کچھہ بہولے تو نہین معلوم ہوا کہ شاید گھوڑا ہی بہول آئے ایک بار وہ ناہنجار
میان سے آنکر کہنے لگا کہ میان صاحب بھٹیاری کہتی ہے کہ تمہارا گھوڑا نگوڑا کہان ہے دانہ گہاس خراب
ہوا جاتا ہے یہ گفتگو نفر بدخو کی دوبدو سنکر میان بولے کیون بے گدہے مین نہ کہتا تہا کہ کچھہ بہولے ہین
آخر کو میرا کہا سچ ہوا ابیات یہ سخن سنکے وہ نفر بولا + ہان میان آپنے تہا سچ ہی کہا + دونون بیہوش
الغرض وان سے + گھوڑا لینے کو ایک دم دوڑے + لیک مجبور ہو تری کہ کدو + نعم ہم تو نہین سگے برہرد و + ۔
نقل ہے کہ ایک افیونی بیرونی بام ولا رام پر سوتا تہا حالت نشہ مین بر لئے حاجت پیشاب وہ بیتاب جو اٹھا
تو یکایک کوٹھے کے نیچے گر پڑا اور بے اختیار خدمتگار سے پکار کر کہنے لگا اے فلانے یہ دھما کا بڑا سا کیسا ہوا دیکھہ
تو سہی کیا ہے یہ بات واہیات سنکر وہ خدمتگار غمخوار کہنے لگا میان صاحب مین اسوقت اپنا کہانا پکاتا ہون
ناحق ناحق کہان اوٹہون کوئی بلی ولی کودی ہوگی اور تو کچھہ یہان نظر نہین آتا اس مین پھر افیونی بیزری
نے کہا اے عزیز بے تمیز اوٹھکر دیکھہ تو سہی میرے گوش ہوش مین بڑے دھما کی کی آواز آئی ہے
وہ خدمتگار ایک بار خفا ہوکر بولا میان تم کہان ہو مجھہ کو تمہارے آواز بے انداز نیچے کی سنائی
دیتی ہے اور آپ میرے روبرو کوٹھے پر گئے تھے یہ گفتگو دوبدو خدمتگار ناہنجار
کی گوش زد کرکے وہ افیونی بولا کہ تو اٹھہ تو سہی مین بہی تو ہو ۔

رہا تعجب مین ہون **شعر** مجھے بھی تو یہی اب خوف وغم ہے + کہ یہ دہماکا پر ہا مین

یلبار خدمتگار چراغ لے کر جو اُٹھا تو کیا دیکھتا ہے کہ میان عالیشان تابدان مین پڑے ہین وہ خدمتگار غمخوار کہنے لگا کہ میان صاحب تم اسوقت تابدان مین خار پریشان مین پڑے ہو یہ سخن دل شکن سُنکر وہ افیونے بیرونے کہنے لگا پس یہ ہمارے ہی گرنے کا دہماکا ہے تماشا تہا ہائے ہائے بڑی چوٹ کہائی **مثنوی** یہ کہہ کر لگا رونے وہ زار زار + ہوئے خندہ زن اور سب اُس کے یار + ہوا ایسا ہوتا وہ بے ہوش آہ + تو یون لوگ ہنسنے نہ شام وپگاہ + حقیقت مین غافل جو مہجور ہو + وہ بہتر ہے ہستی سے درگور ہو + **نقل** ہے کہ ایک افیونی مجنونے لب بام والا مقام پر بیٹہا تہا کہ یکایک حالت نشہ مین یہ خیال کثیر الاختلال دل مین آیا کہ ہمارے کوٹھے کے سامنے دریائے بے پایان لہرا رہا ہے خدانخواستہ جو یہ پانی طغیانی کرکے میرے کوٹھے پر آجائے تو بڑا غضب پر تعب ہو اس خیال کثیر الاختلال مین آخر شکوا سی امواج توہم نے آکر گہیرا اور دریائے وحشت بڑہنے لگا آخر کار وہ دریائے ناپیداکنار توہم کا اُنکے کوٹھے سے آکے ہمکنار ہوا تب تو یہ افیونے دریائے حماقت مین مستغرق ہوکر ایک منڈہیر پر چڑہ بیٹہا اور یہ مطلع دلہن بیگم صاحبہ کا زبان پہ لایا **شعر** دیکہہ دریا کو مرے دل پہ لہر آتی ہے + کشتی عمر صد افسوس بہی جاتی ہے + اس وہمی کو مونڈہا ہے پر یہ خیال پُر ملال آیا کہ یہان بھی پانی بہ طغیانی آن پہنچا یہ سوچکر دل مین کہنے لگا کہ آخر تو ڈوبتے ہین اس سے تو دریا مین کود کر پیر نکلنے ہر چہ بادا باد بقول شخصے مرتا کیا نہ کرتا یہ سوچکر وہ افیونی مجنونی کوٹھے پر سے گر کر زمین پر ہاتہہ مار مار کر کہنے لگا بیڑا پار ہے بہائی بیڑا پار ہے بہائی یہ ماجرا حیرت افزا ایک شخص دیکھکر بیجواس اُس کے پاس آیا اور بغلین ہاتہہ دیکر اٹہاکر کے کہنے لگا میان خبردار ہو آپ کو سنبہالو یہ کیا واہی تباہی بکتے ہو یہ سخن دلشکن سنکر وہ افیونی جنونی بعد خفگی بولا میرے پانون تو تہ کو لگ گئے تو مجکو ناحق پکڑتا ہے **مثنوی** یہ واہی سخن اُس کے سُن وہ عزیز + لگا کہنے بکتا ہے کیا بے تمیز + کدہر کو ہے دریا کنارہ کہان + جو تو پیرتا ہے یہان ہر زمان + یہ سنکر وہ افیونے کہنے لگا + مین پینک کے دریا مین تہا پیرتا + مجھے اب نشہ کچھہ جو کم ہو گیا تو تیرا سخن صاف کانون سنا + غرض ہوکے نادم وہ مہجور خوب + گیا ہائے دریائے غیرت مین ڈوب **نقل** ہے کہ ایک افیونے مجنونی حالت نشہ مین بے حجاب پیشاب کرنے کو جو بیٹہا اتفاقاً وہ مکان پریشان نشیب ہی تہا یہ افیونی باتونی نشیب کی طرف بیٹہکر حاجت رفع کرنے لگا یکایک وہ پیشاب لہراتا ہوا اُدہکی طرف جو جو ہوا اُسکو نشہ مین دریافت ہوا کہ یہ مار سیاہ آہ مجھہ بیگناہ کے کاٹنے کو آتا ہے اس خیال پُر ملال مین یہ جون

بے اختیار لہراتی اُس کی طرف آتی تھی اَلْغَرض جب وہ موت کی لکیر اُس بے پیر کے پانون سے لگ گئی ایکبار
بے اختیار آہ مار کے لیٹ گیا اور یون کہنے لگا اے موذی نے کاٹ کہا مین بیکس بے بس ہون نظم
بس نہین چلتا ہے کچہہ اب تو میرا + کاٹ جیسا پر کہ جی چاہے ترا + سُنکے یہ تقریر اُس کی راہ گیر + بولا احمق
موت کی ہی یہ لکیر + اس سے کیون ڈرتا ہے تو اندوہگین + زہر اُس کے کاٹنے مین کچہہ نہین + سُنکے یہ
گفتار اُس راہ گیر کی + لوٹنے مین اُسنے کچہہ تاخیر کی + اور نشہ کی لہر جب کچہہ کم ہوئی + تب اُسے مجبور
غیرت سُم ہوئی + نقل ہے کہ ایک افیونی باتونی ہٹیاری سرا مین ایک مکان دلستان مین ایک پیک کے
ساتہ مقیم ہوا بعد انفراغ طعام وہ بد انجام ایکباری ہٹیاری سے وقت آرام کہنے لگا اے بہٹیاری پیاری
تو مجکو وقت سحر مقرر مقرر سب سے پہلے جگا دینا شعر تا سویرے مین ٹہنڈی آہ + ایسا جاؤن تہہ کوئی آگاہ
اور پیک بہی اُس سے یون ہی کہنے لگا کہ مجکو بہی صبح کے تڑکے بے کہٹکے اُٹہا دینا شعر تا کہ مین بہی
بمنزل مقصود + اک سیاٹے مین سب سے پہنچون زود + اَلْغَرض وہ دونون آشنا ہم ایکجا سو رہے قضا سے
یکار ایکبار افیونی باتونی کی آنکہہ جو کہل گئی تو کیا دیکہتا ہے کہ ساری خلقت اور ہٹیاری خواب غفلت مین
بیہوش ہے جلدی سے کمر باندہ کر اور پیک کی پگڑی گہبراہٹ مین سر پر رکہکر چل نکلا بیان صبح اس عرصہ
مین جب شاہ خاور شعاع کی کلغی سر پر رکہکر مشرق سے نمودار ہوا یکایک اس افیونی جنونی کو اپنی پرچہائین
کی پگڑی پر جو کلغی نظر آئی تو ایکبار ہاتہہ زانو پر مار کے کہنے لگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہٹیاری غبیا نے
نے پہلے اپنے پیک یار غمخوار کو جگا دیا اور مجکو نہ جگایا شعر ہائے افسوس ہم رہے پیچہے + اور وہ پیک بہہ
گیا آگے + اس خیال پر ملال مین وہ افیونی جنونی چلا جاتا تہا کہ وہ پیک بہی آپہنچا اور پیچہے سے اُسکے
سر پر دو ہول جڑکے کہنے لگا اور دغا باز ناساز میری پگڑی لیکے کیون بہاگا تجکو اپنا آگاہ پیچہا نہ سوجہا
تہا سچ تہا نہین تو اس لپیٹ مین تیری مشیخت بگڑ جائیگی یہ سخن دلشکن سنکر وہ افیونی کہنے لگا اے عزیز
بے تمیز کیا تو میرے پیچہے تہا مین تو تیری پگڑی سے سمجہا کہ ہٹیاری غبیانی نے پہلے تجکو جگا دیا اور مجکو نہ
جگایا اے یار الحمد للہ کہ تجسے مین ہی آگے پہنچا مثنوی تیرے آنے سے ہوا معلوم اب + ہو گئی تقصیر یہ
مجہہ سے کڈہب + واسطے حق کے اِسے کر دے معاف + گرچہ تیرا دل ہوا ہے برخلاف + سُنکے افیونی
کی یہ تقریر کو + ہو گیا مجبور جب وہ نیکخو + نقل ہے کہ ایک افیونی مجنونی اپنی خدمتگار مرد دوسے ایک
ٹکہ کا دودہ منگوا کے روز پیتا لیکن اُسکو لذت اور حلاوت نہ ملتی تہی اتنی بات واہیات کے واسطے
اس افیونی نے ایک خدمتگار ہوشیار مکار اور نوکر رکہہ کے حکم دیا کہ اے دلسوز تو ہر روز اس خدمتگار
نابکار کے ساتہ جا کر شیر بے نظیر لے آیا کر یہ فرمان اس نادان کا سُنکر ملازم تو کہنے لگا شعر

بہت خوب جو آپنے ہے کہا + مین آنکھون سے لاؤنگا اُوسکو بجا + الغرض جب وہ پہلا خدمتگار ناہنجار
ایکبار دودھ لینے کو چلا تو وہ دوسرا کمر باندہ کر اُس کے ہمراہ ہوا اور اثنائے راہ مین اُس سے پوچھنے
لگا کہ اے غمخوار یہ ماجرائے حیرت افزا کیونکر ہے تو وہ جوان بے ایمان بولا کہ اے بھائی مین سودائی اس
افیونی سے ایک ٹکا دودھ کا روز لیتا تہا لیکن ڈیڑہ پیسے کا شیر پانی ملاکے اس افیونی کو پلاتا تہا اب تو جس
طرح سکھے اُسکو بجالاؤن یہ تقریر وہ بے پیر گوش زد کرکے کہنے لگا خیر کیا مضایقہ لیکن اب ایک پیسے کا دودھ
اُس مردود کے واسطے لیجائیے اور دھیلا تو لے اور دھیلا مجکو دے شعر کہا پہلے نوکر نے کیا خوب ہے
یہی بات مجکو بھی مرغوب ہے + الحاصل اُس افیونی کو شیر بآئین تدبیر آدھا پانی ملکر آنے لگا آخر کار ناچار
اُس افیونی مجنونی نے تیسرا نوکر فتنہ گر اور رکہا اُسکو بھی یہی حکم دیا کہ میان مجکو بازار کے دودھ مین کچھہ فی
معلوم ہوتی ہے اور یہ دونون نوکر فتنہ گر ایسے غبن کرتے ہین کہ میرا پیسے کا پیسا برباد ہوجاتا ہے اور
دودھ کا مزا نہین معلوم ہوتا یہ کلام وہ نافرجام سُنکر بولا اے خداوند نعمت سپہر کرامت ابیات ہمین
کام جو کچھہ کہ فرماؤگے + ذرا فی نہ اسمین فرق پاؤگے + وہ نوکر نہین ہم جو آقا کا کام + کرین بے تمیزی سے ہم
صبح و شام + حاصل کلام وہ دونون اگلے نوکر بدانجام جب دودھ لینے کو چلے تو افیونی نے تیسرے نوکر
فتنہ گر سے کہا میان ان دونون جوان بے ایمان کے ساتھ جاکر شیر بے نظیر لے آؤ لیکن خبردار یہ دونون
ناہنجار کچھہ غبن نہ کرنے پائین + شعر نہین تو مین تمسے بھی ہونگا خفا + اگر دودھ آئیگا ویسا بُرا + الغرض وہ
تینون نوکر کمر در کمر ایک ٹکہ کے دودھ کو خریدنے لگے لیکن ملازم سوم نے دونون سے پوچھا اے بھائیو
یہ واردات واہیات کیا ہے سچ کہو بہر صورت ہم تمہارے شریک حال ہین نوکر اول نے کہا میان
سچ تو یون ہے ہمارا آقا ٹکہ کا دودھ منگواتا تہا لیکن یہ فقیر ڈیڑہ پیسے کا شیر پلاتا خیر لیجاتا اور دھیلا آپ
رکھتا تہا لیکن جسوقت یہ دوسرے صاحب اُسکی تقلید کو آئے تو اُنہون نے کہا کہ ایک پیسہ کا دودھ
اُس مردود کو بہت ہے باقی ایک پیسہ ہم تم سمجھہ لینگے سو اِس صورت پر کدورت سے ہم اوقات بسر کرتے
ہین شعر اب جو تو کہ کرین وہی ہم بھی + نہ زیادہ ہو کچھہ نہ ہو کم بھی + یہ سخن حیرت افگن سُنکر وہ تیسرا
نوکر نجتباور کہنے لگا کہ ایک پیسہ تم دونون لو اور ایک پیسہ مجکو دو مین سمجھہ لونگا دیکھو تو یہ کھوٹا نوکر اس
کچھہ افیونی کے کیسے کوڑے کرتا ہے کہ دمڑی کے دودھ مین خوش رہے اور ذرا نہ جلے بھنے المطلب
اُس پچھلے نوکر نے کیا فعل کیا کہ ایک دمڑی کے ملائی لیکر گھر مین آیا اور اُس کو طاق مین رکھکر چپ ہو رہا
جس وقت اُس افیونی کو پینک آئی اُس نوکر فتنہ گر نے دونون موچھون پر تھوڑے تھوڑے ملائی
رکھدی اور آپ الگ ہوگیا اس عرصے مین پینک سے جو اُس افیونی کی آنکھہ کھلی

تو ایکبار خدمتگار سے کہنے لگا کہ اسے نوکر تو نے شیر بے نظیر لایا یا نہین وہ ملازم یون بولا اسے صاحب مین شیر
بے نظیر لایا تہا اور آپ نوشجان بہی کر چکے اُوسکو بڑی دیر ہوئی بلکہ آپ نے نشے کی حالت مین کلی تک بہی نہین
ذرا موچہون کو ملاحظہ فرمائیے اور وہ افیونی شیرخوار ایک بار موچہون کو جو تاؤ دینے لگا تو دونون ٹکڑے
ملائی بالائی کے ہاتہ مین آگئے اور وہ فتنہ گر کہنے لگا کہ خداوند دیکہئے کیسا ملائی وار خوشگوار دودہ تہا کہ
جسکی جہلی آپ کی موچہون پر جم گئی مثنوی یہ سُنکر کہا اُس نے ہان میرے یار + بہت خوب یہ دودہ تہا خوشگوار + ہمیشہ جو لاویگا ایسا مجہے + تو مین بہی بہت خوش کرونگا تجہے + غرض اُس نے آدمی نے اُسے
کیا ایک دمڑی مین خوش واہ رے + مثل سچ ہے مہجور یہ جا بجا + ملے ہے بہت جہانے سے کرکرا
نقل ہے کہ ایک افیونی بیرونی ہم بیٹہکر یہ مشورہ کنان ہوئے کہ کوئی بات ایسی تلاش برائے معاش
کیجئے کہ جس سے بخوبی اوقات بسر ہوا اور گزک بیدہڑک افیون کی بہم پہنچی اس مین دوسرا افیونی ہارونی
بولا کہ آؤ ہم تم شرکت مین آشنائی مٹہائی کی دوکان عالیشان کرین تاکہ معاش بکر خراش خوشی اور
خرمی سے گذرے اور افیون کی چاٹ ہر رات آیا کرے پہر وہ پہلا افیونی باتونی کہنے لگا واقعی اسے یار غمخوار
یہ تدبیر دلپذیر نہایت خوب اور مرغوب ہے لیکن بازار شہر غدار مین مٹہائی اسے بہائی بیچنا کمال عزت اور
حرمت کا زوال ہے اس سے تو یون بہتر ہے کہ گنون کا کہیت کسی ریت مین بوئیے اور جسوقت گنے ایک
بارطیار ہون اُنکو بیچئے اور چہریان اور قرولیان لیکر بیٹہین مثلًا ایک گنا مین نے تراق سے توڑا چہیلا نوشجان
کیا اُسی طرح تم نے بہی گنا توڑا چہیلا اور کہایا دوسرا افیونی ہارونی بولا نہ بہائی مین تو دو گنے تڑاق تڑاق
توڑونگا اور کہاؤنگا تب وہ افیونی جنونی اُس کے سر پر دہول مارکر کہنے لگا اسے فساد کی نگا نہہ
حرام زادے کی جہانٹ تو ایسا کہان کا زبردست غرض کا تازہ ہے جو مجہ سے ایک گنا زیادہ کہائے
کا غرض اتنے سی بات واہیات کا آخر یہ قصہ پر آزار کوتوال نیک خصال کے روبرو رجوع ہوا یہ
ماجرا حیرت افزا سُنکر کوتوال نیک خصال کہنے لگا تمہارا یہ قصہ پر غصہ ہم سے نہ فیصل ہوگا حاصل کلام
وہ دونون نافرجام ایک بار فوجدار معاملہ شعار کے قریب جاکر اپنا احوال پر ملال بنوک زبان بیان
کرنے لگے اُس فوجدار سلیقہ شعار نے پوچہا کہ تم نے گنے کا کہیت کس مقام دلارام پر بویا تہا جو یہ قصہ برپا
ہوا وہ دونو افیونی بیرونی بولے کہ خداوند نعمت سپہر کرامت نظم ہمارے اور اُسکے یہ ٹہیری تہی بات + کہ
گنے کہین بوئیے نادرات + سو مین نے کہا تہا کہ اک نیشکر + مین کہیت مین کہاؤنگا چہیلکر + یہ کہنے لگا مین تو کہاؤنگا
دو + خوشی اسمین ہو یا خفا کیون نہ ہو + سو اس بات پر ہئے اسے فوجدار + اسنے دہول مارے تہی بے اختیار
یہ ایسا کہانگا جو مجہسے بڑا + جو دونا شراکت مین کہائے بہلا + یہ واردات واہیات سُنکر فوجدار سلیقہ شعار

کہنے لگا تمہارا قصہ برابر حصہ چاہتا ہے لیکن تم نے وہ گنے جو کھیت مین نے بوئے ہین اُس کا محصول بعدل داخل کر والحاصل وہ دونون از خود غافل مار دہاڑ سے جرمانہ معقول معہ محصول دیکر مالک محمد جایسی کے بقول کہنے لگے نظم بناؤ نہ کین کین ٹہکرائی سبن کینے لکہہ لین برائی + اب کا ہوئے ہمرے روئے + کوت لین بن جوتے بوئیے + ابیات یہ سخن ماجرا سب صغیر و کبیر + لگے کہنے قصہ یہ ہے بے نظیر + نہ دیکہا کبہی نہ ایسا سنا + اب آگے آگے کہے اُس سے مہجور کیا + نقل ہے کہ ایک افیونی باتونی کی جورو نیک خو شیرین دہن کا نام دلارام مصری تہا اتفاقاً ایک روز وہ افیونی پینک کے عالم مین بیٹہا اونگہ رہا تہا ہمسایہ کی ایک عورت نیکبخت نے اُس کی جورو نیک خو کو بزبان شیرین پکار کے کہا بی بی مصری ذرا ادہر آنا یہ سمجہا کہ کوئی کہتا ہے مصری ادہر لانا اِس آواز خوش انداز کو گوش زد کر کے حالت نشے مین اپنی بی بی سے کہنے لگا نظم مائی مصری صاحب جو مصری تم لینا - میرے بہی منہ مین ڈلی دینا - آج پینک مین تایہ افیونی + پائی ترے اسیب دونی + سنکے اِس بیحیا کی یہ گفتار - کہا بی بی نے بھڑوے ناہموار + یہ سخن واہی تو نہ منہ سے نکال + نہ بہک اِس طرح زبان کو سنبہال + کہول کر دیکہہ آنکہہ اے بدخو - مین ہون تیری بیاہتا جورو + سنکے اِس گفتگو کو وہ مجبور + دل مین نادم ہوا بہت مہجور + نقل ہے کہ ایک افیونی باتونی پیالہ بہر کے افیون گہولتا اور اُسمین سے تہوڑی باقی چارپائی کے نیچے رکہدیتا جسوقت سرور کا اشہب تیز گام میدان نشہ مین ماندگی لاتا تو جسکی کا ایک کوڑا اور دیتا المدعا وہ ہمیشہ یون ہی عمل مین لاتا تہا قضائے کار ایک دو بلد کوئی چوہا نابکار اُس کی افیون پی گیا اِس بات واہیات کو دریافت کر کے کہنے لگا ہماری افیون چوہا ملعون بیجائے یہ نہایت پر غضب و در پر تعجب ہے دیکہو تو آج اُس چور لگور کو مین کیونکر پکڑتا ہون یہ خیال محال ولمین کر کے بدانائی کہڑی چارپائی پر لنگی باندہی الٹا لیٹ گیا اور سر کو سرہانے کیطرف نکالکر اپنے افیون کی نگہبانی کرنے لگا اتفاقاً بیضہ دونہی کے پانون کے چہند سے نکلکر کہین پیالہ کے قریب آپہنچے یہہ ذوفنون نشے کی حالت مین سمجہا کہ یہی چور لگور ہے چپکے سے ہاتہہ کو پٹی کی طرف سے دراز بے انداز کر کے جہٹ اپنے بیضون کو پنجہ حماقت مین دبوچ لیا اِس مین یک بیک درد بے اختیار ہونے لگا تو یہ سخن زبان پر لایا کہ اب تو نے بہی خوب جگہہ تاک کر پکڑی ہے غرض جون جون وہ اُسکو چوہا جان کے دباتا تہا دون دون اُس کے بیضون مین درد ہوتا تہا کہ یہ مردہوا جاتا تہا تب تو یہ احمق مطلق کہنے لگا کہ ابے جب تک تو نچہوڑیگا مین بہی تجکو ہرگز نہ چہوڑونگا اسمین کچہہ کیون نہ ہو تو میرے ہاتہہ اے بدذات آج مدت کے بعد چڑہا ہے شعر بے ترے جان مارے اے بدذات + نہ اٹہاؤنگا تا قیامت ہاتہہ + یہ ماجرا حیرت افزا اس کا دیکہہ کر ایک یار غمخوار کہنے لگا کہ واقعی اے بہائی تم نے اپنا چور لگور خوب پکڑا لیکن

اُس نے بھی خوب جگہہ پکڑی ہے کہ جس سے تمہاری جان تہکا چھوڑی مین ہے اِس سے بہتر یون ہے
کہ تم اُسکو چھوڑ دو نہین تو تمہاری جان مفت جائیگی یہ سخن دلشکن سُنکر وہ افیونی جنونی بولا
کہ اے یار غمگسار مین بھی تو یہی کہتا ہون کہ تو چھوڑیگا تو مین بھی چھوڑ دونگا سو یہ موذی ہیجا نہین
مانتا ہے اُس یار غمخوار نے کہا پہلے اے بہائی سودائی تو اُوسکو چھوڑ دے پہر اگر وہ بدخو تجکو نہ
چھوڑیگا سو چاہنا سو مجکو کرنا اِس بات واہیات کا میرا ذمہ ہے القصہ اُس افیونی جنونی نے جو اپنے
بیضون کو چھوڑ دیا تو وہ درد گُردہ ہو گیا یہ تماشائے عجیب و غریب دیکہکر اپنے یار غمخوار سے کہنے لگا
کہ بہائی جان اگر تو اِس آن نہ ہوتا تو میرا قصہ پُر غصہ کبھی فیصل نہ ہوتا نظم میرے سر پہ ترا تو یہ احسان +
تا قیامت رہیگا میری جان + حمق سے اپنے ناحق اے مہجور + مفت مین یار کو کیا مشکور + نقل ہے
ایک افیونی مجنونی کا چور سینہ زور جا ضرور کا لوٹا حالت نشہ مین آگو سے لیگیا اور بعد فراغت حاجت
افیونی باتونی نے جو آبدست کو لوٹا تلاش کیا تو ہاتہہ نہ آیا خیر جبراً اور کرہاً وہان سے اُٹھکر مکان لستان
مین آیا اور ایک لوٹا منگواکے خبرداری اور ہوشیاری سے پاس رکہا چند روز کے بعد وہ دزد بد خصلت
خباثت دیکر دوسرا لوٹا بھی لیگیا یہ احوال پُر ملال افیونی جنونی دیکہکر بہت گھبرایا آخر کار اُس نابکار کو یہ سوجہی
کہ اب کسی فطرت پُر فراست سے چور لگو کو پکڑیئے یہ خیال وہ بدخصال ملحین کرکے جا ضرور پُر فتور مین لوٹے
کی جا پر چادر سر سے پاؤن تک اوڑہکر آگے چھاتی کے خم کرکے آفتابہ کی صورت بنکر بیٹھہ گیا اور دل مین کہنے
لگا کہ وہ چور لگو مجکو آفتابہ سمجھکر لینے آئیگا تو مین اُسکو پکڑ لونگا شور غل مچاؤنگا اور کہونگا یہ شور + آج پکڑا
ہے مین نے اپنا چور + غرض یہ خیال وہ بدخصال جی مین کرکے یون ہی عمل مین لایا قضائے کار وہ چور
اپنی چاٹ پر آنکلا تو جا ضرور غلاظت معمور مین گیا دیکہتا ہی کہ لوٹہ تو نہین ہی مگر اُسکی جا پر کوئی آدمی منہہ
چادر سے لپیٹ لپاٹ کر بیٹھا ہی یہ ماجرا حیرت افزا بغور وہ چور دیکہکر کہنے لگا کہ آج کچہہ دال مین کالا ہے
غرض اُس چور لگو رنے برائے آزمایش ایک کنکری ٹہر سے اِس آفتابہ نقلی پر ماری افیونی مجنونی کنکر سے
کہا کرنے لگا کہ آفتابہ پر جو کنکری لگتی ہے تو وہ ٹن سے بولتا ہی اچہا تا اگر لوٹہ نہ بولیگا تو یہ چور لگو ربھڑک
جائیگا یہ سوچکر وہ کٹن ٹن ٹن کرنے لگا یہ آواز ناساز سُنکر چور ہنسہ زور سے کہنے لگا چہ خوش چرا نباشد آج
آپ ردیف لائے ہین کہ آفتابہ بنکر بیٹھے ہین ایک لات اُسکی پیٹہہ پر جڑکر فرار ہوگیا اور افیونی جنونی
جا ضرور مین گرکر گہہ گہہ کرنے لگا یعنے جسطرح آفتابہ لنڈہ جاتا ہے اور پانی گہہ گہہ کرتا ہے مثنوی
اس فراست پہ تجکو افیونی + کیون نہ ہر اک ہنسے گا مجنونی + اِس طرح سے بہلا کہین اے کور + ہاتہہ
آیا بھی ہے کسی کے چور + الغرض اُس کی عقل پر مہجور + کیون نہ لعنت کرین سب اہل شعور + نقل ہے

ایک افیونی بیرونی کے جاضرور کا لوٹا ایسا ٹوٹا تہا کہ جب وہ ناپاک برائے احتیاج جاتا تو ذرا ذرا
اُسکا پانی سب بہ جاتا تہا کہ وقت آبدست اتنا نہ رہتا تہا کہ وہ افیونی یا توفی آپ کو پاک کرتا غرض ایک
روز خفا ہوکے جاضرور مین کہنے لگا کہ ٹوٹے لوٹے کا پانی رس کر بہ جائیگا اور مین آبدست کی خاطر گران خاطر
ہونگا اس سے تو یہ بہتر ہے کہ آج پہلے ہی آب دست لے لیجئے اسکے بعد جاضرور باشعور پہر سے پہر اس
ٹوٹے لوٹے کا پانی بآسانی بہ جائیگا تو بلا سے **نظم** آخرش اُس لعین نے یون ہی کیا + قبل استنجا آبدست لیا
واہ رے تیری عقل واہ شعور + ایسی کھیل یہ لعین کرے مجبور نو

نقل در نظم

ایک افیونی کی ہے مشہور نقل
قاعدہ افیون کا ہے اے دوستو
پاخانہ مین گیا وہ بد مزاج
بعد ایک لحظہ کے لینڈی خشک سے
کیون نہین آتی نکل اسے بہیا

قبض کرتی ہے اُسے کہتا ہے جو
خوب کونکھا اور کانکھا بیٹھکر
سفرہ سے باہر جو نہین ظاہر ہوئی
کیا مین تمہوا ہون جو کہاونگا تجھے

تم سے یارو کیا کرے مجبور نقل
ایک دن جو رفع کرنے احتیاج
ایک بھی لینڈی نہ نکلی اُسکی پر
دیکھکر لینڈی کو بولا طیش کہا
اس طرح عاجز جو کرتی ہے مجھے

نوان باب بخیلون کی نقلون مین ہے

منعمان دولت زمان اور سخیان نعمت جہان کلک ذی ہمت سے بیاض تقریر پر یون تحریر کرتے ہین کہ
ایک بخیل بے عدیل کے گہر مین ایک کلانوت پُر فطرت وارد ہوا ایک پہر کامل اُس محفل ناقابل مین وہ نایک
زمان سرود کنان رہا لیکن اِس بخیل بے عدیل نے ایک خرمہرہ بھی اُس کے دستِ تہی مین نہ دیا وقت برخاست
اپنے گہر کے بکاول بے بدل کو حکم دیا کہ میان اِس مہمان کو کچھہ کہانا کھلا دینا یہ بات واہیات وہ بد
ذات کہہ کر اپنے محل سرا پُر دغا مین جا کر سو رہا اور یہ کلانوت پُر فراست بکاول کے پاس بلا وسواس جا
کر کہنے لگا کہ بلاؤن اِس شخص کا دم مارے بہوک کے دیگ قالب مین دم بخت ہوا جاتا ہے اِس قدم
رنجہ فرما کر دم پخت کا لقمہ دمڑی بہر مجھہ بے دم کو کھلا دیجئے تو میرا دم عدم کو نہ رخصت ہو یہ گفتار اُس دم
باز کی ناچار سنکر کہنے لگا اے عزیز با تمیز اگر اِس گہر مین تو انجان مہمان آیا ہے تو ذرا ذرا غم کہا
یہان کے کہانے پینے کا احوال پُر ملال تجہہ پہ افشان ہو جائیگا اور بقول مرزا سودا مین جگر کباب
پُر اضطراب کیا کہون نظم اِن کے باورچیخانہ کا احوال + چولھے پر گہر کے جب کرین ہین خیال + ڈالے
ہین سر پہ خاک ماتم سے + لکڑی جلتی ہے آتش غم سے + سینے دیگون کے مارتے ہین جوش +
روتے ہین ڈہانپ ڈہانپ منہ پہ سرپوش + اِس خجالت سے دیگچے یک سر + سرنگون ہی پڑے ہین
چولھے پر + دور ہی سے دیگون کے ہین یہ حال + سینہ کفگیر کا ہوا غربال + کی زمانہ مین لاکہہ ہی
تدبیر + نہ ملا دیگچے سے پر کفگیر + کر کے سوئید گنبد گردان + نہ ملے اُنکے گہر سے تی رمضان + مرد مطبخ
مین ایسی رہتی ہے + ناک باورچیون کی بہتی ہے + سنا اُس گہر کا یار تو نے حال + مجھہ سے کہانے
کا پہر نہ کیجو سوال + یہ سخن دلشکن بکاول بے بدل کا سُنکر کلانوت نیک خصلت چپ ہو رہا پر
دل مین یون کہنے لگا شعر ہائے کہانے کے عوض اب ہمکو غم کہانا پڑا + دم زدن کی جا نہین
واسطے دم کہانا پڑا + الحاصل وہ بے دل بہوک کا بسمل دم بخود بیٹھہ رہا جب کا سہ آفتاب عالم
تاب دستر خوان فلک پر نمودار ہوا اُسوقت وہ بخیل کم اصیل محلسرا سے برآمد ہو کر کلانوت
نیک خصلت سے کہنے لگا کہ تیرے مدارات بکاول نے رات کو کیسی کی یہ کلام ناشر جام اِس بد
انجام کا گوش زد کر کے وہ کلانوت بولا خداوند نعمت رات کی مدارات کی بات پُر کرامات تو
سبحان اللہ لیکن شب کو آپ کے مکان عالیشان مین غلام ناکام کو عجیب و غریب بارت
میسر آئے کہ جس کا بیان بیان سے باہر ہے وہ بخیل بے عدیل خندہ زن ہو کر کہنے
لگا اے کلانوت نیک خصلت زیارت پُر کرامت تجکو یہان کیا حصول بیعدول ہوئی وہ کلانوت
پُر فراست بولا قربان جاؤن غلام ناکام آپکے الطاف و عنایات سے سیر ہو کر دیوانخانہ مین سوتا تہا کہ یکایک کیا

دیکھتا ہون کہ اس مکان عالیشان کے صحن مین ایک سبز پوش روابروش اوہر اودہر ٹہل رہا ہے یہ غلام ناکام
انکے روبرو بصد آرزو جا کر دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اے حضرت سلامت آپ کون بزرگ ہین شعر
جو اس جا پہ تشریف فرما ہوئے + یہ سنکر وہ حضرت یہ گویا ہوئے + اے عزیز باتمیز تو مجھے نہین پہچانتا ہے
مین حضرت رمضان المبارک ہون یعنے ایک مہینہ کامل تمام خاص و عام مملکت مین رہتا ہون اور گیارہ
مہینے اس قرینے سے کہ جس طرح تجھہ پر آج گذری ہے اسیطرح اس مکان ویران مین رہتا ہون انکا یہ
کلام سنکر غلام ناکام قدمون پر سر رکھکر چاہتا تہا کہ کچھہ اپنے حالت پر ملالت عرض کرے کہ یکایک بخت خفتہ کی
بدولت اس بدبخت کی آنکھہ کھل گئی ابیات نظر آئے پہر وہ نہ حضرت مجھے + گئی بہوک کی بہول شدت
مجھے + کلانوت کی یہ بات سنکر بخیل + ہوا اپنے دل مین نہایت ذلیل + کلانوت کو مہجور صد آفرین + کیا ایسے
عمدہ کو جو تہر مگین + جہان نیک و بد سے معمور ہے + سخن شیخ سعدی کا مشہور ہے + بخیل ار بود زاہد
بحر و بر + بہشتی نباشد بحکم خبر + نقل ہے کہ ایک کلانوت صاحب فطرت ایک بخیل بے عدیل
قریب بصد تہذیب گیا ایک پہر کے بعد وہ بخیل بے عدیل پلنگ پر جا کر سو رہا یہ کلانوت صاحب
فراست بہی برائے طعام انعام و اکرام بیٹھا رہا اس عرصے مین جب سب خدمتگار اور چوکیدار سو رہے
اور کچھہ اپنے اپنے گہرون کو کھانا کہانے گئے یہ کلانوت پر فطرت وقت فرصت غنیمت جانکر کچھہ
مٹھائی خوان مین کسی رکسائی جو رکھی تھی اُس کو کھول کر نوشجان کیا جب خوب مرغوب طبع سیر ہوا
تو ایک طرف کو جا کر چپکے سے سو رہا بعد انفراغ خواب وہ بخیل ذلیل جو منہ ہاتھہ دہو کے مسند نشین ہوا
ایک بار وہ کلانوت دلفگار سامنے آکر دو زانو بیٹھہ گیا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ خداوند نعمت
آپ تو بفراغت استراحت فرما ہوئے یہ غلام ناکام بہی شدت گرما سے یہین سو رہا یہ سخن سنکر وہ پُر
فن کہنے لگا اے عزیز باتمیز تو نے بہت خوب کیا لیکن مجھہ بیدار بخت نے آج عجب ڈہب کا خواب
دیکھا ہے یعنے اپنے رہوار پر سوار ہون اور گاہے مغرب مین میرے گھوڑے کا قدم و مبدم ثریا
تہا اور گاہے مشرق کا عالم بے خوف و غم دیکھتا تہا یہ کلام اُس نافرجام کا سنکر کلانوت پُر فراست
یون بولا خداوند نعمت غلام ناکام بہی عجب واردات و اہیات مین تہا کہ جس کا بیان کیا کرون
بقول محمد قائم شعر درد دل کچھہ کہا نہین جاتا + آہ چپ بہی رہا نہین جاتا + یعنے اس مکان دلستان
مین حضرت سلامت غلام ناکام بفراغت سو رہا تہا کہ یکایک دو شخص بشکل مہیب بصورت عجیب آنکر
کہنے لگے اے جوان اس خوان پُر الوان کی مٹھائی کہا جا نہین تو مارے تہپڑون کے تجھہ بدقوام کو مرگ
کے چاشنی چکہا دینگے غلام ناکام نے ہرچند عذر کیا لیکن اُنہون نے بصد بیزار ہیتے

بعد بیزار ہی وہ مٹھائی رکھی رکھائی مجکو کھلوائی یہ سخن دلشکن سُنکر وہ بخیل ذلیل کہنے لگا اے بد ذات تو نے اُسوقت
مجکو کیوں نہ جگایا اُس نے جواب دیا غلام ناکام ضعیف البنیان خداوند آپ کو کہاں پاتا جو عرض حال فی
الحال کرتا آپ تو کبھی مشرق میں رونق افروز ہوئے تھے اور کبھی مغرب کو تشریف لیجاتے
تھے نظم بھلا اس میں بندہ کا کیا ہے قصور + میں نزدیک تھا آپ تھے دور دور + عرض اُس کلانوت
سے مجبور خوب + ہوا شرمگین دل میں وہ پُر عیوب نقل ہے کہ ایک کلانوت بامروت ایک بخیل بے
عدیل کے گھر میں وارد و صادر ہوا پہر بہر تو اشتغال خیال اور وہ ہر پت سکے خیال میں وہ بدخصال
بد اشغال مصروف رہا اس کے بعد بقول مرزا سودا ابیات وقت آیا جو اُس کے کھانے کا + مرتکب ہو
اس بہانے کا + لگا کہنے کہ کوئی ہے حاضر + بولا اسوقت ڈیوڑھی کا ناظر + بولا اُس سے کہ بہر کے آفتابہ
محل کے جا ضرور میں رکھو + المدعا دہ بیچا مجلس میں پائخانہ کے بہانے طعام نا فرجام زہر مار کرکے باہر
آیا اتفاقاً پلاؤ کا چانول اُس بخیل ذلیل کی مونچھوں میں لگا تھا یہ کلانوت چالاک دست سر انگشت دست
سے اشارہ کرکے کہنے لگا قربان جاؤں آپ کی مونچھ میں پائخانہ لگا ہے دست مبارک سے جہاڑ ڈالیے
اور اس غلام ناکام کو معاف کیجئے کیونکہ یہ میراثی خاکروب نہیں ہے جو آپکے آگے سے پائخانہ جہاڑ لیتا +
اشعار کلانوت کا سُنکر یہ کہنا بخیل + ہوا شرمگین اور دل میں ذلیل + جو مجبور ہوتا نہ ایسا کثیف + تو
کیوں اپنی باتوں سے ہوتا خفیف + نقل ہے کہ ایک بخیل ذلیل واہی حالت تباہی میں گھر سے کسی طرف
کو راہی ہوگیا تھا اور اُسکے بعد اُسکی جورو تیلو چرخہ زنی کرتے تھے اوقات دن رات بسر کرتی تھی قضائے
کار بقدرت پروردگار ایک فقیر روشن ضمیر خوش تقریر اُس بیدل کے پاس سائل ہوا اُس زن نیک خصال
بے مال و منال نے اپنے آذوقہ کا آٹا اُس کو اُٹھا دیا یہ احوال پُر ملال اُس نیکخصال کا دریافت کرکے وہ
فقیر صاحب کمال کہنے لگا اے زن پارسا باحیا تیرا کار دنیوی کیونکر جاری ہے یہ بات اُس صاحب
کرامات والا صفات کی سنکر کہنے لگی اے حضرت سلامت اس شخص کا شوہر شکستہ کمر بحالت تباہی
کہیں کو راہی ہوگیا ہے یہ روسیاہ پُر گناہ شام و بیگاہ چرخہ زنی کرکے دن رات اوقات بسر کرتی
ہے شعر اور کیا تم سے میں کہوں حضرت + تم پہ روشن ہے سب مری حالت + یہ سخن دلشکن
اس عورت نیکبخت کا سُنکر درویش خیر اندیش نے ایک کشتی بے مثال فی الحال جھولی سے نکالکر حوالہ
کی اور کشتی زبان کو دریائے بیان میں یوں رواں کیا کہ ہمکنار افلاس بیٹھیا میں جسوقت تیرے
بیر لانے پر فکر اخراجات ضروری کی طغیانی ناگہانی موجزن ہوا اُسوقت یہ کشتی چھبی دریائے بے
آب میں زمین پر رکھکر یہ دعا مانگنا کہ اے صانع کون و مکان واسطے مالک دو جہاں بحق

حضرت خواجہ حضرت علیہ السلام مجھکو ایک ہزار دینار خزانہ غیب سے عنایت اور کرامت کر اے زن پارسا
باخدا باحیا اُس کشتی بے بہا کے خواص سے تجکو ایک ہزار دینار ملینگے تو تیرے ہمسایون کو دو ہزار دینار
بے تکرار پہنچین گے یہ مژدہ جان بخش وہ نیک بخت سُنکر کہنے لگی ازین چہ بہتر کہ میرے ساتھ اہل محلہ بھی
خوش و خرم بے اندوہ غم ہون تاکہ مجھپر کوئی رشک و حسد نہ لیجائی غرض وہ فقیر روشن ضمیر کشتی بے نظیر
اوسکو دیکر اپنی راہ لگا اور اُسکے بعد اُس زن پارسا باخدا نے زمین کو لیپ لاپ کر اُس کشتی بے بہا
کو رکھا اور یہ دعا جناب باری سے طلب کی کہ اے خالق اکبر بحق حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اس دل
مضطر کو ایک ہزار دینار بلا تکرار خزانہ غیب سے عنایت اور کرامت کر غرض حق تعالیٰ نے اُسکو دعا با
صفا مستجاب کی یعنی ایک ہزار دینار تو اُوسکو ملے اور دو ہزار سب اہل محلہ کو حصول بطور معقول ہوئے
الحاصل اُس دولت غیر مترقب کے حاصل ہونے سے سب اہل محلہ نے اپنے اپنے پختہ مکان عالیشان
تیار کئے اور اُس زن نیک خصال حور تمثال نے اپنی عمارت رشکِ جنت ایسی ایکبار تیار کی کہ
اگر فرشتہ بھی دیکھے تو یہ کہے شعر اگر فردوس بر روئے زمین است + ہمین ست وہمین ست وہمین ست
اس عرصہ مین اس زن باخدا کا شوہر بحالت زار تباہی کا مارا سرگشتہ و آوارہ اپنے گھر کی طرف جو
آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ تمام محلہ جگ جگ کر رہا ہے یہ عالم وہ ترم دیکھکر ایک شخص سے پوچھنے لگا
اے بھائی فلانے سپاہی کا ویران مکان کہان ہے بارہ ایک آدہ آدمی کے پتہ بتانے سے اُس
مکان عالیشان کے پاس آیا اور کچھہ مکان کے نشان کی علامت دریافت کرکے جو گھر کے اندر جانے
لگا تو ایکبار اُسکے چوکیدار کہنے لگے کہ اے کنگال بدخصال کہان جاتا ہے تو بھیک مانگنے آیا ہے
تو باہر سے سوال کر تیری جھولی تمنا کی یہان کی دستِ سخاوت سے پر ہوجاویگی یہ سخن دلشکن چوکی
دارون کا سُنکر کہنے لگا کہ اے مردک مین اس مکان کا مالک ہون یہ احوال اُسکی جورو نیک خصال
کے گوش ہوش تک پہنچا تو چقین اور پردہ چھوڑوا کے مکان عالیشان مین بلوایا الحاصل اُس کی نشست
و برخاست کی علامتون سے پہچانکر اس زن پارسا باحیا نے غسل دلوا کے بہ لباس نفیس آراستہ و
پیراستہ کیا لیکن وہ بخیل ذلیل اپنے دلمین کہنے لگا کہ خداوند یہ خواب ہے یا بیداری کہ کبھی ایسو دیکھنے
کا اتفاق اس آفاق مین ہوا تھا آخر الامر اپنی جورو نیکو سے پوچھنے لگا اے زن باوفا بہ خدا سچ بتا کہ
تمام مکان عالیشان اہل محلہ کے تیری عمارت سے کیونکر بلند دوچند ہین اور تجکو اے نیک خوبہ
دولت اور حشمت کہان سے ہاتھہ آئی یہ کلام اُس فرجام کا سُنکر اس زن پارسا باخدا نے کشتی دریا
نژاد کا مال احوال اُس سے مشروعاً نوکِ زبان سے بیان کیا اسابت پر کرامات کے سنتے ہی ایک

وہ ہاتھ جوڑ رو کو مار کر کہنے لگا اے ملعبت سیہ رخت مجکو چرخہ زنی کرنا تھی تھا لیکن اس قدر محلہ کو پامال
کرنا تھا نظم جو کچھہ کہ اب ہوا سو ہوا + لیک کشتی کو میرے پاس تو لا + دیکھون کیسی وہ پرکرامت ہی + کشتہ
ہی کیہ نخ دولت سے + الغرض اس کشتی بے بہا کو زمین پاک پر رکھکہ وہ ناپاک کہنے لگا اے خالق کبریائی
حضرت خواجہ خضر میرے دو مکان مع ساکنان دریائی لامکان مین ڈوب جائین غرض اس بوم شوم
کے دو مکان ویران ہوئے اور اہل محلہ کے چار چار مکان بے نشان ہو گئے دوسرے روز وہ جگر سوز
کشتی کو آگے رکھہ کے کہنے لگا اے ذات باری بحق خواجہ خضر اس شخص کے گھر مین آس پاس پچاس کوئین ہو
جائین علی ہذا القیاس اس کے گھر مین پچاس کوئین ہو گئے اوروں کو گھرون کے گرد سو سو کوئین بے چاہ اور
بے خواہش کہد گئے غرض تیسرے روز وہ غم اندوز یون کہنے لگا کہ اے صانع جن و بشر برائے حضرت خواجہ
خضر اس شخص کی ایک آنکھہ اور ایک کان دور ہو جاوے غرض تمام اہل محلہ اندہے اور بوچے ہو گئے آخرش سب
اہل محلہ زچ ہوکر کہنے لگے کہ یارو یہ بڑا غضب پرتعب ہی کہ اس ملعون ذوفنون کا تو ایک نقصان ہوتا ہے
اور ہمارے دوہرے زیان ہر زمان ہوتے ہین القصہ سب اہل محلہ مجتمع ہوکر اس بخیل ذلیل کے پاس آکر کہنے
لگے اے عزیز باتمیز اس حرکت ناشایستہ سے باز آ کیونکہ ہم ناحق پامال الم ہوئے جاتے ہین تب تو وہ بخیل ذلیل
کہا اے بہائیو یہ کیا غضب پرتعب ہے کہ مجکو ایک ہزار دینار ملین اور تمکو دو ہزار دینار ملین شعر ہائے اس
رشک سے نہ کیونکر آہ + حال مجھہ خستہ حال کا ہو تباہ + یہ سخن دلشکن سنکر اہل محلہ کہنے لگے اے عزیز با تمیز وہ
جو دولت غیر مترقب ہم لوگون کے پاس ہی بجہہ خناس سے دو چند سہ چند ہے اوسکو بخوشی و خرمی ہم سے
لے اور اس کشتی دریائے بہشتی کو تو حضرت خواجہ خضر کے نام نائو بنا کے چہڑا دے الغرض اس بخیل ذلیل نے
طمع زر نقد اور رشک اہل محلہ سے کہ مال بیروال اس سے دو چند پاتے سخے اس کشتی بے بہا کو ایک دریائی
ناپیدا کنار مین بہا دیا اشعار روے شیخ سعدی کا بجو رہیہ + سخن سب جہان مین ہے مشہور یہ + بخیلان ز
ز اموال بر مے خورند + بخیلان غم سیم و زر مے خورند + نقل ہے کہ ایک بخیل بے عدیل سے ایک
عزیز باتمیز نہایت موانست رکہتا تہا اتفاقاً اس عزیز باتمیز کو سفر در پیش ہوا اس بخیل ذلیل کے
قریب آکر کہنے لگا اے یار وفادار یہ گنہ گار دلفگار بر سر سفر وسیلہ الظفر تجہہ سے رخصت اس
وقت ہونے آیا ہے مگر بقول تجشتی قطعہ تحتشی تو فراق مرگ بدان + شاخ ما را نہ زیست برگ وگر +
گرچہ یک مرگ بر ہمہ دانند + فرقت دوستان ست مرگ وگر + اے دوست دلنواز واسطے محرم راز
اپنی انگشتر سے طلائی مینائی کی مجکو عنایت بصد بشاشت کر تو مین اُس کو بجائے نشانی تا بہ زندگانی
اپنے پاس رکہون اور جس وقت اُس کو دیکھون تجکو دل سے یاد کرون تاکہ تشفی خاطر فاتر مجہہ

دوچار افتادہ غم آمادہ کی ہو اُس کے جواب مین وہ بخیل ذلیل کہنے لگا اے دوست صادق واثق یار واثق کچھہ
اس انگشتری کی احتیاج نہین ہے اگر تجھکو مجکو یاد دل شاد یاد کرنا منظور ہوگا تو جسوقت تو اپنی اونگلی کو خالی دیکھنا
تو یہ کہنا کہ فلانے غمخوار سے مینے انگوٹھی طلب کی تھی اُس نے نہ دی مثل برائے یاد کردن یاران ہمین نکتہ بس
است + مگر وہ بخیل ناقص الدلیل قول بخشی کا نہ سمجھا قطعہ بخشی یار خوش کجا باشد + خدمت یار کن وے از حد +
اہل تحقیق خود چنین گویند + یار نیکو بہ از قرابت بد + شعر آشنائی کے حق کو اے مہجور + یہ سمجھا نہین کوئی
معذور + نقل ہے کہ ایک بخیل ذلیل جسوقت کہانا زہر مار کرنے کو بیٹھتا تو یہ بات واہیات کہتا کہ میرے
سامنے سے ہیڑ بہاڑ چھوڑ دو + شعر غرض طرفہ تر سنئے یہ ماجرا + کہ ایک آدمی پر یہ کہتا سدا + القصہ ایک روز
نوکر حیرت اندوز نے کہانا کہانے کے وقت ایک ڈہیلا بڑا سا قاب رشک آفتاب مین مارا اور اُس طرف سے
منہ پہیر کے چپ کھڑا ہو رہا یہ ماجرائے طرفہ برملا دیکھکر وہ بخیل ذلیل کہنے لگا اے ملعون ذو فنون تو نے میری
چینی کی رکابی خاصی کیون سنگ شرارت سے توڑی یہ کلام بادشنام سنکر وہ خدمتگار زبان دراز کہنے لگا:
نظم مین کیا جانون کسی درین ازدحام + شکستہ کیا ہے یہ ظرف طعام + جو ہوتی نہ ہر روز یہ ہیڑ بہاڑ + تو کرتا
پکڑ کر ادسے مار دہاڑ + سخن اپنے نوکر کا سنکے بخیل + لگا کہنے نوکر ہے یہ پُر دلیل + اِسے نوکری سے چھڑا دیجئے
اور اُسکے عوض اور رکھ لیجئے + غرض اُسنے مہجور یون ہی کیا + عوض اُس کے اور آدمی رکھ لیا +
نقل ہے کہ ایک بخیل ابن عزرائیل پاؤ سیر آٹا لیکر دو روٹیان ایسی پکواتا کہ ایک روٹی چھوٹی روغنی اور
دوسری سادی ان دونون کو پکواکے ایک رکابی سفالی مین رکھکر روکھی سوکھی دونون زہر مار کرکے خدمتگار
کامگار کو اسمین سے ذرا بھی نہ دیتا اور کہانا کہانے کے بعد کہتا اے خدمتگار غمخوار یہ رکابی شتابی دہوکر طاق
براق مین رکھدے یہ کلام نا فرجام سنکر خدمتگار زبان طراز جبین کہنے لگا کہ خشک رکابی کے دہونے سے کیا
حصول جو یہ نا معقول دہلواتا ہے غرض ناچار وہ خدمتگار الامر فوق الادب کے موافق کہنے لگا کہ سچ بھی ہے خاوند جون
کا بھی برا ہوتا ہے شعر یہی جان کر دل مین وہ آدمی + نہ کرتا کوئی بیدلی کبھی + غرض اُس بخیل ذلیل کا
تو یہ کلام مدام تہا کہ کہانے کے بعد اُس رکابی سفالی کو دہلواتا اتفاقاً ایک روز نوکر غم اندوز کچھہ بھوکا اور پیاسا
بیٹھا تہا کہ اسمین اس بخیل ذلیل نے کہا اے خدمتگار اس رکابی عنابی کو طاق براق مین رکھدے یہ بات واہیات
اس بدذات کی سنکر خدمتگار زبان طراز کہنے لگا اے صاحب کیا اس رکابی خالی مین پائخانہ بہرا ہے جو اسے
دہوکر رکھدون ابیات وہ ممسک یہ نوکر کا سنکر جواب + نہایت ہوا دل مین جلکر کباب + جو مہجور
ایسا نہ تہا وہ بخیل + وہ باتون سے اپنے ہوا کیون ذلیل نقل ہے کہ ایک منحوس مکھی چوس اپنی اوقات با
دن رات ایک پیسہ مین بسر کرتا تہا لیکن اس شہر مین ایک خبیث حریص اس سے بھی زیادہ سکونت کرتا تہا

اتفاقاً وہ خسیس حریص اُس منحوس مکھی چوس کی نحوست کا شہرہ سُنکر بصد مسافت اُس منحوس مکھی چوس کے
پاس آیا اور صرف اوقات کا پُرسان ہوا وہ منحوس مکھی چوس کہنے لگا اے عزیز باتمیز سچ تو یون ہے کہ اللہ
تعالے نے اپنی عنایت بے غایت سے دولت پُرنعمت بزرگون کی میرے صندوق نحوست مین اسقدر دی
ہے کہ ایک ہزار برس بیٹھا کھاؤن تو بھی کم نہ ہو لیکن مین نے اپنی اوقات دن رات کی ایک پیسے پر اسطور
سے رکھی ہے کہ یون پیسے کا آٹا آدہی پکوائی آدہی کا شوربا یا گڑھ لے کر کہانا اور بخوبی چین سے صبر شاید کلام
اس نافرجام کا سُنکر وہ بدانجام بولا اے تو نہایت فضول خرچ ہے **شعر** اپنے ہر روز کے واسطے ایک پیسا +
کہین دیکھا ہے بدمعاش ایسا + یہ سخن دلشکن سُنکر وہ منحوس مکھی چوس کہنے لگا اے غمخوار تو اپنے اوقات
واہیات کا بیان کر + کہ تو کسطرح شب و روز بسر کرتا ہے وہ خسیس طبع حریص جواب دہ ہوا اے بدمعاش
نا ہنجار اپنا یہ چلن پُرمحن ہے کہ ایک پیسا اور ایک رومال بے مال لیکر نکلتا ہون اور بقال کوٹھی وال سے
اس پیسا کا آٹا رومال بے مال مین لیکر ایک لمحہ کے بعد وہ آٹا خاصہ واپس کر دیتا ہون لیکن اُس رومال
بے مال مین جسقدر آٹا لگ رہتا ہے اُس کو الگ گوشہ مین بیٹھکر جھاڑتا ہون پھر اُس رومال مین اور بقال
نیک اعمال کی دوکان سے آٹا لیتا ہون ایک دم کے بعد اُس کو بھی پھیر دیتا ہون اور اُس رومال مین
پیسا ڈال کر بخوشی جھاڑ لیتا ہون غرض اس شکل سے دوپہر تین پہر پھرتا ہون اور ایک سے آٹا لیتا ہون
اور واپس کر دیتا ہون اس عرصہ مین جب میرے رازق کے موافق آٹا خاصہ جمع ہو جاتا ہے تو ایک بقال
سے نمک بے دھڑک ذراسا مانگ کر دریا کے کنارے جاتا ہون لیکن اس عرصہ مین جب تک مین آٹا
لیتا دیتا ہون تب تک راہ باٹ کی لکڑیان بھی چھپٹیان چن چن کر جمع کرتا جاتا ہون الحاصل لب ساحل
اس آٹے کو دریا کے پانی سے گوندھکر ان لکڑیون کی آنچ مین موٹی چھوٹی روٹی پکا کر بغل مین داب
کر ہر ایک گلی کوچہ مین پھرتا ہون جسوقت کہین دال کے بگھار یا گوشت بھوننے کی بو باس میری ناک
ہوس ناک مین آتی ہے وہین بیٹھکر بہ لذت تمام اپنا طعام کھا لیتا ہون **مثنوی** میری تو اسطرح
سے ہے اوقات + ایک بدمعاش ہے بیہات + سُنکے منحوس بولا یہ تقریر + بولا میرے معاش
ہے توقیر + سچ تو یون ہے کہ تجھ سا دنیا دار + مین نے دیکھا نہین کوئی اے یار + سبکہ مجبور کو بکو پھرو
کیجئے لعنت ہے بر تری و کدو + **نقل** ہے کہ ایک منحوس مکھی چوس اور خسیس حریص سے جو ملاقات
جو ہوئی تو آپس مین اپنے اپنے اوقات واہیات کا احوال وہ بداعمال بیان کرنے لگے پہلے منحوس
مکھی چوس بصد فخر یہ بولا کہ اے یار غمخوار مین ناکام ایک چھ دام کا گھی چھوٹی شیشی مین بھر رکھتا ہون
ایک برس کے بعد پھر لیتا ہون اور اوسکو اس طرح صرف کرتا ہون کہ جسوقت کہانے کا وقت آتا ہے

تو اس گھی کی شیشے کو کھچڑی مین گاڑ دیتا ہون اور اُسکی بوباس بتیاس سے کھچڑی بشوق تمام نوشجان کرتا ہون مگر لقمہ آخیر مین بلا ناچیز ایک رتی وہ گھی ماشاء اللہ البتہ لگا کر کھاتا ہون غرض ایک سال کے بعد وہ گھی خرچ ہوجاتا ہے پھر شروع سال مین یہ بدخصال او روپیلے کا گھی مخفی خرید تا ہے ابیات یہ سنکر چلن اُس بد اعمال کا یہ لگا کہنے تو ہے بُرے چال کا + چلن والون کی اسطرح سے معاش + ہنین ہنسنے دیکھی کہین فاش فاش + اے عزیز بے تمیز اپنا تو چلن پر فن یہ ہے یعنے کھانا کھانے کی وقت لقمہ بناتا ہون اور گھی کے منڈوی کی طرف دکھا کر کھاجاتا ہون اے یار غمخوار اس شہر غدار مین ایسے بُڑے بُڑے لوندے گھی کی ہر لقمہ کے ساتہ بے آفات کھانے مین آتے ہین کہ جس کے بیان مین چرب زبانی نہین ہوسکتی نظم یہ سنکر وہ منحوس کہنے لگا + چلن والا انجسا نہین دو مطر + ترے سامنے واقعی اے عزیز + چلن مین نہایت ہون مین بے تمیز + ہمارا تو مجبور ہے یہ مقال + سگ زر دہ ہے تو یہ ہے شغال نقل ہے کہ ایک عورت خسیس حریص ایک زن پارسا باحیا کو رشتہ داری قریب کے باعث سے اپنے گھر مین وہ غیبانی برائے مہربانی لائی دو چار گھڑے کے بعد کہنے لگی اے بی بی کچھہ کھانا کھا تو تیرے واسطے پکواؤن اور مجکو تو ابھی بھوک نہین ہے وہ زن پارسا باحیا کہنے لگی اے بی بی ابھی کیا جلدی ہے جو کچھہ گھر مین پکے گا مین بھی وہی کھالونگا یہ سنکر وہ عورت پرفطرت چپ ہو رہی بعد گفتگو بسیار پھر وہ زن مکار بولی اے بی بی دوپہر تو ہونے آئے اب تیرے واسطے کہ تو گوشت وغیرہ منگوا کر پکوالون اس مین وہ زن پارسا باحیا کہنے لگی کیا مضائقہ ہے یہ کلام وہ نافرجام سنکر کہنے لگی تو نہ کچھہ کھاویگی نہ پیئے گی میرا کھانا ناحق پکا پکایا خراب ہوجاویگا یہ کہکر وہ عورت پرفطرت ادہر ادہر کی باتین کرنے لگی اسمین وقت اختتام شام کا ہونے لگا تو وہ عورت بدخصلت کہنے لگی اے بی بی اب بھی کچھہ نہین گیا مگر گوشت تو اسوقت نہ ہم پہنچے گا اگر کہہ تو تھوڑی کھچڑی تھوڑی مین دل بریان تیرے واسطے پکوالون اس زن پارسا باحیا نے کہا کیا مضائقہ پھر یون جواب دہ ہوئی کہ بی بی تو نہ کچھہ کھائے گی نہ پئے گی یون ہی بے دلی سے کہتی ہے میرا کھانا خاصہ ناحق خراب جاویگا قصہ مختصر اُس بیچاری آفت کی ماری کو وہ زور کال وسی لیت ولعل مین رکھا لیکن کھانا ذرا بھی نہ پکوایا تیسرے روز اُس زن جگر سوز سے کہنے لگی کہ اے بی بی آج تین دن ہوگئے ہین کہ تو نے پان اور پانی کے سوا کھانا نہین کھایا اگر آج کہو تو روکھی روٹے کے چپڑی شکستہ طیار کرون بھلا اسی کو ذرا منہ مین ڈال لینا اتنا تملق اے رشک حور کیا ضرور یہ بات واہیات سنکر وہ نیک صفات کہنے لگی اے ناپاک زبان چالاک ابیات نہ پکاتی ہے نہ کھلاتی ہے + بات ناحق کو کیون بناتی ہے + تو وہ عورت خسیس ہے بے پیر طفل کو رکھے جو سدا بے شیر + یہ سخن دل شکن اُس زن پارسا باحیا کا سنکر کہنے لگی اے بی بی تو

بھی اپنا پرایا کتنا سمجھتے ہے کب تونے کہا اور کب مجھ ناشنفی نے تیرے واسطے کھانا نہ پکوایا تب وہ زن
پارسا با خدا خفا ہوکر بولے اسے کمبخت زبان سخت کہین یہ بھی سنا ہے کہ انسان یا حیوان ہے کہانا کھانے
رہتا ہے کیا تجکو نہین سوجھتا تھا و یا آنکھون سے اندھی ہے اور اس کے سوا جب تونے کھانا پکوایا اُسے
کو کہا مین نے کہا کیا مضایقہ تو وہین زبان سخت دراز کرکے بولتی تھی کہ کچھ نہ کھانا ہیگی نہ پیئے گی تو یہ نہین
بیبلی سے کہتی ہے اس کے جواب مین پھر وہ عورت پرفطرت بولی کہ اسے بی بی مین نگوڑی نہ جانتی تھی
کہ تو سچ مچ کہتی ہے لیکن خیر اب تیرے واسطے کہانا معقول معقول پکواتی ہون دیکھون تو کہا تک کھاتی
ہے یہ کلام اُس نافرجام کا سنکر وہ زن پارسا دل صفا کہنے لگی کہ اب کچھ احتیاج اس بد مزاج کو کہانا
کہلانے کی نہین ہے کیونکہ سطر روزہ طے ہو چکا اب مین اپنے گھر جاکر افطار کرلونگی اس کے جواب مین کہنے
لگی خیر بی بی جس طرح تیرا جی چاہے تو وہی کر کیونکہ تو نہایت تنک مزاج ہے تیری خفگی بیبلی مجھکو منظور
نہین لیکن برائے خدا ذرا یہان پھر تشریف فرما ہونا کیونکہ مین تیری خدمتگاری بدلداری نہین بجالائی
یہ بات واہیات سنکر وہ زن کہنے لگی اے بی بی نظم جو ترے گھر مین مہمان آئے + کھانے کی جا
وہ آہ و غم کہائے + آخرش کو وہ زن خفا ہوکر + بھوکی پیاسی گئی بس اپنے گھر + پھر نہ جھجے پردہ کسی
کے یہان + اپنے بیگانون مین گئے مہمان ۂ

تمام شد

بفضل ملک الوہاب یہ کتاب انتخاب مرتب بہ شش باب پر از حکایات نایاب مسمی بہ انشائی نورتن مشکبو
چمن مہجور دل رنجور پر قصور بے شعور نے اختتام کی لیکن دوستان صادق اور محبان واثق کی خدمت
فیضدرجت مین عرض ہے کہ اس انشائے لیلی نژاد کو ناقہ قرطاس پر محمل نشین کرکے جابجا وحشت زدہ فی
وادی عبارت پر فصاحت مین مجنون صفت ساربانی بامہار معانی کے ہو جس جا کلام نا تمام اور نشتر
الفاظ کا غلطی سے بے پہلو پڑے تو اُوسکو دست شفقت سے بجد صحت پر پہنچا دین اور اگر اُس گلدستہ
نورتن کی سیر بہار سے دل کو فرحت ہو تو اُس روسیاہ پر گناہ کے حق مین دعا خیر کرین تا کہ بوسیلہ نجات
عالی درجات سے یہ دل افسردہ مثل گل پژمردہ باغ جنان مین سایہ طوبی کے ہمسایہ ملین سر سبز ہو
بقول جامی علیہ الرحمۃ کے ابیات ہر کہ خواند دعا طمع دارم + زانکہ من بندۂ گنہگارم + آنکہ مارا کند
بہ نیکی یاد + نام او در جہان بہ نیکی باد ۂ